وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ پارہ ۴

اور جو لوگ خدا کی راہ میں قتل کیے گئے ہیں ان کو ہرگز مردہ نہ گمان کرنا بلکہ وہ زندہ ہیں اپنے رب کے پاس سے
رزق پاتے ہیں

درمیان کربلا از بسکہ قحطِ آب شُد
اشک در چشمِ یتیماں گوہرِ نایاب شُد

محمدؐ

علیؑ فاطمہؑ

نعیم الابرار

حسنؑ حسینؑ

جلد چہارم

مؤلفہ

نعیم الواعظین سرکار نعیم الملّت جناب مولانا غلام حسین صاحب شہید

رحمت اللہ بک ایجنسی
کاغذی بازار، کھارادر، کراچی ۷۴۰۰۰
فون 2431577

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتًا ۚ بَلْ أَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُونَ (پارہ ۴ رکوع ۸)

اور جو لوگ خدا کی راہ میں قتل کیے گئے ہیں ان کو ہرگز ہرگز مردہ گمان نہ کرنا بلکہ وہ زندہ ہیں اور اپنے رب کے ہاں رزق پاتے ہیں

درمیانِ کربلا از بسکہ قحطِ آب شد

اشکِ در چشمِ یتیماں گوہرِ نایاب شد

واعظین مبلغین اور مناظرین کے لیے مشعلِ راہ بلکہ استادِ کامل

نعیم الابرار

فی

اذکارِ النبی المختار و آلہِ الاطہار

جلد چہارم

مؤلفہ

نعیم الواعظین سرکار نعیم الملت جناب مولانا الحاج غلام حسین صاحب قبلہ نعیمی شہید ساہیوال (پاکستان)

ناشر

مکتبہ النذیر نزد ڈیل بسکٹ فیکٹری بالمقابل مسجد حیدریہ ساہیوال (پاکستان)

(جملہ حقوق بحق مؤلف و ناشر محفوظ ہیں)

نام کتاب	:	نعیم الابرار جلد نمبر 4
ناشر	:	رضا احمد تقی
طابع	:	مکتبۃ النذیر بالمقابل مسجد حیدریہ' جی ٹی روڈ' ساہیوال
قیمت	:	150 روپے

اشاعت

باراول	1,000	
باردوم	1,000	مارچ ۱۹۹۹ء

ڈائمنڈ پرنٹنگ پریس جناح روڈ ساہیوال

عناوین مجالس

خطبہ نمبر ۱ صفحہ ۱۶۹

خطبہ نمبر ۲ صفحہ ۲۱۰

نمبر شمار	تفصیل	صفحہ
پہلی مجلس	ادنیٰ اور اعلیٰ کا چناؤ ۔ ہر چیز برابر نہیں ۔ اصطفیٰ انبیا علیہم السلام ۔ حضرت ابو طالب کے کامل مومن ہونے کے دلائل ۔ حضرت بریر بن خضیر کی شہادت ۔	۹
دوسری مجلس	خدا تعالیٰ کا چناؤ دو صفات کو دیکھ کر ہوتا ہے ۔ حضرت اشموئیل سے بنی اسرائیل کی درخواست حضرت علیؑ کا چناؤ علم اور شجاعت میں ۔ حضرت مسلمؓ بن عوسجہ کی شہادت ۔	۲۵
تیسری مجلس	وارث قرآن کی تشریح ۔ ورثہ سے وارث افضل ہوتا ہے ۔ قاری کی تشریح ۔ مصائب حضرت جونؓ اور معصوم کا فرمان ۔	۴۲
چوتھی مجلس	تشریح نوے کروڑ مسلمانوں کے رسومات مذہبی سب ایک ہیں صرف امامت ایک فرقہ کی علیحدہ ہے ۔ موسیٰؑ اور فرعون ۔ مصائب بتولؑ کا راہب کے گھر آنا اور بین کرنا ۔	۶۰
پانچویں مجلس	نگاہ اپنی اپنی کی تشریح ۔ نسیبہؓ بنت کعب ۔ علیؓ بن جعفرؓ کی نگاہ انتخاب حضرت امام محمد تقیؑ کے بارے میں ۔ مصائب مظلوم کربلا کی لاش پر ثانی زہراؑ کے بین ۔	۷۶
چھٹی مجلس	تشبیہ مصطفیٰؐ کی تشریح کار رسالت میں ۔ جیسے موسیٰؑ ویسے محمدؐ ۔ موسیٰؑ کے صحابہ کی نافرمانی مصائب ہمشیر حسینؑ جبرائیلؑ کا مولا کی خدمت میں عرض کرنا ۔	۹۴
ساتویں مجلس	مومن کون ہے نگاہ معصوم مومن اور منافق کو دیکھتی ہے ۔ انبیاء کا وعدہ نصرت اور میثاق ۔ حضرت علیؑ کی ولا کے بغیر ایمان کامل نہیں ہوتا ۔ مصائب حضرت سکینہؑ اپنے باپ کی لاش پر ۔ اور سکینہؑ کا اونٹ پر سے گرنا ۔ ثانی زہراؑ کے بین ۔	۱۱۳
آٹھویں مجلس	شعائر اللہ کی تشریح ۔ رسول اللہ کی نگاہ میں بتولؑ کی عظمت ۔ امام حسینؑ دوش رسول پر اور سیدہؑ کی عرض ۔	۱۳۱
نویں مجلس	چار قسم کے لوگ مزاج کے لحاظ سے ۔ حبیب بن مالک کا مسلمان ہونا ۔ حضرت ابو ذرؓ	

نمبر شمار	تفصیل	صفحہ
	کی منصف مزاجی ۔ خیام کو آگ لگنا ۔ معصومہ کا حمید سے نجف کا راستہ دریافت کرنا ۔ حُر کی بیوی کا آنا ۔	۱۵۰
دسویں مجلس	گواہ رسالت ۔ ومن عندہٗ علم الکتاب کی تشریح ۔ جنگ خندق میں علیؑ کا کردار اور رسول کا فرمان حضرت صفیہؓ اور حسان کا واقعہ جنگ در عزن ۔ خولی ملعون کا حضرت سکینہؑ کے گوشوارے اتارنا ۔ خولی کی عورت کا خواب میں بتولؑ کو دیکھنا ۔	۱۷۰
گیارہویں مجلس	ہر بشر نجات کا طالب ہے ۔ عظمت معرفت محمدی پیغمبرؐ نے کونسا دروازہ دکھلایا ۔ دُنی تارکؒ کی بحث ۔ مصائب شام غریباں ۔ جناب حضرت سکینہؑ کا اصغرؑ کی لاش پر پانی لے جانا ۔	۱۹۰
بارہویں مجلس	میزان کی تشریح ۔ تمام انبیا جزوی نبی اور محمد مصطفیٰ اطلاق نبی ہے ۔ ہر کمال کی چھ منزلیں ہیں ۔ مصائب ثانی زہراؑ کا بازار کوفہ میں خطبہ اور ایک مومنہ کا انتقال ۔	۲۱۱
تیرہویں مجلس	کعبہ کی عظمت اور علیؑ کی ولادت کعبہ میں ۔ میثم بن وعیب کا عرض کرنا ۔ خدا اور رسولؐ کے مولا علیؑ کو انعامات دینا ۔ مصائب حضرت عبداللہؓ ابن عفیف کی شہادت ۔	۲۳۰
چودھویں مجلس	محمد رسول اللہ کی تشریح ۔ شب ہجرت کا منظر ۔ صحابہ اور آل کا مقام ۔ مصائب آل رسولؐ کا لٹا ہوا قافلہ بازار کوفہ میں اور لوگوں کا ہجوم ۔	۲۵۱
پندرھویں مجلس	ولا تتمنوا کی تشریح ۔ سجادؑ کے اونٹ کی موت ۔ حضرت نبی اکرمؐ کا مردے کو زندہ کرنا ۔ بنی اسرائیل کے انبیاء سے امت مصطفےٰ کے علماء افضل ہونے کے اثبات ۔ مصائب حضرت سکینہؑ کا اونٹ سے گرنا ۔ قبلیہ بنی اسد کا شہیدان کربلا کی لاشوں کو دفن کرنا ۔	۲۷۲
سولہویں مجلس	بلغ ما انزل قرآن مجید کی آخری آیتیں ۔ واقعہ غدیر کی تفصیل ۔ حارث بن نعمان فہری پر عذاب ۔ دلائل خلیفہ بلافصل ۔ مصائب جمال کی حرکت ۔	۲۹۲
سترہویں مجلس	عبادت کی تشریح ۔ امام جعفر صادقؑ کا فرمان ۔ ضربت علیؑ یوم الخندق کی تفسیر تشریح کعبہ قرآن اور حضرت علیؑ ۔ الشیخ مفیدؒ اور علم الہدیٰ ۔ مصائب تاراجی خیام ۔	۳۱۲
اٹھارہویں مجلس	ھن لباس لکم ۔ مومنہ کا واقعہ جس نے شوہر کی فرمانبرداری کی ۔ اجرہ جلیلؑ کا لباس ۔ رسول اللہ کا فرمان خدیجۃ الکبریٰؑ کے بارے میں ۔ مصائب دربار شام ۔	۳۳۳
انیسویں مجلس	ہادی الی الحق کی تشریح ۔ وادی النمل کا واقعہ ۔ مشرکین کا قافلہ وادی تنعیم میں ۔ حضرت یوسفؑ سے خواب کی تعبیر ۔ حضرت اسماعیلؑ اور ماں کی موت ۔ مصائب جناب مسلمؓ بن عوسجہ کی فرزند کی شہادت ۔	۳۵۵
بیسویں مجلس	احسان کا بدلہ احسان ۔ عزادار کا مقام ۔ عزادار عورت کے بیٹے کی قبر پر سیدہ ۔ من کنت مولا ۔ علیؑ کیوں کعبہ میں پیدا ہوئے ۔ علیؑ نے مقدادؓ بن اسود کو ایک دینار دیا ۔ قبر میں مولا آئے ۔ مصائب شہادت زہیر ابن قین ۔	۳۷۶
اکیسویں مجلس	اجر رسالت کی تشریح ۔ عکرمہ کا ابو جہلؓ کو جواب آمنہ ۔ صحیح معرفت نبی کی حالت کی ۔ نبیؐ کو خطبہ میں چھوڑ کر صحابہ چلے گئے امام جعفر صادقؑ اور ایک واعظ ۔ مومنہ شطیطہ کا واقعہ ۔ مصائب حجر بن عدی کی شہادت اور رشید ہجری کی شہادت ۔	۳۹۸
	تعیم ملت کے شاگردوں کی فہرست ۔ ... حق کے متلاشی اسے بھی پڑھیں ۔	۴۱۹

احوالِ واقعی

ناظرین حضرات کی خدمت میں نعیم الابرار کی چوتھی جلد پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں اس جلد کو مومنین کی خواہش کے مطابق جلدی منظر عام پر نہ لا سکا اس کی وجہ یہ رہی کہ میں اکثر مجالس میں مصروف رہتا ہوں اور کتاب کی تیاری میں وقت اور سکون ضروری ہے۔ میں نے اپنے اوپر یہ لازم قرار دیا ہے کہ کلام مجید کی آیات اور احادیث پر اعراب لگائے جائیں۔ اور اس کے ساتھ یہ بھی کہ کوئی واقعہ ایسا تحریر نہ کیا جائے کہ جس کا حوالہ زیب تحریر نہ کر سکوں۔ شاید ہی کوئی ایسا واقعہ ہو کہ جس کو میں نے نعیم الابرار میں بغیر حوالے کے درج کیا ہو۔ واقعہ کی ترتیب اور اس کے ساتھ حوالہ جات اس بات کے مُتقاضی ہیں کہ کتابوں کا وافر ذخیرہ ہو اور کافی وقت اور سکون نصیب ہو۔ کتاب کی تاخیر کی دوسری وجہ یہ ہے کہ میں ایک سال تک آنکھوں کی تکالیف میں مُبتلا رہا۔ میری آنکھوں کی داستان بڑی طویل ہے مختصر یہ کہ بچپنے میں آشوبِ چشم کی وجہ سے آنکھیں خراب ہوئیں۔ ساری زندگی آنکھوں کا علاج ہی کراتا رہا۔ ۱۹۴۵ء میں ایک اپریشن کرایا جو ناکام ہوا ۱۹۵۲ء میں میو ہسپتال لاہور میں مسلسل چھ مہینے داخل رہ کر متواتر چار اپریشن کرائے۔ ۱۹۶۵ء میں نشتر ہسپتال ملتان سے ایک اپریشن کرایا جس سے چنداں فائدہ نہ ہوا۔ نظر کی کمزوری کی وجہ سے میں پوری زندگی ہی پریشان رہا۔ پچھلے سال عزیز ڈاکٹر میجر محمد بشیر علی سلمہٗ تعالےٰ ایم۔بی۔بی۔ایس کی وساطت سے میں میو ہسپتال لاہور میں آنکھ کی پتلی تبدیل کرانے کی غرض سے داخل ہوا دو ماہ سے کچھ اُوپر دن ہسپتال میں گزارے۔ میں جناب ڈاکٹر محمد افضل چوہدری بی ایس سی، ایم۔بی۔بی۔ایس، ڈی۔او، آر۔سی۔پی (لندن) آر۔سی۔ایس (انگلینڈ) ایف۔آر۔سی۔ایس (ای۔ڈی) اسسٹنٹ پروفیسر کے۔ای میڈیکل کالج اینڈ سرجن میو ہسپتال لاہور کا تہ دل سے شکر گزار ہوں کہ انہوں نے مجھ

بیکار کو کار آمد بنا دیا۔ میں ۲۵ر مارچ ۱۹۸۱ء کو ہسپتال میں داخل ہوا۔ ۱۰ر اپریل کو ایک اپریشن ہوا اور اس کے بعد ۲ر مئی ۱۹۸۱ء کو آنکھ کی پتلی تبدیل کی گئی۔ پھر اس کے بعد ایک ماہ تک ہسپتال میں مجھے رہنا پڑا۔ میں نے دوران علاج ڈاکٹر مذکور کو قریب سے دیکھا کیونکہ میرا علاج چوہدری صاحب کے ہی سپرد تھا۔ انہوں نے نہایت سوجھ بوجھ اور تجربہ سے کام لے کر میری مایوسی کو دُور کیا۔ میرے تصور میں بھی یہ نہ تھا کہ جو آنکھ تقریباً پنتالیس ۴۵ برس سے کمزور رہی وہ درست ہو جائے گی اللہ تعالےٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس کریم نے بحق محمدؐ و آل محمد علیہم السلام مجھے بینائی عطا فرمائی اور میں آج کل اُسی آنکھ سے کام لیتا ہوں جو پنتالیس ۴۵ برس پہلے مجھے جواب دے چکی تھی میں خالق کائنات کا شکر ادا کرنے کے بعد ڈاکٹر محمد افضل صاحب چوہدری کا بھی تہ دل سے مشکور ہوں کہ اُنہوں نے اپنے تجربات اور قابلیّت کو بروئے کار لا کر مجھ پر احسان عظیم فرمایا میں نے ڈاکٹر مذکور کو صرف اپنے لئے ہی شفیق اور مہربان نہیں پایا بلکہ ہر مریض کی یہی آواز تھی کہ چوہدری صاحب نہایت ہی اچھے اور شفیق ڈاکٹر ہیں اللہ تعالیٰ چوہدری صاحب کو دن دوگنی رات چوگنی عظمت و ترقی عطا فرمائے اور جس خوش اسلوبی سے وہ اپنے فرائض کو انجام دے رہے ہیں اس میں مزید اضافہ کر کے مخلوق خدا کو ابر رحمت کی طرح فیضیاب کرتے رہیں۔ آمین ثم آمین۔ مومنین سے گذارش ہے کہ وہ میرے لئے دعا فرمایا کریں کہ اللہ تعالےٰ اس میری محنت کو قبول فرمائے اور مجھے توفیق عنایت کرے کہ میں پانچویں جلد نعیم الابرار کی مومنین کرام کی خدمت میں پیش کر سکوں۔ تاخیر کی تیسری وجہ یہ ہے کہ جب میں نعیم الابرار کی تیسری جلد تیار کر چکا تو ہمارے ملک میں یہ آواز پیدا ہوئی کہ شیعہ حضرات کا کلمہ علیؑ ولی اللہ۔ کہنا جائز نہیں ہے اس پر مجھے ایک کتاب تذکرۃ النعیم لکھنا پڑی جو آج سے کافی عرصہ پہلے شائع ہو چکی ہے۔ اُمید ہے کہ مومنین میری ان مجبوریوں کو مدنظر رکھتے ہوئے تاخیر کتاب کی شکایت سے دست بردار ہو جائیں گے اور اگر مناسب سمجھیں تو میرے لئے دعا فرما دیں کہ اللہ تعالےٰ میرا اور تمام مومنین کا انجام بخیر کرے۔ والسلام

خادم الثقلین غلام حسین عفی عنہٗ

ساہیوال

رباعی۔ بڑی پُر لطف بات کہنے کا دھنی ہوں ۔ مضامین مودۃ ۔ بہن غنی ہوں
مقصّر لوگ کہتے ہیں فقط واعظ ۔ خدا کے فضل سے میں پنجتنی ہوں

ایک حقیقت

چودہ ۱۴ سو سال کے بعد ایک آدمی نے کسی ذاتی غرض کے تحت۔ اعلان کیا کہ میں نے شیعہ مذہب چھوڑ کر اہلسنت مذہب اختیار کیا۔ کچھ عرصہ کے بعد اُس نے میرے سامنے توبہ کی اور تحریر دی کہ میں نے اب اہلسنت مذہب سے توبہ کی ہے اس کی تحریر پڑھنے سے واضح ہوتا ہے کہ یہ کس قماش کا آدمی ہے اور اُسے اب کیا سمجھا جائے جبکہ اب وہ پھر سُنی بن گیا۔

راقم غلام حسین عفی عنہ ساہیوال

توبہ نامہ

استغفر اللہ ربی و اتوب الیہ ۔ بحق محمدؐ و آلِ محمدؐ علیہم السلام

میں محمدؐ و آلِ محمدؐ علیہم السلام کو گواہ کر کے اور خداوند تعالےٰ کو حاضر ناظر جان کر بغرض اشاعت یہ چند حروف تحریر کر کے دے رہا ہوں۔ کہ میں نے جو مذہب اہلسنت والجماعت اختیار کیا تھا اس سے توبہ کر کے مذہب شیعہ اثنا عشریہ کا اعلان کرتا ہوں اور محمدؐ و آلِ محمدؐ کی بارگاہ سے معافی کا طلب گار ہوں مجھے اُمید ہے کہ شیعان حیدر کرار میری اس توبہ کو قبول فرما کر دامن عفو میں جگہ دیں گے ۔ والسلام ۔ احقر محسن رضا عفی عنہ

جی ٹی روڈ جہلم گڈز ایس سروس گجرات

گواہ شد

انور علی عفی عنہ فاضل عربی خطیب

جامع مسجد جعفریہ گڑھ مہاراجہ

ضلع جھنگ

گواہ شد

حافظ زمرد حسین عفی عنہ

بمقام الہ آباد تحصیل لیاقت پور

ضلع رحیم یار خاں

۲۴/۱/۷۷

اہلسنت علماء سے استفسار

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ کیا فرماتے ہیں علمائے اسلام دریں مسئلہ کیا اگر ہاتھ کھول کر نماز پڑھی جائے تو جائز ہے یا کہ فعل حرام ہے۔ سائل محمد صدیق

الجواب کتب احادیث وفقہ میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سینہ پر ہاتھ باندھنا۔ سینے سے نیچے ہاتھ باندھنا۔ ناف کے نیچے ہاتھ باندھنا اور ہاتھ چھوڑ کر نماز ادا کرنا سب صورتیں ثابت ہیں، ان میں سے ناف کے نیچے ہاتھ باندھنا سب سے افضل ہے۔ باقی تمام صورتیں بھی جائز ہیں۔ امام مالک کے نزدیک ہاتھ چھوڑ کر نماز ادا کرنا افضل ہے۔ فقط واللہ اعلم غلام رسول عفی عنہ

مہر مدرسہ جامعہ رشیدیہ۔ غلہ منڈی ساہیوال

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۵ استفسار

کیا فرماتے ہیں علمائے دین دریں مسئلہ کیا نماز ہاتھ کھول کر پڑھی جائے تو جائز ہے۔ یا فعل حرام ہے۔ سائل محمد صدیق

الجواب اقول باللہ التوفیق۔ نماز ہاتھ کھول کر پڑھنی جائز ہے۔

ھکذا فی کتب الفقہ محمد غوث بقلم خود خطیب جامع مسجد دہاڑی

۸ ر فروری

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام دریں مسائل میں۔

۱۔ کیا رسول خدا انگوٹھی پہنتے تھے اگر پہنتے تھے تو کس ہاتھ میں۔ سائل نذیر احمد

الجواب دائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنتے تھے

۲۔ سوال۔ کیا نبی اکرم عمامہ باندھتے تھے یا ٹوپی اگر عمامہ باندھتے تھے تو کس رنگ کا سائل نذیر احمد

الجواب۔ عمامہ ثابت ہے۔ سفید۔ سبز۔ سیاہ۔

غلام رسول عفی عنہ مہر مدرسہ جامع رشیدیہ رجسٹرڈ

ساہیوال

پہلی مجلس

ادنیٰ اور اعلیٰ کا چناؤ۔ ہر چیز دوسری چیز کے برابر نہیں۔ حضرت یعقوبؑ کے ۱۲ بارہ بیٹے مگر نبوت کا تاج حضرت یوسفؑ کو ملا۔ اُونٹ اور اُونٹنی میں تمیز نہیں۔ حضرت آدمؑ اور حضرت نوحؑ اور حضرت ابراہیمؑ کا چناؤ۔ آل عمران کی تشریح معصوم کا فعل اللہ کا فعل ہے۔ حضرت ابو طالبؑ کے گھر کو خدا نے اپنا گھر کہا۔ حضرت عبدالمطلبؑ کا انتقال اور بیٹوں کو وصیّت ـــــ اور رسول اکرمؐ کا چناؤ۔ بیٹیاں کل ایمان۔ مشرک سے نکاح ناجائز۔ فاطمہؑ بنت اسد سابق الایمان تھیں۔ تبرکات انبیاء کا آمین ہونا جناب عمران کا۔ ابو طالبؑ نے نبی کا نکاح پڑھا۔ نبی نجس نہیں کھاتے۔ رسولؐ خدا کی نصرت کے بارے میں وصیّت حضرت ابو طالبؑ کی انگوٹھی پر نقش۔ حضرت بُریر بن خضیر کی شہادت۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ہ

اِنَّ اللّٰہَ اصْطَفٰٓی اٰدَمَ وَنُوْحًا وَّاٰلَ اِبْرٰھِیْمَ وَاٰلَ عِمْرٰنَ عَلَی الْعٰلَمِیْنَ ۝ پارہ ۳ رکوع ۱۲ ترجمہ یقیناً اللہ نے اصطفےٰ کیا آدمؑ کا اور نوحؑ کا اور آل ابراہیمؑ کا اور آل عمران کا تمام عالمین سے چناؤ اس مقام پر ہوتا ہے جہاں ادنیٰ اور اعلیٰ ہوں۔ اگر تمام برابر ہوں تو چناؤ کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ لفظ چناؤ اس بات کی دلیل ہے کہ تمام برابر نہ تھے سنو نہ سارے کھرے تھے اور نہ سارے کھوٹے تھے۔ کچھ ادنیٰ کچھ اعلیٰ کچھ کھرے کچھ کھوٹے کچھ اپنے کچھ بیگانے کچھ دوست کچھ دشمن کچھ نیک کچھ بد کچھ رحمتہ اللہ اور کچھ لعنت اللہ۔ کچھ رضی اللہ کچھ علیہ السلام تبھی تو قدرت نے چناؤ فرمایا۔ تمام ایک جیسے کہنے والے خود بھی دن رات پڑھتے ہیں۔ تِلْکَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَھُمْ عَلٰی بَعْضٍ پارہ ۳ رکوع ۱ ترجمہ رسولوں کو ہم نے بعض رسولوں پر فضیلت عطا کی ہے۔ ثابت ہے کہ تمام رسول ایک جیسے نہیں ہیں اگر ایک جیسے ہوتے تو صاحب شریعت صاحب کتاب تمام کیوں نہیں۔ میں کہتا ہوں کہ تمام انبیاء علیہم السلام سے افضل تاجدار رسالت حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بلکہ تمام رسول میرے مولا کے امتی ہیں۔ مسلمانو ضد نہ کرو اللہ تعالےٰ نے کسی ایک چیز کو دوسری چیز کے برابر پیدا نہیں کیا۔ ایک باپ کے چار بیٹے ایک عالم ہے تو دوسرا جاہل ہے ایک پست ہے تو دوسرا بلند ہے ایک عقلمند ہے تو دوسرا احمق ہے۔ ایک کریم ہے تو دوسرا بخیل ہے دور نہ جائیے حضرت یعقوبؑ نبی کے بارہ ۱۲ بیٹے تھے فرماؤ کیا سارے یوسفؑ تھے۔ ارے گیارہ ۱۱ اور تھے اور یوسفؑ اور تھا۔ گیارہ ۱۱ چالیس ۴۰ برس پیغمبر کی صحبت میں رہے پیغمبر کا پاک رزق کھایا۔ پیغمبر کی پاک کلام سنتے رہے پیغمبر کی نظر رحمت سے فیضیاب ہوتے رہے۔ اور ایک یوسفؑ بچپنے میں باپ سے جدا ہو گیا۔ کبھی جنگل میں طمانچے کھا رہا ہے۔ کبھی کنوئیں میں پھینکا جا رہا ہے۔ کبھی بازار میں بشکل بردہ بک رہا ہے کبھی زلیخا کے مکر و فریب سے بچنے کی کوشش کر رہا ہے۔ کبھی قید خانے میں

قیدیوں کی فہرست میں کھڑا نظر آرہا ہے۔ چالیسؑ سال یوسفؑ کافروں میں اور چالیسؑ برس یوسفؑ کے بھائی نبی کی صحبت میں بتاؤ مسلمانو جب قدرت کی طرف سے جبرائیلؑ نبوت کا تاج لے کر آیا تھا صحبت میں بیٹھنے والوں کو دیا تھا۔ یا حقدار کو قید خانے میں تلاش کر کے پہنایا تھا۔ صلوٰۃ۔ رباعی عرض ہے

نہ الفت ہوا پنوں میں بھی کچھ اغیار ہوتے ہیں ‎ ‎ اُنہیں کیا فائدہ صحبت سے جو بدکار ہوتے ہیں
مہک اپنی مزاج اپنا محل اپنا۔ مقام اپنا ‎ ‎ ہمیشہ باغ میں پھولوں کے ساتھی خار ہوتے ہیں

مسلمانو نہ سارے دن ایک جیسے نہ ساری راتیں ایک جیسی نہ ساری گھڑیاں ایک جیسی نہ ساری ساعتیں ایک جیسی۔ قدرت کا اعلان ہے۔ لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِّنْ أَلْفِ شَهْرٍ پارہ ۳۰ رکوع ۲۲ لیل قدر ہزار مہینے کی راتوں سے افضل ہے۔ یعنی تقریباً چوراسی ۸۴ سال کی راتوں سے افضل ہے ایک رات۔ روایت ہے کہ حضرت معاویہ نے اپنے دورِ حکومت میں ایک مرتبہ بدھ کے دن جمعہ کی نماز پڑھا دی کہ سارے دن ایک جیسے اللہ نے پیدا کئے ہیں۔ آفتاب شہادت صہ ۱۲ بحوالہ مروج الذہب ایسے بزرگوں کو کون سمجھائے کہ حضور جمعہ کا دن اور ہے اور بدھ کا دن اور ہے۔ رمضان کا مہینہ اور ہے اور شوال کا مہینہ اور ہے۔ سارے ایک جیسے ہیں ایک واقعہ اور سُن لیں مروج الذہب میں لکھا ہے کہ ایک کوفی دمشق میں آیا اس کے پاس اپنا اُونٹ تھا۔ ایک شامی نے اُونٹ کو پکڑ کر کہا کہ یہ اُونٹنی تو میری ہے۔ اور دربارِ خلافت میں مقدمہ دائر کر دیا اور اپنے حق میں پچاس ۵۰ گواہ بھی پیش کر دیئے کہ پچاس آدمیوں نے حلف اُٹھا کر کہا کہ یہ اُونٹنی شامی کی ہے مقدمے کے فیصلہ پر کوفی نے عرض کی کہ خلیفہ صاحب، پہلے غور تو کر لو کہ یہ اُونٹنی نہیں بلکہ اُونٹ ہے معاویہ نے مسکرا کر فرمایا کہ اب تو فیصلہ ہو چکا ہے اس کے بعد کوفی کو اُونٹ کی قیمت دے کر فرمایا کہ جا کر علیؑ سے کہنا کہ معاویہ کے پاس ایک لاکھ آدمی ایسا ہے جو اُونٹ اور اُونٹنی میں تمیز نہیں رکھتے تو تم میرے مقابلہ کو سوچ سمجھ کر نکلنا۔ آفتاب شہادت صہ ۲۷ غالباً وہاں سے مثال بنا دی گئی کہ سارے ایک جیسے بھائیو چناؤ سے گندی جنس ڈالا ہی تو گھبراتا ہے کہ اگر اصطفٰی ہوتے لگا تو

پھر مر کھل جائے گا سنو اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ ہم نے آدمؑ کو چنا تو اس وقت آدمؑ کے برابر کوئی نہ تھا ورنہ اس کا چناؤ ہوتا پھر حکم ہوا کہ ہم نے نوحؑ کو چنا تو جس زمانے میں قدرت نے نوحؑ کو چنا اگر اس زمانہ میں کوئی حضرت نوحؑ سے افضل ہوتا تو اس کا چناؤ ہوتا۔ ماننا پڑے گا کہ اپنے زمانہ میں حضرت نوحؑ سب سے افضل تھے۔ پھر ارشاد فرمایا کہ ہم نے آلِ ابراہیمؑ کو چنا۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ آلِ ابراہیمؑ کے چناؤ کے وقت آلِ ابراہیمؑ ہی سب سے افضل تھی۔ آخر میں فرمایا ہم نے آلِ عمران کو چنا تو معلوم ہوا کہ آلِ عمران کے چناؤ کے وقت آلِ عمران سے افضل کوئی نہ تھا۔ ورنہ آلِ عمران کی بجائے ان کا چناؤ ہوتا۔ زیر بحث بات یہ ہے کہ مسلمانو کو حضرت آدمؑ کے چناؤ۔ حضرت نوحؑ کے چناؤ۔ آلِ ابراہیمؑ کے چناؤ پر تو اتفاق ہے ان تینوں سے کوئی انکار نہیں کرتا تینوں کو صحیح مانتے ہیں انکار صرف چوتھے آلِ عمران سے ہے۔ عامہ کہتے ہیں۔ کہ عمران سے مراد یا تو حضرت موسیٰؑ اور ہارونؑ کے باپ ہیں۔ یا پھر عمران سے مراد حضرت عیسیٰؑ کے نانا ہیں۔ معلوم ہوا کہ وہ تذبذب میں ہیں کہ خدا جانے عمران ہے کون مسلمانو جب تم قرآن مجید کی ایک آیت نہ سمجھ سکے تو کیوں کہتے ہو کہ قرآن کافی ہے تم قرآن کے وارثوں سے کیوں نہیں دریافت کر لیتے کہ اس آیت میں عمران سے کونسا عمران مراد ہے۔ ہاں اگر یہاں عمران سے مراد حضرت موسیٰؑ کا باپ یا حضرت مریمؑ کا باپ مراد لے لیں تو فائدہ خداوندی کے خلاف ہوگا۔ کیونکہ ترتیب غلط ہو جائے گی سنو اور سمجھو کہ آیت میں حضرت آدمؑ کا نام پہلے آیا اور آدمؑ آئے بھی دنیا میں پہلے پھر حضرت نوحؑ کا نام آیا اور آئے بھی حضرت نوحؑ دنیا میں آدمؑ کے بعد پھر آل ابراہیمؑ کا نام آیا اور آل ابراہیمؑ کا آخری فرد ہے تاجدار رسالت حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو اب ہے آلِ عمران تو یہ وہ عمران ہوگا جس کی آل رحمتہ للعالمین کے بعد شروع ہوگی اگر عمران سے مراد حضرت موسیٰؑ کے باپ یا حضرت عیسیٰؑ کے نانا ہوئے تو خالق کلام آلِ ابراہیمؑ سے پہلے آلِ عمران کا نام لیتا۔ کیا اللہ تعالےٰ ملاں جتنی بھی عربی نہیں جانتا۔ دوسرا یہ فرماؤ کہ

خالق نے ایک لاکھ چوبیس ہزار نبی چھنے ہیں یہاں دو۲ نبی اور دو۲ نبیوں کی آل کا نام کیوں لیا ماننا پڑے گا کہ یہاں کوئی خصوصیت ہے اور وہ یہ کہ آدمؑ سے نسل انسانی چلی اس لئے آدمؑ کا نام لیا حضرت نوحؑ سے شریعت چلی اور حضرت ابراہیمؑ کی آل کے آخری فرد رسول اللہ پر نبوت ختم ہوئی۔ فرماؤ آل عمران میں کیا خصوصیت ہے تو وہ صرف اور صرف یہ ہے کہ عمران کی آل سے امامت جاری ہوئی اس لئے عمران کی آل کا ذکر فرمایا۔ حضرت موسیٰؑ کے باپ اور حضرت عیسےٰؑ کے نانا میں تو کوئی خصوصیت نظر نہیں آئی۔ جس کی بنا پر ان کے اصطفٰی کا ذکر ہوتا۔ حضرت عبداللہ ابن عباس فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں آلِ ابراہیمؑ ہوں اور علیؑ آلِ عمران ہیں تفسیر انوار النجف جلد ۳ صہ ۲۱۸ تفسیر عمدۃ البیان جلد ۱ صہ ۱۵۴ قابلِ غور بات یہ ہے کہ بے مروت مسلمان حضرت عمران کو مسلمان نہیں مانتے اور اللہ تعالیٰ آلِ عمران کا اصطفٰی فرما کر قرآن مجید میں شدّومد سے ذکر کر رہا ہے۔ آج اس مجلس میں حضرت عمران یعنی حضرت ابوطالبؑ کے کامل ایمان محسنِ اسلام محافظ رسولؐ پاسبان توحید ہونے کی پندرہ ۱۵ دلیلیں پیش کرتا ہوں تاکہ اہل اسلام کو جو مغالطہ عمداً لگا ہوا ہے اُسے دور کر سکیں۔ پہلی دلیل یہی ہے جو اُوپر بیان ہو چکی ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ میں آلِ ابراہیمؑ ہوں اور میرا بھائی علی ابن ابی طالب آلِ عمران ہے۔ اللہ اکبر۔ دوسری دلیل سُنو۔ ثابت ہے کہ جس انسان کے فعل کو اللہ تعالےٰ اپنا فعل فرمائے وہ انسان معصوم ہوتا ہے قرآن مجید میں وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى ج پارہ ۹ رکوع ۱۶ میرے حبیب نہیں مارے تو نے۔ جب تو نے مارے و لیکن اللہ نے مارے یعنی کنکریاں رسول اللہ پھینک رہے ہیں اور خدا کا فرمان ہے کہ وہ میں نے پھینکی۔ اور سُنو وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ط اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى ۷ پارہ ۲۷ رکوع ۵ حبیب تو نہیں بولتا جب بولتا ہے بلکہ میری وحی سے بولتا ہے یعنی تیرا بولنا قدرت کا بولنا ہے۔ آپ فرمادیں گے کہ یہ مطلق نبی کی شان ہے۔ تو

غیر نبی کی سن لو۔ وَمَا تَشَآءُوْنَ اِلَّآ اَنْ یَّشَآءَ اللّٰهُ ط پارہ ۲۹ رکوع ۲۰

اور نہیں چاہتے تم مگر یہ کہ چاہے اللہ۔ یہ سورہ ھل اتیٰ کی آیت ہے یعنی تمہاری چاہت اللہ۔ کی چاہت ہے۔ چلو بخاری ہی سے سن لو۔ جنگ خیبر پر مسلسل صحابہ کرام قسمت آزمائی کرتے رہے مگر ناکامی کے سوا اور کچھ میسر نہ آیا تو نبی اکرمؐ نے فرمایا۔ لَاُعْطِیَنَّ هٰذِهِ الرَّایَةَ غَدًا رَجُلًا کَرَّارًا غَیْرَ فَرَّارٍ یَفْتَحُ اللّٰهُ عَلٰی یَدَیْهِ یُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَیُحِبُّهُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ مشکوٰۃ شریف جلد ۳ صہ ۲۵۹ مجھے اس فرمان مصطفٰےؐ کی تشریح کرنا مطلوب نہیں وہ نبا عظیم کی مجلس میں کیا کرتا ہوں یہاں صرف یہ کہنا مطلوب ہے کہ نبی اکرمؐ فرماتے ہیں یَفْتَحُ اللّٰهُ عَلٰی یَدَیْهِ یعنی اللہ اس کے ہاتھ پر فتح کرے گا۔ کیوں بھائیو اگر اللہ نے ہی فتح کرنی ہے تو جو بزرگ پہلے جاتے رہے ان کے ہاتھ پر فتح کر دیتا۔ اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ پہلے جانے والے ہاتھ معصوم نہ تھے اور جو کل جائے گا وہ معصوم ہوگا اور معصوم کے فعل کو اللہ تعالےٰ اپنا فعل کہتا ہے۔ اب قرآن کی دوسری آیت سنو اَلَمْ یَجِدْكَ یَتِیْمًا فَاٰوٰی ص پارہ ۳۰ رکوع ۱۸ میرے حبیب تو یتیم تھا۔ پس ہم نے جگہ دی۔ گھر ابو طالبؑ کا خدا کہتا ہے ہم نے جگہ دی۔ تو جس گھر کو اللہ اپنا گھر فرمائے تو کیا گھر والے کافر ہوں گے ہرگز نہیں بلکہ اس آیت سے تو ثابت ہے کہ ابو طالبؑ معصوم تھے، رباعی

خدا کے قرب میں ایسا قبول ہو جائے
ہر اک نعمت حق کا حصول ہو جائے
رئیس کہہ یہ کس قدر ہے شرف تیرا
یتیم در پہ پلے تو رسول ہو جائے تصدق

تفسیر قادری جلد ۲ صہ ۶۳ پر مرقوم ہے کہ کیا نہیں پایا تجھے رب نے بے باپ کا بچہ پس جگہ دی تجھ کو تیرے دادا اور چچا کی گود میں یعنی..... پرورش مصطفٰےؐ کے لئے حضرت ابو طالبؑ کی گود کو منتخب کیا یہ حضرت ابو طالبؑ کے کامل الایمان اور معصوم ہونے کی دوسری دلیل ہے سیرت امیر المومنین جلد ۱ صہ ۶۵ مفتی۔ روایت میں ہے کہ جب حضرت عبد المطلب کا وقت انتقال قریب

آیا۔ تو آپ نے اپنے تمام بیٹوں کو جمع کر کے وصیت کی کہ اے میرے بیٹوں میں اپنی امانت تم میں سے کسی کے سپرد کرنے والا ہوں۔ جس کے میں سپرد کر دوں اسے تاکید و وصیت کرتا ہوں کہ اُسے اپنی جان اولاد اور مال سے زیادہ محبوب رکھے یہ کہہ کر حضرت عبدالمطلب نے اپنی گود کے بچے محمدؐ بن عبداللہ سے فرمایا۔ بیٹا تم خود اپنے تمام چچاؤں میں سے کسی کو اپنی پرورش کے لئے منتخب کر لو تاکہ میں اُسے آپ کے بارے میں مزید وصیت کر دوں۔ لکھا ہے کہ نبی اکرمؐ نے اپنے تمام چچاؤں کے چہروں پر نظر ڈالی بس دادے کی گود سے اُٹھے اور سیدھے ابو طالبؑ کی گود میں آ کر بیٹھ گئے سیرت امیر المومنین جلد ۱ صفحہ ۶۵ مفتی جعفر۔ کنوز المعجزات صفحہ ۲۹ مسلمانو یہ تاجدار رسالت کا چناؤ ہے۔ سقیفہ کی دھاندلی نہیں ہے حضرت ابو طالبؑ کے کامل الایمان ہونے کی یہ روشن تیسری دلیل ہے۔ آگے چلو۔ ایک شامی نے جناب امیر علیہ السلام سے سوال کیا کہ سنتا ہوں کہ آپ کے والد جہنم میں ہیں کیونکہ انہوں نے کلمہ نہیں پڑھا اور ایمان نہیں لائے یہ سُن کر حضرت علیؑ غصہ سے سُرخ ہو گئے اور تڑپ کر فرمایا خاموش خاموش خدا تیرا بُرا کرے۔ محمدؐ کو نبی بنانے والے کی قسم اگر میرا باپ تمام روئے زمین کے انسانوں کی شفاعت کرے تو اللہ تعالےٰ قبول کرے گا۔ کیا یہ ہو سکتا ہے کہ بیٹا قسیم النار والجنۃ ہو اور باپ جہنم میں ہو۔ قیامت کے دن ابو طالبؑ کا نور سوائے انوار خمسہ کے تمام انوار پر غالب آ جائیگا۔ کتاب ابو طالبؑ مومن قریش صفحہ ۲۱۵ لو گویہ حضرت امیرؑ کا فرمان حضرت عمران یعنی ابو طالبؑ کے کامل الایمان۔ ہونے کی چوتھی دلیل ہے۔ قرآن مجید ترجمہ مقبول احمد کا حاشیہ صفحہ ۸۰۷ حقائق الوسائط جلد ۱، صفحہ ۱۶۳ بحوالہ احتجاج طبرسی۔ اور سنو ایک شخص حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے عرض کرتا ہے کہ حضرت ابو طالبؑ کے ایمان کے بارے میں ارشاد فرمایئے۔ آنجناب نے فرمایا کہ جس کا بیٹا کل ایمان ہے اس کے ایمان کے بارے میں سوال کرتا ہے۔ فرمایا اگر ساری دنیا کا ایمان ایک

پلڑے میں رکھا جائے اور حضرت ابوطالبؑ کا ایمان دوسرے پلڑے میں تو حضرت ابوطالبؑ کا ایمان وزنی ہوگا پھر فرمایا کہ کیا تجھے معلوم نہیں کہ حضرت امیرالمومنین اپنی زندگی میں حضرت عبداللہ حضرت آمنہؑ حضرت ابوطالبؑ کی طرف سے حج کرنے کا حکم دیا کرتے تھے اور اپنے بعد کے لئے وصیت بھی فرما گئے تھے۔ کتاب ابوطالبؑ مومن قریش ص۲۲۵ مسلمانو یہ حضرت ابوطالبؑ کے کامل الایمان ہونے کی پانچویں دلیل ہے۔ حضرت ابوطالبؑ کو نعوذ باللہ ۔۔۔ جہنمی کہنے والو اپنے ایمان کی خیر مناؤ قیامت کو حضرت ابوطالبؑ کے بیٹے سے جنت کی رسید کس منہ سے طلب کرو گے۔ شرم۔ شرم۔ شرم۔ شعر

جس کا بیٹا قاسمِ فردوس ہے　　لوگ اُس کو کہہ رہے ہیں دوزخی

آگے چلو۔ سنو میاں بیوی سے اگر کوئی کافر ہو جائے یا شوہر بیوی دونوں کافروں سے کوئی ایک مسلمان ہو جائے تو اُن کا نکاح خود بخود ختم ہو جاتا کیونکہ اسلام نے منع فرمایا ہے مشرک عورت سے عقد اور کافر مرد سے عقد کرنے کو قرآن مجید کا فیصلہ سنو وَلَا تُنكِحُوا الْمُشْرِكِينَ حَتَّىٰ يُؤْمِنُوا پارہ ۲ رکوع ۱۱ اور مت نکاح کرو شرک کرنے والوں سے یہاں تک کہ ایمان لا دیں ثابت ہوا کہ کافر اور مومنہ کا نکاح نہ ہو سکتا ہے اور نہ رہ سکتا ہے اور آج بھی پاکستان کا قانون یہی ہے کہ جب کوئی عورت اپنے خاوند سے طلاق لینا چاہے اور خاوند طلاق دینے پر رضامند نہ ہو تو دیکھا گیا ہے کہ عورتیں اپنے آپ کو غیر مسلم قرار دے لیتی ہیں اور اس طرح وہ شوہر سے قانونی چھٹکارہ حاصل کر لیتی ہیں۔ کیوں مسلمانو یہ تو مذہب فریقین سے روز روشن کی طرح ثابت ہے کہ فاطمہؓ بنت اسد زوجہ ابوطالبؑ سابق الایمان تھیں۔ اگر حضرت ابوطالبؑ مومن نہ ہوتے تو رسول خداؐ کے لئے واجب تھا کہ حضرت فاطمہؓ بنت اسد کو حضرت ابوطالبؑ سے جدا ہونے کا حکم دیتے۔ کیونکہ مشرک کا مومنہ سے نکاح نہیں رہ سکتا۔ اور یہی دلیل حضرت امام علیؑ ابن زین العابدؑ نے ایک سائل کے سوال پر ارشاد فرمائی تھی۔ مومن قریش ص۲۲۴ حضرت فاطمہؓ بنت

اسد کا رسول اللہؐ کے سامنے تقریباً گیارہ برس ابو طالبؑ کے گھر میں بحیثیت زوجہ کے رہنا حضرت ابو طالبؑ کے کامل الایمان ہونے کی چھٹی دلیل ہے۔ شعر

چہرہ تاریخ پر تھے گو نقابوں پر نقاب
پر حقیقت پر حقیقت تھی نمایاں ہوگئی

آگے چلو حضرت امام موسیٰ کاظمؑ نے ایک شخص کے سوال کے جواب میں فرمایا کہ حضرت ابو طالبؑ امانتدار وصایائے المرسلین تھے جنہیں آنحضرتؐ تک حضرت ابو طالبؑ نے پہنچایا تھا۔ فرمائیے مسلمانو سابقہ انبیاء علیہم السلام کے تبرکات آنحضرتؐ تک کس نے پہنچائے کسی کا نام تو لو یا انکار ہی کر دو کہ رسول اللہ کو سابقہ انبیاء کے تبرکات نہیں ملے تھے اس واقعہ کو جناب علامہ عبد اللہ الخنیزی سعودی عرب۔ نے اپنی کتاب ابو طالبؑ مومن قریش کے صـ۲۲۹ پر بڑے شد و مد سے ذکر کیا ہے اور ثابت کیا ہے کہ تبرکات انبیاء کا امین ابو طالبؑ ہی کو قدرت نے قرار دیا تھا۔ مسلمانو یہ حضرت ابو طالبؑ کے کامل الایمان ہونے کی ساتویں دلیل ہے۔ آگے چلو۔ یہ دستور قاعدہ ہے کہ ہر مسلمان اپنے نکاح کے لئے اپنے مذہب و فرقے کا عالم بلواتا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ بریلوی بھائیوں کے نزدیک دیوبندی حضرات مسلمان ہیں۔ اسی طرح شیعہ حضرات کے نزدیک بھی دیوبندی بریلوی اہلحدیث وغیرہم مسلمان ہیں۔ مگر جب کسی کا نکاح ہو تو ہر فرقہ کے افراد کوشش کرتے ہیں کہ ہمارا نکاح ہمارے فرقے کا مفتی پڑھے بریلویوں کا نکاح ہو تو بریلوی عالم بلایا جائے گا۔ دیوبندی حضرات کا عقد ہو تو دیوبندی عالم کا ہونا ضروری ہے اہلحدیث کا نکاح ہو تو ان کے مذہب کا مفتی ہوگا شیعہ حضرات کا عقد ہو تو شیعہ عالم بلایا جائے گا۔ غرضیکہ عیسائیوں کا عقد ہو تو پادری ہوگا۔ ہندوؤں کا نکاح ہو تو برہمن ہوگا سکھوں کا نکاح ہو تو ان کے مذہب کا گرو ہوگا جب ساری دنیا کا یہ دستور رہے کہ ہر کوئی اپنی نسل کو بڑھانے اور اپنے نکاح میں اپنے مذہب کا مفتی بلاتا ہے۔ تو پس محمدؐ مصطفٰے کا عقد ہوا تو محمدؐ مصطفٰے کے مذہب کا مفتی

تھا فرماؤ مسلمانو رسول اللہؐ کا خطبۂ عقد کس نے خدیجۃؑ الکبریٰ کے ساتھ پڑھا۔ اور اس خطبے کے الفاظ کیا تھے۔ مسدس۔

اسلام کا قاضی ہے عمران ہے عالم شریعت کا — ہے ایسا فاضل، احمد کی شادی کا خطبہ جس نے پڑھا
عمران نہیں تھا گر مسلم تو پاک نبی کا عقد بچا — مشکوک عقد، مشکوک نبی، مشکوک نبی، مشکوک خدا

آدم سے جناب عیسیٰ تک ہر اک کی کمائی جاتی ہے
احمد کی نبوت جاتی ہے خالق کی خدائی جاتی ہے

صلوٰۃ بر محمدؐ و آلِ محمد کیوں مسلمانو اگر حضرت ابوطالبؑ کو مومن نہ تسلیم کیا گیا تو رسول اللہ کے عقد کا کیا بنے گا کہیں در پردہ رسول اللہ سے دشمنی تو نہیں ہے۔ شعر

دیکھنا صیاد آنکھیں کھول کر — تیر کا تیرے نشانہ کون ہے۔

تاجدار رسالت کا خطبۂ نکاح حضرت ابوطالبؑ کا پڑھنا اور اس میں توحید کو بیان کرنا یہ حضرت ابوطالبؑ کے کامل الایمان ہونے کی آٹھویں دلیل ہے۔ تذکرۃ الخواص ص۳۶۱ آگے چلو۔ سنو اللہ تعالےٰ نے انبیا علیہم السلام کو پاک و طاہر پیدا کیا ہے اور ہمیشہ پاک و طاہر رکھا ہے کسی نبی نے اپنی زندگی کے تمام ایام میں لمحہ بھر نہ تو حرام نجس کھایا اور نہ ہی شرک کیا۔ قرآن مجید میں اس کا واضح ثبوت حضرت موسیٰؑ کا واقعہ پیدائش ہے۔ کہ جب فرعون لعؔ کے حکم سے شہر سے دائیاں حضرت موسیٰؑ کو دودھ پلانے کے لئے بلائی گئیں تو قدرت کا فرمان ہوا وَحَرَّمْنَا عَلَيْهِ الْمَرَاضِعَ مِنْ قَبْلُ پارہ ۲۰ رکوع ۴ کہ ہم نے دائیوں کا دودھ موسیٰؑ پر پہلے ہی حرام کر دیا تھا۔ کہ خبردار موسیٰؑ ان کا دودھ نہ پینا تو نبی ہے اور یہ کافر نجس ہیں۔ بھائیو آسمان سے کھانے آسکتے ہیں نبی بھوکا رہ سکتا ہے۔ مگر نجس چیز نبی کی خوراک نہیں بن سکتی۔ مسلمانو اگر ایسا ہے ہاں یقیناً ایسا ہے تو رسول خداؐ اپنی ساری زندگی حضرت ابوطالبؑ کے گھر سے کھاتے رہے فرماؤ حضرت موسیٰؑ مصطفےٰؐ سے افضل ہے یا ابوطالبؑ کا گھر پاک و طاہر ہے اور سنو۔ روایت میں ہے کہ جب حضور نبی کریمؐ سات برس کے ہوئے تو یہودیوں نے آپس میں کہا کہ ہم نے اپنی کتابوں میں دیکھا ہے کہ محمدؐ کو ان کا رب حرام سے بچائے گا اور اس کا تجربہ کریں۔ انہوں

نے ایک حرام مرغی پکائی۔ اور حضرت کے پاس لے آئے۔ قریش نے تو اس کو کھا لیا مگر حضرت نے اس کی طرف ہاتھ نہ بڑھایا جب انہوں نے سبب پوچھا تو فرمایا کہ یہ حرام ہے اور میرا رب حرام سے مجھے بچائے گا۔ یہودیوں نے کہا یہ حلال ہے ہم ضرور کھلائیں گے فرمایا اگر قدرت ہے تو ایسا کرو۔ لیکن وہ اس پر قادر نہ ہوئے۔ دوسرے روز انہوں نے پڑوسی کی مرغی چرا کر ذبح کر لی۔ اور اُسے پکا کر لائے آنحضرتؐ نے فرمایا اے یہودیو تمہارے نبی موسیٰؑ کے لئے کافرہ دایوں کا دودھ پہلے ہی روز حرام ہو گیا تو میں تو موسیٰؑ کا بھی نبی ہوں میرے لئے یہ حرام کس طرح جائز حلال ہو جائے گا۔ مجمع الفضائل جلد ۱ صفحہ ۱۳ تفسیر امام حسن عسکریؑ صفحہ ۱۴۰ حضرت ابو طالبؑ کے ہاں سے نبی اکرمؐ ساری زندگی کھاتے رہے یہ حضرت ابو طالبؑ کے کامل الایمان ہونے کی ناویں دلیل ہے۔ شعر

جو زمانے کو دکھاتے ہیں نشانِ منزل ان کو گمراہ زمانے نے سمجھ رکھا ہے

آگے چلو۔ حضرت ابو طالبؑ نے اپنے وقت انتقال قریش مکہ کو جمع فرمایا اور چار آدمیوں کو نصرتِ مصطفےٰؐ کے لئے منتخب فرمایا۔ ایک حضرت علیؑ۔ دوسرے حمزہؓ۔ تیسرے جعفرؓ اور چوتھے عباسؓ۔ فرمایا میرے شیرو میں تم پر قربان۔ تم محمدؐ کے لئے ایک محکم سپر کی مانند بن جاؤ تمہارے ہاتھ میں ایسی چمکدار تلواریں ہوں جو تاریکئ شب میں مشعل راہ معلوم ہوں۔ فرمایا اے بنی ہاشم محمدؐ کی اطاعت اور ان کی تصدیق کرو اس میں فلاح بھی ہے اور عقلمندی بھی ابو طالب مومن قریش صفحہ ۱۹ فرمائیے دنیا کو اتباع رسول کی دعوت دینے والا۔ خود کافر مشرک ہو سکتا ہے۔ یہ حضرت ابو طالبؑ کے کامل ایمان ہونے کی دسویں دلیل ہے

شعر قائل توحید ہے وہ محسن اسلام ہے بُت پرستی کا تو اُس پر محض ایک الزام ہے

آگے چلو۔ ایک رات کا واقعہ ہے کہ حضرت ابو طالبؑ نے حضرت علیؑ کا ہاتھ پکڑا۔ اور حضرت محمد مصطفےٰؐ کے بستر پر لٹانا چاہا۔ تو آپ نے عرض کی کہ بابا اب تو میں قتل ہو جاؤں گا۔ حضرت ابو طالبؑ نے دلاسہ دیا اور فرمایا بیٹا موت تو انسان کی ترقی کا پہلا زینہ ہے۔ میں نے تمہیں محمدؐ کا فدیہ قرار دیا ہے۔ لہٰذا صبر کرو۔

بیٹا صبر زیادہ مناسب ہے۔ اور فرمایا کہ مرنا تو سب ہی کو ہے۔ میں نے تمہیں سختیوں میں اپنے محبوب بھائی کے لال کا فدیہ قرار دیا ہے۔ یہ فرزند روشن پیشانی صاحب حسب اور کریم و نجیب ہے اگر تمہیں موت بھی آجائے تو کیا۔ تیروں کا خاصہ ہی یہ ہے کہ بعض خطا کر جاتے ہیں اور بعض نشانہ پر بیٹھ جاتے ہیں۔ انسان کتنی ہی مدّت زندہ کیوں نہ رہے۔ آخر موت کا مزا چکھنا ہے۔ یہ سُننا تھا کہ حضرت علیؑ کی رگ شجاعت بھڑک اُٹھی۔ عرض کی بابا جان آپ مجھے محمدؐ کی نصرت میں صبر کا حکم دیتے ہیں۔ میں نے یہ بات خوف سے تھوڑی ہی کہی ہے۔ میں نے تو اپنی نصرت کا اظہار کیا تھا۔ تاکہ آپ مجھے فرمانبردار خیال کریں۔ میں رسولخدا محمد مصطفٰےؐ کی نصرت میں برابر سعی کرتا رہوں گا اس لئے کہ ان کا ماضی حال سب روشن پسندیدہ ہے۔ ابو طالبؑ مومن قریش ص۱۱۱ کیوں مسلما تو حفاظت رسولؐ کی خاطر اپنے بچے کو فدیہ قرار دینے والا تو کافر ہے اور میدان جنگ میں رسول اللہ کو چھوڑ کر بھاگنے والے مومن رضی اللہ بن گئے استغفر اللہ۔ حضرت ابو طالبؑ کا حفاظت رسول اللہ کے لئے نبی اکرمؐ کے بستر پر اپنے بچوں کو سُلانا یہ حضرت ابو طالبؑ کے کامل مومن ہونے کی گیارہویں دلیل ہے آگے چلو سنو حضرت ابو طالبؑ کے اشعار سینکڑوں کتابوں میں مصنفین و مورخین نے تحریر کئے ہیں۔ دو اشعار میں بھی پیش کئے دیتا ہوں۔ اَلَمْ تَعْلَمُوْا اَنَّا وَجَدْنَا مُحَمَّدًا نَبِیًّا کَمُوْسٰی خُطَّ فِیْ اَوَّلِ الْکُتُبِ۔ ابو طالبؑ مومن قریش ص۱۲۵۔ لواعج الاحزان جلد ۲ ص۳۵۸ فرمایا۔ اَنْتَ الرَّسُوْلُ رَسُوْلُ اللّٰهِ نَعْلَمُهٗ۔ عَلَيْكَ تَنْزِلُ مِنْ ذِی الْعِزَّةِ الْكُتُبُ۔ مناقب شہر آشوب جلد ۱ ص۳۹ سیرت المومنین مفتی جعفر جلد ۱ ص۱۸ ترجمہ آپ وہی اللہ کے رسولؐ ہیں جن کا ہمیں علم ہے۔ اور آپ ہی پر رب العزّت کی طرف سے قرآن نازل ہوا حضرت ابو طالبؑ کے اپنے اشعار اقرار نبوت میں کثرت سے ملتے ہیں یہ حضرت ابو طالبؑ کے کامل الایمان ہونے کی بارہویں بیّن دلیل ہے۔ تاریخ اسلام پکار پکار کر کہہ رہی ہے کہ حضرت ابو طالبؑ کے انتقال پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ

وسلم بہت روئے اور جس سال میں حضرت ابو طالبؑ نے انتقال فرمایا۔ رسول اللہ نے اس سال کا نام عام الحزن رکھا۔ یعنی رونے کا سال محمدؐ کے غم کا سال رحمۃ للعالمین کے حزن کا سال کیوں مسلمانو دوست کی محبت پر رویا جاتا ہے یا کہ دشمن کی محبت میں۔ اگر رسول اللہ۔ کافر مشرک کی محبت میں روئے تو دین کا صفایا ہی ہوگیا۔ کیونکہ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ کا واضح ارشاد موجود ہے۔ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُوْدَ وَالنَّصٰرٰۤى اَوْلِيَآءَ ۘ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ؕ وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاِنَّهٗ مِنْهُمْ ؕ پارہ ۶ رکوع ۱۲ اے لوگو جو ایمان لائے ہو مت پکڑو نصرٰی اور یہود کو دوست۔ بعض ان کے دوست ہیں بعض کے اور جو کوئی دوست پکڑے ان کو تم میں سے یقیناً وہ انہیں میں سے ہے۔ اب فرماؤ کیا فیصلہ دو گے کہ رسو لخداؐ حضرت ابو طالبؑ کے غم میں اتنے روئے کہ اس کا نام عام الحزن رکھ دیا۔ کافر مشرک سے تو محبت کرنے کو خدا منع کر رہا ہے۔ یا اسلام چھوڑ دو یا مانو کہ حضرت ابو طالبؑ مومن تھے یہ رسول اللہ کا فعل کہ روتے ہیں چچا کی موت پر اور عام الحزن رکھتے ہیں اس سال کا نام یہ ابو طالبؑ کے کامل الایمان ہونے کی تیرھویں دلیل ہے۔ ایک مرتبہ ابو لہبؑ اور حضرت ابو طالبؑ میں کشتی ہوئی تو ابو لہبؑ نے حضرت ابو طالبؑ کو گرا دیا۔ تاجدار رسالت کا بچپنا تھا دوڑے ہوئے آئے اور ابو لہبؑ کے بالوں سے پکڑ کر علیحدہ کر دیا۔ اور ابو طالب کی مدد کی۔ اس پر ابو لہبؑ نے کہا کہ اے بھتیجے میں بھی تو آپ کا چچا ہوں۔ فرمایا تو چچا ہے اور یہ میرا محسن ہے۔ ساری دنیا محمدؐ سے محبت کرے گی اور میں محمدؐ۔ ابو طالبؑ سے محبت کرتا ہوں۔ خصائص الکبریٰ جلد ۱ ص ۸۵ تاجدار رسالت کی ابو طالب سے والہانہ محبت عقیدت حضرت ابو طالبؑ کے کامل الایمان ہونیکی چودھویں دلیل ہے صلوٰۃ۔ ایک رباعی عرض کر کے تقریر ختم کرتا ہوں۔ رباعی

معترف ہے مصطفیٰ عمران تیری شان کا ۔۔۔ تو ہے پیکر عزم کا ایثار کا احسان کا

تو ہے لاثانی محافظ آل ابراہیم میں ۔۔۔ دین کا ایمان کا اسلام کا قرآن کا

ابراہیمؑ میں۔ دین کا ایمان کا اسلام کا قرآن کا۔ تصدق شیرازی۔ پندرھویں دلیل بھی سُن لو تفسیر ابوالفتوح رازی مکی۔ جلد۲ صـ۲۱۱ پر تحریر کیا ہے کہ ابوطالبؑ کی انگوٹھی میں یہ نقش تھا رَضِیتُ بِاللّٰہِ رَبًّا وَ ابْنُ اَخِیْ نَبِیًّا وَ ابْنِیْ عَلِیٌّ لَہٗ وَصِیًّا شہادت ثالثہ صـ۲۱ میں راضی ہوں کہ اللہ میرا رب ہے میرے بھائی کا بیٹا میرا نبی ہے اور میرا بیٹا علیؑ اس کا وصی ہے۔

گر اس پر بھی نہ سمجھو تو پھر تم سے خدا سمجھے۔ آخر میں ایک واقعہ بھی عرض کئے دیتا ہوں۔ لکھا ہے کہ پیغمبر اکرمؐ ایک دن خانہ کعبہ کے پاس مصروف عبادت تھے کہ ابوجہل لعنہ نے حرم میں بیٹھے ہوئے چند آدمیوں سے کہا کہ تم میں کون ہے جو ان کی نماز خراب کرے۔ عبداللہ ابن الزلعبری اُٹھا خون اور گوبر لے کر آپ کے چہرہ اقدس پر مل دیا۔ آنحضرتؐ نماز سے فارغ ہوئے تو سیدھے ابوطالبؑ کے پاس آئے ابوطالبؑ نے پیغمبر کی حالت دیکھی تو اُن کا خون کھولنے لگا پوچھا کہ یہ کس کی حرکت ہے۔ فرمایا عبداللہ ابن الزلعبری کی۔ ابوطالبؑ نے تلوار ہاتھ میں لی اور خانہ کعبہ کی طرف چل دیئے عبداللہ ابن الزلعبری اور دوسرے لوگوں نے جیسے ہی ابوطالبؑ کو دیکھا کھسکنا چاہا۔ آپ نے گرج کر کہا کہ اگر تم میں سے ایک بھی اپنی جگہ سے ہلا تو اس کی جان کی خیر نہیں ہے۔ یہ سُن کر وہ جہاں بیٹھے تھے وہیں ٹھیک کر بیٹھ گئے آپ نے خون اور گوبر لے کر ہر ایک کے چہرے پر ملا اور نفرین ملامت کرتے ہوئے واپس آئے سیرت امیر المومنین مفتی جلد۱ صـ۴۷ میں کہا کرتا ہوں کہ حضرت ابوطالب کے متعلق مُلاں کا فتویٰ ایسا کیوں اس کی وجہ صرف اور صرف یہ ہے کہ حضرت ابوطالبؑ حضرت علیؑ کے باپ ہیں۔ ورنہ ابوطالبؑ تو محافظ رسولؐ اور محسن اسلام ہے۔ ہاں خارجی قسم کے اذہان ہیں جو حضرت ابوطالبؑ کو مومن نہیں سمجھتے مگر اہلسنت والجماعت نے تو حضرت ابوطالبؑ کے کامل الایمان ہونے پر ضخیم کتابیں تصانیف کی ہیں۔ کتاب اسنی المطالبؑ فی نجات ابی طالب مفتی مکہ معظمہ سید احمد بن زینی کی ہے۔ ابوطالب مومن قریش۔ علامہ عبداللہ

الحنیزی سعودی عرب نے تصنیف کی ہے۔ اسی طرح ہمارے ملک کے مشہور خطیب واعظ حضرت صائم چشتی نے ایمان ابو طالبؑ نامی کتاب مُدلل و مفصل تحریر فرمائی ہے جس پر اکثر علمائے اہلسنت کی تقریظیں بھی موجود ہیں۔ شیعہ بھائیو گھبرانا نہیں اسلام کا لباس پہن کر تو مسلمانوں نے رسول اللہ کے والدین کو کافر تک کہہ دیا ابو طالبؑ تو پھر بھی علیؑ کا باپ ہے دیکھو شرح فقہ اکبر وَ وَالِدَا رَسُوْلِ اللّٰہِ مَاتَا عَلَی الْکُفْرِ فرمایا کہ رسول اللہ کے والدین کفر کی حالت میں مرے تھے شرح فقہ اکبر ص۱۲۵ ابتدائے اسلام سے لوگ محمدؐ و آل محمدؐ کے دشمن چلے آئے ہیں کربلا کے میدان میں دیکھ لیجئے ہزاروں درندے ایک طرف اور چند معدودے مقدس انسان ایک طرف تاریخ انسانیت میں حضرت بریرؓ بن خضیر ہمدانی کا نام نامی روز روشن کی طرح واضح رہے گا۔ یہ وہ بزرگ ہیں کہ ان کا شمار حضرت علیؑ کے اصحاب میں ہوتا ہے۔ یہ حافظ قرآن تھے انہوں نے ایک کتاب حضرت امیرالمومنین اور حضرت امام حسنؑ علیہ السلام کے قضایا و احکام میں لکھی تھی اور دونوں معصوموں کے احکام قضایا اس میں جمع کئے تھے یہ کتاب اصول معتبرہ میں سے شمار ہوتی ہے۔ کوفہ کے لوگ سید القرا کے خطاب سے انہیں بلاتے تھے۔ کربلا کے میدان میں فرزند رسول کے ساتھ تھے لکھا ہے بریرؓ کو حق پر ہونے کا اتنا یقین تھا کہ روز عاشورہ بریرؓ بن خضیر ہمدانی نے عبدالرحمٰن سے جو انصار حسینؑ سے تھے اس کے ساتھ مذاق و مزاح کیا تو عبدالرحمٰن نے کہا کہ یہ وقت مزاح کا نہیں ہے بریرؓ نے فرمایا اے عبدالرحمٰن خدا کی قسم میری قوم قبیلہ والے اس سے واقف ہیں کہ مجھے جوانی سے لے کر اس عمر تک کبھی مذاق سے دلچسپی نہیں رہی۔ مگر اس وقت تو اپنے مستقبل کے تصور سے میری خوشی کی انتہا نہیں ادھر میدان جنگ میں تلوار چلی اور بس نتیجہ میں ہمارے لئے آخرت کی زندگی اور سعادت نصیب ہوئی۔ لکھا ہے کہ لشکر یزیدؑ سے یزیدؑ بن معقل میدان میں آیا۔ اس سے بریرؓ کی پرانی ملاقات تھی اور مذہبی نوک جھونک بھی ہوا کرتی تھی۔ اس لئے اس نے میدان جنگ میں بریرؓ کو آواز دی۔

اور کہا کہ بریرؓ دیکھا خدا نے تمہارے ساتھ کیسا سلوک کیا۔ بریرؓ نے فرمایا خدا نے ہمارے ساتھ بہت اچھا سلوک کیا اور تو بڑا بد نصیب ہے۔ یزید بن معقل نے کہا تمہیں یاد ہے کہ ایک بار ہم دونوں بنی لوذان کے کوچہ سے گزر رہے تھے کہ تم نے کہا کہ عثمان گنہگار تھے اور امام برحق علی المرتضیٰؑ ہیں۔ کہا ہاں یہی کہا تھا۔ کہا آؤ مباہلہ کریں اور خدا سے دعا کریں کہ جھوٹا سچے کے ہاتھ سے قتل ہو جائے پس دونوں نے آسمان کی طرف ہاتھ بلند کر کے دعا مانگی کہ اے اللہ جھوٹے پر لعنت فرما۔ اور اُسے قتل کر دے۔ اُس کے بعد دونوں نے جنگ کی حضرت بریرؓ نے یزیدؑ بن معقل کو ایسی تلوار ماری کہ زمین پر لاش آنے سے پہلے جہنم چلا گیا۔ اس کے بعد رضی بن منقذ عبدی نے حملہ کیا اور بریرؓ سے کشتی لڑنے لگا بریرؓ نے اس کو گرا دیا اور سینے پر سوار ہو گئے۔ کمینہ بزدل دشمن چیخ اُٹھا اس کی مدد کو کعب بن جابر بن عمر ازدی نکلا اور چھپ کر نیزہ مارا کہ بریرؓ شہید ہوئے۔ روایت میں ہے۔ کہ بریرؓ نے تیس اشقیا کو واصل جہنم کیا اور نصرت امام میں مُسکراتے ہوئے جنت چلے گئے۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کو یاد فرما کر امام زمانہ فرماتے ہیں کہ میرے ماں باپ انصار حسینؑ پر قربان ہوں کہ انہوں نے وفا کا حق ادا کر دیا۔ کتاب بحار الانوار جلد ۱۰ حصہ ۱ صـ۲۱۸ شہید انسانیت صـ۳۵۲ اصحاب الیمین صـ۱۳ سعادت الدارین صـ۳۰۷ الالعنت اللہ علی القوم الظالمین۔

دوسری مجلس

بنی اسرائیل کا اپنے نبی کی خدمت میں درخواست کرنا۔ حضرت اشموئیل کا اپنی اُمت کو خدا کا حکم سُنانا۔ طالوتؑ کے چناؤ پر اُمت کا اعتراض اللہ جب کسی کو چُنتا ہے تو دو کمال دیکھتا ہے۔ ارسطو۔ فارابی بوعلی سینا ان تینوں فلسفیوں کا متفقہ فیصلہ۔

اہل کُتب سے حضرت علیؑ کا چیلنج۔ مخزن علوم کے دس حصّے نو حصے صرف حضرت علیؑ کو۔ حضرت علیؑ کی کنیز فضہؓ کا علم۔ عبداللہ ابن عباس کے اُونٹ کی نکیل۔ مولا علیؑ کا دعویٰ سلونی چند آدمیوں کا حضرت علیؑ کے پاس حاضر ہونا اور مسئلے دریافت کرنا۔ حضرت علیؑ کا ایک قدم رکاب میں ہے دوسری رکاب میں جانے تک قرآن ختم کرنا۔ دس سائلوں کا سوال ایک اور جواب علیحدہ علیحدہ۔ ماں بیٹے کا مقدمہ اور حضرت علیؑ کا فیصلہ جنگ صفین میں حضرت علیؑ کا چہرے سے نقاب اُٹھنا اور فوج کا ہلاک ہونا۔ معاویہ اور عمر عاص کا مکالمہ۔ حضرت مسلمؓ بن عوسجہ کی شہادت اور حبیبؓ ابن مظاہر کو وصیت کرنا۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۝

اِذۡ قَالُوۡا لِنَبِیٍّ لَّہُمُ ابۡعَثۡ لَنَا مَلِکًا نُّقَاتِلۡ فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ ؕ پارہ ۲ رکوع ۱۶

ترجمہ۔ اور جب کہا انہوں نے واسطے نبی اپنے کے مقرر کرو واسطے ہمارے بادشاہ کہ لڑیں ہم بیچ راہ اللہ کے۔ ترجمہ رفیع الدین۔ بغیر تمہید کے شروع کر رہا ہوں تاکہ منزل پر جلدی پہنچ جاؤں۔ بنی اسرائیل کی قوم کے چند آدمی اپنے نبی جس کا نام اشموئیل ہے اس کے پاس آئے اور عرض کی کہ اے اللہ کے رسول ہمیں جالوت نے تنگ کر رکھا ہے آپ اپنی اُمت میں سے کسی کو چُن کر ہمارا حاکم بنائیں تاکہ ہم اس کے ماتحت رہ کر خدا کے راستہ میں جہاد کریں۔ سیرت المومنین جلد ۱ صفحہ ۲۲۳ حضرت اشموئیلؑ نے اُمت کی درخواست پر غور فرما کر ارشاد فرمایا کہ اے میرے صحابیو یہ تمہیں کس نے کہا ہے کہ پیغمبر اپنا جانشین خود چنا کرتا ہے۔ سُنو کس نبیؑ کو کوئی حق حاصل نہیں کہ وہ اپنا جانشین خود چنے نبی اپنا خلیفہ اپنا جانشین نہیں منتخب کر سکتا نبی کا خلیفہ بنانا خدا ہے اور دیکھا تا مصطفیٰؐ ہے۔ بھائیو قرآن مجید کے بسم اللہ کے بے کے نقطہ سے لیکر والناس کی سین تک چلے جائیے۔ یہ آپ کو کہیں نہیں ملے گا کہ کس نبی نے اپنا خلیفہ خود مقرر کیا ہو۔ نبی کا خلیفہ مقرر کرنا صرف اور صرف اللہ تعالےٰ کا کام ہے۔ تو حضرت اشموئیل نے فرمایا یہ میری ڈیوٹی نہیں کہ میں اپنا خلیفہ مقرر کروں ہاں میں بارگاہ الٰہی میں تمہاری درخواست پیش کئے دیتا ہوں۔ اور جو خدا کی طرف سے حکم ملا وہ تمہیں سنا دوں گا۔ پیغمبر نے دربار خداوندی میں عرض کی کہ پالنے والے جو میری اُمت کی حالت عرض ہے اس کے بارے میں مجھے کیا حکم ہے۔ تو قدرت کی طرف سے جو حکم ملا حضرت اشموئیل نے اُمت کو سُنایا۔ قَالَ لَہُمۡ نَبِیُّہُمۡ اِنَّ اللّٰہَ قَدۡ بَعَثَ لَکُمۡ طَالُوۡتَ مَلِکًا ؕ پارہ ۲ رکوع ۱۶ اور کہا واسطے ان کے نبی ان کے

نے تحقیق اللہ نے مقرر کیا ہے واسطے تمہارے طالوت کو بادشاہ۔ لوجاؤ اس کے ماتحت رہ کر جہاد کرو۔ اب جو اُمت نے طالوت کا نام سُنا کہ خالق نے اس کو ہمارا حاکم مقرر کر دیا ہے تو پیغمبر کے سامنے اعتراض کر دیا۔ کہ واہ سائیں واہ قَالُوٓا اَنّٰی یَكُوْنُ لَهُ الْمُلْكُ عَلَیْنَا وَ نَحْنُ اَحَقُّ بِالْمُلْكِ مِنْهُ وَ لَمْ یُؤْتَ سَعَةً مِّنَ الْمَالِؕ پارہ ۲ رکوع ۱۶ اور کہا انہوں نے کیوں کر ہو گی واسطے اس کے بادشاہی اوپر ہمارے اور ہم بہت حقدار ہیں ساتھ بادشاہی کے اس سے اور نہ دیا گیا وہ کشائش مال سے۔ یعنی ان کا اعتراض یہ تھا کہ طالوت غریب آدمی ہے جو کی روٹیاں کھاتا ہے۔ اور ہم مالدار ہیں حق ہمارا تھا کہ اللہ ہمیں چُنتا معلوم ہوا مالداروں کی یہ پرانی روش ہے کہ حکومت کرنا اپنا حق سمجھتے ہیں۔ تبھی تو کہا کہ وہ کس طرح ہمارا حاکم بن سکتا ہے۔ حق تو ہمارا ہے۔ شاید انہوں نے گمان کیا ہو کہ یہ پاکستان کے دوٹ پڑ رہے ہیں جو امیروں کو ملا کرتے ہیں۔ حضرت اشموئیل نے انہیں سمجھایا کہ اے میرے صحابیو اللہ تعالیٰ جب کسی کو مقرر کرتا ہے تو وہ دولت مال نہیں دیکھتا وہ کسی قوم قبیلے کو نہیں دیکھتا۔ بلکہ جب اللہ تعالیٰ کسی کو منتخب کرتا ہے تو صرف اور صرف دو کمال دیکھتا ہے اور یہی دو کمال طالوت میں اللہ تعالیٰ نے پائے ہیں قَالَ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰىهُ عَلَیْكُمْ وَ زَادَهٗ بَسْطَةً فِی الْعِلْمِ وَ الْجِسْمِؕ پارہ ۲ رکوع ۱۶ کہا تحقیق اللہ نے اس کو پسند کیا اُوپر تمہارے اور زیادہ دی اس کو کشادگی بیچ علم کے اور بدن کے۔ فرمایا اے میری اُمت اللہ تعالیٰ نے طالوت کو اس لئے چنا ہے کہ وہ میری ساری اُمت میں سب سے زیادہ بہادر بھی ہے اور سب سے زیادہ عالم بھی ہے۔ معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ اس کو منتخب فرماتا ہے جو زمانے میں سب سے زیادہ عالم بھی ہو۔ اور سب سے زیادہ بہادر بھی ہو۔ لوگو یہی قدرت کا دستور ہے۔ اللہ تعالیٰ جاہلوں کو نہیں چُنتا جو بچیوں سے مسئلے دریافت کرنے کو فخر سمجھیں اور اللہ تعالیٰ

بھگوڑوں کو نہیں چُننا جو میدان سے بھاگ جانے کو غنیمت سمجھ کر اس پر ناز کریں۔
کہ میں سب سے زیادہ بہادر ہوں کیونکہ میں سب سے پہلے واپس آیا تھا۔
اتنی بات کہنے کے بعد اب میری گذارش ہے کہ اُمتِ مصطفٰےؐ میں کوئی انسان حیدرِ کرارؑ
جیسا عالم دکھاؤ اور کوئی بشر مولائے کائنات جیسا بہادر دکھاؤ۔ میرا دعوےٰ ہے
کہ میرے مولا جیسا نہ کوئی دنیا میں عالم ملے گا اور نہ کوئی حیدر کرارؑ جیسا شجاع ملے
گا۔ اگر نہ ملے تو قدرت کا قانون تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ عالم اور شجاع کا انتخاب فرماتا
ہے۔ سُنو ارسطو۔ فارابی۔ بوعلی سینا۔ ان تینوں فلسفیوں کا متفقہ فیصلہ ہے
کہ اگر کوئی آدمی بے نظیر عالم ہوگا۔ تو وہ بے مثال پہلوان نہیں ہوگا اور اگر کوئی
انسان بے مثال پہلوان ہوگا تو بے نظیر عالم نہیں ہو سکے گا کیونکہ پہلوانی اور
علم ایک ظرف میں جمع ہو ہی نہیں سکتے جیسے ایک گلاس میں پانی اور آگ ایک
وقت میں جمع نہیں ہو سکتے اسی طرح ایک انسان میں علم اور شجاعت دونوں
کمال جمع نہیں ہو سکتے۔ تاریخ عالم پر نگاہ ڈال کر ملاحظہ فرما لیجئے اگر کوئی انسان
عالم ہے تو پہلوان شجاع نہیں اور اگر شجاع ہے تو بے نظیر و بے مثال عالم نہیں۔
اس کلیہ کو تسلیم کرنے کے بعد پوری کائنات کی گردنیں جھک کر فخر سے کہتی ہیں کہ
اِلَّا عَلِیّ اِبْنِ اَبِی طَالِب مگر ایک علی المرتضیٰ کی ذات ایسی ہے۔ کہ اگر ممبر پر
بیٹھا ہو تو سلونی کے دعوے کرتا ہوا نظر آتا ہے اور اگر میدانِ وغا میں ہو تو
موت کی موت بن کر لڑتا ہوا نظر آتا ہے۔ انسان تو کیا آسمان سے آوازیں آتی
ہیں لَا فَتٰی اِلَّا عَلِی۔ لَا سَیْفَ اِلَّا ذُوالْفِقَار۔ مدارج النبوت جلد ۲
صہ ۲۱۱ طبری جلد ۱ صہ ۲۳۵۔ میرے مولا امیر المومنین فرمایا کرتے تھے لوگو۔ لَوْ ثُنِّيَتْ
لِيَ الْوِسَادَةُ لَحَكَمْتُ بَيْنَ أَهْلِ التَّوْرَاةِ بِتَوْرَاتِهِمْ وَبَيْنَ أَهْلِ الْإِنْجِيلِ
بِإِنْجِيلِهِمْ وَبَيْنَ أَهْلِ الزَّبُورِ بِزَبُورِهِمْ وَبَيْنَ أَهْلِ الْفُرْقَانِ بِفُرْقَانِهِمْ ۝
تذکرۃ الخواص صہ ۱۴۱ المجالس المرضیہ صہ ۲۰۲ فرمایا کہ میرے لئے مسند فرش بچھا دیا جائے

اور میں علم کے منصب پر اتنا فائز ہوں کہ اگر۔ تورایت والے سوال کریں تو انہیں توراتیت سے جواب دوں اگر انجیل والے سوال کریں تو ان کو انجیل سے جواب دوں اگر زبور والے سوال کریں تو ان کو زبور سے جواب دوں اور اگر قرآن والے سوال کریں تو ان کو قرآن سے جواب دوں۔ ہر کتاب کا نبی پکار اُٹھے کہ علیؑ نے حق بیان کیا ہے اور یہی ہم پر وحی نازل ہوئی۔ اللہ اکبر۔ کیا تاجدار رسالت کا فرمان فراموش کر دیا جائے گا کہ آپ نے فرمایا اَعْلَمُ وَ اُمَّتِیْ بَعْدِیْ عَلِیُّ ابنَ اَبِیْ طَالِبٍ مودۃ القربیٰ ص۴۵ فرمایا کہ میری اُمت میں میرے بعد سب سے زیادہ عالم علیؑ ابن ابی طالب کی ذات والا صفات ہے روایت میں ہے کہ عبداللہ ابن عباس فرمایا کرتے تھے لوگو اگر میرے اُونٹ کی مہار جنگل میں گم ہو جائے تو میں قرآن مجید سے دریافت کروں گا کہ بتا میرے اُونٹ کی مہار کہاں ہے لوگ کہتے کہ کیا قرآن تیرے ساتھ باتیں کرتا ہے قرآن مجید تو صامت ہے تو فخر سے فرماتے کہ میں نے کوئی قرآن تم سے پڑھا ہے بلکہ میرا اُستاد علیؑ ابن ابی طالبؑ ہے۔ فرمائیے جس علیؑ کے شاگرد اتنے بلند ہوں کہ قرآن ان سے باتیں کرے فیصلہ دو خود علیؑ کیا ہوگا مواعظ حسنہ ص۲۱۷ یہی وجہ ہے کہ پیغمبر نے فرمایا۔ عَنْ اِبْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم قُسِّمَ الْعِلْمُ دَ عَشْرَۃَ اَجْزَاءَ فَاُعْطِیَ عَلِیٌّ مِنْھَا تِسْعَۃً وَھُوَ بِالْجُزْءِ الْعَاشِرِ اَعْلَمُ مِنَ النَّاسِ مودۃ القربیٰ ص۶۳ ابن عباس سے مروی ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ نے علم کے دس حصے کئے۔ ان میں سے نو حصے خاص علیؑ کو عطا فرمائے اور دسواں حصہ سب پر تقسیم کیا گیا پھر بھی علی سب سے زیادہ لے گیا صلوٰۃ

مسدس

وہ علیؑ شیر جلی جو مخزنِ عرفان ہے
آیت پروردگار اور ناطق قرآن ہے

وہ علی جس کی محبت دین ہے ایمان ہے
وہ علی جو آج بھی ایمان کی پہچان ہے

وہ علی جس کا محب اللہ کا جانی ہو گیا۔
کی علی سے دشمنی شیطانِ ثانی ہو گیا۔

صلوٰۃ بر محمدؐ و آلِ محمدؐ

میں کہتا ہوں مولائے کائنات کے علم کا احصیٰ تو کیا ہوگا بلکہ حیدرؑ کرار کے گھر کی کنیزوں کے علوم کو معلوم کرنا ہمارے بس کا روگ نہیں۔ سنو بتولؑ کے برتن صاف کرنے والی بی بی جنگل میں جا رہی ہے۔ ابو قاسم قشیری کہتے ہیں کہ مجھ سے ایک آدمی نے بیان کیا کہ میں حج کرنے کو گیا تو راہ میں اپنے قافلہ سے جدا ہو گیا۔ ایک عورت کو دیکھا کہ اکیلی سفر کر رہی ہے۔ اُس نے اپنے اُونٹ کو تیز کر کے عورت کے قریب جا کر دریافت کیا کہ بی بی تو اکیلی جنگل میں کیسے پھر رہی ہے اُس بی بی نے قرآن مجید کی آیت پڑھی وَقُلْ سَلٰمٌ ط فَسَوْفَ یَعْلَمُوْنَ ع پارہ ۲۵ رکوع ۱۳ اور کہہ سلامتی مانگتے ہیں شر تمہارے سے پس البتہ جان لیویں گے۔ مطلب یہ کہ پہلے سلام کرو اور بعد میں بات کرو۔ اس مرد نے شرمسار ہو کر سلام کہا اور پھر دریافت کیا کہ بی بی اکیلی جنگل میں کیونکر تو اس بی بی نے پڑھا مَنْ یَّھْدِ اللّٰہُ فَھُوَ الْمُھْتَدِیْ ج پارہ ۹ رکوع ۱۲ جس کو راہ دکھا دے اللہ پس وہی راہ پانے والا ہے۔ مطلب یہ کہ میں قافلہ سے بچھڑ گئی اور راستہ بھول گئی ہوں۔ پڑھا قرآن اور دیا جواب۔ وہ مرد حیران ہو گیا کہ یہ بی بی جواب میں قرآن پڑھتی ہے کہیں یہ جن نہ ہو۔ عرض کیا بی بی تو کس صنف سے ہے اُس نے پھر قرآن پڑھا یٰبَنِیْٓ اٰدَمَ خُذُوْا زِیْنَتَکُمْ پارہ ۸ رکوع ۱۰ اے اولاد آدمؑ پکڑو زینت اپنی۔ معنی یہ کہ میں آدمؑ کی اولاد سے ہوں پڑھا قرآن دیا جواب۔ اس مرد نے پوچھا بی بی کس طرف سے آنا ہوا فرمایا۔ یُنَادَوْنَ مِنْ مَّکَانٍ بَعِیْدٍ ع پارہ ۲۴ رکوع ۱۹ پکارے جاتے ہیں مکان دور سے غرض یہ کہ میں دُور سے یعنی مدینہ سے آ رہی ہوں۔ اُس مرد نے دریافت کیا کہ کہاں جانے کا مقصد ہے فرمایا۔ وَلِلّٰہِ عَلَی النَّاسِ حِجُّ الْبَیْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَیْہِ سَبِیْلًا ط

پارہ ۴ رکوع ۱ اور واسطے اللہ کے اوپر لوگوں کے حج کرنا اس گھر کا جو کوئی پا سکے طرف اس کے راہ۔ مطلب یہ کہ میں حج کو جا رہی ہوں۔ پڑھا قرآن دیا جواب اس مرد نے پوچھا بی بی کتنے دن ہوئے کہ تو قافلہ سے جدا ہوئی فرمایا۔ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِیْ سِتَّۃِ اَیَّامٍ پارہ ۱۱ رکوع ۶ پیدا کیا خدا نے زمین اور آسمانوں کو چھ دن میں غرض یہ ہے کہ مجھے چھ دن گذر گئے قافلہ سے جدا ہوئے۔ اس مرد نے دریافت کیا۔ بی بی آپ کے پاس تو کھانے کی کوئی چیز نہیں ہے آپ نے کھانا کہاں سے کھایا فرمایا۔ وَمَا جَعَلْنٰھُمْ جَسَدًا لَّا یَاْکُلُوْنَ الطَّعَامَ پارہ ۱۷ رکوع ۱ اور نہیں دیا تھا ہم نے ان کو ایسا بدن کہ نہ کھاتے کھانا۔ مطلب یہ کہ جو جسموں کو پیدا کرتا ہے۔ وہی رزق عطا کرتا ہے۔ کون سمجھائے اس مرد کو کہ یہ بی بی اگر حکم کرے تو فرشتے جنت سے کھانے لایا کرتے ہیں۔ اس مرد نے کہا بی بی جلدی چلو کہ آپ کے قافلہ کو پالیں تو اس نے پڑھا۔ لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَھَا پارہ ۳ رکوع ۸ اللہ نہیں تکلیف دیتا کسی نفس کو بلکہ اس کی وسعت کے مطابق۔ مطلب یہ کہ میں اتنا ہی چل سکتی ہوں پڑھا قرآن اور دیا جواب۔ اس مرد نے اپنے اونٹ کو بٹھلایا اور کہا کہ میرے شتر پر سوار ہو جاؤ۔ تو بی بی نے پڑھا۔ لَوْ کَانَ فِیْھِمَآ اٰلِھَۃٌ اِلَّا اللّٰہُ لَفَسَدَتَا پارہ ۱۷ رکوع ۲ اگر سوائے خدا کے کوئی اور بھی معبود ہوتا تو یقیناً زمین آسمان بگڑ جاتے۔ مطلب یہ کہ خدا واحد لاشریک کا حکم ہے کہ غیر محرم سے پردہ کرو لہذا تو پردہ کرلے۔ اس مرد نے پردہ کیا تو اس بی بی نے کسی کو پکارا فوراً ایک جوان آیا جس نے اسے آکر سوار کرایا اور غائب ہو گیا۔ علامہ عبد العلی الہروی الطہرانی فرماتے ہیں کہ بی بی نے مولائے کائنات کو پکارا تھا۔ اور مولا علیؑ نے آکر اسے سوار کرایا تھا مواعظ حسنہ صہ ۱۹ جب اونٹ چلنے لگا تو بی بی نے پڑھا۔ سُبْحٰنَ الَّذِیْ سَخَّرَ لَنَا ھٰذَا وَمَا کُنَّا لَہٗ مُقْرِنِیْنَ لا پارہ ۲۵ رکوع ۷ پاک ہے وہ ذات جس

نے مسخر کیا واسطے ہمارے۔ اس کو اور نہ تھے ہم واسطے اس کے طاقت پانے بس
سفر کرنے کے بعد جب قافلہ قریب آیا تو اس مرد نے عرض کی بی بی اس قافلے میں کوئی تیرا
ہے بی بی نے پڑھا۔ یٰدَاوٗدُ اِنَّا جَعَلْنٰکَ خَلِیْفَۃً فِی الْاَرْضِ پارہ ۲۳ رکوع ۱۱
وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ ج پارہ ۴ رکوع ۶ یٰیَحْیٰ خُذِ الْکِتٰبَ بِقُوَّۃٍ ط
پارہ ۱۶ رکوع ۴ یٰمُوْسٰی اِنِّیْٓ اَنَا اللّٰہُ پارہ ۲۰ رکوع ۷ یعنی چار
جوانوں کا نام لیا۔ ایک داؤد دوسرے محمدؐ تیسرے یحییٰ اور چوتھے موسیٰ۔ تو چار
جوان قافلے سے نکلے اس مرد نے بی بی سے دریافت کیا کہ یہ آپ کے رشتہ میں
کیا لگتے ہیں فرمایا۔ اَلْمَالُ وَالْبَنُوْنَ زِیْنَۃُ الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا ج پارہ ۱۵ رکوع ۱۸
مال اور اولاد دنیا کی زینت ہیں مطلب کہ یہ میرے بیٹے ہیں جب بچے ماں کو مل
چکے تو ماں نے کہا۔ یٰٓاَبَتِ اسْتَاْجِرْہُ ز اِنَّ خَیْرَ مَنِ اسْتَاْجَرْتَ الْقَوِیُّ
الْاَمِیْنُ پارہ ۲۰ رکوع ۶ مطلب یہ تھا کہ اے میرے بیٹو یہ مرد امین ہے
اس کو اجرت دو کہ میں اس کے اونٹ پر سوار ہو کر آئی ہوں۔ جب بچے کچھ دینے
لگے تو ماں نے کہا۔ وَاللّٰہُ یُضٰعِفُ لِمَنْ یَّشَآءُ ط پارہ ۳ رکوع ۴ اللہ
دگنا کرتا ہے واسطے جس کے چاہے غرض یہ کہ اسے دگنا کرو۔ جب بچے دگنی رقم کر کے
دے چکے تو وہ مرد دریافت کرتا ہے کہ خدا کے لئے بتاؤ یہ بی بی ہے کون بچوں نے کہا کہ تمہیں
علم نہیں یہ حضرت علیؑ کی کنیز فضہؓ ہے۔ بیس ۲۰ سال گذر گئے اس نے کبھی قرآن مجید کے علاوہ
بات ہی نہیں کی جب بھی گفتگو کرتی ہے تو قرآن پاک سے گفتگو کیا کرتی ہے۔ سیرت بتول ۴
مصنفہ الشیخ عباس قمی ص ۴۴ مواعظ حسنہ ص ۱۸ فرماؤ مسلمانو جس علیؑ کی کنیز ہو اتنی فاضلہ ہو
تو بتاؤ علیؑ کا علم کتنا بلند ہو گا اللہ تعالیٰ جب چنتا ہے تو ایک علم دیکھتا ہے دوسری
شجاعت دیکھتا ہے زمانے کے لوگوں نے لاکھ کوشش کیں کہ کوئی مشکل مسئلہ حضرت
علیؑ سے دریافت کیا جائے۔ خدا کرے علیؑ نہ بتا سکے تو ہم بھی کہہ سکیں گے کہ اگر ہم نے
ستر مرتبہ مولا علیؑ لٹک فلاں کہا تھا تو حضرت علیؑ کو بھی تو فلاں مسئلہ نہیں آیا تھا۔

ایک مرتبہ چند آدمیوں نے یہی مشورہ کرکے مولا کے پاس آکر سوال کیا کہ یا علیؑ فرمادیں انڈے کونسے جانور دیتے ہیں اور بچے کونسے جانور دیتے ہیں خیال تھا کہ حضرت علیؑ جانوروں کے نام لینا شروع کر دے گا کہ فلاں جانور بچے دیتا ہے اور فلاں انڈے دیتا ہے آخر کوئی تو نام رہ جائے گا تو ہم کہیں گے کہ علیؑ کو اس جانور کا نام نہیں آتا تھا بھلا ساری دنیا کے جانور تھوڑے ہی شمار کر سکے گا۔ سائلوں کے سوال کو سنکر والی کونین مسکرائے اور فرمایا یہ تو بالکل آسان طریقہ ہے۔ سنو جن کے کان باہر ہیں وہ بچے دیتے ہیں اور جن کے کان اندر ہیں وہ انڈے دیتے ہیں جاؤ اور شمار کرتے پھرو۔ خدا کی قسم ساری قوتیں صرف کی گئیں کہ کسی دن تو علیؑ کہہ دے یہ مسئلہ مجھے یاد نہیں پوچھنے والے تھک گئے اور بتانے والا مسکرا مسکرا کر سَلُوْنِیْ مَا شِئْتُمْ قَبْلَ اَنْ تَفْقِدُوْنِیْ اِنِّیْ اَعْلَمُ طُرُقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ کہتا رہا۔ تاریخ الخلفا صنہ۱۸ روایت میں ہے کہ ایک مرتبہ چند آدمی ایک مشکل مسئلہ تلاش کرکے لائے وہ یہ کہ مولا کائنات گھوڑے پر سوار ہو رہے تھے کہ ایک قدم رکاب میں اور دوسرا رکھنا چاہتے تھے کہ سوال کر دیا گیا کہ یا مولا ہمیں جلدی بھی ہے اور مسئلہ بھی مشکل اور طویل ہے فرمایا دریافت کرو مجھے تم سے بھی جلدی ہے کیا علیؑ فرمادیں دین کیا ہے۔ خیال تھا کہ حضرت علیؑ بتائے گا۔ نماز دین ہے۔ روزہ دین ہے حج دین ہے۔ زکوٰۃ ادا کرنا دین ہے۔ داڑھی رکھنا دین ہے۔ جہاد کرنا دین ہے۔ قرآن پڑھنا دین ہے۔ تسبیح پڑھنا دین ہے۔ چوری بے دینی۔ جھوٹ بے دینی۔ غیبت کرنا بے دینی۔ ظلم بے دینی۔ غریبوں کو ستانا بے دینی غرضیکہ دنیا کا ہر کام دین اور یا بے دینی تو علیؑ کس کس کام کا نام لے گا آخر کوئی تو کام رہ جائے گا۔ پس ہم کہیں گے۔ علیؑ کو اس کام کا نام ہی نہیں آتا۔ مگر ان بچاروں کو کیا پتہ کہ جو علیؑ کو نہیں آتا وہ دنیا میں آیا ہی نہیں ہے۔ پس میرے مولا نے دوسرا پاؤں اٹھا کر دوسری رکاب میں رکھ دیا۔ قرآن مجید بھی ختم کر دیا اور سائلوں کو فرمایا۔ اَلدِّیْنُ التَّعْظِیْمُ لِاَمْرِ اللّٰہِ وَشَفْقَتٌ عَلٰی خَلْقِ اللّٰہِ پس دین یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعظیم کرو اور مخلوق خدا سے پیار شفقت

کردی۔ یہی کمال تھا کہ رحمۃ للعالمین نے فرمایا۔ اَنَا مَدِیْنَۃُ الْعِلْمِ وَعَلِیٌّ بَابُهَا تذکرۃ الخواص صـ۳۱ ہاں میں نے عرض کیا کہ میرے مولا حضرت علیؑ گھوڑے پر سوار ہوتے ہوئے قرآن مجید ختم کر دیتے تھے۔ مگر مُلاں اس سے انکار کرتا ہے کہ خلاف عقل ہے بھائیو یہ صرف شیعہ قوم کا ہی ایمان اعتقاد نہیں بلکہ آپ کے اجل عالم حضرت عبدالرحمٰن جامی نے شواہد النبوت کے صـ۲۸ پر بڑے شدومد سے ذکر کیا ہے۔ کہ مولائے کائنات گھوڑے پر سوار ہوتے ہوئے قرآن پاک کی پوری تلاوت کر لیا کرتے تھے۔ اگر کوئی صاحب مزید تسلی کرنا چاہتا ہو تو میں اُسے حضرت حسین بن منصور حلاج کے واقعہ کی طرف رجوع کرواتا ہوں کہ جب منصور نے انا الحق کہا تو علمائے کرام نے اُس کے قتل کا حکم دے دیا۔ سولی پر منصور کو لٹکایا گیا تو مرنے کے بعد بھی اس کے جسم سے آواز آنے لگی انا الحق لوگوں کو خوف پیدا ہوا کہ اس طرح تو فتنہ عظیم برپا ہوگا پس بادشاہ کے حکم سے آپ کی لاش کو جلایا گیا تو راکھ کے ہر ذرہ سے آواز آنے لگی انا الحق۔ پھر اس راکھ کو دریا میں ڈالا گیا۔ تو پانی کے ہر قطرے سے آواز آنے لگی انا الحق۔ اس کے بعد آپ کا پراہن دریا کی طرف کیا گیا تو آواز ختم ہو گئی۔ دیکھو تذکرۃ اولیا صـ۲۷۶ مسلمانو اگر منصور حلاج کے جسم کے ہر ذرّہ سے انا الحق کی آواز آ سکتی ہے۔ تو میرے مولا کے جسم اطہر کے ہر بال سے ایک ایک آیت کی آواز بھی آ سکتی ہے۔ قرآن مجید ختم کرنے کی وجہ طریقہ یہ ہوتا تھا کہ مولا زبان سے صرف بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھتے تھے۔ اور آپ کے تن اطہر کے بال اتنے ہی تھے جتنے قرآن مجید کے حرف تو ہر بال ایک ایک حرف پڑھ دیتا تھا اور قرآن پاک ختم ہو جاتا تھا۔ ہاں میں مولا علیؑ کے علم پر گفتگو کر رہا تھا کہ دنیا نے زور لگا لیا کہ کسی وقت کوئی خلاف واقعہ بات ان کے مُنہ سے نکل جائے۔ تاکہ ہمیں بھی علیؑ کے علم پر تنقید کرنے کا موقعہ میسّر ہو جائے۔ ایک مرتبہ لوگوں نے سوچ بچار کر کے سوال کیا کہ یا علیؑ فرما دیں کلام عرب کیا ہے اور اس کی حقیقت کیا ہے۔ بھلا پوری زبان کو کوئی کس طرح بیان کر سکتا ہے یقین تھا کہ اب علیؑ عاجز آ جائے گا کیونکہ پوری کلام عرب کو سمجھانا ناممکن ہے۔ مولا نے فرمایا کلام عرب کے صرف تین اجزا ہیں سُنو۔

عرب جب بھی زبان سے کوئی جملہ کہے گا وہ یا حرف ہوگا یا اسم ہوگا یا فعل ہوگا۔ چوتھا کوئی جز ہے ہی نہیں۔ آج تک ہزاروں کتابیں تصنیف ہو چکیں مگر ابھی تک حرف۔ اسم اور فعل کی مکمل تشریح نہ کر سکے۔ بھائیو یہ کلیہ حرف۔ اسم۔ فعل کا میرے مولا کا بنایا ہوا ہے۔ جس پر آج تک زور آزمائی کی جا رہی ہے۔ ہاں اللہ عالم کو چنتا ہے ساری دنیا کو چیلنج ہے کہ میرے مولا جیسا کوئی عالم دکھاؤ۔ آؤ علم مرتضیٰ کا ایک اور واقعہ سنو ایک مرتبہ خارجی دس عالم اکٹھے ہو کر مولائے کائنات کے پاس آئے اور عرض کی یا علیؑ ہم سب آپ سے ایک ہی سوال کرتے چلے جائیں گے کہ آپ ہر ایک کو علیحدہ علیحدہ جواب دیں اور تمام جوابات ہوں بھی صحیح آپ نے فرمایا سوال کرو ایک خارجی نے کھڑے ہو کر کہا۔ یا علیؑ فرمادیں علم بہتر ہے کہ دولت آپ نے فرمایا علم بہتر ہے کیونکہ دولت خرچ کرنے سے کم ہوتی ہے اور علم خرچ کرنے سے بڑھتا ہے دوسرے نے کھڑے ہو کر کہا یا علیؑ علم بہتر کہ دولت آپ نے فرمایا علم کیونکہ دولت کا تو محافظ ہے اور علم تیری حفاظت کرتا ہے۔ تیسرے نے کھڑے ہو کر کہا یا علیؑ علم بہتر کہ دولت فرمایا علم کیونکہ دولت کم ہو جاتی ہے اور علم ہمیشہ تازہ رہتا ہے۔ چوتھے نے کھڑے ہو کر سوال کیا یا علیؑ علم بہتر ہے کہ دولت فرمایا علم کیونکہ دولت کو چور ڈاکو کا خطرہ ہے اور علم ایسے خطروں سے محفوظ رہتا ہے۔ پانچویں نے کھڑے ہو کر سوال کیا یا علیؑ علم بہتر کہ دولت فرمایا علم کیونکہ علماء اکثر سخی ہوتے ہیں اور دولت مند اکثر بخیل ہوا کرتے ہیں۔ چھٹے نے کھڑے ہو کر سوال کیا یا علیؑ علم بہتر ہے کہ دولت فرمایا علم کیونکہ علم سے دل میں نور پیدا ہوتا ہے۔ اور دولت کی کثرت سے دل میں سیاہی پیدا ہونے کا خطرہ ہے۔ ساتویں نے سوال کیا یا علیؑ علم بہتر کہ دولت فرمایا علم کیونکہ کثرت دولت کی وجہ سے لوگوں نے خدائی دعوے کیئے اور کثرت علم سے لوگ مقرب خدا ہوئے۔ آٹھویں نے سوال کیا یا علیؑ علم بہتر ہے کہ دولت فرمایا علم کیوں کہ اکثر دولت مند متکبر ہوتے ہیں اور اکثر علماء رحیم ہوتے ہیں۔ نادیں نے کھڑے ہو کر سوال کیا یا علیؑ علم بہتر ہے کہ دولت فرمایا علم کیونکہ علم خرچ کرنے سے

دوہرا ثواب ہوتا ہے۔ اور دولت خرچ کرنے سے اکہرا اجر ملتا ہے۔ دسویں نے کھڑے ہوکر سوال کیا یا علیؑ علم بہتر ہے کہ دولت فرمایا علم کیونکہ دولت کا قیامت کو حساب ہوگا اور علم کا روزِ محشر کوئی حساب نہ ہوگا۔ پھر فرمایا اگر تم یہ ایک ہی سوال میری زندگی بھر کرتے رہو تو علیؑ ہر بار علیحدہ جواب جہیا کرے گا۔ لواعج الاحزان جلد ۲ صفحہ ۹۸ میں فخر سے کہا کرتا ہوں کہ ساری کائنات مل کر میرا مولا کے علم کا مقابلہ نہیں کرسکتی علیؑ وہ بحر ہے کہ جس کا کنارہ نہیں۔ رباعی

توڑ دے جس کو علیؑ پیوند ہوتا ہی نہیں ۔۔۔ اور دے جسے حیدر وہ حاجتمند ہوتا ہی نہیں

فکر کیا جہتاب کو گر باب تو یہ بند ہو ۔۔۔ علم کے در کا کبھی در بند ہوتا ہی نہیں

صلوٰۃ۔ حیدر کرار کے علم پر ایک واقعہ اور بھی سن لیں پھر صرف ایک واقعہ شجاعت کا عرض کر کے دامنِ تقریر سمیٹتا ہوں۔ روایت میں ہے کہ ایک مقدمہ حضرت ثانی صاحب کے دربار میں پیش ہوا۔ نوعیت اس کی یہ تھی۔ کہ ایک لڑکا نوجوان کہتا ہے اے بندوں کے بنائے ہوئے یہ عورت میری ماں ہے۔ اس نے نو مہینے مجھے اپنے پیٹ میں رکھا ہے اور دو سال گود میں بٹھا کر دودھ پلایا ہے مگر اب ماں ہونے سے انکار کرتی ہے۔ خلیفہ صاحب نے عورت سے دریافت کیا تو اس نے کہا کہ حضور میں باکرہ ہوں میری تو ابھی تک شادی بھی نہیں ہوئی۔ یہ میرے چار بھائی اور چالیس آدمی مزید اپنی صداقت اور گواہی کے لئے پیش کرتی ہوں۔ المختصر چاروں بھائیوں نے حلفیہ بیان دے دیئے کہ ابھی تک ہماری بہن کی شادی ہی نہیں ہوئی خدا جانے یہ لڑکا ظالم کہاں سے آ گیا جو ہمیں رسوا کرتا ہے۔ اسی طرح چالیس آدمیوں نے بھی قسمیں اٹھا کر گواہی دے دی۔ کہ ابھی تک اس بچی کی شادی نہیں ہوئی۔ چونکہ لڑکے کے پاس کوئی گواہ نہ تھا اس لئے خلیفہ صاحب نے فیصلہ دے دیا کہ اس لڑکے کو دُرّے مارے جائیں کیونکہ اس نے ایک پاکدامن عورت پر تہمت لگائی ہے۔ ملازم اُسے سزا دینے کے لئے لے کر چلے کہ راستہ میں مولائے کائنات حضرت علیؑ علیہ السلام مل گئے لڑکے نے فریاد کی آپ نے حکم دیا کہ اسے واپس لے چلو۔ تاکہ اس کا صحیح فیصلہ کیا جائے۔ آپ نے تشریف لا کر حضرت عمر سے فرمایا کہ

میں اس کا فیصلہ کرنا چاہتا ہوں۔ انہوں نے کہا کہ ماشاء اللہ ضرور کیجئے کیونکہ رسول اللہ نے فرمایا۔ اَعْلَمُ اُمَّتِیْ بَعْدِیْ عَلِیُّ ابْنِ اَبِیْ طَالِب مودۃ القربی ص۴۹ فرمایا میرے بعد سب سے زیادہ عالم علی ابن ابی طالب ہے۔ تو آپ نے اس عورت سے فرمایا بی بی سچ بتا یہ لڑکا کیا تیرا بیٹا نہیں ہے۔ اُس نے کہا میں پہلے قسم اُٹھا چکی ہوں۔ اور میرے بھائی بھی حلفیہ بیان دے چکے ہیں۔ یہ چالیس آدمی بھی گواہیاں دے چکے ہیں کہ ابھی تک تو میری شادی بھی نہیں ہوئی۔ یہ لفنگا لڑکا خواہ مخواہ مجھے ذلیل کر رہا ہے مولا نے فرمایا بی بی وہ اور تھا میں اور ہوں۔ سچ سچ بتا۔ عورت نے عرض کی بس یہی سچ ہے اور اسی پر میں خدا کو گواہ کرتی ہوں۔ اس کے بعد آپ اس کے بھائیوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ عزیزو ابھی تک تمہاری بہن کی شادی نہیں ہوئی۔ انہوں نے باتفاق عرض کی کہ اے مولائے کائنات ابھی تک ہماری بہن کی شادی نہیں ہوئی آپ نے فرمایا بڑے ظلم کی بات ہے کہ ابھی تک تم نے اپنی بہن کی شادی بھی نہیں کی۔ سُنو اگر تم اجازت دو تو میں تمہاری بہن کی شادی پہلے کر دوں؟ اور بعد میں فیصلہ ہو۔ دیکھو خرچ سے نہ گھبرانا مہر وغیرہ میں خود ادا کر دوں گا کیا آپ مجھے اختیار دیتے ہیں کہ میں اس کی شادی جس سے چاہوں کر دوں۔ اس عورت کے بھائیوں نے خوش ہو کر کہا کہ اے برادر رسولؐ اگر آپ ہماری بہن کی شادی کریں تو اس سے اور زیادہ ہمیں کیا فخر ہوگا۔ حضور ہم تو فخر سے کہا کریں گے کہ ہم وہ لوگ ہیں جن کی بچیوں کی شادی حضرت علیؑ کیا کرتے تھے۔ پس جب اجازت ہو چکی تو آپ نے قنبرؓ سے فرمایا۔ قنبرؓ میرے حجرے میں درہموں کی تھیلی پڑی ہے اُٹھا کے لے آ قنبرؓ بھی حیران ہو کر اُٹھے کہ تین دن ہو چکے پانی سے روزہ افطار فرما رہے ہیں۔ صبح میں نے خود حجرے میں جھاڑو دی ہے۔ وہاں سوائے مُصلّیٰ کے اور کیا ہے۔ مولا نے فرمایا قنبرؓ جلدی جا اے قنبرؓ۔ تو نے کیا سمجھا قنبرؓ علیؑ واقعہ کا محتاج نہیں بلکہ واقعہ علیؑ کا محتاج ہے۔ لکھا ہے کہ قنبرؓ گئے تو واقعی درہموں کی تھیلی پڑی تھی۔ قنبرؓ نے لا کر مولا کے حوالے کر دی۔

آپ نے ہتھیلی لے کر جوان کو بلایا جس پر مقدمہ تھا۔ اور اُسے ہتھیلی دے کر فرمایا اے جوان یہ ہتھیلی لے اور اس عورت کی گود میں ڈال دے یہ اس کا مہر ہے اور اس کا بازو پکڑ کر گھر لے جا میں نے اس کا عقد تیرے ساتھ کر دیا۔ لڑکے نے جونہی عورت کی گود میں ہتھیلی ڈالی اور بازو پر ہاتھ رکھا تو چیخ اُٹھی کہ یا علیؑ معاف کرنا ماں بیٹے کی شادی نہیں ہوا کرتی۔ فرمایا اب بتا یہ تیرا کیا لگتا ہے۔ ہاتھ باندھ کر عرض کی یا علیؑ معاف کرنا یہ میرا ہی بیٹا ہے۔ اس کا باپ بہت دولت چھوڑ کر مرا ہے میرے بھائیوں نے مجھ پر زور دیا کہ اس بچے کی فرزندی سے انکار کر دے تاکہ دولت ہمارے کام آئے اس لئے میں نے اس بچے کو گھر سے نکال دیا۔ کتاب ابوتراب جلد ۲ صہ ۲۹۲ ناسخ التواریخ جلد ۲ صہ ۲۳۲ یہ مختصر سا بیان مولا کے علم کے بارے میں عرض کیا گیا ہے۔ اب صرف ایک واقعہ شجاعت مرتضیٰ اور سماعت فرمادیں اور وہ بھی مولا کے بوڑھاپے کا ورنہ جنگ بدر سے لے کر جنگ نہروان تک کے ہزاروں واقعات شجاعت کے پیش کئے جا سکتے ہیں جس سے کوئی مسلمان انکار نہیں کر سکتا واقعہ صرف یہ عرض کرنا ہے کہ جنگ صفین میں انتیس ویں ۲۹ روز مولا علیؑ نے اپنے چچازاد بھائی عباس ابن حارث کو میدان میں بھیجا۔ حضرت عباس ابن حارث نے بہتوں کو واصل جہنم کیا۔ حضرت عباس نے ایک بہادر شامی کو قتل کیا تو اس کا بھائی بدلہ لینے کے لئے نکلا اور عباس کو للکارا آپ نے فرمایا تو میدان میں آ میں اپنے مولا سے اجازت لے کر آتا ہوں عباس مولا کی خدمت میں حاضر ہوئے حضرت نے فرمایا عباس جلدی اپنا لباس اُتار کر میرے حوالے کر دے بس مولا علیؑ عباس کا لباس پہن کر میدان میں چہرے پر نقاب ڈال کر تشریف لائے لوگ سمجھے کہ عباس ابن حارث بن عبدالمطلب یہی ہے مگر مولا نے ایک ہی وار سے شامی کو جہنم پہنچا دیا۔ اس ضربت سے تمام فوج میں تعجب ہوا کہ یہ کام عباس کا تو نہیں ہے۔ عمرو بن عاص نے کہا معاویہ یہ عباس نہیں بلکہ چہرے پر نقاب ڈال کر خود علیؑ آیا ہے۔ معاویہ نے کہا نہیں بلکہ عباس ابن حارث

ہی تو ہے اس کے بعد معاویہ نے عمرو ابن عنس لنحمی جو پوری فوج سے زیادہ بہادر تھا اُسے بھیجا مگر مولائے کائنات نے ایک ہی وار میں دو ٹکڑے کر دیئے۔ اس کے قتل ہونے پر معاویہ کو یقین ہو گیا کہ یہ عباس ابن حارث نہیں بلکہ حضرت علیؑ ہے تو پوری فوج کو حکم دیا کہ چاروں طرف سے اس جوان پر حملہ کر دو۔ بس حکم ملنے کی دیر تھی کہ چاروں طرف سے فوجیں دوڑیں تلواریں چمکیں۔ نیزے اُٹھے تیر برسے۔ اس کیفیت کو دیکھ کر حضرت عمار یاسرؓ نے حضرت امام حسنؑ سے عرض کی مولا اجازت دیجئے کہ قمر امامت ظلمت کی بدلیوں میں چھپ گیا ہم بھی حملہ کر دیں۔ فرمایا عمارؓ خاموش آج ہی تو میرے بابا کی شجاعت دیکھنے کا دن ہے عمارؓ میرا باپ مجھے کہا کرتا ہے۔ یٰبُنَیَّ اِنَّ اَبَاکَ لَایُبَالِیْ وَاقَعَ عَلَی الْمَوْتِ اَوْ وَاقَعَ الْمَوْتُ عَلَیْہِ بیٹا تیرے باپ کو کوئی پرواہ نہیں کہ موت کے اوپر جا پڑے یا موت علیؑ کے اوپر آ جائے۔ فوجیں دوڑ کر مولا کے قریب آتی رہیں مگر کائنات کا واحد لاشریک شجاع چہرے پر نقاب ڈالے اطمینان سے کھڑا رہا۔ جبرائیلؑ نے آسمانی مخلوق کو پکار کر کہا ذرہ جھک کر میرے اُستاد کا جنگ تو دیکھو بس بہتے ہوئے دریاؤں کا دھارا رُکا۔ سورج کی چمک رُکی۔ سبزے کی مہک رُکی پھولوں کی مہک رُکی۔ دریا کی روانی رُکی سمندر کی وجدانی بادل کا شور رُکا۔ ہوا کا زور رُکا۔ دیکھیں تو سہی کہ علیؑ کس طرح جنگ کرتا ہے۔ بس جب فوجیں چاروں طرف سے قریب آ گئیں تو میرے مولا نے صرف چہرے سے نقاب اُلٹا۔ بس نقاب کا اُلٹنا تھا کہ گھوڑے رُکے باگیں موڑیں۔ تلواریں چھوٹیں نیزے گرے۔ کمانیں پھینکیں جان کو بچا۔

دینا بھاگی اور حضرت علیؑ کھڑے دیکھتے رہے چہرہ مرتضیٰ دیکھ کر میدان سے اس طرح بدحواس ہو گئے لوگ دوڑے کہ گھوڑے سے بندہ گرا بندے سے گھوڑا گرا جیسے باجرے سے چڑیاں اُڑائی جاتی ہیں اس طرح میدان سے لوگ اُڑ گئے۔ لکھا ہے کہ بہت سے آدمی گھوڑوں کی ٹاپوں سے معاویہ کے مر گئے۔ المجالس المرضیہ ص ۱۰۰

ذکر العباس ص۲۹ دعیر رقم۔ لوگو یہ صرف میرے مولا کے چہرے کی چمک کا نتیجہ ہے۔ اندازہ کر لو کہ تلوار کا وار کیسا ہوگا اس جنگ میں میرے مولا نے معاویہ سے کہا تھا معاویہ مخلوق خدا کو کیوں مروا رہا ہے آ نکل آ میدان میں اور تو میں دو ہاتھ کر لیں۔ مشہور واقعہ ہے کہ عمرو عاص نے کہا معاویہ سے تو حق نکل میدان میں جا اور علیؑ کو قتل کر دے۔ حاکم شام نے کہا تو نمک حرام ہے مجھے قتل کروا کر میری حکومت پر قبضہ کرنا چاہتا ہے۔ عمرو عاص نے کہا معاویہ اتنی بزدلی کیا یہ ضروری ہے کہ علیؑ تجھے قتل کرے گا تو بھی تو ہندہ کا لال ہے اور تیری جوانی کا زمانہ ہے ہو سکتا ہے کہ تو علیؑ کو قتل کر دے۔ معاویہ نے کہا اچھا معلوم ہو گیا کہ تو مسلمان بھی نہیں ہے۔ کہا کیسے کہا تو جو کہتا ہے کہ میں علیؑ کو قتل کر دوں گا۔ کہا اس میں کیا شک ہے تو بھی تو بہت بڑا بہادر ہے۔ کہا اسی لئے تو کہتا ہوں کہ تو مسلمان نہیں ہے کیونکہ رسول اللہ نے کئی بار فرمایا کہ اے علیؑ جو بندہ میدان میں تیرے مقابلے کو نکلے گا۔ وہ کبھی زندہ بچ کے جا سکتا ہی نہیں۔ اور تو کہتا ہے کہ میں معاویہ علیؑ کو قتل کر دوں گا۔ اللہ اکبر۔ روایت میں ہے کہ عبداللہ ابن زبیر کے معاویہ کے ساتھ تعلقات اچھے نہ رہے ایک مرتبہ عبداللہ ابن زبیر دمشق میں آیا اور جس کمرے میں معاویہ سو رہا تھا وہاں جا کر بیٹھ گیا تھوڑی دیر کے بعد معاویہ نے آنکھ کھولی دیکھا تو دشمن سرہانے بیٹھا ہے۔ عبداللہ نے کہا معاویہ تو سو رہا تھا مگر میری غیرت نے گوارا نہ کیا کہ سوئے ہوئے دشمن کو قتل کر دوں۔ معاویہ نے کہا کہ اگرچہ میں سویا ہوا تھا۔ مگر میرے قتل کرنے کے لئے کسی بہادر کی ضرورت ہے۔ عبداللہ نے کہا کہ کیا میری شجاعت بہادری میں شک ہے۔ معاویہ نے کہا کہ تیرے پاس تیری شجاعت کی دلیل کیا ہے۔ کہا دلیل یہ ہے کہ جنگ صفین میں جو فوج علیؑ کے مخالف تھی میں اس فوج میں شامل تھا۔ معاویہ نے کہا ہاں علیؑ کی مخالف فوج میں شامل تو تھا مگر علیؑ سے واسطہ نہ پڑا اگر علیؑ کے مقابل ہوتا تو آج یہاں نظر نہ آتا۔ اس واقعہ سے پتہ چلتا ہے کہ عرب حضرت علیؑ کی مخالف فوج میں سپاہی ہونا اپنی بہادری کی دلیل سمجھتے

تھے اندازہ لگاؤ علیؑ خود کتنا بہادر ہوگا۔ بس اللہ تعالیٰ جب کسی کو منتخب کرتا ہے تو ایک اس کا علم دیکھتا ہے دوسری شجاعت دیکھتا ہے اسی طرح جب حسینؑ ابن علی نے چنے تو علم اور شجاعت کو ہی مد نظر رکھا۔ اور جس جس کو بتولؑ کا لال چن کر کربلا میں لایا۔ بے مثال و بے نظیر نکلا۔ مسلمؓ بن عوسجہ کو دیکھئے جو صحابی رسولؐ ہے ایک سو پانچ برس کی عمر ہے۔ شب عاشور عرض کر رہا ہے کہ اے فرزند رسولؐ بے شک آپ کو ہماری ضرورت نہیں بلکہ ہمیں تو آپ کی ضرورت ہے۔ مولا جائیں تو کہاں جائیں۔ اپنے باپ جیسا کسی کا باپ دکھا دے اور اپنی ماں جیسی کسی کی ماں دکھا دے مولا آپ پر جان قربان کرنا ستر بار قتل ہونے اور زندہ ہونے بلکہ اگر میری لاش ستر بار آگ میں جلائی جائے اور زندہ کیا جاؤں اور قتل ہو کر جلایا جاؤں تو بھی خدا کی قسم آپ کی نصرت سے انحراف نہ کروں گا لکھا ہے کہ مولا نے جو مسلمؓ بن عوسجہ کی یہ تقریر سنی تو مدینہ کو منہ کر کے کہا نانا اپنا چاؤ بھی دیکھ اور میرا چاؤ بھی دیکھ۔ نانا آپ بلاتے تھے آتا کوئی نہیں تھا میں بھیجتا ہوں مگر جاتا کوئی نہیں۔ لکھا ہے کہ مسلمؓ بن عوسجہ بوڑھے سپاہی نے پچاس اشقیا کو واصل جہنم کیا۔ آخر زخموں کی تاب نہ لا کر آواز دی یا مولا ادرکنی تو مولا حسینؑ حبیبؓ ابن مظاہر سمیت مسلمؓ کی لاش پر پہنچے حبیبؓ نے مسلمؓ سے کہا کہ مسلمؓ تم تو سرخرو ہو کر جا رہے ہو مجھے کوئی وصیت کرو تو مسلمؓ نے اپنی انگلی سے مولا حسین کی طرف اشارہ کیا کہ اس کا خیال کرنا کہیں قیامت کو بتولؑ نہ کہہ دے کہ تم نے اپنی جانیں میرے فرزند سے پیاری کر رکھی تھیں حبیبؓ نے کہا مسلمؓ خدا کی قسم ایسا ہی ہوگا۔ یہ کہہ کر صحابی رسولؐ مسلمؓ بن عوسجہ نے حسینؑ کے قدموں پر سر رکھا اور روح پرواز کر گئی۔ فرزند رسولؐ مسلمؓ کی لاش کو خیمہ کے دروازے پر رکھ کر فرماتے ہیں سیدانیو میں تمہارے نانا کے صحابی کی لاش لایا ہوں۔ یہ سن کر سیدانیوں نے سر کے بال کھول دیئے اور رونا شروع کیا۔ اصحاب الیمین صفحہ ۸۳ بحار الانوار جلد نمبر ۱ حصہ ۱ صفحہ ۲۲۳ سعادت الوالدین صفحہ ۳۰۲۔ الا لعنت اللہ علی القوم الظالمین۔

تیسری مجلس

ورثہ وارث کا محتاج ہے۔ وارث ورثہ سے افضل ہوگا۔
قرآن مجید کا وارث قرآن سے برتر۔ حضرت علیؑ کا دعویٰ کہ میں صدیق اکبر ہوں اور بولنے والا قرآن ہوں۔ قرآن کا دعویٰ اور سورہ حمد کی برکت۔ مولا علیؑ کا مُردوں کو زندہ کرنا۔ قرآن مجید کے کل اجزا۔ حضرت علیؑ کے عدو کو قرآن کی تلاوت فائدہ نہیں دے گی۔ قاری کی تشریح۔ حضرت عمر کا بیان۔ امام حسن علیہ السلام نے گائے کے پیٹ میں بچہ کی شکل وصورت بتادی۔ جو وارث ہیں وہ نوک نیزہ پر بھی قرآن پڑھتے ہیں۔ قیامت کے دن حضرت علیؑ کی ولایت کے بارے میں سوال۔ حقیقی وارث کی قرآن میں سندیں۔ اللہ نے قرآن کے وارث چُنے اور اُن کا اعلان
مصائب حضرت جونؓ کا مولا حسینؑ سے اِذن جہاد طلب کرنا۔ حضرت جونؓ کی شہادت۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْكِتٰبَ الَّذِيْنَ اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَاۚ فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖۚ وَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌۚ وَمِنْهُمْ سَابِقٌۢ بِالْخَيْرٰتِ بِاِذْنِ اللّٰهِؕ ذٰلِكَ هُوَ الْفَضْلُ الْكَبِيْرُؕ پارہ ۲۲ رکوع ۱۶ ترجمہ۔ پھر ہم نے وارث کیا اپنی کتاب کا ان لوگوں کو جن کو ہم نے چن لیا اپنے بندوں میں سے ان سے کچھ اپنے نفس پر ظلم کرنے والے ہیں اور کچھ درمیان میں ہیں اور کچھ سابق بالخیرات ہیں۔ بس یہی اللہ کا سب سے بڑا فضل ہے۔

یہ مسلمہ بات ہے کہ جس شئی کا کوئی وارث محافظ نہ ہو وہ شئی دنیا میں باقی نہیں رہ سکتی دنیا کی ہر چیز اس بات کی محتاج ہے کہ کوئی نہ کوئی اس کا محافظ وارث ہو مثلاً یہ مکان کیوں برباد ہے۔ آواز آئی کہ اس کا وارث کوئی نہیں۔ یہ زمین کیوں غیر آباد ہے کہ اس کا وارث جو کوئی نہیں۔ محاورہ ہے کہ (کھیتی سائیاں سیتی)۔ ارے یہ بچہ کیوں پریشان ہے کہا کہ یتیم ہے اس کا وارث کوئی نہیں۔ ہاں اگر یہ درست ہے کہ بے وارث شئی آج برباد نہ ہوئی تو کل ضرور ہو جائے گی تو غور کرو کہ چودہ ۱۴ سو سال سے قرآن مجید جس حالت میں تھا اُسی حالت میں آج بھی باقی ہے۔ حالانکہ توراۃ انجیل۔ زبور۔ بھی تو آسمانی کتب ہیں مگر وہ آج اپنی اصلی حالت میں موجود نہیں ہیں اور قرآن مجید چودہ ۱۴ سو سال سے ایک ہی حالت میں ہے قرآن کی زیر۔ زیر ہے اور قرآن کی زبر۔ زبر ہے حکومتیں زیر زبر ہو گئیں مگر قرآن اپنی پہلی ہی حالت پر موجود ہے اس کی وجہ صرف اور صرف یہ ہے کہ توراۃ۔ انجیل۔ زبور۔ ان تینوں کا کوئی وارث نہ رہا۔ جو ان کی حفاظت کرتا اور قرآن پاک کا کوئی وارث ہے چاہے پردہ غیبت میں ہے اس کی حفاظت کر کے بچا کے لا رہا ہے۔ قدرت کا ارشاد ہے۔ ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْكِتٰبَ الَّذِيْنَ اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَاۚ پھر ہم نے وارث بنایا اپنی کتاب کا ان کو

جن کو ہم نے چن لیا اپنے بندوں میں سے فرماؤ مسلمانو کہ آج قرآن مجید ہے کہ نہیں اگر ہے تو فرماؤ آج قرآن کا وارث کون ہے اگر کتاب ہے تو اس کا وارث بھی ہونا ضروری ہے اگر کوئی فرمائے کہ آج کے علمائے کرام وارث ہیں تو میری عرض ہے کہ کس فرقے کے علمائے کرام کتاب کے وارث ہیں اور دوسرے فرقے کے علماء کو کیوں وارث تسلیم نہیں کیا جاتا اور جو وارث ہیں ان کے پاس وارث ہونے کی دلیل کیا ہے۔ سنو آج کا عالم چاہے کسی فرقے کا ہی کیوں نہ ہو کتاب کا وارث نہیں ہو سکتا کیونکہ یہ عقلی دلیل ہے کہ وارث ہمیشہ ورثہ سے افضل ہوتا ہے۔ آپ پوری کائنات کی اشیاء کو ملاحظہ فرمالیں تو ثابت ہو گا کہ وارث ورثہ سے ہمیشہ افضل ہوتا ہے اگر ورثہ افضل ہو تو وہ کیوں نہ وارث بنے جب یہ مسلمہ اصول ہے کہ وارث۔ ورثہ سے افضل ہوتا ہے تو اب غور فکر کے بعد ارشاد فرمادیں۔ کہ قرآن مجید کا وارث کون ہو گا اسے قرآن کا وارث وہی ہو گا جو قرآن سے افضل ہو۔ المختصر یہ کہ قرآن صامت کا وارث قرآن ناطق ہو گا تلاش کرو کائنات میں کہ کون ہے وہ انسان کہ جس نے دعوٰے کیا ہو کہ میں قرآن ناطق ہوں اگر کسی کو دشمنی مرتضٰے میں کوئی قرآن ناطق نہ مل سکے تو میں مع حوالہ کے پیش کرتا ہوں میرے مولا فرماتے ہیں۔ اَنَا الصِّدِّیْقُ الْاَکْبَرُ لَایَقُوْلُهَا بَعْدِیْ اِلَّا کَذَّابٌ وَ اَنَا قُرْاٰنٌ نَاطِقٌ منصب امامت صد۲؎ فرمایا کہ میں صدیق اکبر ہوں میرے بغیر سوائے کذاب کے کوئی یہ دعوٰے نہ کرے گا اور میں بولنے والا قرآن ہوں۔ مقدس۔

گھر جس کا کہ گہوارۂ جلی ہے
در جس پہ فرشتوں نے جبیں اپنی ملی ہے
کردار کہ ادراک محال عقلی ہے
ہم مرتبہ فردوس بریں جس کی گلی ہے
جس مسند کی آغوش میں تطہیر پلی ہے
بے شک وہ علیؑ ہے وہ علیؑ ہے وہ علیؑ ہے

ہاں! جب طے ہو گیا کہ کتاب کا وارث کتاب سے افضل ہو گا تو اب ایک طرف قرآن مجید کے فضائل و کمالات رکھ لیں اور دوسری طرف مدعی وارث کتاب

کے کمالات دیکھیں تو جس کے کمالات قرآن مجید سے بڑھ جائیں وہ وارث کتاب ہے اور دوسرا وارث نہیں ہے۔ لو قرآن کا دعوےٰ سنو۔ وَلَوْ اَنَّ قُرْاٰنًا سُیِّرَتْ بِهِ الْجِبَالُ اَوْ قُطِّعَتْ بِهِ الْاَرْضُ اَوْ كُلِّمَ بِهِ الْمَوْتٰى ط بَلْ لِّلّٰهِ الْاَمْرُ جَمِیْعًا ط پارہ ۱۳ رکوع ۱۰ اگر قرآن ہوتا چلائے جاتے ساتھ اس کے پہاڑ اور کاٹی جاتی ساتھ اُس کے زمین اور بلائے جاتے ساتھ اس کے مردے تو بھی ایمان نہ لائے بلکہ واسطے خدا کے ہے کام سارا (رفیع الدین) فیصلہ دو کہ جب قرآن مجید سے پہاڑ چلائے جا سکتے ہیں زمین کی مسافتیں طے کی جا سکتی ہیں اور مُردے زندہ کئے جا سکتے ہیں تو اس کا وارث کس کمال کا مالک ہونا چاہیئے جبکہ ثابت ہے کہ وارث مورثہ سے افضل ہوتا ہے۔ کیا اس کتاب کا وارث وہ ہوگا جو زندوں کو قرآن پڑھ کر مار دے یا وہ جو قرآن پڑھ کر مُردوں کو زندہ کر دے۔ ہم نے آج کے بزرگوں کا یہ کرشمہ دیکھا ہے کہ ایک آدمی نے مولوی صاحب سے آکر عرض کی مولانا ذرہ ہمارے گھر تشریف لائیے کہ ددّا بھی سے ابا جان انتقال نہیں کرتے مولوی صاحب تشریف لے گئے سورہ یٰسین شروع کی یہ ملی مبین آئی کہ ابا جان جنت چلے گئے ارے قرآن کے پڑھنے سے تو مردے زندہ ہوتے ہیں اور تم زندوں کو قرآن پڑھ کر مارنے والے قرآن کے وارث کیسے بن گئے۔ کاش کہ دنیا والے وارثانِ قرآن کے دامن سے متمسک رہتے اور اسلام تہتر ۷۳ فرقوں میں تو تقسیم نہ ہوتا ہے۔ روایت میں ہے کہ ایک روز ایک شخص نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے کہا کہ آیا یہ صحیح ہے کہ جو سورۃ حمد کو ستر ۷۰ بار مردہ پہ پڑھ دے تو وہ زندہ ہو جائے گا فرمایا صحیح ہے ستر ۷۰ بار کیا صرف سات مرتبہ پڑھنے سے مردہ زندہ ہو سکتا ہے کہا کہ صرف سات ہی بار۔ فرمایا بلکہ ایک بار پڑھنے سے پھر فرمایا بلکہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط کے ہی پڑھنے سے مردہ زندہ ہو سکتا ہے ۔ اس نے کہا فرزند رسولؐ مگر میں نے تو بارہا اس کا تجربہ کیا

ہے کبھی یہ بات نہ دیکھی کہ مردہ زندہ ہوا ہو امام نے فرمایا قرآن میں تو وہی اثر ہے۔ البتہ تمہاری زبان میں اثر نہیں ہے اس نے عرض کی کہ مجھے ایسا کرکے دکھایئے کہ فلاں مقام پر ایک شخص مرا پڑا ہے اُسے چل کر زندہ کر دیجئے فرمایا چلو جب وہاں پہنچے تو آپ نے سورۃ حمد کو ایک بار تلاوت فرما کر کہا قم باذن اللہ مردہ فوراً اُٹھ بیٹھا اور کہا السلام علیک یا ولی اللہ۔ حضورؐ نے اس شخص سے فرمایا کہ مردے کو زندہ کرنے کے لئے قرآن کے وارث کی ضرورت ہے تحفۃ الابرار ص۴۳ پس قرآن کا وارث وہ ہوگا جو قرآن سے افضل ہو۔ ایک اور واقعہ عرض کئے دیتا ہوں روایت میں ہے کہ ایک مرتبہ قریش آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور عرض کی کہ آپ کا دعوےٰ ہے کہ آپ انبیاء سے افضل ہیں اگر ایسا ہے تو حضرت عیسیٰؑ کے بارے میں آپ کے قرآن میں ہے کہ وہ مردے زندہ کیا کرتے تھے اگر آپ ان سے افضل ہیں تو آپ ہمارے مردوں کو زندہ کر دیں۔ حضور نے امیرالمومنین علیؑ ابن طالب کو فرمایا کہ اے علیؑ تو ان کے ساتھ جائیو اور ان کی منشا کے مطابق ان کے مُردوں کو زندہ کر دیجئے مولا علیؑ نے قبرستان میں پہنچ کر ان کے مُردوں کو پکارا تو وہ زندہ ہو کر مولا کو سلام کرنے لگے اور اپنے لوگوں سے بھی باتیں کیں تفسیر عمدۃ البیان جلد ا ص۱۶۱ یہ ہے وارث کتاب جس کے کمالات قرآن سے بڑھ کر ہیں اور سُنو۔ قرآن مجید کے کل حروف دو لاکھ ستاسٹھ ہزار تریپن اگر زبر۔ زیر۔ شد۔ مد۔ نقطے جمع کئے جائیں تو کل حروف اجزا ہوں گے چار لاکھ ستہتر ہزار تین سو نوے دفرمان ترجمہ ص۴۳ مسلمانو کا فیصلہ ہے کہ اگر کوئی قاری قرآن کو پڑھے تو پورے قرآن کی تلاوت سے چار لاکھ ستہتر ہزار تین سو نوے نوری فرشتے پیدا ہوں گے کیوں کہ ایک حرف تلاوت کرنے سے ایک نوری فرشتہ پیدا ہوتا ہے فرماؤ مسلمانو اگر ایک حرف کی تلاوت سے ایک فرشتہ پیدا ہوتا ہے تو وارث قرآن کیا خاکی ہوں گے۔ ہاں میں قاری کی بات کر رہا

تھا آپ گھبرائیں نہیں میں قاری والا معاملہ بھی صاف کئے دیتا ہوں روایت میں
ہے کہ جب حضرت امیر المومنین علیہ السلام کوفہ میں تھے تو ایک مرتبہ اپنے غلام قنبر رضؓ
کو لئے ہوئے نماز تہجد کے لئے مسجد کو جا رہے تھے کہ راستہ میں سقفِ مکان
پر ایک قاری کے قرآن پڑھنے کی آواز آئی قاری اس انداز سے قرآن کی
تلاوت کر رہا تھا کہ آپ کے غلام قنبر رضؓ نے دل میں خیال کیا کہ اگر مولائے کائنات
اکیلے ہی نماز شب کو چلے جائیں تو میں اس قاری کی تلاوت سے مستفید ہو لوں
قنبر رضؓ کے دل میں ایسا خیال آنا تھا کہ مولا نے فرمایا قنبر رضؓ تو آجا اس قاری کو
قرآن فائدہ نہیں دے گا یہ سُن کر قنبر رضؓ حیران ہو گیا کہ قاری کی اتنی اچھی تلاوت
ہے کہ کائنات محوِ حیرت ہے مگر قرآن ناطق کہتا ہے کہ اسے قرآن فائدہ نہیں دے
گا۔ اسی حیرانگی میں قنبر رضؓ مولا کے ساتھ مسجد میں پہنچ کر نماز گزاری۔ اور فجر کی
نماز ادا کرنے کے بعد جبکہ مولا لوگوں کو مسائل بتانے میں مشغول ہوئے۔ تو
قنبر رضؓ نے جوتی سنبھالی اور قاری صاحب کے دروازے پر کہ معلوم تو کریں کہ ماجرا
کیا ہے کہ ایسا قاری اور پھر جہنم اسی اثنا میں قاری صاحب نے تلاوت ختم کی
اور نیچے تشریف لائے قنبر رضؓ نے سلام کے بعد دریافت فرمایا کہ قاری جی صاحب
آپ کلام مجید کی تلاوت تو خوب کرتے ہیں مگر یہ تو فرماؤ کہ حضرت علیؑ سے کوئی رابطہ
ہے قاری نے جواب میں فرمایا کہ بھائی قرآن مجید کی تلاوت کا خوب ہونا تو میری محنت
ہے جس کا نتیجہ آپ نے سُن لیا رہا علیؑ سے واسطہ رابطہ تو اس کی ضرورت کیا ہے۔
علیؑ ہم جیسا ہی ایک انسان تو ہے نہ وہ کسی کو نفع دے سکتا ہے اور نہ نقصان
جب قنبر رضؓ نے قاری کی زبانی یہ سُنا تو یقین ہو گیا کہ مولا نے سچ فرمایا ہے کہ اسے
قرآن فائدہ نہ دے گا۔ جب قنبر رضؓ پلٹ کر آیا تو مولا نے فرمایا قنبر رضؓ میں نے نہیں
کہا تھا کہ اسے قرآن فائدہ نہیں دے گا قنبر رضؓ نے عرض کی کہ مولا کیا آپ قاری سے
واقف ہیں فرمایا میں نے اس قاری کو دُنیا کی آنکھوں سے نہیں دیکھا عرض کی کہ پھر

آپ نے کیسے معلوم کر لیا کہ اسے قرآن فائدہ نہیں دے گا۔ فرمایا قنبرؓ علیؑ علی ہے سُن روز میثاق جب اللہ تعالےٰ نے تمام ذی روحوں سے الست بربکم کہہ کر توحید کا وعدہ لیا تو جس جس روح نے خدا کی توحید کا اقرار کیا تھا ان سب کی آواز علیؑ نے سنی تھی اور آج بھی علیؑ کو یاد ہے۔ پھر خدا تعالےٰ نے میرے مولا پیغمبر اسلام حضرت محمدؐ مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کا اقرار لیا قنبرؓ جس جس روح نے حضور پُرنور کی نبوت کا اقرار کیا تھا وہ سب آوازیں علیؑ نے سُنی تھیں اور آج بھی علیؑ کو یاد ہیں قنبرؓ پھر اللہ تعالےٰ نے تمام روحوں سے میری ولایت کا اقرار لیا پس جس جس روح نے میری ولایت کا اقرار کیا تھا علیؑ نے وہ تمام آوازیں سُنی تھیں اور علیؑ کو آج بھی یاد ہیں۔ اے قنبرؓ توحید کے اقرار کے وقت اس قاری کی آواز اقرار وہاں آئی تھی جو میں نے سُنی تھی مجھے آج بھی یاد ہے پھر خالق کائنات نے جب حضورؐ ختمی المرتبت کی نبوت کا اقرار لیا تو اس قاری کی آواز اقرار آئی تھی میں نے سُنی تھی مجھے آج بھی یاد ہے جب اللہ تعالےٰ نے میری ولایت کو پیش کیا تو یہ قاری خاموش ہو گیا تھا۔ دو مرتبہ روز میثاق کو اس قاری کی آواز سُنی تھی اور آج تیسری مرتبہ مکان کی چھت سے قرآن پڑھنے کی قاری کی آواز سُنائی دی چونکہ یہ میری ولایت کا منکر ہے اس لئے میں نے فیصلہ دے دیا کہ اسے قرآن فائدہ نہیں دے گا۔ حدیث عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قِیْلَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ مَتٰی وَجَبَتْ لَکَ النَّبُوَّۃُ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ اٰلِہٖ وَسَلَّمَ قَبْلَ اَنْ یَّخْلُقَ اللّٰہُ اٰدَمَ وَ نَفَخَ فِیْہِ الرُّوْحَ وَقَالَ اِذْ اَخَذَ رَبُّکَ مِنْ بَنِیْ اٰدَمَ مِنْ ظُھُوْرِھِمْ ذُرِّیَّتَھُمْ وَ اَشْھَدَ ھُمْ عَلٰی اَنْفُسِھِمْ اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ قَالُوْا بَلٰی فَقَالَ اَنَا رَبُّکُمْ وَالْاَعْلٰی وَ مُحَمَّدٌ نَبِیُّکُمْ وَ عَلِیٌّ اَمِیْرُکُمْ کوکب دری ص۱۸۹ ترجمہ ابوہریرہ سے مروی ہے کہ آنحضرتؐ کی خدمت میں عرض کیا گیا یا رسول اللہؐ آپ کی نبوت کب

واجب ہوئی فرمایا اس سے پہلے کہ حق تعالےٰ آدمؑ کو پیدا کرے اور اس میں روح پھونکے اور فرمایا آنحضرتؐ نے کہ جب پروردگار نے اولاد آدمؑ کی پشتوں سے ان کے فرزندوں کو لیا۔ اور ان کو اس باب میں خود ان کے نفسوں پر گواہ بنایا کہ کیا میں تمہارا پروردگار نہیں ہوں۔ انہوں نے جواب دیا کہ ہاں تو ہمارا پروردگار ہے تب اللہ تعالےٰ نے فرمایا کہ میں سب سے بلند برتر تمہارا پروردگار ہوں۔ اور محمدؐ تمہارا نبی ہے اور علیؑ تمہارا امیر ہے۔ صلوٰۃ۔ رُباعی۔

تو نے صدف کو دیکھا ہے گوہر کو چھوڑ کر　　تیری نگاہ ہے جام پہ کوثر کو چھوڑ کر۔
ہوں صد ہزار حج تیرے لیکن تو یاد رکھ　　کچھ ہاتھ میں نہ آئیگا حیدرؑ کو چھوڑ کر۔

ہاں کیا کہنا اس قاری کا جو گھوڑے پر سوار ہوتے وقت تلاوت قرآن شروع کرے اور جب سوار ہو جائے تو قرآن مجید بھی ختم ہو جائے۔ شواہد النبوت صـــ ۲۸۰ المجالس المرضیہ صـــ ۱۹۵ میرا مولا وہ ہے کہ گھوڑے پر سوار ہوتے تو اس کی تلاوت اور قرآن کی برکت سے چار لاکھ ستر ہزار تین سو نوے فرشتے پیدا ہو جاتے رباعی عرض ہے

علیؑ کے ساتھ غیروں کو نہ دے نسبت خدا سے ڈر　　علیؑ طاہر علیؑ اطہر علی ہے ساقیٔ کوثر
زمانہ کس طرح اُس کے فضائل کا کرے احصیٰ　　کہ غالب جس کی اک ضربت ہو دنیا کی عبادت پر

آگے چلو۔ قرآن کا دعویٰ ہے۔ اَمْ یَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ ؕ قُلْ فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّثْلِهٖ وَادْعُوْا مَنِ اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ۝ پارہ ۱۱ رکوع ۹ ترجمہ کیا یہ کہتے ہو کہ قرآن مجید افترا ہے تو تم اس کی مانند ایک سورہ بنا کر لاؤ سوائے اللہ کے جس کو جی چاہے بلا لو۔ دشمنوں نے زور آزمائی کر لی مگر آج تک قرآن کے مقابلہ میں کوئی سورہ نہ لا سکے اور نہ قیامت تک کوئی بشر قرآن مجید کے برابر کوئی سورۃ لا سکتا ہے تو جب قرآن کے مقابلہ میں کوئی کتاب نہیں آسکتی تو قرآن مجید کے وارث کے مقابلہ میں قیامت

تک کوئی بندہ نہ آسکے گا۔ اس سلسلہ میں حضرت عمر کا فرمان ہی سن لو فرماتے ہیں۔
عَجِزَتِ النِّسَآءُ اَنْ تَلِدْنَ مِثْلَ عَلِیِّ ابْنِ اَبِیْ طَالِبٍ کوکب دری
ص۳۱۵ مناقب ہاشم بحرانی ص۳۰ ابوتراب جلد ۱ ص۱۲ فرمایا کہ کائنات کی
عورتیں عاجز ہیں کہ علیؑ جیسا بچہ پیدا کرسکیں۔ جب دنیا کتاب کا مثل نہ لاسکی تو
وارثِ کتاب کا مثل کس طرح لاسکے گی بس کتاب کا وارث کا وہ ہوگا جو کتاب
سے افضل ہو کیوں کہ وارث ہمیشہ ورثہ سے افضل ہوتا ہے اور سنو قرآن مجید
کا دعوے ہے۔ وَلَا رَطْبٍ وَّلَا یَابِسٍ اِلَّا فِیْ کِتٰبٍ مُّبِیْنٍ ۵ پارہ ۷
رکوع ۱۳ کوئی خشک تر ایسا نہیں جس کا ذکر قرآن مجید میں نہ ہو یعنی کائنات
کی ہر شئی کا ذکر کتاب مبین میں ہے اور سنو۔ وَمَا مِنْ غَآئِبَةٍ فِی
السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اِلَّا فِیْ کِتٰبٍ مُّبِیْنٍ ۵ پارہ ۲۰ رکوع ۲ ترجمہ
اور نہیں کوئی چیز پوشیدہ بیچ آسمانوں کے اور زمین کے مگر بیچ کتاب بیان
کرنے والی کے ہے اور سنو۔ وَنَزَّلْنَا عَلَیْكَ الْکِتٰبَ تِبْیَانًا لِّکُلِّ
شَیْءٍ پارہ ۱۴ رکوع ۱۸ ترجمہ اور اُتاری ہم نے اوپر تیرے کتاب بیان
کرنے والی ہر چیز کی اور سنو۔ وَلَآ اَصْغَرَ مِنْ ذٰلِكَ وَلَآ اَکْبَرَ اِلَّا
فِیْ کِتٰبٍ مُّبِیْنٍ ۵ پارہ ۱۱ رکوع ۱۲ ترجمہ اور نہ کوئی چیز چھوٹی اس سے
اور نہ بڑی مگر بیچ کتاب بیان کرنے والی کے ہے۔ ان چار آیتوں سے ثابت
ہے کہ اللہ تعالے نے اس کتاب میں ہر شئی کا ذکر کر دیا ہے مسلمانو کتاب
میں جب کائنات کی ہر شئی کا ذکر ہے تو وارث کتاب کیسا ہونا چاہیئے کیا اس
کتاب کا وارث وہ ہوگا جو بچیوں سے مسئلے پوچھتا پھرے۔ تاریخ الخلفاء ص۱۲۷
ہاں اگر کتاب کا دعوے ہے کہ مجھ میں ہر خشک و تر کا ذکر ہے تو وارث کتاب وہ ہوگا جو مسکرا
مسکرا کر دعوے کرے سَلُوْنِیْ مَا شِئْتُمْ قَبْلَ اَنْ تَفْقِدُوْنِیْ اِنِّیْ
اَعْلَمُ طُرُقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ شواہد النبوت ص۲۷۹ تاریخ الخلفاء ص۱۸۶

ترجمہ سوال کرو سوال کرو مجھ سے قبل اس کے کہ میں تم میں نہ ہوں۔ میں زمین کے راستوں سے آسمان کے راستے بہتر جانتا ہوں۔ آئمہ طاہرین کے علم پر ایک ہی واقعہ عرض کر کے آگے بڑھتا ہوں سید ابن طاؤس نے بسند معتبر ابن عباس سے روایت کی ہے کہ ایک روز امام حسن علیہ السلام کی خدمت میں میں حاضر تھا کہ ایک گائے ایک قصاب حضرت کے سامنے سے لے کر گزرا۔ امام نے فرمایا کہ گائے حاملہ ہے اور اس کے پیٹ میں بچھیا ہے۔ اور اُس کے ماتھے پر سفیدی ہے۔ اور دُم کی نوک بھی سفید ہے ابن عباس کہتے ہیں کہ میں قصاب کے ساتھ روانہ ہوا۔ یہاں تک کہ اُس نے گائے کو ذبح کیا اور ایک بچھیا اس کے پیٹ سے جیسی کہ حضرت نے فرمائی تھی برآمد ہوئی۔ اور میری حیرت کی انتہا نہ رہی اور میں حضرت کی خدمت میں واپس آیا اور عرض کی کہ اے فرزند رسولؐ اللہ تعالےٰ کا قرآن مجید میں اعلان ہے۔ اَللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تَحْمِلُ كُلُّ اُنْثٰى پارہ ۱۳ رکوع ۸ ترجمہ جو کچھ ماں کے پیٹ میں ہے اس کو خدا کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ مگر آپ نے جو کچھ فرمایا وہ واقعی درست نکلا۔ آپ نے فرمایا ابن عباس یہ کہاں لکھا ہے عرض کی کہ قرآن میں امام نے فرمایا ابن عباس وہ قرآن صامت ہے اور میں قرآن ناطق ہوں وہ ورثہ ہے اور میں وارث ہوں۔ کتاب جلاء العیون جلد ۱ صہ ۳۳۷ پس قرآن کا وارث وہ ہوگا۔ جس کے کمالات قرآن سے افضل ہوں ہاں اگر قرآن ہر انسان کی سمجھ میں آجاتا تو آج ایک اسلام کے بہتر ۷۲ فرقے نظر نہ آتے قرآن تو اخلاق سکھاتا ہے مولوی صاحب فساد بڑھاتا ہے قرآن اتحاد کی دعوت دیتا ہے مولوی صاحب افتراق و تشتت کو اپنی کامیابی کی دلیل سمجھتا ہے قرآن وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا ع پارہ ۴ رکوع ۲ اور مضبوطی کے ساتھ خدا کی رسی کو پکڑو اور اختلاف نہ ہونے دو کا درس دیتا ہے اور مولوی صاحب فرماتے ہیں اِخْتِلَافُ اُمَّتِيْ رَحْمَةٌ فرمایا کہ اُمت کا اختلاف رحمتِ خدا ہے اسرار المعرفت صہ ۵۷ حقیقت یہ ہے کہ مولوی صاحبان

کلام الٰہی کو اپنی غرض کے مطابق سمجھتا ہے ایک مثال ہی سُن لو۔ کہ ایک گنگے نے ہاتھ سے مُنہ کی طرف اشارہ کیا تو بھوکے نے کہا کہ یہ روٹی مانگتا ہے۔ زمیندار نے کہا کہ گنگا لسّی مانگتا ہے۔ باؤ نے کہا کہ گنگا بیڑی مانگتا ہے پٹھان بابا نے کہا کہ گنگا گڑ والی چائے مانگتا ہے۔ میر صاحب نے فرمایا نہیں گنگا پان مانگتا ہے۔ پہلوان نے کہا گنگا بادام مانگتا ہے اور مولوی صاحب نے فرمایا کہ گنگا حلوہ شریف مانگتا ہے یعنی ہر انسان اپنی غرض کے مطابق ترجمہ کرے گا۔ بس صحیح تو گنگے کی ماں ہی بتلائے گی کہ گنگا کیا مانگتا ہے مثل مشہور ہے کہ گنگے دیاں رمزاں گنگے دی ماں جانے مسلمانو قرآن ہے صامت بس قرآن کیا کہتا ہے وہی بتائیں گے جن کی گود میں قرآن پلا ہے جو قرآن کے وارث ہیں۔ جو قرآن کے وارث نہیں وہ منبروں پر پڑھتے ہیں اور جو قرآن کے وارث ہیں وہ نوک نیزے پر پڑھ کر اعلان کرتے ہیں کہ دُنیا والو ہم سے پوچھو کہ قرآن کیا کہتا ہے۔ روایت میں ہے کہ حضرت امیرالمومنین نے ابن عباس کو عشاء کی نماز کے بعد تفسیر بسم اللہ سمجھانا شروع کی اور فقط بائے بسم اللہ کی تفسیر بھی پوری نہ ہوئی تھی کہ صبح ہو گئی اس وقت فرمایا اے ابن عباس اس بات کو جان لو کہ جتنے علوم اوّلین و آخرین کے ہیں وہ سب قرآن مجید میں ہیں اور جو کچھ قرآن مجید میں ہے وہ سب سورۂ فاتحہ میں ہے اور جو کچھ سورۂ فاتحہ میں ہے وہ سب بسم اللہ میں ہے۔ اور جو کچھ بسم اللہ میں ہے وہ سب نقطۂ بائے بسم اللہ میں ہے فرمایا اَنَا نُقْطَۃُ تَحْتَ الْبَاءِ ابن عباس میں علیؑ وہ نقطہ ہوں جو بائے بسم اللہ کے نیچے ہے۔ لوائح الاحزان جلد ۲ ص ۶ فرمایا ابن عباس اگر میں سورۂ حمد کی تفسیر لکھوں اور جمیع حقائق معانی کو ضبط تحریر کر دوں تو ستر اُونٹوں کا بوجھ کتابیں لکھ دوں۔ فرماؤ وارث قرآن کے بغیر کسی نے ایسا دعوےٰ کیا ہے ایک اور تفسیر سماعت فرمادیں حدیث ہے۔ اَلصَّلٰوۃُ عِمَادُ الدِّیْنِ اِنْ قُبِلَتْ قُبِلَ مَا سِوَاھَا وَاِنْ رُدَّتْ رُدَّا مَا سِوَاھَا۔ فرمایا

نماز دین کا ستون ہے اگر وہ قبول ہو گئی تو دیگر اعمال بھی قبول ہوں گے اور اگر وہ رد ہو گئی تو دیگر اعمال بھی مردود ہوں گے۔ یہ ثابت ہے کہ قیامت کے دن سب سے پہلے نماز کا سوال ہو گا۔ شعر

روز محشر کہ جاں گداز بود — اولیں پرسشِ نماز بود

سُنو تشہد کا سوال بعد میں ہو گا اور سجدے کا سوال پہلے اور سجدے سوال بعد میں ہو گا کہ رکوع کا پہلے۔ رکوع کا سوال بعد میں ہو گا کہ قیام کا سوال پہلے اور قیام کا سوال بعد میں ہو گا کہ قرأت کا سوال پہلے قرأت میں الحمد کا سوال پہلے الحمد سے بسم اللہ کا سوال پہلے اسی طرح بسم اللہ سے ب بسم اللہ پہلے ثابت ہوا کہ بائے بسم اللہ کا سوال سب سے پہلے فرمایا۔ ابن عباس میں وہ نقطہ ہوں کہ جو بائے بسم اللہ کے نیچے ہے۔ ثابت ہوا کہ قیامت کو سب سے پہلے علیؑ کی ولا کا سوال ہو گا۔ یہی وجہ ہے کہ مولانا محمد اسماعیل شہید مصنف منصب امامت تحریر فرماتے ہیں کہ قیامت کو حکم ہو گا وَقِفُوْهُمْ اِنَّهُمْ مَّسْئُوْلُوْنَ عَنْ وَلَايَةِ عَلِیِّ ابْنِ اَبِیْ طَالِبٍ کہ روکو ان کو کہ ابھی تو ان سے علیؑ کی ولایت کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔ صواعق المحرقہ ص۱۴۷۔ تذکرۃ الخواص ص۲۲ منصب امامت ص۲۶ بس وارث قرآن ہونا اور بات ہے اور وارث کہلانا اور بات ہے۔ میں ایک مثال سے اپنے مقصد کو واضح کئے دیتا ہوں۔ ایک آدمی رات کے وقت کسی کا بکس چرا کر چل نکلا وارث نہ تھا بن بیٹھا راستہ میں ایک مقام سے گزرنے لگا تو ایک سپاہی نے دریافت کیا جانے والے ذرا رک جا اس کے رکنے پر دریافت کیا کہ بتا یہ کیا ہے کہا کہ حضور میرا بکس ہے کہا کہ اس کی چابی کہاں ہے بس گھبرا گیا کیوں کہ وارث نہ تھا بن بیٹھا ادھر ادھر ہاتھ مار کر کہا کہ حضور چابی گھر بھول آیا ہوں۔ سپاہی نے کہا کہ بتا اس بکس میں ہے کیا یہ سنتے ہی بے وارث کو پسینہ آگیا۔ زبان لڑکھڑانے لگی ہاں۔ ہاں مالک ہوتا فوراً اندر کی اشیاء بتا دیتا ابھی راز

کھلنے ہی پایا تھا کہ وارث بھی آپہنچا اُس نے آواز دے کر فرمایا کہ کیا بات ہے اس بکس کا میں وارث ہوں دیکھو اس کی چابی میرے پاس ہے۔ سپاہی نے کہا اگر تم مالک ہو تو بتاؤ اس کے اندر کیا ہے وارث نے کہا اس میں اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ میری طہارت کی سند ہے اس میں اِنَّمَا وَلِیُّکُمُ اللّٰہُ میری ولایت کی سند ہے۔ اس میں وَمَنْ عِنْدَہٗ عِلْمُ الْکِتٰبِ میرے علم کی سند ہے۔ اس میں کَاَنَّھُمْ بُنْیَانٌ مَّرْصُوْصٌ میری شجاعت کی سند ہے۔ اس میں وَیُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰی حُبِّہٖ میری سخاوت کی سند ہے۔ اس میں بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَیْکَ میری کرامت کی سند ہے۔ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ اس میں میری حکومت کی سند ہے بس وارث بتاتا گیا ہے وارث گھبراتا گیا اور عقلمند اندازہ لگاتا گیا کہ حقیقت کس کے ساتھ۔ رباعی

کروں توصیف کن الفاظ میں آقائے قنبر کی
نرالی شان دیکھی اللہ اللہ زور حیدر کی
ہلایا اور اکھاڑا پھر اٹھایا تول کر پھینکا
حقیقت کھول کر رکھ دی علیؑ نے باب خیبر کی

یہ حقیقت ہے کہ وارث کہلاتا اور بات ہے اور وارث ہونا اور بات ہے۔ چلو ایک اور رباعی بھی سن لو۔

بظاہر شان و شوکت جاہ و حشمت اور ہوتی ہے
جو غالب ہو دلوں پر وہ حکومت اور ہوتی ہے
نمایاں فرق ہے دونوں کی پستی اور بلندی کا
حکومت اور ہوتی ہے وراثت اور ہوتی ہے

سنو!۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اپنے چنے ہوئے لوگوں کی سندات اور خطابات کا ذکر فرمایا کہ جن کو خدا چنتا ہے انہیں کون سے خطابات سے سرفراز ہوتا ہے۔ قرآن۔ اِنَّ اللّٰہَ اصْطَفٰٓی اٰدَمَ وَنُوْحًا وَّاٰلَ اِبْرٰھِیْمَ وَاٰلَ عِمْرٰنَ عَلَی الْعٰلَمِیْنَ پارہ ۳ رکوع ۱۲ ترجمہ تحقیق اللہ نے آدمؑ کو چنا اور نوحؑ کو چنا اور آل ابراہیمؑ اور آل عمران کو عالمین میں سے منتخب فرمایا۔ ثابت ہوا کہ جن کو اللہ تعالےٰ چنتا ہے انہیں اصطفیٰ کے خطاب سے پکارا جاتا ہے تو جس کا خالق اصطفیٰ کرے گا وہ بنے گا

مصطفٰے ثابت ہوگیا کہ جس کا خطاب مصطفٰے ہوگا وہ اللہ کا چنا ہوا ہوگا۔ دوسرے مقام پر ہے۔ عٰلِمُ الْغَیْبِ فَلَا یُظْهِرُ عَلٰى غَیْبِهٖۤ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى پارہ ۲۹ رکوع ۱۲ اللہ ہی غائب کو جانتا ہے اور نہیں غائب کسی پر ظاہر کرتا مگر جس کا کرے ارتضٰی یعنی ارتضٰے والے غائب جانتے ہیں تو جس کا کرے گا ارتضٰی وہ کہلائے گا مرتضٰی تو بس جس کا خطاب مرتضٰی ہو تو وہ غائب بھی جانتا ہے اور اللہ کا چنا ہوا بھی ہے اور سنو۔ شَاكِرًا لِّاَنْعُمِهٖ اِجْتَبٰىهُ پارہ ۱۴ رکوع ۲۲ شکر کرنے والا نعمات پر اور اجتبٰی کیا گیا۔ تو جس کا خالق کرے گا اجتبٰی وہ کہلائے گا۔ مجتبٰے تو ثابت ہوا کہ مجتبٰے جس کا خطاب ہو وہ خدا کا چنا ہوا ہے۔ فرماؤ مسلمانو یہ خطابات کن لوگوں کے ہیں اب مصطفٰے ہے تو میرا مولا محمدؐ خاتم النبیین۔ مرتضٰے ہے تو میرا مولا علیؑ۔ سیدالوصیینؑ اور مجتبٰے ہے تو یہ میرا مولا حسنؑ سید الصابرین ہاں یہ یاد رہے کہ چننے والا جتنا بلند بے عیب ہوگا اتنا ہی اس کا چناؤ بے عیب ہوگا۔ بندوں کا چناؤ بندوں کے وسعتِ علم کے مطابق اور خالق کا چناؤ خالق کے وسعتِ علم کے مطابق ہوگا میرے چنے ہوئے میں اگر عیب نکلا تو یہ میرا عیب ہے کیوں کہ میں عیب دار کو پہچان نہ سکا اور اگر خالق کے چنے ہوئے میں عیب نکل آیا تو توحید عیب دار کہلائے گی۔ مثلاً میں نے اپنے باغ سے مالٹے چنے اور ٹوکرہ بھر کر دوست کو بھیج دیا۔ میں نے بڑی احتیاط کی کہ کوئی داغی نہ ہو ورنہ گلا آئے گا کہ بے کار مالٹے بھیج دیئے چونکہ میں بے داغ نہ تھا باوجود احتیاط کے خطا کا احتمال ہو سکتا ہے۔ جب دوست کے ہاں ٹوکرہ مالٹوں کا پہنچا تو اس نے دیکھا کہ پہلا ہی داغی تو یہ گلا داغی مالٹے سے نہ کیا جائے گا بلکہ چننے والے سے ہوگا کہ جس نے داغی چنا ہے۔ اس اصول کے تحت تسلیم کرنا پڑے گا کہ مصطفٰے۔ مرتضٰے اور مجتبٰے بے عیب اور معصوم ہوں گے۔ ہمارے

ملک کے بہت بڑے ولی اور شیعہ قوم کے سب سے زیادہ مخالف سیّد قطب علی شاہ نے اللہ تعالےٰ کے چنے ہوؤں کو معصوم تسلیم کیا ہے۔ غزل۔

نبوت کے عجب دیکھو شجر ہیں — کہ جس کی بارہ شاخیں سبز تر ہیں
مثل طوبےٰ کے ہر مومن پہ سایہ — مگر مومن وہ جو طالب شجر ہیں
اوّل اس کی علیؑ ہیں شاخ اعلیٰ — امام حسنؑ و حسینؑ ہر دو ثمر ہیں
چمن میں زینؑ العابد اور باقرؑ — کھلا گل جعفریؑ ہر ہر دہر میں
محمد کاظمؑ ہیں گلشن دو عالم — علیؑ موسیٰ رضا تاج فقر ہیں
تقیؑ ہیں اور نقیؑ اُمت کے رہبر — علیؑ عسکر منور ماہِ بدر ہیں
محمدؑ اور مہدی کا ہے اک نور — کہے یہ کون کہ ہر یک دگر ہیں
ایسے سائے میں بس آئے جو بشر — بلا شک وہ مثل زندہ خضرؑ ہیں

آگے فرماتے ہیں۔

یہ ہیں برج بارہ جو افلاک ہیں — رکن بارہ ہیں اُمتِ پاک ہیں
وہ ہیں یعنی اولادِ خیر البشر — امامانِ معصوم اثنا عشر

کتاب اسرار المعرفت صہ ۵۸ میں اس کے ساتھ اہل اسلام کے ایک بہت بڑے عالم روحانی پیشوا حضرت مولانا عبدالحق محدث دہلوی کی کتاب جذب القلوب کے صہ ۲۸ سے ان کے معصوم مُطاہر ہونے کی دلیل پیش کرتا ہوں۔ سُنو۔ فرمایا جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ کی روایت سے ثابت ہے کہ ایک روز حضرتِ رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت علیؑ مرتضیٰ سلام اللہ علیہ کا ہاتھ پکڑے ہوئے مدینہ کے بعض باغوں میں تشریف لے گئے یکایک ایک درخت سے آواز آئی ھٰذا محمدؐ سَیِّدُ الْاَنْبِیَاءِ وَھٰذا علی سید الاولیاء وابو الائمۃ الطاھرین ترجمہ یہ ہیں محمدؐ سردار نبیوں کے اور یہ علیؑ ہیں سردار اولیاؤں کے اور باپ آئمہ طاہرین کے۔ اس کے بعد دوسرے درخت سے آواز

آئی۔ هٰذا محمدٌ رسُولُ اللّٰه۔ وَهٰذا علیٌ سیف الله ترجمہ یہ محمدؐ اللہ کے رسول ہیں اور علیؑ سیف اللہ ہیں۔ فرماؤ مسلمانو یہ خدا کے چنے ہوئے بے داغ ہیں کہ نہیں ہاں یقیناً یہ معصوم خدا تعالےٰ کے اصطفےٰ کردہ ہیں۔ بس قرآنی آیت سے ثابت ہوا کہ یہ لوگ قرآن کے وارث اور قرآن مجید سے افضل ہیں کیوں کہ ناطق یقیناً صامت سے افضل ہوتا ہے اور حضرت امیرالمومنین علیہ السلام کا فرمان بھی ہے۔ کہ اَنَا القراٰنُ نَاطِقٌ کہ میں بولنے والا قرآن ہوں منصب امامت مجبوراً کہنا پڑتا ہے کہ اگر مسلمان وارثوں کے دامن کو نہ چھوڑتے تو ہرگز گمراہ نہ ہوتے گمراہ ہوتے اور تہتر فرقوں میں تقسیم ہونے کی صرف اور صرف وجہ یہ ہے کہ وارثوں کو چھوڑ کر اپنی من مانی کرنے لگے بے شک مسلمانو کو کتاب سے تو محبت ہے اور وارث کتاب سے بے رخی اور اجتناب کرتے ہیں۔ جب اسلام کا شیرازہ بکھرتے ہوئے وارثوں نے دیکھا تو اسلام کو بچانے کے لئے ہر ممکن کوشش کی رباعی عرض ہے

اللہ کے قانوں کی صورت بھی نہ ہوتی ۔۔۔ ایمان کی نبضوں میں حرارت بھی نہ ہوتی
آئینہ تاریخ بتاتا ہے یہ قیصر ۔۔۔ شبیرؑ نہ ہوتے تو شرافت بھی نہ ہوتی

اس کے ساتھ ایک مسدس بھی سماعت فرمادیں تاکہ آنے والے فقرات مصائب مؤثر ہو جائیں۔

مُسدس۔ بادشاہ کربلا پے کربلا کو ناز ہے ۔۔۔ خود ملک جن دبشر اور انبیاء کو ناز ہے
اس نواسے پے محمدؐ مصطفےٰ کو ناز ہے ۔۔۔ اس کی ہمت پر علیؑ مرتضےٰ کو ناز ہے
سجدے لاکھوں نے کئے اس کا نیا انداز ہے ۔۔۔ اس نے وہ سجدہ کیا جس پر خدا کو ناز ہے

میں اپنی تقریر کا رُخ مصائب کی طرف پھیرتے ہوئے ایک فیصلہ سنائے دیتا ہوں کہ قرآن مجید کے وارث کی عظمت کیا ہے۔

مُسدس۔ تیرے رخسار کو والفجر کی تنویر کہتے ہیں ۔ تیری زلفوں کو ہم واللیل کی تصویر کہتے ہیں
چڑھے دوشِ نبیؐ پر اور پلے آغوش زہراؑ میں ۔ مقدر اس کو کہتے ہیں اسے تقدیر کہتے ہیں
کلام اللہ اور شبیرؑ میں بس فرق ہے اتنا ۔ اُسے قرآن اور انہیں قرآن کی تفسیر کہتے ہیں۔

اب میں معصوم کے چناؤ کو پیش کر کے مجلس کو ختم کرنا چاہتا ہوں اور وہ چناؤ ہے حضرت جون رضی اللہ عنہ کا کہ یہ علاقہ نوبہ کا رہنے والا تھا۔ رنگ اس کا سیاہ تھا حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے فضل بن عباس سے ایک سو پچاس دینار پر خرید فرما کر جناب ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کو بخشا تھا کہ جون ان کی خدمت کرے بس یہ ابوذر رض کی خدمت میں رہا۔ جب خلیفہ وقت حضرت عثمان نے جناب ابوذر رض کو ربدہ کی طرف جلا وطن کیا تو یہ ان کے ساتھ رہا۔ پھر ابوذر رض کی شہادت انتقال کے بعد حضرت امیر المومنین کی خدمت میں رہا۔ اور حضرت امیر علیہ السلام کی شہادت کے بعد حضرت امام حسن علیہ السلام کی خدمت میں رہا۔ جب مولائے کائنات حضرت امام حسن علیہ السلام کی شہادت ہوئی تو حضرت جون حضرت امام حسین علیہ السلام کے ہمرکاب رہا۔ اور امام علی زین العابدین علیہ السلام کی نوکری کرتا رہا۔ یہاں تک کہ جب امام عالی مقام نے مدینہ چھوڑا تو جون بھی آپ کے ہمراہ تھا۔ لکھا ہے کہ جون آلات جنگ کی شناخت میں مہارت تامہ رکھتا تھا۔ اور آلاتِ حرب کی اصلاح بھی اچھی طرح کر سکتا تھا۔ چنانچہ شب عاشور، امام حسین علیہ السلام کے خیام میں آلاتِ جنگ کی اصلاح اور دیکھ بھال جون ہی کے ذمہ تھی۔ لہوف میں منقول ہے کہ جب جون رض نے اذن جہاد طلب کیا تو امام حسین علیہ السلام نے فرمایا کہ اے جون رض تو خوشحالی کے لئے ہمارے ساتھ تھا اب ہماری وجہ سے مصیبت ہلاکت میں کیوں پڑتا ہے۔ میں تجھے اجازت دیتا ہوں کہ تو چلا جا اے جون رض تیری شہادت سے کوئی محمدؐ کی بیٹیاں قید ہونے سے بچ جائیں گی۔

عزادارو جون رض نے کھڑے ہو کر بھرائی ہوئی آواز سے عرض کی کہ اے فرزند رسولؐ کیا یہ انصاف ہے کہ خوشی و آرام و راحت کے وقت تو میں آپ کے دل کی کاسہ لیسی کروں کیوں حسینؑ جب جنت سے آپ کے لئے کھانے آتے تھے اُس وقت تو میں گھر کا فرد اور آپ کے ہمراہ کھاؤں اب جب پیغمبر کی بیٹیوں پر مصیبت آئی تو میں

چھوڑ کر چلا جاؤں۔ خدا کی قسم ایسا ہرگز نہ ہوگا۔ ہاں ہاں میرا حسب پست ہے میرا رنگ سیاہ ہے اور میری بو ناپاک ہے۔ فرزند رسولؐ مجھے جنت میں جانے دیں۔ تاکہ میری بو پاکیزہ۔ حسب شریف۔ رنگ سفید اور نورانی ہو جائے خدا کی قسم میں آپ سے ہرگز جدا نہ ہوں گا۔ جب تک کہ اپنے سیاہ اور بدبودار خون کو آپ کے نورانی خون سے ملا نہ دوں۔ عزادارو جونؓ کے ان کلمات سے امام عالی مقام اس قدر متاثر ہوئے کہ مولا نے مدینہ کی طرف منہ کر کے عرض کی نانا۔ اپنا جناڈ بھی دیکھ اور میرا جناڈ بھی دیکھ نانا تو بلاتا تھا آتا کوئی نہ تھا میں بھیجتا ہوں جاتا کوئی نہیں ہے۔ لکھا ہے کہ جونؓ امام سے اجازت لے کر بحر جنگ میں غوطہ زن ہوا۔ باوجود بوڑھا ہونے کے پچیس ۲۵ ملاعین کو فی النار کیا۔ جب زخموں سے چور ہو کر گھوڑے سے گرنے لگا تو آواز دی یا مولا ادرکنی۔ روایت میں ہے کہ امام اس کی لاش پر تیزی سے پہنچے اور جونؓ کو دم توڑتے ہوئے دیکھ کر جونؓ کو سینے سے لگایا عزادارو جونؓ کا خون فرزند رسولؐ کی ریش اطہر پر لگا۔ حسینؑ نے جو ہاتھ سے خون لگا ہوا دیکھا تو رو کر فرمایا جونؓ تو نے سچ کہا تھا بے شک تو نے اپنا خون میرے خون سے ملا دیا۔ حضرت

- امام محمد باقر علیہ السلام اپنے باپ حضرت امام علی زین العابدین علیہ السلام سے نقل فرماتے ہیں کہ جب بنی اسد شہدائے کربلا میں شہداء کو دفن کرنے کے لئے آئے تو جونؓ کی لاش اُن کو دس ۱۰ دن کے بعد ملی اور جونؓ کی لاش سے عطر اور بوئے جنت کی خوشبو آ رہی تھی۔ عزادارو یہ جونؓ کا مقام ہے کہ معصوم نے زیارت میں اس پر سلام فرمایا ہے۔ الا لعنت اللہ علی القوم الظالمین۔ مجالس المرضیہ صد ۲۰ بحار الانوار جلد ۱۰ حصہ ۱ صد ۲۲۶ اصحاب الیمین صد ۲۱ مصباح المجالس جلد ۲ صد ۱۹۱

چوتھی مجلس

نوے۹۰ کروڑ مسلمانوں کے قواعد اسلام ایک ہیں۔ حاکم شام نے جمعہ کی نماز بدھ کو پڑھا دی۔ تہتر۷۳ فرقوں میں صرف امام کا فرق۔ حضرت ابوہریرہ کی مولا حسینؑ سے عقیدت۔ قیامت کے دن ہر شخص اپنے امام کے ساتھ۔ فرمانِ مصطفےٰؐ کہ میرے بارہ نقیب ہوں گے۔ نبی اور امام کی ڈیوٹی میں فرق۔ فرعونؑ نمرودؑ۔ شدادؑ کا دعویٰ خدائی۔ بنی اسرائیل کے ایک ہزار بچے ذبح ہو گئے۔ حضرت موسیٰؑ کی ولادت کی مکمل تشریح۔ حضرت موسیٰؑ کی محبت میں موسیٰؑ کی ماں کا ماتم۔ نوع ایک ہو تو صحبت کا اثر ہوتا ہے۔ خوف اور حزن کے معنی میں فرق۔ فرعونؑ کے گھر میں حضرت موسیٰؑ کی آمد۔ مشرک دائیوں کا دودھ حضرت موسیٰؑ کے واسطے پہلے دن حرام۔ تقیہ پر بحث۔ دربارِ فرعونؑ میں حضرت موسیٰؑ کا امتحان۔ امام کا فرمان اللہ کی رضا ہے۔ مصائب اسیرانِ کربلا کی تعداد۔ قیدیوں کا راہب کے گھر میں قیام۔ جناب بتولؑ عذرا کا راہب کے گھر میں بین کرنا۔

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

وَنُرِيۡدُ اَنۡ نَّمُنَّ عَلَى الَّذِيۡنَ اسۡتُضۡعِفُوۡا فِى الۡاَرۡضِ وَنَجۡعَلَهُمۡ اَئِمَّةً وَّنَجۡعَلَهُمُ الۡوٰرِثِيۡنَ ۝ پارہ ۲۰ رکوع ۴ ترجمہ اور ہم یہ ارادہ رکھتے ہیں کہ احسان کریں ان لوگوں پر کہ جن کو زمین میں کمزور کرنے کی کوشش کی گئی۔ کہ اُنھیں لوگوں کا امام بنائیں اور کائنات کا وارث قرار دیں۔ رباعی۔

بظاہر شان و شوکت جاہ حشمت اور ہوتی ہے ۔ جو غالب ہو دلوں پر وہ حکومت اور ہوتی ہے۔
نمایاں فرق ہے دونوں کی پستی اور بلندی کا ۔ حکومت اور ہوتی ہے امامت اور ہوتی ہے۔

اس وقت دنیا میں کوئی نوے کروڑ مسلمان موجود ہیں نوے کروڑ پڑھتے ہیں لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ۔ یعنی نوے کروڑ مسلمانوں کا خدا ایک ہے۔ جہاں نوے کروڑ مسلمانو کی توحید ایک ہے سب کا ایمان ہے کہ خدا واحد لاشریک ہے اسی طرح نوے کروڑ مسلمانوں کا رسولؐ بھی ایک ہے جہاں نوے کروڑ مسلمان لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ پڑھتا ہے وہاں ساتھ ہی مُحَمَّدٌ رَّسُوۡلُ اللّٰہِ بھی پڑھتا ہے تو نوے کروڑ مسلمانو کا خدا بھی ایک نوے کروڑ مسلمانو کا رسولؐ بھی ایک ہے۔ ہاں نوے کروڑ مسلمانوں کا کعبہ بھی ایک ہے۔ تمام مسلمان کعبہ کی طرف منہ کر کے خدا کا سجدہ ادا کرتے ہیں میرے مولا حیدر کرارؑ کو چاہے چوتھے نمبر پر مانیں مگر جب تک اُس کے زچہ خانہ کی طرف مُنہ کر کے خدا کا سجدہ ادا نہیں کریں گے نماز قبول نہیں ہوگی اور سُنو نوے کروڑ مسلمانو نکا قرآن بھی ایک ہر مسلمان کا دعوٰے ہے کہ قرآن مجید ہی لاریب فیہ کتاب ہے۔ قرآن کے ایک حرف بلکہ زبر۔ زیر۔ شدّ۔ جزم پر شک کرنے سے انسان بے شک کافر ہو جاتا ہے۔ ہاں ہاں یہ حقیقت ہے کہ قرآن مجید اور اس کے مالک و وارث پر کافر ہی شک کرتے ہیں تو نوے کروڑ مسلمانو کا قرآن بھی ایک ہے۔ ویسے انصاف کی بات فخر سے تسلیم کرنی چاہیے وہ یہ کہ شیعہ حضرات سے دوسرے بزرگ قرآن پاک کے زیادہ شیدائی ہیں سُنو شیعہ صرف قرآن کو کافی نہیں سمجھتا بلکہ قرآن کے ساتھ قرآن کے وارث کا بھی محتاج ہے میرے بزرگ

تو قرآن کے اتنے شیدائی ہیں کہ چاہے کوئی نبی کہتا رہے کہ لاؤ قلم دوات میں قرآن کے ساتھ کسی اور کو بھی تجویز کر دوں تو وہ صاف عرض کرتے ہیں حسبنا کتاب اللہ بس اللہ کی کتاب کافی ہے۔ بخاری جلد ۱ صفحہ ۱۴۷ کیوں مسلمانو ایک دن تو کہہ رہے ہیں کہ اللہ کی کتاب کافی ہے مگر دوسرے دن فدک کا دعوٰے جب بتول ؑ نے پیش کیا تو فرمایا کہ نہیں بی بی قرآن کے ساتھ حدیث کی بھی ضرورت ہے شاید خالق نے حسبنا کتاب اللہ کو اس طرح غلط قرار دیا کہ دُنیا میں ایک فرقہ ہی اہل حدیث پیدا ہو گیا جن کا دعوٰے ہے کہ صرف قرآن کافی نہیں بلکہ حدیث کی بھی احتیاج ہے۔ میری عرض ہے کہ اے مسلمانو۔ فرماؤ آج تم میں قرآن ہے کہ نہیں ہاں قرآن ہے بلکہ ہر گھر میں قرآن ہے اور آج اُمت مصطفٰے کے ۷۲ فرقے ہیں قرآن ہے اور اُمت گمراہ ہے پھر قرآن کیوں نہ کافی ہو سکا اسے آج تو کہہ دو کہ جس نے کہا تھا کہ قرآن کافی ہے اس نے کسی سیاست کے پیش نظر ارشاد فرمایا تھا کہ قرآن کافی ہے۔ یہ قرآن کافی نہ ہو سکا۔ قرآن کافی ہوتا تو اُمت گمراہ نہ ہوتی۔ آگے چلو نوے کروڑ مسلمانو کی نماز بھی ایک ہے۔ سُنی شیعہ دیوبندی۔ اہل حدیث سب کی پانچ نمازیں ہیں اور پانچ وقتوں کی سب کی سترہ رکعتیں ہیں تو ثابت ہوا کہ نوے کروڑ مسلمانو کی نماز بھی ایک ہے معمولی فرق ہے کہ کسی نے ہاتھ کھول کر پڑھ لی اور کسی نے ہاتھ باندھ کر پڑھ لی۔ ہے تو نماز سب کی ایک ہی۔ ہاں یہ ہاتھ باندھنے والا مسئلہ بھی خواہ مخواہ کا بنایا گیا ہے کہ شیعہ ہاتھ کھول کر نماز پڑھتے ہیں اور دوسرے بزرگ ہاتھ باندھ کر۔ حقیقت ہے کہ شیعہ بھی ہاتھ کھول کر نماز پڑھتے ہیں اور باقی مسلمان بھی ہاتھ کھول کر نماز ادا کرتے ہیں۔ بھائیو نماز صرف قیام کا نام نہیں ہے جہاں قیام نماز ہے وہاں رکوع۔ سجدہ۔ تشہد بھی تو نماز ہے۔ اب فرمادیں کہ بزرگ کہاں ہاتھ باندھتا ہے صرف قیام اور باقی سب مقامات پر ہماری طرح کھولتا ہے۔ ایمانداری کی بات ہے کہ ہم سولاں آنے ہاتھ کھولتے ہیں اور ہمارے بزرگ چودہ آنے ہاتھ کھولتے ہیں جھگڑا صرف دو آنے کا ہے۔ اور حد یہ کہ اعتراض ہم پر ہوتا ہے کہ شیعہ ہاتھ کھول کر نماز پڑھتے ہیں ہاتھ کھولنے کا حکم قرآن کی کسی آیت میں ہے۔ میری عرض ہے کہ جس آیت سے تم چودہ آنے ہاتھ کھولتے ہو اُسی آیت سے ہم سولاں آنے

ہاتھ کھول کر نماز پڑھتے ہیں۔ اور سنو نوے کروڑ مسلمانو کا مہینہ رمضان بھی ایک ایسا نہیں کہ کوئی رمضان میں روزے رکھے اور کوئی شوال میں روزے شروع کر دے نہیں بلکہ تمام مسلمانو کا رمضان کا مہینہ بھی ایک ہے۔ معمولی فرق ہے کہ کسی نے سورج کے غروب کی شدت سے انتظار نہ کی کسی نے تحمل سے کام لیا۔ آگے چلو کہ نوے کروڑ مسلمانو کا جمعہ کا دن بھی ایک ہے صرف ایک ہی بار مغالطہ ہوا کہ ایک مرتبہ حاکم شام نے کسی ضرورت کے تحت جمعہ کی نماز بدھ کو پڑھا دی جب کسی مسلمان نے عرض کی کہ حضور آج تو بدھ کا روز ہے تو ارشاد فرمایا کہ سارے دن خدا کے ہی تو بنائے ہوئے ہیں تمام دن ایک جیسے ہیں۔ کتاب آفتاب شہادت ص۴۲ اور سنیں نوے کروڑ مسلمانو کا عید کا دن ایک نوے کروڑ مسلمانو کا حج کا دن ایک نوے کروڑ مسلمانو کا قیامت پر ایمان حتیٰ کہ نوے کروڑ مسلمانو کی قبروں کی سمتیں بھی ایک جب خدا۔ رسولؐ کعبہ۔ قرآن۔ نماز۔ روزہ۔ حج۔ عید۔ وغیرھم سب مسلمانو کے ایک ہیں تو پھر رحمۃ للعالمین کیوں فرماتے ہیں۔ اِنَّ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ تَفَرَّقَتْ عَلٰی ثِنْتَیْنِ وَسَبْعِیْنَ مِلَّۃً وَتَفْتَرِقُ اُمَّتِیْ عَلٰی ثَلٰثٍ وَسَبْعِیْنَ مِلَّۃً کُلُّھُمْ فِی النَّارِ اِلَّا مِلَّۃً وَّاحِدَۃً

شرح فقہ اکبر ص۲ تفسیر انوار النجف جلد ۲ ص۲۶ فرمایا بنی اسرائیل کے فرقے بہتر ۷۲ تھے اور میری اُمت کے فرقے تہتر ۷۳ بنیں گے جن میں سے صرف ایک ناجی ہوگا باقی بہتر ۷۲ ناری ہوں گے فرماؤ مسلمانو یہ جو بقول مصطفیٰ بہتر ۷۲ فرقے جہنم جائیں گے کیا یہ کلمہ نہیں پڑھتے کیا یہ نماز۔ روزہ۔ زکوٰۃ۔ حج کے قائل نہیں۔ فرماؤ بہتر ۷۲ فرقوں میں وہ کونسا فرقہ ہے جس کا ایمان قرآن مجید پر نہیں ارے وہ کون لوگ ہیں جو کلام پاک کی تلاوت نہیں کرتے اگر جواب یہ ہے کہ تمام مسلمان قرآن مجید کی تلاوت بھی کرتے اور نماز۔ روزہ۔ حج۔ زکوٰۃ۔ جمعہ جماعت کے بھی تمام قائل تو پھر کونسی چیز ہے جو بہتر ۷۲ کے پاس نہیں اور تہتر ویں کے پاس ہے۔ سنو اگر لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کے پڑھنے سے جنت ملتی تو تہتر فرقے کلمہ پڑھا کرتے ہیں۔ اگر نماز۔ روزہ۔ حج زکوٰۃ وغیرھم کی ادائیگی کا نام جنت ہے تو یہ تمام کام تہتر فرقے کرتے ہیں فرماؤ وہ کونسی شئی ہے جو بہتروں کے پاس نہیں۔ اور تہتر ویں کے پاس ہے۔ فرمانِ مصطفیٰ سے ثابت ہے کہ یہ چیز

کوئی بڑی قیمتی ہے کہ جس کے نہ ہونے کی وجہ سے بہتروں کے تمام اعمال بیکار ہوئے غور کرو کہ وہ کونسی چیز ہے جو بہتروں کے تمام اعمال لے ڈوبی - میں نے بھی غور کرکے نتیجہ نکالا آپ بھی غور فرماکر نتیجہ نکالیں فیصلہ سنائیں مسلمانو تمام مسلمانو کے اصول فروع سب ایک ہیں اگر ایک نہیں تو امام ایک نہیں سنو بہتروں کے امام اور ہیں اور تہتروین کا امام اور ہے بس اور بس فرق صرف امامت میں ہے - میں اپنے اس بیان میں کسی امام کی مخالفت نہیں کر رہا - بلکہ میں کہہ رہا ہوں کہ امام سب کے ٹھیک ٹھاک ہیں سب امام نمازی ہیں - روزے دار ہیں - حاجی ہیں سب امام قرآن پاک کی تلاوت فرمایا کرتے ہیں سب امام شکل صورت میں بھی بھلے ہیں فرق صرف یہ ہے کہ بہتروں کے امام وہ ہیں جن کو بندوں نے بنایا اور تہترویں کا امام وہ ہے جس کو اللہ نے بنایا اور آمنہؑ کے لال نے بازو پکڑ کے دکھایا میں پھر عرض کرتا ہوں کہ امام سب کے ٹھیک ٹھاک ہیں یہ زمانہ اختلاف کا نہیں بلکہ اتحاد کا ہے سارے مسلمان ایک دوسرے کے لئے دعا کیا کریں کہ ہر کسی کا حشر ان کے امام کے ساتھ ہو سُنی بھائی ہمارے لئے دعا کیا کریں کہ قیامت کے دن شیعوں کا حشر شیعوں کے چھوٹے امام کے ساتھ ہو - اور شیعہ بھائیوں سے میری گذارش ہے کہ وہ بھی اپنے مخصوص اوقات میں دُعا کیا کریں کہ خدا کرے کہ ان کا حشر ان کے چھوٹے امام کے ساتھ ہو - بس بھائی بھائی بن کے رہو صلوٰۃ یہاں ایک واقعہ عرض کرنا مناسب سمجھتا ہوں - روایت میں ہے کہ مدینہ منورہ میں ایک جنازہ جنت البقیع کو چلا جنازے کے ساتھ حضرت ابوہریرہ اور حضرت امام حسین علیہ السلام بھی تھے جنت البقیع میں جنازہ پہنچا تو چلتے چلتے فرزند رسولؐ حضرت امام حسینؑ کی نعلین پر گرد پڑ گئی تھی - جناب ابوہریرہ نے جیب سے رومال نکالا اور حضرت امام حسینؑ علیہ السلام کی نعلین کو صاف کرنے لگا کسی نے اعتراض کر دیا تو حضرت ابوہریرہ نے فرمایا کہ اگر اللہ تعالےٰ میرے اس فعل کا اجر دے تو میری بخشش کے لئے کافی ہے - معترض نے کہا کہ جس طرح آج اپنی عقیدت کا اظہار کر رہا ہے ایسا سلوک اور اظہار عقیدت پہلوں سے تو نہیں کیا گیا ابوہریرہ نے فرمایا کہ ان میں اور ان میں بڑا فرق ہے - کہا کیسے

فرمایا کہ ان کے بنانے والے ہم تھے اور ان کا بنانے والا خدا ہے۔ چودہ ستارے ص۱۵۲ بحوالہ طبری میں کہتا ہوں جتنا بنانے والوں میں فرق ہے۔ اتنا ہی بننے والوں میں فرق ہے تو بس بہتروں کے امام اور ہیں اور بہتروں کا امام اور ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مولانا محمد اسمٰعیل دیوبندی جنھوں نے تقویۃ الایمان جیسی کتاب لکھ ماری وہ اپنی کتاب منصب امامت کے ص۶۶ پر رقمطراز ہیں کہ حضور پرنور نے فرمایا مَنْ مَاتَ وَلَمْ يَعْرِفْ اِمَامَ زَمَانِهٖ فَقَدْ مَاتَ مِيْتَةً الْجَاهِلِيَّةِ مواعظ حسنہ ص۹ فرمایا کہ جو مر گیا اور اپنے زمانہ کے امام کو نہ پہچانا وہ جہالت کی موت مرا۔ اس فرمان مصطفٰے کے بپیش نظر ثابت ہوا کہ ہر مسلمان پر زمانے کے امام کی معرفت واجب لازم فرض ہے۔ یہی وجہ ہے کہ خالق کائنات نے اپنے کلام مقدس میں فرمایا۔ يَوْمَ نَدْعُوا كُلَّ اُنَاسٍ بِاِمَامِهِمْ پارہ ۱۵ رکوع ۸ کہ قیامت کے دن ہم ہر شخص کو اس کے امام کے ساتھ بلائیں گے یہ نہیں فرمایا کہ ہم قیامت کے دن ہر انسان کو اس کے نبی کے ساتھ بلائیں گے یہ نہیں فرمایا کہ قیامت کے دن ہم ہر انسان کو قرآن کے ساتھ بلائیں گے بلکہ امام کے ساتھ بلانے کا اعلان کیا ہے۔ آج کے علماء ارشاد فرماتے ہیں قیامت کے دن ہر انسان کو اس کی ماں کے نام سے پکارا جائے گا دیانتداری کی حد ہو گئی کہ قرآن امام فرماتا ہے اور مولوی صاحبان امام کا معنی ماں کرتے ہیں۔ فرماتے ہیں کہ چونکہ باپ کا شک ہے اور ماں کا یک ہے اس لئے ستار العیوب ہر انسان کو ماں کے نام پر آواز دے گا۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ کیا اللہ تعالےٰ مولوی صاحب جتنی بھی عربی نہیں جانتا جہاں اللہ تعالےٰ نے امام کا نام لیا ہے وہاں ماں کا نام بھی لے سکتا ہے اور اگر ہر انسان ماں کے نام سے پکارا جائے گا تو حضرت آدمؑ اور حضرت حواؑ کا تو نہ باپ ہے اور نہ ماں تو ان کا کیا بنے گا۔ بس زمانے کے امام کی معرفت نہ ہونے کی وجہ سے بہتر فرقے بقول مصطفٰے دوزخ میں جائیں گے۔ میری بارگاہ الٰہی میں عرض کہ پالنے والے کیا اچھا ہوتا کہ عہدہ منصب امامت کو جاری ہی نہ کرتا میرے اللہ تیرے حبیب نے فرمایا کہ عَنْ جَابِرِ ابْنِ سَمُرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

علیہ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ یَقُولُ لَا یَزَالُ الْاِسْلَامُ عَزِیزاً اِلٰی اِثْنَیْ عَشَرَ نَقِیباً کُلُّھُمْ مِنْ قُرَیْشٍ مشکوٰۃ شریف جلد ۳ صفحہ ۲۲۹ جابر ابن سمراء نے کہا کہ میں نے رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا فرمایا میرے نقیب بارہ ہوں گے جو سب کے سب قریش سے ہوں گے اور قیامت کو انہیں بارہ خلفا کی سرداری ہوگی۔ یہ حدیث بخاری اور مسلم میں بھی موجود ہے۔ میرے اللہ ان بارہ کی جگہ بارہ سو نبی بھیج دیتا جو کام ان بارہ سے لینا ہے وہ ان بارہ سو انبیاء سے کروا لیتا اور انبیاء کے ماننے کا ڈھب تو تیری مخلوق کو آگیا ہے کہ تیری بارگاہ سے ایک لاکھ چوبیس ہزار نبی آئے اور تیری مخلوق نے مانے ان بارہ اماموں کی جگہ بارہ سو نبی ہوتے کام بھی تیرا ہو جاتا اور تیرے رسولؐ کی امت بھی بہتر فرقے جہنم نہ جاتی آواز آئی پگلے کیا سوچتا ہے اگر میں ان بارہ کی جگہ بارہ لاکھ نبی بھیج دیتا پھر بھی امام بھیجنا پڑتا۔ کیونکہ نبی کی ڈیوٹی اور ہے اور امام کی ڈیوٹی اور ہے سنو دین بنانا کام اللہ کا مقنن دین خدا۔ اور دین پہنچانا کام نبی کا مبلغ دین مصطفیٰ شیعہ وہ دین مانتے ہیں جسے خدا نے بنایا ہو۔ شیعہ نبیوں اور اماموں کا بنایا ہوا دین نہیں مانتے اور لوگ ہم سے تیرا دین منواتے پھر رہے ہیں بس دین بنانا کام اللہ کا دین پہنچانا کام نبی کا دین پر مصیبت آئے تو دین بچانا کام امام کا۔ میں کہا کرتا ہوں کہ خدا کی طرف سے آنا ہو خالق سے کچھ لینا ہو تو نبی کے وسیلہ سے لو اور اگر خدا کی بارگاہ میں جانا ہو اللہ کے ہاں اعمال قبول کروانے ہوں تو امام کے وسیلہ کی ضرورت ہے۔ اسی لئے حضور پر نور نے فرمایا لَنْ یَتَقَبَّلَ اللّٰہُ تعالٰے لِغَرَضٍ اِلَّا بِحُبِّ عَلِیِّ ابْنِ اَبِی طَالِبٍ فرمایا جب تک علیؑ کی ولا اعمال نہ ہوگی اس وقت تک کوئی عمل قبول نہ ہوگا حضرت عمر ارشاد فرماتے ہیں کہ میں نے سنا حضور نے فرمایا لَوِ اجْتَمَعَ النَّاسُ عَلٰی حُبِّ عَلِیِّ ابْنِ اَبِی طَالِبٍ لَمَا خَلَقَ اللّٰہُ النَّارَ۔ کوکب دری صفحہ ۱۸۲ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ اگر دنیا علیؑ کی محبت پر جمع ہو جاتی تو خدا جہنم کو پیدا ہی نہ کرتا۔ رباعی عرض ہے

شمس و قمر ستاروں کی محفل میں شور ہے ۔ حور ملک بہشت میں ہر اک بغور ہے۔

احد۔ بدر۔ حنین میں ثابت یہ ہو گیا۔ حیدرؑ کے دست حق میں ید اللہ کا زور ہے۔ یعنی سُنو آج کی مجلس میں امامت پر ہی بحث کرنا مطلوب ہے۔ خدا تعالےٰ نے جس منصب کو جتنا ہی بلند فرمایا دنیا والوں نے اُسی منصب کو اتنی ہی کوشش سے نیچا دکھایا۔ روز اوّل سے خلافت امامت کے دشمن زور لگاتے آرہے ہیں کہ خلافت امامت کوئی منصب نہیں بلکہ یہ اجتماعی نعمت ہے۔ تو جس آیت کو میں نے عنوان کلام قرار دیا ہے اس کی روشنی میں تقریر سُنیں۔ امامت کے بیان میں رنگ وہی ہوگا۔ ڈھنگ اور ہوگا۔ ذکر وہی ہوگا فکر اور ہوگا۔ شوق وہی ہوگا ذوق اور ہوگا۔ آن وہی ہوگی بیان اور ہوگا۔ سُنو حکم ہوا کہ ہم ان کو امام بنائیں گے جن کو دُنیا نے کمزور کرنے کی کوشش کی یعنی ہماری امامت مظلوموں کو ملے گی ظالم کو نہیں ملا کرتی۔ تو جس بندے نے اپنے پیر کو امام ثابت کرنا ہے وہ پہلے مظلوم تو ثابت کرے امامت مظلوم کا ورثہ ہے نہ کہ ظالم کا حق وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّۃِ اللّٰہِ تَبْدِیلًا پارہ ۲۲ رکوع ۵ خدا کے طریقہ روش کو تبدیل نہ پاؤ گے سُنو فرعونؑ اللہ کے ملک میں ساڑھے چار صد سال خدا بن کے بیٹھا رہا۔ مواعظ حسنہ ص ۱۳۲ اور اعلان کرتا رہا۔ اَنَا رَبُّکُمُ الْاَعْلٰی پارہ ۳۰ رکوع ۳ میں سب سے بڑا رب ہوں نہ خدا نے فرعونؑ سے جنگ کیا اور نہ ہی اس کے رزق میں کمی کی اگر خدا نمرودؑ فرعونؑ شدادؑ کو شاہی دے کر خاموش رہ کر خدا۔ خدا رہ سکتا ہے تو حضرت علیؑ بھی مولا کائنات خاموش رہ کر امام رہ سکتا ہے۔ رباعی۔

لوٹے ہوئے دلوں کا سہارا ہے مرتضیٰؑ ۔۔۔ اللہ مصطفےٰ کا پیارا ہے مرتضیٰؑ
اصحاب نبی کا ورد تھا ہر دم علیؑ علیؑ ۔۔۔ غوث و قطب کا عوام کے ہمارا ہے مرتضیٰؑ

ایک روز فرعون کے دربار میں اس کے حواری پریشانی کے عالم میں حاضر ہوئے فرعونؑ نے پوچھا کہ اے میری خدائی کے سہارو آج تم پریشان و حیران کیوں ہو انہوں نے عرض کی کہ حضور کام بگڑا چاہتا ہے وہ یہ کہ آپ کے ملک میں ایک بچہ پیدا ہونے والا ہے جس نے آپ کی خدائی کا بیڑا غرق کر دینا ہے۔ فرعونؑ نے غصے سے کہا کہ ایسا کیسے ہو سکتا ہے۔ جادو گروں نے عرض

کی حضور ہمارا احساب یہی فرماتا ہے فرعونؔ نے قانون نافذ کیا۔ یُذَبِّحُوْنَ اَبْنَآءَ
کُمْ وَیَسْتَحْیُوْنَ نِسَآءَکُمْ پارہ ۱ رکوع ۱۰ دیکھو جو لڑکا میرے ملک میں پیدا
ہو اُسے قتل کر دو اور اگر لڑکی پیدا ہو تو اسے چھوڑ دو۔ دیکھو نہ ہوگا بانس نہ بجے گی
بانسری۔ قدرت کی آواز آئی فرعونؔ کرلے انتظام تیری گود میں نہ پلے تو ہمیں بھی خدا نہ کہنا
شعر: غرے کو غرق کرتا ہے آب رود میں ۔ بے کس کو رزق دیتا ہے۔ دشمن کی گود میں
تفاسیروں میں ہے کہ ایک ہزار بچے قتل ہو گئے چودہ ستارے ص ۲۶۷ کیوں مسلمانو جادو
گروں نے جو کہا تھا کہ ایک بچہ پیدا ہوگا جو تیری خدائی کا بیڑا غرق کر دے گا کیا یہ بات
درست نکلی یا کہ۔ جادوگروں نے جھوٹ کہا۔ ہاں اگر سچ کہا تو کیا خبر غائب کا علم
نہیں ہے کہتے ہیں کہ۔ ان جادوگروں نے اپنے شیطانی علم سے معلوم کر لیا تھا کہ فرعونؔ
کا بیڑا موسیٰؑ نے غرق کر دینا ہے۔ یہ مسلمانو کی بے مروتی کہ اگر ماننے لگیں تو جادو
گروں کے شیطانی علم کا غائب کو جاننے والا تسلیم کر لیں اور اگر انکار کرتے پلے آجائیں
تو مصطفٰےؐ کے رحمانی علم سے انکار کریں سنو اگر جادوگر اپنے شیطانی علم سے غیب کی
خبر دے سکتے ہیں تو مصطفٰےؐ اپنے رحمانی علم سے کیوں غائب کی خبر نہیں دے سکتا۔ لکھا
ہے کہ فرعونؔ نے ملک میں وافر انتظام کرا دیا کہ ہر شہر اور شہر کے ہر محلہ میں وافر
دائیاں مقرر کی گئیں کہ عورتوں کا معائنہ جاری رکھو کہ جس کو حمل ہو اس کا نام رجسٹر میں
درج کرو وضع حمل پر لڑکا ہو تو قتل کر دو۔ لڑکی ہو تو اُسے چھوڑ دو۔ باوجود کڑی نگرانی
اور وافر انتظامات کے موسیٰؑ ماں کے بطن میں غائب نو مہینے ماں کے شکم اطہر میں رہا۔
دائیاں معائنہ کرتی رہیں مگر موسیٰؑ نو مہینے غائب رہے حمل کا علم نہ ہو سکا مسلمان اعتراض کرتے
ہیں کہ شیعوں کا بارواں ۱۲ امام کس کو تے ہیں ہے اگر پیدا ہو گیا ہوتا تو دنیا والوں کو علم نہ ہو جاتا
مسلمانو جس قادر مطلق نے موسیٰؑ کو ماں کے بطن میں غائب رکھا اور دائیوں کو علم نہ ہو سکا
اسی اللہ نے اس کائنات میں میرے امام کو غائب رکھا ہے۔ کس طرح پتہ کر لوگے نو مہینے
کے بعد بچہ ماں کی گود میں آیا ادھر کلیمؑ پیدا ہوئے تو فرعونؔ کے لوگوں کو علم ہو گیا سپاہی

آئے اور دروازے پر دق الباب کیا کہ گھر والو دروازہ کھولو۔ کہ ہمیں تمہارے گھر میں کسی بچے کے پیدا ہونے کی اطلاع ملی ہے قرآن وَاَصْبَحَ فُؤَادُ اُمِّ مُوْسٰی فٰرِغًا پارہ ۲۰ رکوع ۴ یہ خبر سن کر موسیٰؑ کی ماں کا دل صبر سے فارغ ہو گیا۔ کہ ہائے دشمن آ گئے میرا بچہ قتل ہو جائے گا۔ گھبرائی ہوئی اٹھی بچے کو تنور میں رکھ کر فرمایا۔ دروازے پر آنے والو آ جاؤ تلاشی لے لو میرے گھر میں کوئی بچہ نہیں ہے ہاں بچہ کو تنور میں رکھا تھا گھر میں بچہ نہ تھا بلکہ تنور میں تھا۔ فرعونؑ کے ملازم تلاشی لینے لگ گئے حضرت موسیٰؑ کی خالہ یا خادمہ کہ اسے علم نہ تھا اس نے تنور میں کہ جس میں موسیٰؑ تھے لکڑیاں ڈال کر آگ لگا دی۔ خدا جانے ماں کے دل پر کیا گزری ہو گی روایت میں ہے کہ جب سپاہی تلاشی لے کر چلے گئے تو موسیٰؑ کی ماں نے کیواڑ بند کر کے دو ہتڑ پیٹنا شروع کر دیا کہ ظالم تو نے میرا بچہ جلا دیا۔ خلاصہ الانبیاء ص ۲۲۳ کیوں مسلمانو فرماؤ موسیٰؑ کی ماں نے دو ہتڑ منہ پر طمانچے مار کر کفر تو نہیں کیا۔ مولویو! لگاؤ موسیٰؑ کی ماں پر کفر کا فتویٰ کہ خلاف شرع ماتم کر رہی ہے سنو اگر موسیٰؑ کی ماں موسیٰؑ کی محبت میں ماتم کر کے معصومہ۔ مخدومہ۔ مقدسہ۔ مطہرہ رہ سکتی ہے تو ہم بھی حسینؑ کا ماتم کر کے شیعان حیدر کرارؑ رہ سکتے ہیں۔ قابل غور یہ امر ہے موسیٰؑ جس تنور میں تھے اسی تنور میں آگ۔ موسیٰؑ کا دامن آگ کے ساتھ اور آگ کا دامن موسیٰؑ کے ساتھ یعنی نار اور نور ایک ہی مقام پر مگر آگ آگ رہی اور موسیٰؑ۔ موسیٰؑ رہے بس نار نار رہی اور نور نور رہا۔ پھر کیوں کہتے ہو کہ صحبت کا اثر ہو جاتا ہے ہاں ہاں صحبت کا اثر یقیناً ہوتا ہے۔ اگر نوع ایک ہو تو صحبت کا اثر ضرور ہوتا ہے سنو بیل کے ساتھ بیل باندھ دو تو ایک دوسرے کی عادات و خصلتیں اپنا لیں گے اور اگر بیل کے ساتھ گدھا شریف چاہے چالیس برس رہے تو بیل بیل رہے گا۔ اور گدھا گدھا رہے گا۔ اسی طرح اگر شیر کے ساتھ شیر رہے تو ایک دوسرے کو صحبت کا اثر ہو جائے گا اور اگر شیر کے ساتھ گیدڑ شریف رہے تو کیا گیدڑ

شیر بن جائے گا۔ ہرگز نہیں۔ گیدڑ گیدڑ رہے گا اور شیر شیر رہے گا اگر نہیں مانتے تو میدانِ دغا میں چھوڑ کر دیکھ لو۔ کرار کرار ہوگا اور فرار فرار ہوگا صلوٰۃ پس موسیٰؑ کی ماں نے تنور سے بچے کو صحیح سالم دیکھ کر خدا کا شکر ادا کیا۔ قدرت کی طرف سے حکم وَاَوْحَیْنَآ اِلٰٓی اُمِّ مُوْسٰٓی اَنْ اَرْضِعِیْهِ ۚ فَاِذَا خِفْتِ عَلَیْهِ فَاَلْقِیْهِ فِی الْیَمِّ وَلَا تَخَافِیْ وَلَا تَحْزَنِیْ ۚ اِنَّا رَآدُّوْهُ اِلَیْكِ وَجَاعِلُوْهُ مِنَ الْمُرْسَلِیْنَ ۝ پارہ ۲۰ رکوع ۴ فرمایا کہ ہم نے موسیٰؑ کی ماں کو وحی کی کہ اے کلیمؑ کی ماں اس بچے کو دودھ پلا۔ اور اگر اس کی طرف سے تمہیں خوف ہے تو اسے دریا میں ڈال دے نہ خوف کرنا اور نہ حزن کرنا ہم اس کو تیری طرف پلٹا دیں گے اور ہم رسول بنانے والے ہیں۔ اس آیت کریمہ میں خالق نے فرمایا کہ ہم نے موسیٰؑ کی ماں کو وحی کی مولوی صاحبان کہتے ہیں کہ نبی کے بغیر کسی کو وحی نہیں ہو سکتی۔ مسلمانو! جس اللہ نے موسیٰؑ کی ماں کو وحی کی اسی اللہ نے علیؑ کی ماں کو وحی کر کے ۱۳ رجب کو بیت اللہ میں بلایا تھا۔ رباعی۔

کعبہ میں دو عالم کے ولی آتے ہیں وہ صاحب آیات جلی آتے ہیں
اب وقت کس کے سر اٹھانے کا نہیں جھک جائیں بلندیاں کہ علیؑ آتے ہیں

قابل غور امر یہ ہے کہ خالق نے فرمایا وَلَا تَخَافِیْ وَلَا تَحْزَنِیْ نہ خوف کرنا اور نہ حزن کرنا ثابت ہوا کہ خوف کا معنی اور ہے اور حزن کا معنی اور ہے مسلمانو اگر حزن کا معنی خوف ہوتا تو ایک ہی جگہ حزن اور خوف کو کیوں جمع فرمایا معلوم ہوا کہ خوف اور شئی ہے اور حزن اور شئی ہے۔ پس مادر موسیٰؑ بچے کو صندوق میں ڈال کر خدا کے حکم کے مطابق دریا کی طرف لے چلی تو موسیٰؑ کی بہن کہ جس کا نام کلثوم تھا ماں کے ساتھ روانہ ہوئیں ماں نے کہا بیٹی تم گھر رہو۔ کہا نہیں اماں جدھر میرا بھائی جائے گا اُدھر بہن جائے گی رو کو مسلمانو موسیٰؑ کی جوان بہن کو کہ گھر رہے۔ سنو اگر موسیٰؑ کی جوان بہن موسیٰؑ کی محبت میں گھر سے نکل

کہ فرعونؑ کے دربار میں جاسکتی ہے۔ تو حسینؑ کی بہن بھی حسینؑ کی محبت میں یزیدؑ کے دربار میں جاسکتی ہے۔ ارے یہ تو معصوم بھائی اور مطہرہ بہنوں کی پرانی روش و طریقہ ہے کہ بہن بھائی مل کر دین کی حفاظت کرتے ہیں۔ رباعی۔

اس طرح طے منزل صبر و رضا زینبؑ نے کی
امت جد کے لئے حق سے دعا زینبؑ نے کی
کربلا کے واقع میں رنگ دونوں نے بھرا
ابتداء شبیرؑ نے کی انتہا زینبؑ نے کی

لکھا ہے کہ موسیٰؑ کے صندوق کو موسیٰؑ کی ماں نے خدا کے حکم کے تحت دریا کی لہروں کے حوالے کیا۔ کلیمؑ کی ماں گھر چلی آئی مگر موسیٰؑ کی بہن جس کا نام کلثومؑ یا مریمؑ ہے دریا کے کنارے کنارے جارہی ہے۔ دریا کا ایک حصہ فرعونؑ کے محل کے ساتھ سے گزرتا تھا فرعون کی نگاہ صندوق پر پڑی ملازموں سے صندوق کو پکڑوا کر کھولا تو ایک نورانی بچہ نظر آیا بس یوں سمجھ کے دنیا کا خدا اللہ کی نبوت پر مچل کے بیٹھ گیا۔ اور اپنی بیوی آسیہؑ سے کہا کہ کیا خیال ہے اس بچے کو گھر پال لیں۔ جناب آسیہؑ کی تمنا کہ کسی طرح یہ بچہ بچ جائے اسی اثنا میں فرعونؑ کی مبروص لڑکی تھی جس کا علاج کرانے کے باوجود شفا نہ ہوئی حضرت کلیمؑ کو اٹھایا موسیٰؑ کے منہ سے رال ٹپکی۔ مبروص کے چہرے پر گری تو بچی شفایاب ہوگئی کیوں مسلما تو اگر موسیٰؑ کے دہن اقدس کا پانی ایسا تو فرماؤ لعاب دہن مصطفےٰ کیسا ہوگا۔ سوانح انبیاء ظفر حسن ص۱۸۲ روایت میں ہے کہ خالق نے فرعونؑ کے دل میں موسیٰؑ کی محبت ڈال دی پس فرعونؑ نے مصر کی ایک سو بتیس دائیوں کو بلوایا اور حکم دیا کہ اس بچے کو دودھ پلاؤ۔ جس عورت کا دودھ یہ بچہ پینے لگے گا اسے اس کی دائی مقرر کیا جائے گا۔ ادھر دودھ پلانے والیاں فرعونؑ کے محلات میں آئیں ادھر قدرت کی آواز آئی ——
وَحَرَّمْنَا عَلَيْهِ الْمَرَاضِعَ مِنْ قَبْلُ پارہ ۲۰ رکوع ۴ فرمایا ہم نے موسیٰؑ پر دائیوں کا دودھ حرام کر دیا کہ اے موسیٰؑ یہ دودھ تیرے لئے حرام ہے کیونکہ یہ دائیاں کافرہ ہیں اور تو نبی ہے اے نبی تو معصوم ہے معصوم کفار کی خوراک

کھائے تو عصمت کا کیا بنے گا۔ کافروں کے ہاتھ سے تو مومن بھی بے گر نہیں کھاتا قرآن کا حکم ہے۔ اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ پارہ ۱۰ رکوع ۱۰ یقیناً مشرک نجس ہے تو اس کے گھر کی خوراک جس کو اس نے اپنے نجس ہاتھ سے تیار کیا ہو کیوں کر پاک ہو سکتی ہے اسی لئے اللہ نے موسیٰؑ کو حکم دیا کہ اے موسیٰؑ ان دائیوں کا دودھ نہ پینا کیونکہ یہ کافرہ ہیں کیوں مسلمانوں مشرک دائیوں کا دودھ موسیٰؑ کے لئے پہلے روز حرام کہ نبی حرام نجس نہیں کھاتے تو محمد مصطفیٰؐ حضرت ابو طالبؑ کے گھر سے ساری زندگی کھاتا رہا۔ فرماؤ رسول اللہؐ نے حرام کھایا تھا کہ حلال اگر بقول مسلمانوں کے حضرت ابو طالبؑ مومن نہ تھے تو ان کے گھر کی خوراک نجس فرماؤ رسول اللہ نجس کھاتے رہے دو باتوں سے ایک ماننی پڑے گی یا موسیٰؑ کو رسول اللہ سے افضل مانو یا ابو طالبؑ کو مسلمان موحد سمجھو۔ لکھا ہے کہ جب موسیٰؑ نے کسی دائی کا دودھ نہ پیا تو موسیٰؑ کی بہن کلثومؑ فرعونؑ کے دربار میں آکر فرعونؑ سے کہنے لگی کہ اگر تو چاہے تو میں ایک دائی کو لے آؤں کہ یہ بچہ اس کا دودھ پینا شروع کر دے فرعونؑ نے کہا ہاں ہاں ضرور لے آؤ شاید اس کا دودھ یہ بچہ پی لے۔ موسیٰؑ کی بہن نے ماں کو آکر سارا ماجرہ سنایا کہ میرا بھائی کسی عورت کا دودھ نہیں پیتا آپ چلیں میں فرعونؑ کے حکم سے آئی ہوں موسیٰؑ کی ماں چلی راستہ میں کلثومؑ نے کہا اماں اگر ہامان یا فرعونؑ وغیرہ دریافت کریں کہ کیا تیرا بچہ ہے تو اماں نہ کہنا کہ میرا لڑکا ہے کہیں میرا بھائی قتل نہ ہو جائے بس دربار میں پہنچ کر موسیٰؑ کی ماں نے موسیٰؑ کی طرف ہاتھ بڑھائے تو موسیٰؑ آسیہ کی گود سے ہمک کر ماں کی گود میں آگئے ماں نے دودھ دیا تو پینا شروع کر دیا فرماؤ مسلمانو کس نے موسیٰؑ سے کہا تھا کہ تیری ماں آگئی گود میں چلا جا اور دودھ پینا شروع کر دے ارے جس اللہ نے موسیٰؑ کے کہا تھا کہ تیری ماں ہے گود میں چلا جا اسی اللہ نے تیرہ ۱۳ رجب کو پیدائش علیؑ کے بعد بتلایا تھا کہ علیؑ۔ محمدؐ آگئے ماں کی

گود چھوڑ کے اس کے ہاتھوں پر چلا جا اور آنکھیں کھول دے موسیٰؑ کی ماں کی گود میں دیکھ کر ھامانؑ نے دریافت کیا کہ بی بی بتا کیا یہ بچہ تیرا ہے۔ فرماؤ مسلمانو موسیٰؑ کی ماں کیا جواب دے۔ مولوی صاحبان فتویٰ صادر فرمادیں کہ موسیٰؑ کی ماں کہہ دے کہ یہ بچہ میرا ہے۔ کیا یہ سچی بات نہیں سنو اگر کہہ دیا کہ یہ بچہ میرا ہے۔ بات تو یہ سچی ہے مگر موسیٰؑ قتل ہو جائے گا اور اگر کہے کہ میرا بیٹا نہیں بات جھوٹی ہے مگر نبی کی جان کی حفاظت ہو گی بس موسیٰؑ کی ماں کے اس قول کو فلاں جھوٹ کہتا ہے اور میں تقیہ کہتا ہوں اور سنو تاجدار رسالت حضرت ابوبکر کے ساتھ غار ثور کو جا رہے ہیں مولوی صاحب نے ان کو جاتے ہوئے دیکھا۔ ابوجہلؑ ابوسفیانؑ نے مولوی صاحب سے دریافت کیا کہ کہیں مسلمانو کے نبی کو دیکھا ہے فرماؤ مولوی صاحب کیا ارشاد فرمادیں گے کہہ دیں گے کہ اس غار میں داخل ہوتے ہوئے میں نے دیکھے ہیں۔ ہاں اگر کہہ دیں کہ اس غار میں داخل ہوئے ہیں ہے تو سچی بات مگر مصطفےٰ کے قاتل بن جائیں گے اور اگر لاعلمی کا اظہار کر دیں تو فلاں اسے جھوٹ کہہ دیں مگر میں اسے تقیہ کہتا ہوں فیصلہ دو مسلمانو یہ تقیہ ہے کہ نہیں جائز۔ بس اس جھوٹ پر میں قربان جس کی وجہ سے میرے مولا کی جان سلامت رہے اور سنو کربلا کے میدان میں مولوی صاحب نے دیکھا کہ حضرت عباسؑ پانی کا مشکیزہ بھر کے جا رہے ہیں شمرؑ نے مولوی صاحب سے پوچھا کہ مولانا فرمادیں کہیں عباسؑ کو پانی لے جاتے ہوئے تو نہیں دیکھا مولوی صاحب قبلہ کی نگاہ ہے عباسؑ کی گرہ پا پر کہہ دے شمرؑ کو کہ وہ پانی لے کے جا رہا ہے بات تو سچی ہے کہ بتا دے مگر اس بتانے پر سزا جہنم ہو گی اور اگر کہہ دے کہ مجھے علم نہیں ہے اسے فلاں جھوٹ کہہ دے میں تقیہ کہہ دیتا ہوں۔ چلو آگے چلو۔ فرعونؑ نے حکم دیا کہ یہی عورت میرے بچے کو مزدوری پر دودھ پلاتی رہے تین دینار ایک دن کے مقرر ہوئے۔ موضح القرآن پارہ نمبر ۲۰ رکوع ۴ مولوی صاحبان ارشاد فرمادیں

کہ یہ جو تین دینار ایک دن کے موسیٰؑ کی ماں فرعونؑن سے لیتی رہی کیا موسیٰؑ کی ماں کے لئے جائز تھے ہر مسلمان کہے گا کہ خدا تعالےٰ کبھی کبھی اپنے دشمنوں سے بھی دین کا کام لے لیتا ہے حدیث سنو اِنَّ اللّٰہَ یُؤَیِّدُ الدِّیْنَ بِالرَّجُلِ الْفَاجِرِ فرمایا تحقیق اللہ تعالےٰ بدکار سے بھی دین کا کام لے لیتا ہے بخاری شریف جلد۲ صہ۱۸۶۔ واقعہ یہ ہے کہ ایک صحابی نے کسی جنگ میں بڑے زور شور سے جنگ کیا بہت سے کافروں کو تہ تیغ کیا تو صحابہ کرام نے حضورؐ کی خدمت میں اس لڑنے والے صحابی کی تعریف کی پیغمبر نے فرمایا کہ وہ جہنمی ہے ایک صحابی نے دیکھا کہ وہی زخموں کی تاب نہ لاکر خودکشی کر گیا بخاری شریف جلد۲ صہ۱۸۴ اس صحابی کا نام جو اہل نار سے ہے بخاری میں فرمان بیان کیا گیا ہے۔ ہاں سلسلہ کلام کو آگے یوں بڑھاتا ہوں کہ موسیٰؑ عرصہ تک فرعونؑن کے ہاں پلتے رہے ایک روز فرعونؑن نے کلیمؑ کو گود میں لیا تو موسیٰؑ نے غصّہ میں آکر فرعونؑن کی داڑھی پکڑی اور وہ طمانچہ مارا کہ وہ ہے نام داتا کا فرعونؑن کے ہوش اُڑ گئے میں کہتا ہوں کہ یہ تو موسیٰؑ کا ہاتھ ہے اگر علیؑ کا ہاتھ ہوتا تو ابوجہلؑ کی طرح فرعونؑن کا مُنہ بھی ٹیڑھا ہو جاتا فرعونؑن نے گھبرا کر ھامانؑ کو بلایا اور کہا کہ یہ بچہ خطرناک ہے کہیں وہی نہ ہو جس کی خبر میرے جادوگروں نے دی ہے ھامانؑ نے کہا کہ اس کا امتحان کر لیتے ہیں کہ ایک طشت میں ہیرے رکھے جائیں دوسرے میں آگ کے انگارے اس بچے کو چھوڑا جائے اگر یہ بچہ ہیرے اُٹھانے کے لئے لپکا تو ہم سمجھ جائیں گے یہ وہی ہے جس کی خبر جادوگروں نے دی ہے اور اگر اس بچے نے آگ کو اُٹھایا تو ہمیں یقین ہو جائے گا کہ بچوں کی عادت ہوتی ہے بوڑھوں کی داڑھیاں کھینچنا پس بطور امتحان کے ایک طشت میں ہیرے اور دوسرے میں آگ رکھ کر موسیٰؑ کو چھوڑا گیا تو موسیٰؑ ہیروں کی طرف بڑھنے ہی والے تھے کہ جبرائیلؑ نے عرض کی حضور آگ کا انگارا اُٹھاؤ موسیٰؑ نے آگ کا انگارا اُٹھا کر مُنہ میں ڈالا تو ہاتھ بھی جل گیا اور زبان بھی جل گئی۔ ساری زندگی کہتے رہے۔ رَبِّ اشْرَحْ لِی ۔ پس فرعونؑن

ھا مادرِ موسیٰؑ نے یقین کر لیا کہ بچے نے عادتاً طمانچہ مارا ہے۔ غور طلب امر یہ ہے کہ یہی موسیٰؑ چند روز پہلے تنور میں تھے تو آگ نے کچھ نہیں کہا آج ہاتھ بھی جل گیا اور زبان بھی جل گئی۔ جواب ملے گا کہ اس روز موسیٰؑ کو آگ سے بچا کر حفاظت مطلوب تھی اور آج آگ سے جلا کر حفاظت مطلوب ہے بس وقت وقت کی بات ہے کہ علیؑ کو خاموش رکھ کر دین کی حفاظت کی امام حسنؑ سے صلح کرا کر دین کی حفاظت کی اور حسینؑ سے جنگ کرا کر دین کی حفاظت کرائی۔ بس ایک دن ایسا آیا کہ فرعونؔ شرم کے مارے پانی میں ڈوب کر مر گیا۔ اور اللہ تعالےٰ نے امامت کا تاج موسیٰؑ کے سر پر دھر دیا۔ عبدالرحمٰن بن حجاج سے مروی ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اختیار امام کے بارے میں عرض کی تو فرمایا کہ اگر امام اس پہاڑ کو چلنے کا حکم دے تو پہاڑ چلنے لگے لوگوں نے پہاڑ کو حرکت میں دیکھا فرمایا رُک جا میں اُسے مثال سے سمجھا رہا تھا کنوز المعجزات صـ۲۴۶ امام نوک نیزے پر بھی قرآن سُناتا ہے ابو طالبؑ کے بچے سب چھوٹے بڑے چالیسؔ تھے جو کربلا آئے تئیسؔ شہید ہوئے دسؔ قید ہوئے عورتیں بچیاں کل ساٹھؔ تھیں المجالس المرضیہ صـ۴۲ جو قید ہوئیں جب یہ لُٹا ہوا قافلہ دمشق کی طرف روانہ ہوا تو ایک دیر سے گزرنے لگے معلوم ہوا کہ نصر خزاعی ایک ہزار لشکر لے کر آرہا ہے اشقیا نے فیصلہ کیا کہ رات اسی دیر میں گزاریں پس شمر لعؔ اور اس کے ساتھیوں نے دیر کے بڑے پادری سے رات گزارنے کی درخواست کی اس نے دریافت کیا کہ تم کون ہو شمر لعؔ نے کہا کہ ہم یزیدؔ کے فوجی ہیں اور قیدیوں کو یزیدؔ کے پاس لے کر جا رہے ہیں ہمیں دیر میں رات گزارنے کی اجازت دیں کہ ہمیں آج رات کو دشمنوں سے خطرہ ہے راہب نے جو مولا کے سر پر نگاہ کی تو ایک نور ساطع تھا راہب حیران ہو گیا یہ کون مرسل ہے راہب نے کہا کہ یہ قیدی اور تمام سر میرے حوالے کر دو صبح مجھ سے لے لینا اور تم باہر رہو میرے ہاں صرف اتنی ہی گنجائش ہے عزادار اور آج نبی کی بیٹیاں اور تمام سر شہداء راہب کے مہمان ہوئے رات کو راہب نے کیا دیکھا کہ اس کا وہ کمرہ نور سے جگمگا اٹھا جس میں مولائے کائنات کا سر اطہر تھا۔ دیرانی نے غور سے دیکھا تو ایک تخت پر چند بیبیاں نظر آئیں ان میں ایک حضرت حواؑ۔ دوسری مریمؑ۔ تیسری ہاجرہؑ۔ چوتھی آسیہؑ اور مادرِ موسیٰؑ تھیں عزادار و راہب اس وقت

بے ہوش ہوگیا جب کہ اس نے ایک بی بی کو دیکھا کہ عماری سے ہائے میرے مظلوم بیٹے ہائے دوش مصطفےٰ کے سوار حسینؑ ظالموں نے تجھے کس جرم میں قتل کیا راہب نے ہوش میں آکر حضرت سجادؑ کو واقعہ سُنایا وہ میری جدہ زہراؑ تھیں اس واقعہ پر راہبؑ اور اس کے ستر ساتھی مسلمان ہوئے اور اشقیا پر لعنت کی۔ المجالس المرضیہ ص۱۵۶ الا لعنت اللہ علی القوم الظالمین۔

پانچویں مجلس

نگاہ اپنی اپنی۔ پاکستانی حاجیوں کی نگاہ۔ جیسی معرفت ویسا اثر۔ حضرت سلمانؓ فارسی کی معرفت۔ زلیخاؑ کا زنانِ مصر کو دعوت دینا۔ ملائکہ آلِ محمدؐ کے محبوں کے غلام ہیں۔ عظمت چہرہ علیؑ۔ فاطمہ بنت مرہ کی حضرت عبداللہ سے غرضِ عقد۔ زلیخا پہ حضرت یوسفؑ کی محبت کا اثر۔ صحابیٔ رسولؐ عمر ابن الجموع کا شوقِ شہادت۔ نسیبہؓ بنت کعب کا جناب سیدہؑ کی خدمت میں عرض۔ نسیبہؓ بنت کعب کا میدان احد کی طرف جانا۔ حضور نبی کریمؐ کے روضہ پر ایک اعرابی سے گفتگو۔ جناب سیدہؑ کے گلوبند کی برکت۔ حضرت علیؑ بن جعفرؑ کی نگاہ میں حضرت امام تقی علیہ السلام کی عظمت۔ مصائب۔ حضرت حمزہؓ کی لاش پر اُن کی بہن صفیہؓ کا آنا۔ مظلوم کربلا کی لاش پر جنابِ ثانی زہراؑ کے بین۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

كُلُّ حِزْبٍ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُونَ ۔ پارہ ۲۱ رکوع ۷ جو کچھ جس کے پاس ہے اُسی سے وہ خوش ہے۔

چند نگاہیں مل کر جب کسی ایک شئی کو دیکھیں تو اثر اپنی اپنی معرفت کا ہوتا ہے۔ مومن کی نگاہ قرآن مجید پر پڑے تو اثر اور ہوگا اور اگر کافر کی نگاہ کلام پاک پر پڑے تو اثر اور ہوگا۔ کافر کی نگاہ بیت اللہ پر پڑے تو اثر اور ہوگا۔ اور مومن کی نگاہ پردۂ حرم پر پڑے تو اثر اور ہوگا لوہے کو آگ میں ڈالو تو اثر اور ہوگا۔ اور کاغذ کو آگ میں پھینکو تو اثر اور ہوگا میں کہا کرتا ہوں کہ نگاہ اپنی اپنی جیسی لیاقت و معرفت ویسا ہی اثر انتخاب ہوتا ہے۔ میں اسے ایک واقعہ سے واضح کرتا ہوں۔ چند سال پہلے کی بات ہے کہ لوگ پاکستان سے لاریوں کے ذریعہ حج کرنے بھی جاتے تھے۔ چند سال قبل کا واقعہ ہے کہ ایک قافلہ جو دو بسوں پر مشتمل پاکستان سے حج کو گیا۔ واپسی پر یہ قافلہ عراق و ایران کی زیارت کی غرض سے ملک عراق کی طرف روانہ ہوا۔ صحرائی راستہ سے لاریاں گزر رہی تھیں کہ آندھی آ گئی سڑک پختہ نہ تھی طوفان کی وجہ سے راستہ گم ہو گیا اور بسیں چلتی رہیں ایک مقام پر بسیں ریت اور موٹے موٹے پتھروں میں پھنس گئیں اور حاجی پریشان ہوئے کہ کیا بنے گا تھوڑی دیر کے بعد طوفان ختم ہوا اور سورج نکل آیا چاروں طرف حدِ نگاہ تک صحرا ہی صحرا نہ کوئی درخت اور نہ کوئی انسان حاجی لگے دعائیں مانگنے کہ پالنے والے کرم فرما۔ ہماری لاشوں پر مٹی ڈالنے والا بھی کوئی دکھائی نہیں دیتا۔ اللہ نے کسی بشر کی دعا قبول کی کہ کیا دیکھا کہ ایک آدمی گھوڑے پر سوار آتا دکھائی دیا حاجیوں کی جان میں جان آئی سوار نے تشریف لا کر فرمایا کہ تم کون ہو اور کیا بنی حاجیوں نے عرض کی کہ حضور اب تو مشکل کشا کی ضرورت ہے کہ ہم تو مصیبت میں گھر

گئے سوار نے کہا کہ لاریوں پر سوار ہو کر میرے پیچھے انہیں چلا دیئے بس لوگ بسوں پر سوار ہوئے۔ اور اب جو چلا یا تو دونوں پھنسی ہوئی لاریاں نکل گئیں آگے آگے گھوڑے سوار اور پیچھے پیچھے لاریاں جب ڈرائیوروں کو راستہ مل گیا اور یقین ہو گیا کہ ہم ٹھیک راستہ پر آگئے تو سوار غائب ہو گیا۔ اب ہر آدمی اپنے اپنے انتخاب کا اظہار کرنے لگا اہلحدیث حضرات نے فرمایا کہ رب کریم نے کسی مقرب فرشتے کو ہماری مشکل کشائی کے لئے بھیجا ہے۔ بریلوی بزرگوں نے کہا کہ یہ تو حضرت عبدالقادر جیلانی تھے۔ دیوبندی حضرات نے فرمایا کہ یہ تو مولانا محمد قاسم نانوتوی صاحب تشریف لائے تھے۔ شیعہ حضرات نے کہا کہ ہماری مدد کو یہ تو امام زمانہ حضرت قائم آلِ محمدؑ تشریف لائے تھے۔ یہ ہے اپنی اپنی نگاہ کہ علیحدہ علیحدہ انتخاب ہے اور ہر آدمی اپنی اپنی مرضی کا انتخاب بیان کر رہا ہے اسے کہتے ہیں نگاہ اپنی اپنی۔ چلو ایک واقعہ قرآن ہی سے سن لیں۔

حضرت یعقوبؑ کے بارہ بیٹے ان میں صرف یوسفؑ ایک ہے اسی یوسفؑ پر باپ کی نگاہ پڑی تو اور اثر لیا۔ اسی یوسفؑ پر بھائیوں کی نگاہ پڑی تو اور اثر لیا۔ زلیخا کی نگاہ پڑی تو اور اثر لیا۔ زنانِ مصر کی نگاہ پڑی تو اثر اور لیا۔ سنو یعقوبؑ نے یوسفؑ کو دیکھا تو باوجود نبی ہونے کے رو رو کے محبت میں آنکھیں دے بیٹھا بھائیوں نے دیکھا تو نبی کے قاتل بن گئے۔ یوسفؑ کا کھانا کتوں کو ڈالا۔ یوسفؑ کا لباس اتارا۔ طمانچے مارے۔ کنویں میں پھینکا دوسرے روز بازار میں بیچا تو قرآن کی آواز ہے۔ وَشَرَوْهُ بِثَمَنٍ بَخْسٍ دَرَاهِمَ مَعْدُودَةٍ پارہ ۱۲ رکوع ۱۲ اور بیچ ڈالا اس کو چند درہموں کھوٹے سے۔ سنی حضرات فرماتے ہیں کہ یوسفؑ کو اٹھارہ ۱۸ کھوٹے درہموں پر بیچا گیا موضح القرآن حاشیہ ص ۳۸۹ شیعہ حضرات کا فرمان ہے کہ بیس ۲۰ درہم کھوٹے سے یوسف بکا تھا حیات القلوب جلد ۱ ص ۳۰۹ فرمائو مسلمانو یہ یوسفؑ

کی قیمت ہے یا کہ بے معرفتوں سے واسطہ ہے ارے پتہ تب چلتا کہ بیچنے والا ہوتا یعقوبؑ اور خریدنے والی ہوتی زلیخا۔ یوسفؑ کی قیمت کا کائنات میں چرچا ہوتا ہے معرفتوں کو کیا قدر۔ مسلمانو دربار ہوتا مصطفےؐ کا کرسی پر رسول اللہ ہوتے۔ سوال کرتی آ کر زینبؑ کی ماں پتہ چلتا کہ کائنات کو دے کے جا رہی ہے یا کہ پہلو پہ ہاتھ رکھ کر دُنیا سے رخصت ہو رہی ہے۔ بس نگاہ اپنی اپنی۔ لو ایک واقعہ پیش کر کے اپنے بیان کو آگے بڑھاتا ہوں روایت میں ہے کہ ایک مرتبہ حضرت سلمانؓ فارسی جسے سلمان محمدی کہا جاتا ہے جناب سیدہؑ طاہرہ کے دروازے پر حاضر ہوئے تو حضرت زہراؑ نے سلمانؓ کو چند کھجوریں عطا کیں سلمانؓ نے کھجوریں لیں تو حیران ہو کر عرض کیا کہ بی بی یہ دنیا کی کھجوریں تو نہیں ہیں کیوں کہ ان کا رنگ سفید اور گھٹلی سے خالی ہیں۔ سیدہؑ نے فرمایا ہاں سلمانؓ یہ دنیا کی کھجوریں نہیں ہیں آج جنت سے تین حوریں خدا سے اجازت لے کر مجھے ملنے آئیں تھیں وہ بطور تحفہ کے یہ کھجوریں دار السلام یعنی جنت سے لائی تھیں۔ سلمانؓ نے شکر ادا کیا نبیؐ کی بیٹی نے فرمایا۔ سلمانؓ میں نے ابا جان کو ان کا حصہ دے دیا ابو الحسنؑ اپنا حصہ لے گئے حسنینؑ زینبؑ کلثوم نے اپنا حصہ پایا۔ قنبرؓ فضہؓ کو حصہ مل گیا سلمانؓ تو بھی ہم میں سے ہے یہ تیرے حصہ کی کھجوریں تھیں جو تجھے دی گئیں ہیں۔ سلمانؓ نے عرض کیا کہ نبی زادی یہ آپ کا احسان ہے۔ کرم نوازی اور غلام پروری ہے اس پر سیدہؑ نے فرمایا۔ سلمانؓ ان تین حوروں میں سے میں نے ایک حور سے دریافت کیا کہ تیرا نام کیا ہے تو اس نے عرض کیا کہ حضور میرا نام مقدودہ ہے میں جنت میں مقدادؓ بن اسود کی بیوی ہوں پھر میں نے دوسری سے دریافت کیا تو اس نے کہا کہ میں حضرت ابو ذرؓ غفاری کی بیوی ہوں میرا نام ذرہ ہے پھر میں نے تیسری سے جو ان میں سب سے زیادہ بارعب تھی اس سے دریافت کیا

کہ تیرا نام کیا ہے اس نے کہا حضور میرا نام سلمیٰ ہے میں آپ کے غلام سلمانؓ
فارسی کی بیوی ہوں یہ سُن کر سلمانؓ نے عرض کی بنیؑ زادی ایک گذارش ہے اور
وہ یہ کہ فرمادیں کہ جب سلمیٰ آپ کے پاس آئی تھی وہ آپ کے برابر بیٹھی تھی یا کہ
کنیزوں کی طرح خاک نشین تھی جناب سیدہؑ نے فرمایا سلمانؓ کس بھول میں
پڑ گئے ہو وہ نوری مخلوق ہے اگر میرے برابر بیٹھ جاتی تو کیا حرج تھا مگر گھبرائیں
نہ وہ کنیزوں کی طرح زمین پر بیٹھی تھی سلمانؓ نے عرض کی اے دختر رسولؐ
تیری چوکھٹ کی قسم اگر وہ آپ کے برابر بیٹھتی تو میں اُسے جنت میں بھی قبول نہ
کرتا میں ایسی عورت کو کیا کروں جو بتولؑ کے برابر بیٹھے میں نے آپ کے دروازے
پر جاروب کشی کر کے تو غلامی کی سندیں لی ہیں جو میری بیوی ہو کر بتولؑ کے
برابر بیٹھے میں اُسے قبول نہیں کرتا یہ بھی ایک نگاہ ہے۔ کنوز المعجزات ص۲۰۸
سُنو زلیخا کی نگاہ پڑی تو یوسفؑ پر دامے۔ درمے۔ قدمے۔ سخنے فدا ہو گئی
ارے یوسفؑ نہیں بدلا بلکہ نگاہیں بدلیں زلیخاؑ کی نگاہ اور تھی اور بھائیوں
کی نگاہ اور تھی۔ لکھا ہے کہ جناب زلیخاؑ نے ایک شیشے کا مکان بنوایا اور
چار ہزار قیمتی جوڑے حضرت یوسفؑ کے لئے تیار کرائے سارا دن اسی شغل میں
رہتی کہ ایک جوڑا کپڑوں کا یوسفؑ کو زیب تن کرایا اور شیشے کے مکان میں
چند قدم چلنے کو درخواست کی جناب یوسفؑ شیشے کے محل میں چلتے تو چاروں
طرف مکان میں کئی یوسفؑ نظر آتے زلیخاؑ خوش ہو جاتیں تھوڑی دیر کے بعد
دوسرا جوڑا پہنایا اور اسی طرح مکان میں چلنے کو کہا لکھا ہے کہ ایک مرتبہ
زلیخا نے فصد کھلوائی تو زمین پر جو خون کا قطرہ گرا اس سے یوسفؑ لکھا گیا۔
حضرت یوسفؑ پر اس قدر زلیخا دیوانی فریفتہ ہوئی کہ زنان مصر نے جناب زلیخاؑ
کو طعنے دیئے کہ غلام سے اتنی محبت زلیخاؑ نے کہا یوسفؑ غلام نہیں بلکہ
ساری کائنات اس کی غلام ہے اس کے بعد جناب زلیخاؑ نے زنان مصر کی

کھانے کی دعوت کی۔ بس دوسرے روز یوں سمجھو کہ کائنات کا حسن سمٹ کر زلیخا کے گھر آگیا زلیخا نے وافر انتظام فرمایا کھانا کھلانے کے بعد ہر عورت کو ایک ایک لیمو اور چاقو دیا مختصر اور جامع تقریر فرمائی کہ اے زنان مصر تم کل مجھے یوسفؑ کی محبت کے طعنے دے رہی تھیں۔ سنو! جس کا دماغ حاضر نہ ہو وہ تشریف لے جاسکتی ہے میری محبت کو داغدار نہ کرو۔ کل یہ نہ کہنا کہ میرے حواس درست نہ تھے شعر

اک نظر تم میرا محبوب تو دیکھو
میں کیا ہوں تمہیں ہو جائیگی الفت اس سے

یہ کہہ کر زلیخا حضرت یوسفؑ کے پاس گئیں اور التجاء عرض کی کہ اے یوسفؑ میں سمجھتی ہوں کہ واقعی میں تیرے لائق نہیں کیوں کہ آپ کی منزلت اور ہے اور میرا مقام اور ہے مگر یوسفؑ اتنا تو کر دے کہ چہرے سے نقاب اُلٹ کر اس کمرہ سے نکل کر ان عورتوں سے گزر کر اُس کمرے میں چلا جا تیرا بگڑے گا کچھ نہیں اور میرا سب کچھ سنور جائے گا ادھر یوسفؑ اُٹھ کر دروازے پر آئے تو زلیخا نے صدا دی کہ ہوشیار باش عورتوں نے چاقو سنبھالے لیمو اُٹھائے زلیخا نے یوسفؑ کے چہرے سے نقاب اُلٹا شعر وہ آئے بزم میں اتنا تو میر نے دیکھا پھر اس

وہ آئے بزم میں اتنا تو میر نے دیکھا
پھر اس کے بعد چراغوں میں روشنی نہ رہی

چاقو چل گئے کاٹنے تھے لیموں کٹ گئی انگلیاں قرآن کا فیصلہ ہے وَقَطَّعْنَ اَیْدِیَهُنَّ وَقُلْنَ حَاشَ لِلّٰهِ مَا هٰذَا بَشَرًا ؕ اِنْ هٰذَآ اِلَّا مَلَكٌ كَرِیْمٌ پارہ ۱۲ رکوع ۱۴ اور کاٹ لئے ہاتھ انہوں نے اپنے اور بے خودی میں کہا کہ خدا کی قسم یہ انسان تو نہیں بلکہ کوئی کریم فرشتہ ہے۔ کیوں مسلمانو یہ وہی یوسفؑ نہیں کہ جس کو بھائی طمانچے مار کر کنوئیں میں پھینک رہے تھے ماننا پڑے گا کہ بھائیوں کی نگاہ اور تھی اور زنان مصر کی نگاہ اور تھی یوسفؑ نہیں بدلا بلکہ نگاہیں بدلیں ہاں زنان مصر کو زلیخا نے چاقو دیئے انہوں نے ہاتھ کاٹے خالق نے عورتوں پر کفر کا فتوے

نہیں لگایا بلکہ احسن القصص فرمایا۔ انہیں چاقو دیئے گئے۔ مگر محبت حسینؑ میں مولا کے محب چاقو لے کر خود خون نکالتے ہیں ایک بات واضح کرنا چاہتا ہوں وہ یہ کہ زنان مصر نے یوسفؑ کو فرشتہ بنادیا حالانکہ فرشتہ انبیاء کیا بلکہ محبوں کے بھی غلام ہوتے ہیں حضرت امام حسن علیہ السلام فرماتے ہیں۔ اِنَّ الْمَلٰئِکَۃَ خُدَّامُنَا وَخُدَّامُ مُحِبِّیْنَا فرمایا ملائکہ ہمارے بھی غلام ہیں اور ہمارے محبوں کے بھی غلام ہوتے ہیں۔ حقائق العقائد ص۱۲۳ ایک آدمی نے مولا حسنؑ سے عرض کی کہ آقا میں آپ کا شیعہ ہوں فرمایا ایسا نہ کہو بلکہ تم محب کہلایا کرو۔ ہمارا شیعہ آدمؑ۔ نوحؑ۔ خلیلؑ۔ کلیمؑ وغیرھم ہیں تو ثابت ہوا کہ ہم بھی محب آل محمدؐ ہیں۔ تو زنان مصر نے یوسفؑ کی شان گھٹا دی ستو یوسفؑ کے چہرے پر اگر نقاب ہو تو یوسفؑ اور اگر چہرے سے نقاب الٹا دے تو دنیا فرشتہ کہتی ہے کیا کہنا میرے مولا تیری عظمت کا کہ اگر میرا مولا چہرے پر نقاب ڈال کر شب ہجرت بستر رسولؐ پر سو جائے تو دنیا محمدؐ سمجھتی ہے اور اگر علیؑ چہرے سے نقاب الٹا دے تو نصیری خدا سمجھتا ہے۔ رباعی۔

اللہ کے ولی اور محمدؐ کے وصی کی ۔۔۔ دنیا کی ہر شئی پہ حکومت ہے علیؑ کی
موت و حیات آپ کے قبضہ میں نہ کیوں ۔۔۔ کہتے ہیں قضا جس کو وہ مرضی ہے علیؑ کی

روایت میں ہے کہ حضرت یوسفؑ پر مادیت کے ستر پردے تھے اور تاجدار رسالت پر ستر ہزار مادیت کے پردے ڈالے گئے۔ ارے یوسفؑ نے تو دنیا میں آکر اپنے حسن کے جوہر دکھائے مگر حضور کے نور انور نے باپ کی پیشانی میں آکر دنیا کو محو حیرت کر دیا۔ لکھا ہے کہ فاطمہ بنت مرہ نے ایک روز حضورؐ کے والد مکرم حضرت عبداللہ کو دیکھا عرض کی کہ آپ مجھ سے عقد کریں تو آپ کے گھر سے لے کر میرے گھر تک اونٹوں کی قطار کا سامان قیمتی ساتھ لاؤں گی حضور کے والد ماجد خاموش ہو گئے۔ فاطمہ بنت مرہ ہر وقت عشق حضرت عبداللہ میں دیوانی پھرتی تھی۔

ایک روز جناب عبداللہ نے فرمایا۔ صبح میں تیرے ساتھ عقد کر لوں گا فاطمہ بنت مرہ ساری رات حضرت عبداللہ کے دروازے پر بیٹھی رہی کہ صبح کو جب عبداللہ باہر تشریف لادیں گے تو میں اُن کا دامن پکڑ کر عرض کردں گی کہ آپ اپنا وعدہ پورا کریں قسمت کی بات کہ اسی رات کو نور مصطفٰے حضرت آمنہؓ کی طرف منتقل ہو گیا جب حضرت عبداللہ صبح کو باہر نکلے تو اس نے تڑپ کر دامن پکڑا اور کہنا چاہا کہ اپنا وعدہ پورا کریں جونہی نگاہ جناب عبداللہ کے چہرہ پر پڑی تو نور مصطفٰے نظر نہ آیا ہائے کہہ کر گری کہ میں اپنی مراد کو نہ پہنچی مجمع الفضائل جلد ۱ صـ۸ توضیح العقائد صـ۳۸ خلاصۃ الانبیاء صـ۲۰۴ پر ہے کہ حضرت عبداللہ کے صُلب اطہر سے جب نور مصطفٰے حضرت آمنہؓ کی طرف منتقل ہوا۔ تو قریش کی چالیس عورتیں مر گئیں۔ کہ ہائے ہم اپنی مراد کو نہ پا سکیں۔ آگے سُنو زلیخا کی ساری زندگی محبت یوسفؑ میں گذری مگر حضرت یوسفؑ حدود الٰہی کی حفاظت فرماتے ہوئے زلیخا کی منشا کے مطابق نہ ہو سکے قدرت کا نظام کہ اللہ نے یوسفؑ کو مصر کا بادشاہ بنا دیا اور زلیخا عشق یوسفؑ میں سب کچھ لٹا چکی ایک روز شاہی کے زمانہ میں حضرت یوسفؑ گھوڑے پر تشریف لا رہے تھے کہ زلیخا نے بڑھ کر حضورؑ کے گھوڑے کی لگام پکڑی تو یوسفؑ نے فرمایا مَنْ اَنْتِ تو کون ہے عرض کہ آپ کی کنیز زلیخا فرمایا یہ کیا ہو گیا فرمایا حُسْنُ وَجْهِكَ یوسفؑ یہ تیرے عشق کا نتیجہ ہے فرمایا مجھے دیکھ کر تیرا یہ حال ہے زلیخا اگر تو خاتم النبیین حضرت محمد مصطفٰے کو دیکھ لیتی تو تیرا کیا حال ہوتا بس اتنا سُننا تھا کہ زلیخا نے لگام چھوڑ دی اور گھر کو چلی یوسفؑ نے پوچھا کہاں جا رہی ہے کہا کہ اب اسی سے محبت کروں گی جس کا آپ نے نام لیا ہے یوسفؑ میں نے آپ کے مُنہ سے محمدؐ کا نام سُنا تو نام کے سُنتے سے دل میں نور پیدا ہو گیا بس قدرت کی آواز آئی یوسفؑ زلیخا نے میرے حبیب سے

اظہار محبت کیا ہے اب تیرے لئے واجب ہے کہ آپ زلیخا سے محبت کریں تو نبیؐ کے صدقہ سے زلیخا نے بھی مراد پائی لکھا ہے کہ حضرت یوسفؑ نے زلیخا سے فرمایا تھا کہ میرے ساتھ محبت و عشق کی دلیل کیا ہے زلیخا نے عرض کی کہ یوسف اپنے ہاتھ کا چابک مجھے دیں زلیخا نے چابک کو ہاتھ میں لے کر سرد آہ بھری تو چابک کو آگ لگ گئی زمین پر پھینکا تو چابک سارا جل گیا عرض کی یوسفؑ تیرے عشق کی آگ میرے سینے میں ایسے ہے اگر میں چاہوں تو مصر جلا کر رکھ دوں۔ لواعج الاحزان جلد ۱ صفحہ ۷ بس نگاہ اپنی اپنی۔ مسلمانو رسولخداؐ کے چہرہ انور پر لاکھوں نگاہیں پڑیں سلمانؓ کی نگاہ اور تھی اور مروانؒ کی نگاہ اور تھی۔ آج ایک صحابی کی نگاہ عرض کرنا چاہتا ہوں اس صحابی کا نام نامی اسم گرامی ہے عمر ابن الجموع یہ لنگڑا تھا جب رسولخداؐ نے جنگ احد کی تیاری کی اور صحابہ کرام کو جنگ کا حکم دیا تو عمر ابن الجموع بھی حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور حضورؐ سے عرض کی کہ حضورؐ مجھے بھی میدان جہاد میں لڑنے کی اجازت فرمادیں جناب نبی کریمؐ نے فرمایا کہ اے عمر ابن الجموع تو معذور ہے تیرے لئے جہاد ساقط ہے کیوں کہ خالق کائنات نے معذور کو جہاد کی معافی دی ہے لہذا آپ کو جہاد سے اللہ تعالےٰ نے مستثنےٰ قرار دیا ہے پیغمبر اسلام کی یہ بات سُن کر عمر ابن الجموع رونے لگا کہ یارسول اللہ ایک تو اللہ تعالےٰ نے مجھے معذور لنگڑا کیا اور دوسرا آپ کی نصرت سے بھی میں محروم رہا۔ حضرت عمر ابن الجموع کی آواز دل کی گہرائیوں سے کچھ ایسی نکلی تھی کہ خالق کی ندا آئی حبیب اس کو خصوصی اجازت ہے اسے میدان جہاد میں لے چلو۔ حضورؐ نے عمرو سے فرمایا کہ چلو آپ کو خالق کی طرف سے جہاد کرنے کا حکم مل چکا ہے عمر ابن الجموع نے خدا کا شکر ادا کیا اور پیغمبر کی مسجد کی دہلیز پکڑ کر عرض کی اَللّٰھُمَّ لَا تَرُدَّنِیْ اِلٰی اَھْلِیْ۔ میرے اللہ مجھے میرے اہل بیت کی طرف نہ پلٹانا یہ مطلب تھا کہ آج تو میدان میں نصرت مصطفےٰ میں لڑنے کی اجازت مل گئی ہے شاید پھر کبھی موقعہ نہ ملے بس سعادت یہی ہے کہ آج نصرت مصطفےٰ میں لڑتے لڑتے میں شہید ہو جاؤں۔

پس میدان احد میں صحابہ کرام کے ساتھ عمرؓ ابن الجموع بھی کفار سے لڑنے کو نکلا اور جوانمردی کے جوہر دکھائے کہ لڑتے لڑتے ایک کافر نے حضرت عمر ابن الجموع کو سینے میں نیزہ مارا اس نے سوچا کہ اگر پیچھے ہٹا تو نیزہ تو سینے سے نکل جائے گا مگر میرا قاتل بچ جائے گا بس دلائے مصطفٰی میں زور دے کر آگے بڑھا نیزہ سینہ توڑ کر پار نکل گیا مگر گرتے گرتے اپنے قاتل کو جہنم پہنچا دیا مجھے میدان اُحد کا تفصیل سے واقعہ بیان نہیں کرنا صحابہ کرام تو نصرت مصطفٰی میں میدان میں لڑ کر شہید ہوئے اور چند منافقین نے فرار کی راہ لی یوں سمجھو کہ گھوڑوں پر سوار تھے انہیں گھوڑے لے کر بھاگ گئے اور جن کے ہاتھوں میں گھوڑوں کی لجا میں تھیں وہ گھوڑوں کو لے کر بھاگ گئے میدان سے لوگ بھاگ کر مدینہ میں پہنچے اور مشہور کر دیا کہ خدا کا حبیب شہید ہو گیا جب یہ خبر جناب سیدہؑ طاہرہ نے سُنی کہ میرا بابا میدان میں شہید ہو گیا تو روتی ہوئی سیدہؑ چادر تطہیر کو پہن کر نکلی کہ میں اپنے باپ کی خبر لوں جناب فاطمہؑ جا رہی تھی کہ ایک انصاری عورت جس کا نام نسیبہؓ بنت کعب تھا وہ بھی گھر سے میدان کو چلی اُس نے دیکھا کہ جناب سیدہؑ میدان کو جا رہی ہے تو دوڑ کر بتولؑ کے قدموں پر گر گئی اور سوال کیا کہ رسولؐ زادی آپ کہاں فرمایا نسیبہؓ سن نہیں رہی کہ لوگ کہتے ہیں کہ میرا باپ شہید ہو گیا ہے میں اپنے باپ کی لاش میت سنبھالنے کے لئے جا رہی ہوں۔ نسیبہؓ نے عرض کی اے رسولؐ زادی آپ میدان میں نہ جائیں جن لوگوں نے آپ کے باپ کی عزت نہیں کی وہ آپ کی عزت کیا کریں گے۔ حضور آپ یہاں قیام رکھیں میں آپ کے باپ کا حال معلوم کر کے آتی ہوں۔ مسلما تو نسیبہؓ بنت کعب نے کچھ اس طرح سے سیدہؑ سے عرض کی کہ جناب سیدہؑ ایک درخت کے نیچے بیٹھ گئی اور نسیبہؓ آگے بڑھی۔ نسیبہؓ میدان کو جا رہی تھی کہ ایک بزرگ میدان سے آتے ہوئے دکھائی دیئے اسے روک کر دریافت کیا کہ بتا نبیؐ کا کیا حال ہے اُس نے کہا کہ سُنا ہے کہ رسولؐ شہید ہو گئے میں نے ان کی میت کو تو نہیں

دیکھا البتہ میں نے تیرے جوان بیٹے کو دیکھا ہے کہ وہ میدان میں تڑپ رہا تھا۔ نسیبہ رضؓ نے کہا کہ اگر میرا بیٹا شہید ہو گیا ہے تو یہ تو عزت کی موت ہے میں تو رسول اللہ کے بارے میں پوچھتی ہوں۔ خیر یہ بزرگ گھر کو چلے نسیبہؓ میدان کی طرف بڑھی دوسرا جوان آتا ہوا ملا اس کو روک کر آنحضرتؐ کے بارے میں سوال کیا اس نے کہا کہ رسول اللہ کے بارے میں تو صرف آواز سنی ہے کہ وہ شہید ہو گئے مگر میں تیرے بھائی کی لاش میدان میں دیکھ کر آیا ہوں نسیبہ رضؓ نے کہا کہ میں اپنا بھائی نہیں پوچھتی بلکہ مولا علیؑ کے بھائی کے بارے میں سوال ہے کہ حضورؐ کا کیا حال ہے مگر وہ جوان گھبراہٹ کے عالم میں مدینہ کی طرف بھاگ گیا۔ اب جو چند قدم نسیبہؓ میدان کی طرف بڑھی تو ایک اور جوان بھاگتے ہوئے آتے دکھائی دیا نسیبہ رضؓ نے اسے روک کر پیغمبرؐ کے بارے میں سوال کیا اس نے کہا نسیبہؓ میدان میں نہ جا میدان میں آگ لگی ہوئی ہے جان بچانا فرض ہے رسول اللہ کے بارے میں آواز سنی ہے کہ شہید ہو گئے مگر میں نے تیرے خاوند کو شہید دیکھا ہے۔ نسیبہ رضؓ نے کہا میں نے کب اپنے خاوند کے بارے میں دریافت کیا ہے میں تو کائنات کا خاوند پوچھتی ہوں کہ اس کا کیا حال ہے اس نے کہا اس سے زیادہ میں کچھ نہیں جانتا۔ پس جوان گھر کی طرف اور نسیبہ رضؓ میدان کی طرف کہ چوتھے بزرگ کو آتے ہوئے دیکھا نسیبہؓ نے اس کو روکا اور حضرت کے بارے میں دریافت کیا اس نے کہا نسیبہؓ وقت ضائع نہ کر کر دشمن آ رہے ہیں مجھے نبیؐ کے بارے میں کوئی علم نہیں ہے صرف آواز سنی ہے کہ حضور شہید ہو گئے مگر نسیبہ رضؓ غضب کی بات یہ ہے کہ میں نے تیرے باپ کی لاش کو دیکھا ہے۔

کہ وہ شہید ہو چکے ہیں اگر کوئی اعتراض کرے کہ یہ صرف ذاکری ہے۔ تو عرض ہے کہ یہ واقعہ طبری تک کی کتاب میں ہے۔ پاکستان کے مشہور شاعر حفیظ جالندھری نے شاہ نامہ اسلام جلد ۳ صـ ۲۳۴ پر لکھا ہے شعر عرض ہے۔

ے نہ بیٹے کا نہ شوہر کا نہ بھائی کا خیال آیا رسول اللہ کیسے ہیں یہی لب پہ سوال آیا

پدر، شوہر، برادر اور پسر اسلام پہ صدقے خوشی سے کر دیا تھا گھر کا گھر اسلام پر صدقے۔ نسیبہؓ میدان میں پہنچی تو اپنے جوان بچے کو ایڑیاں رگڑتے دیکھا جوان کی نگاہ ماں کے چہرے پہ پڑی عرض کی اماں مجھے پانی پلا ماں نے چلتے ہوئے کہا کہ بیٹا میں نے سیدہؑ سے وعدہ کیا ہے کہ پہلے اس کے باپ کا حال معلوم کر کے اسے بتلاؤں گی کہا اماں میں مر رہا ہوں کہا بیٹا کوئی بات نہیں عزت کی موت ہے قیامت کو مل لیں گے مسلمانو میں آپ لوگوں کو خدا کا واسطہ دے کر شرافت کے نام کی بھینک مانگتا ہوں فرمائیے کہ یہ عورت تلاش مصطفےٰ کے لئے میدان کو جا رہی ہے اور عرب کے جوان نبیؐ کو چھوڑ کر میدان سے بھاگ رہے ہیں فیصلہ دوران کو برابر سمجھیں فرمائیے نسیبہؓ صحابیہ نہیں فرمائیے عمرو ابن الجموع صحابی نہیں۔ فرمائیے حضرت حنظلہ صحابی نہیں یہ جو ستر میدان احد میں شہید ہوئے ہیں کیا یہ صحابی نہیں بے ایمان و بے دین ہیں وہ لوگ جو ان صحابہ کرام کو نہیں مانتے۔ شیعہ صحابہ کرام کو مانتے ہیں جانتے ہیں اور پہچانتے ہیں شیعہ صرف منافقین کو نہیں مانتے ارے ہم عبداللہ ابن ابی اور اس کی پارٹی کے لوگوں کو ہی نہیں مانتے جو رسول اللہ کو چھوڑ کر میدان سے بھاگ آئے تھے۔ اور سنو نسیبہؓ بنت کعب نے رسول اللہ کا حال معلوم کر کے جناب سیدہؑ طاہرہ کو جا کر بتلایا کہ بی بی مبارک ہو آپ کا باپ خیریت سے ہے۔ جناب سیدہؑ نسیبہؓ کے ساتھ اپنے باپ کے پاس پہنچی تو زخمی رسولؐ اٹھا ایک ہاتھ سیدہؑ کے سر پہ دوسرا ہاتھ نسیبہؓ کے سر پہ فرمایا۔ بَارَكَ اللّٰهُ عَلَيْكِ يَا نَسِيبَ لواعج الاحزان جلد ۲ ص ۲۶۴ تفسیر انوار النجف جلد ۴ ص ۳۹ روایت میں ہے کہ نسیبہؓ نے اپنے بیٹے شہید کی تلوار لے کر خود جنگ کیا اور حضورؐ کی حفاظت فرمائی۔ لکھا ہے کہ عمرو ابن الجموع کی بیوی نے حضورؐ سے عرض کی کہ آپ اجازت دیں تو میں اپنے شوہر کی لاش گھر

مدینہ میں لے جاؤں تاکہ گھر میں اس کی قبر پر قرآن پڑھا کروں یارسول اللہ گھر میں سوائے خدا رسولؐ کے اور ہے کیا کم از کم قبر کی تو رونق رہے گی۔ حضورؐ نے فرمایا اگر عمرو ابن الجموع کی میت جاتی ہے تو لے جا عمرو کی بیوی نے میت کو ناقہ پر رکھوایا لے کر چلی چند قدم پر یعنی میدان کے کنارے ناقہ رک گئی زور لگا لیا مگر لاش ناقہ لے کر میدان سے باہر نہیں نکلتی اس نے پلٹ کر رسول اللہ سے عرض کی یارسول اللہ میرے شوہر کی لاش میدان سے باہر نہیں نکلتی جناب نبی اکرمؐ نے فرمایا لوگو یہ میرا صحابی ہے۔ ارے نبیؐ کا صحابی وہ ہوتا ہے کہ جس کی لاش بھی میدان نہ چھوڑے۔ چہ جائیکہ زندہ چھوڑ کر حضور کو بھاگ جائے آج بھی عمرو ابن الجموع کی قبر سے آواز آ رہی ہے کہ جس نے نبی کا صحابی دیکھنا ہو مجھے دیکھے میری لاش بھی میدان سے نہیں نکلتی۔ کتاب کوکب دری صفحہ ۲۳۶ بحوالہ طبری۔ ماننا پڑے گا کہ عمرو ابن الجموع کی نگاہ اور تھی اور میدان سے بھاگنے والوں کی نگاہ اور تھی۔ ایک اور واقعہ پیش کرتا ہوں کہ جب میں حج کرنے کے لئے گیا تو مدینہ منورہ میں ایک روز مسجد نبوی میں نماز کے بعد قرآن مجید لے کر حضور کی قبر انور کی طرف منہ کر کے بیٹھ گیا اور تلاوت شروع کی تھوڑی دیر کے بعد ایک عرب آیا اور میرا منہ پھیرنے کو کہا کہ قبر انور کی طرف منہ نہ کرو بلکہ کعبہ کی طرف کر کے بیٹھو میں نے حضورؐ کی قبر کی طرف اشارہ کر کے دریافت کیا یہ کیا ہے اس نے کہا ھذا الحدید کہ یہ لوہا ہی تو ہے میں نے کعبہ کی اشارہ کر کے کہا ھو الحجر والطین کہ وہ پتھر اور مٹی ہی تو ہے اور قرآن مجید کی طرف اشارہ کر کے میں نے کہا ھٰذا القرطاس کہ یہ کاغذ ہے۔ کہنے لگا لا لا نہیں نہیں بلکہ قرآن ہے میں نے کہا۔ ھٰذا الْوَارِثُ الْقُرْاٰن کہ یہ رسول اللہ کی قبر جو وارث قرآن ہے یہ بھی ایک نگاہ ہے کہ مسلمان روضہ رسولؐ کو صرف مٹی لوہا ہی سمجھتے ہیں قرآن سنو کہ حضرت یوسفؑ کا کرتہ مصر سے کنعان کی طرف چلا حضرت یعقوبؑ کنعان میں ہی تشریف فرما تھے فرماتے ہیں۔

وَلَمَّا فَصَلَتِ الْعِيْرُ قَالَ اَبُوْهُمْ اِنِّیْ لَاَجِدُ رِیْحَ یُوْسُفَ لَوْلَآ اَنْ تُفَنِّدُوْنِ ۵ پارہ ۱۳ رکوع ۵ جب جدا ہوا قافلہ کہا باپ ان کے نے کہ میں یوسفؑ کی خوشبو محسوس کرتا ہوں اگر تم مجھے بہکا ہوا نہ کہو تو بات حق ہے یہ بھی ایک نگاہ ہے یہ انتخاب نگاہ ہی تو ہے کہ مسلمان حضرت علیؑ کو معاویہ کے مقابلہ میں لا کھڑا کرتے ہیں ارے علیؑ تو علیؑ ہے میرے مولا کے غلاموں کا مقابلہ کوئی نہیں کر سکتا جابر ابن عبداللہ انصاری سے منقول ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ ہم لوگوں نے رسولخداؐ کے ساتھ نماز عصر پڑھی بعد فراغ نماز پیغمبر خدا قبلہ رُخ تشریف فرما تھے کہ ایک مرد پیر مسافر اعرابی وارد ہوا جس کے بدن پر پرانا اور پھٹا ہوا لباس تھا اور وہ اس قدر ضعیف و ناتواں تھا کہ اپنے آپ کو اچھی طرح سنبھال بھی نہیں سکتا تھا رسولخداؐ اس کی طرف متوجہ ہوئے اور اس کا حال دریافت فرمایا عرب نے عرض کی یا رسول اللہؐ میں بھوکا ہوں مجھے سیر کیجئے فرمایا اس وقت میرے پاس کوئی چیز کھانے کے لئے نہیں ہے بلال رضؓ سے فرمایا کہ اے بلال رضؓ تو اس بوڑھے آدمی کو سیدہؑ کے دروازے پر لے جا اللہ تعالےٰ اس کے لئے کوئی سبب بنا دے گا۔ وہ اعرابی بلال رضؓ کے ساتھ خانۂ فاطمہ زہراؑ پر حاضر ہوا اور سلام عرض کیا۔ اور درخواست کی کہ اے بنی زادی میں شیخ عرب ہوں بہت دُور سے سفر کر کے آپ کے پدر بزرگوار کے پاس آیا تھا انہوں نے آپ کے پاس مجھے بھیج دیا ہے اے دختر رسولؐ میں بھوکا ہوں اور بدن پر لباس بھی نہیں ہے آپ میری کفالت کیجئے۔ اگرچہ جناب فاطمہؑ اور جناب امیرؑ بھی تین دن کے فاقہ میں تھے جناب سیدہؑ نے فوراً ایک چادر یمنی اس کے حوالے کی اس نے عرض کیا کہ حضور میں بھوکا ہوں میں اسے کیا کروں گا اس پر جناب سیدہؑ نے گلوبند اپنے گلے سے اُتار کر اعرابی کو دیا اور فرمایا کہ اسے لے جا کر بیچ لے خداوند عالم اس میں بہت

برکت عطا کرے گا وہ اعرابی گلوبند کو لئے ہوئے مسجد رسولؐ میں آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کہ خانۂ زہراؑ سے یہ گلوبند مجھے ملا ہے حضورؐ نے فرمایا اسے بیچ لے خدا اس میں برکت دے گا۔ صحابہ کرام کے مجمع میں سے عمارؓ کھڑے ہو گئے اور عرض کی کہ یا رسول اللہ اگر آپ اجازت دیں تو میں اس گلوبند کو خرید لوں۔ حضورؐ نے اجازت دی عمارؓ نے اعرابی سے کہا کہ اسے کتنے کو بیچنا چاہتے ہو۔ اس نے کہا کہ اس قدر مجھے چاہیئے کہ روٹی اور گوشت سیر ہو کر کھا لوں اور ایک چادر یمانی اور ایک اشرفی جو مجھے گھر تک پہنچا دے۔ عمارؓ نے کہا اے اعرابی میں بیس اشرفیاں دو صد درہم اور ایک بُرد یمانی اس گلوبند کے عوض تجھے دیتا ہوں اور ایک اونٹ بھی میرا لیتے جاؤ جو تجھے تیرے اہل و عیال تک لے جائے رہا نان گوشت تو اُٹھ کھانا حاضر ہے جی بھر کر کھا لے اعرابی یہ سُن کر خوش ہو کر کہنے لگا کہ آپ تو بڑے سخی ہیں غرض عمارؓ اُسے گھر لائے اور جو وعدہ کیا تھا اسے پورا فرمایا اعرابی سب چیزیں لئے ہوئے حضور پُرنور کی خدمت میں پہنچا آپ نے دریافت کیا کہ کیا تیرا مقصد پورا ہو گیا اس نے کہا ہاں یا رسول اللہ میں تو غنی ہو گیا فرمایا جاؤ اور فاطمہؑ کو دعا دو۔ الغرض عمارؓ نے اس گلوبند کو مشک سے معطر کیا۔ اور ایک چادر یمانی میں لپیٹ کر اپنے غلام جس کا نام سہم تھا۔ دے کر کہا کہ رسولخداؐ کو دے دو۔ اور تجھے بھی میں نے رسولخداؐ کی خدمت کے واسطے دیا۔ وہ غلام گلوبند لئے ہوئے رسولخداؐ کے پاس آیا اور کیفیت بیان کی آنحضرتؐ نے فرمایا کہ اسے لے جا کر سیدہؑ کو دے دو۔ اور تجھے بھی میں نے سیدہؑ کو ہبہ کیا وہ غلام گلوبند لئے ہوئے حضرت سیدہؑ کے پاس آیا اور تمام ماجرا بیان کیا۔ جناب سیدہؑ نے گلوبند لے لیا اور غلام کو آزاد کر دیا وہ غلام ہنسنے لگا جناب سیدہؑ نے فرمایا اے غلام تیرے ہنسنے کا کیا باعث ہے اس نے کہا اے بنت رسولؐ اس گلوبند میں کس قدر برکت تھی کہ بھوکے کو کھانا کھلایا برہنہ کو لباس

پہنایا۔ فقیر کو غنی کر دیا اور غلام کو آزاد کیا اور پھر اپنے مالک کے پاس واپس بھی آگیا۔ لواعج الاحزان جلد ۲ صد ۱۷ رباعی۔

آبتاؤں تجھ کو اے مومن عمل تسخیر کا — تھام لے دامن جناب شبرؑ و شبیر کا
یاد رکھو ساری خدائی کے یہی مختار ہیں — سلسلہ ملتا ہے خالق سے اسی زنجیر کا

میں کہتا ہوں کہ جن کو بندوں نے نہیں پہچانا اُن کو درندوں نے ڈھونڈنا ورمٹی کے ذروں اور پتھروں نے پہچانا۔ مولانا عبدالحق محدث دہلوی اپنی کتاب جذب القلوب کے صد ۲۸ پر رقمطراز ہیں کہ ایک مرتبہ رسول خداؐ اور مولا علیؑ جنگل سے گزر رہے تھے کہ ایک درخت سے آواز آئی ھٰذا محمدؐ استید الانبیاء وھٰذا علی سید الاولیاء و ابو الائمۃ الطاہرین کہ یہ تمام نبیوں کے سردار محمدؐ مصطفیٰ ہیں اور یہ تمام اولیاؤں کے سردار اور طاہر مطاہر لوگوں کے باپ جا رہے ہیں۔ ارے جس کی اولاد کو درخت طاہر کہیں لوگوں کی نگاہوں نے اسے معاویہ کے مقابل لا کر کھڑا کر دیا بس ہر بندے کی اپنی اپنی نگاہ ہے۔ اور سنو کہ ادھر میرے مولا کعبہ میں داخل ہوئے تو بتوں نے گر کر مولا کے قدموں کے بوسے لئے رباعی عرض ہے

یوں گرے کعبہ میں بُت شیر خدا کے سامنے — جس طرح سجدہ کرے بندہ خدا کے سامنے
پر کے کٹنے کا بتا سے کرتے ہیں شکوہ عبث — کیوں گئے روح الامین دست خدا کے سامنے

صلوٰۃ۔ بیگانے تو بیگانے رہے اپنے بزرگوں نے بھی ان کی شرافت و امامت کو تسلیم کیا کہ یہ منصوص من اللہ ہیں ایک نگاہ اور بھی سنو۔ حضرت علی بن جعفر صادق علیہ السلام حضرت امام رضا علیہ السلام کے رشتہ میں چچا تھے اور امام محمد تقی علیہ السلام کے دادا ہوئے یہ بزرگ بڑے صاحب کمال اور ذی استعداد عالم باعمل تھے اس زمانہ میں تمام حجاز کے علماء فضلاء درس پایا کرتے تھے۔ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی شہادت کے بعد سے اب تک وہ مسجد رسولؐ میں درس دیا کرتے تھے

اور مدینہ منورہ مکہ معظمہ بلکہ حجاز و یمامہ کے بڑے بڑے لوگ آپ کو عزت و احترام کی نظر سے دیکھتے تھے ایک روز جب کہ وہ مسجد رسولؐ میں بیٹھے اہل علم کو درس دے رہے تھے تو حضرت امام تقی علیہ السلام وہاں تشریف لے آئے علی بن جعفر علیہ السلام آپ کو دیکھتے ہی تعظیم کے لئے کھڑے ہو گئے اور بڑھ کر آپ کی آنکھوں اور ہاتھوں کو بوسہ دیا جتنی دیر حضور وہاں کھڑے رہے یہ بزرگ بھی نہایت تعظیم سے کھڑے رہے امام محمد تقی علیہ السلام نے فرمایا دادا جان آپ پر خدا کی رحمت نازل ہو آپ زحمت نہ فرمادیں تشریف رکھیں علی بن جعفر علیہ السلام نے کہا فرزند رسولؐ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ آپ کھڑے رہیں اور میں بیٹھ جاؤں جب امام علیہ السلام وہاں سے تشریف لے گئے تو کسی نے اعتراضاً علی بن جعفر علیہ السلام سے کہا کہ آپ نے اس کم سن بچے کی اس قدر تعظیم تکریم کی کہ یہ امر آپ کی شان اور رشتہ داری دونوں کے خلاف تھا۔ یہ سنتے ہی ان کو غیظ آگیا اور ڈانٹ کر اس سے فرمایا چپ رہو اور پھر اپنی سفید داڑھی کو پکڑ کر ہلایا اور کہا کہ علی بن جعفر اس سفید داڑھی کو کیا کرے امامت کا تاج تو خدا نے امام محمد تقی کے حوالے کر دیا ہے یہ میرے اور سارے زمانہ کے امام ہیں یہ بھی ایک نگاہ ہے محافل مجالس ص۲۶۸ رباعی عرض ہے۔

کیا تو بھی امتیاز خار گلی کو سمجھا
ننگے دلی بنائے شان دلی کو سمجھا
تجھ سے تو پڑھ کے ہرگز مجرم نہیں لقیری
تو کب ولی کو سمجھا وہ کب علی کو سمجھا

اگر مسلمانوں کی نگاہ میں انسانیت ہوتی تو آل محمدؐ کو اس طرح ذبح کرتے کہ رسول خداؐ کو قبر انور میں بھی چین نہ لینے دیا حقیقت یہ ہے کہ عرب کے لوگ وحشی قسم کے انسان تھے ان کی سرشت میں درندگی تھی۔ جنگ اُحد میں نظر کریں کہ حضرت حمزہؓ کی لاش کو کس طرح مُثلہ کیا گیا۔ روایت میں ہے کہ جب حضرت حمزہؓ کی بہن حضرت صفیہؓ کو بھائی کی شہادت کی خبر ہوئی تو وہ بھی روتی ہوئی احد کی طرف چلیں

پیغمبرؐ نے زبیرؓ سے فرمایا کہ جلد جا کر تم اپنی ماں کو واپس لے جاؤ ان سے بھائی کی لاش دیکھی نہ جائے گی نا معلوم کیا حالت ان کی ہو گی زبیرؓ نے بڑھ کر کہا اماں آپ کہاں جاتی ہیں رسولخداؐ نے فرمایا ہے کہ آپ گھر کو واپس جائیں

صفیہؓ نے کہا میں نے سنا ہے کہ میرے بھائی حمزہؓ شہید کر دیئے گئے۔ میں اُسے ایک نظر دیکھنا چاہتی ہوں شاید خدا مجھے صبر عطا فرمائے زبیرؓ نے جا کر حضورؐ سے بیان کیا حضرت نے اجازت دی یہاں رسولخداؐ نے اپنے چچا حمزہؓ کی لاش کو اپنی ردا سے چھپا دیا ردا چھوٹی تھی حضرت نے پاؤں کی طرف گھاس رکھ کر پاؤں بھی چھپا دیئے۔ جب صفیہؓ آئیں تو بھائی کی لاش کو دیکھ کر بے ساختہ رونے لگیں ان کے رونے سے رسولخداؐ بھی رونے لگے جناب فاطمہؑ بھی بہت روئیں۔ مومنین جب صفیہؓ حمزہؓ کی لاش پر آئیں تو دو بھتیجے وہاں موجود تھے جنہوں نے یہ اہتمام کیا کہ لاش پر چادر اڑھا دی کہ بہن بھائی کو مُثلہ کیا ہوا نہ دیکھے۔ ہائے کربلا میں حسینؑ کی بہن زینبؑ نے جب قید ہو کر مقتل سے گزریں تو بھائی کی لاش کو کس طرح دیکھا ہو گا کہ برہنہ لاش حسینؑ کی خاک پر پڑی ہے۔ کوئی وارث نہیں کہ لاش کو چھپائے صرف زینبؑ کا ایک بھتیجا تھا جو طوق زنجیر میں گرفتار تھے بھائی کے بدن پر سر بھی نہیں ہے عزادارو اب جو زینبؑ نے بھائی کی یہ حالت دیکھی تو مدینہ کو منہ کر کے کہا۔ نانا کیا یہ وہی حسینؑ ہے جو آپ کے دوش پر سوار ہوتا تھا نانا ذرا آ کر اپنے نواسہ کی حالت تو دیکھیں کہ جس کا آپ کی اُمت نے لباس تک اُتار لیا عزادارو اب جو زینبؑ نے غور سے دیکھا تو حسینؑ کے ایک ہاتھ کی انگلیاں چار نظر آئیں یہ دیکھ کر زینبؑ نے تڑپ کر فرمایا میرے ماں جائے حسینؑ بتا تیری انگلی کون لے گیا ارے کسی ظالم نے کاٹ لی حسینؑ کی لاش سے آواز آئی زینبؑ جمال ملعون نے میری انگلی کاٹ دی۔ ہائے ظالم نے انگوٹھی کے اُتارنے کی بجائے فرزند رسولؐ کی انگشت مقدس کاٹ دی لواعج الاحزان جلد ۲ ص ۲۶۷

چھٹی مجلس

اِقرارِ انبیا۔ ہُبل نامی بُت کا جناب نبی اکرمؐ کی نبوت کی گواہی دینا۔

حضرت علیؑ زین العابدین کا منجّم سے اپنا علمی تعارف۔ تشبیہ کی تشریح۔

لفظِ فرعونؑ پر بحث۔ حضور مثلِ موسیٰؑ ہیں مکمل تشریح۔

بھائیوں کے بارہ اماموں کے نام۔ لطیفہ بِلّی ہے یا گوشت۔ جناب رسولؐ اکرمؐ نے تمام صحابہ کے دروازے بند کرائے مگر حضرت علیؑ کا دروازہ کھلا رہا۔

حضرت موسیٰؑ کی فوج کی نا فرمانی۔ حضرت کلیمؑ کی فوج کا جہاد سے انکار حضور کے جنگی فوجیوں کی قرآنی نشاندہی۔ حضرت موسیٰؑ نے اپنے شیعہ کی مدد کی۔ حضرت علیؑ کے ہاتھ پر راہب کی بیعت۔

حضرت موسیٰؑ کی دعا۔ نگاہ مصطفٰےؐ میں حضرت علیؑ کا درجہ۔

مصائب۔ صبر حسینؑ۔ ذوالجناح کی خیام کی طرف واپسی

جبرائیل کا حضرت مولا حسینؑ کی خدمت میں عرض کرنا

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝

اِنَّآ اَرْسَلْنَآ اِلَیْکُمْ رَسُوْلًا ۵ لا شَاھِدًا عَلَیْکُمْ کَمَآ اَرْسَلْنَآ اِلٰی فِرْعَوْنَ رَسُوْلًا ۵ ط پارہ ۲۹ رکوع ۱۳ ترجمہ تحقیق ہم نے بھیجا طرف تمہارے ایک رسول شاہد بنا کر جیسا کہ بھیجا ہم نے طرف فرعون کے ایک رسول

اس آیت کے تین مقامات میری تقریر کا ماحصل ہیں نمبرا۔ لفظ رسول۔ نمبر۲۔ شاہدٌ علیکم اور نمبر۳ کَمَآ اَرْسَلْنَآ اِلٰی فِرْعَوْنَ رَسُوْلًا۔ سنو قدرت کا ارشاد ہے کہ اے امت محمدیہ ہم نے بھیجا طرف تمہارے ایک رسول جس کو ہم نے بھیجا ہے وہ موسیٰؑ سے ملتا جلتا ہے۔ اے مسلمانو جو ہمارا بھیجا ہوا ہے وہ ایک ہے لفظ رسولؐ ہے رُسل نہیں اگر کوئی دوسرا دعوےٰ کرے تو وہ ہمارا بھیجا ہوا نہ ہوگا۔ اِنَّآ اَرْسَلْنَآ اِلَیْکُمْ رَسُوْلًا تحقیق ہم نے بھیجا تمہاری طرف ایک رسولؐ اس آیت کریمہ سے صاف ثابت ظاہر ہے کہ ہمارے رسول خاتم النبیینؐ ہیں۔ کیونکہ صرف ایک اور بس ایک رسولؐ کے آنے کا اعلان ہے۔ اسی طرح ایک اور مقام پر قدرت نے واضح کیا ہے۔ وَاِذْ اَخَذَ اللّٰہُ مِیْثَاقَ النَّبِیّٖنَ لَمَآ اٰتَیْتُکُمْ مِّنْ کِتٰبٍ وَّحِکْمَۃٍ ثُمَّ جَآءَکُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَکُمْ پارہ ۳ رکوع ۱۷ اے رسولؐ وہ وقت بھی یاد کرو کہ جب خدا نے پیغمبروں سے اقرار لیا کہ ہم تم کو جو کچھ کتاب اور حکمت وغیرہ سے دیں پھر اس کے بعد تمہارے پاس ایک رسولؐ آئے گا جو کتاب تمہارے پاس ہے اس کی تصدیق کرے گا۔ تو اس مقام پر خداوند تعالےٰ نے حضور پُر نور کو مُصدّق فرمایا ہے۔ مسلمانو تصدیق کرنے والا آخر میں آتا ہے اگر ہمارے آقا و مولا کے بعد بھی کسی نبی نے آنا ہوتا تو اللہ تعالےٰ حضور کو تمام انبیاء کا مُصدِّق نہ فرماتا بلکہ کسی کا مُبشّر بھی کہتا جیسا کہ جناب عیسیٰؑ نے فرمایا تھا۔ وَمُبَشِّرًا ۢ بِرَسُوْلٍ یَّاْتِیْ مِنْ ۢ بَعْدِی اسْمُہٗٓ اَحْمَدُ ط پارہ ۲۸

رکوع ۹ فرمایا کہ میں خوشخبری دینے والا ہوں اس رسولؐ کی جو میرے بعد ہوگا اور نام اس کا احمدؐ ہوگا۔ یہ ناقابل تردید ہے کہ مُصَدِّق بعد میں ہوتا ہے ماننا پڑے گا۔ کہ ہمارے رسولؐ کے بعد خدا تعالےٰ نے کسی اور انسان کو تاج نبوت عطا نہیں کیا بندوں نے کسی کو اپنی اغراض کے تحت نبی مان لیا ہو تو اور بات ہے۔ رباعی۔

میں یہ نہیں کہتا کہ خدا ہے محمدؐ	ہاں عقل سے لاریب سوا ہے محمدؐ
تاریخ میں سنتا ہوں اسلام کی بات	دنیا میں خدائی کی بقا ہے محمدؐ

صلوٰۃ۔

دوسری بات یہ ہے شَاهِدٌ عَلَيْكُمْ کہ وہ تمہارا گواہ ہے قیامت کے دن تمہارے اعمال کی گواہی دے گا مولوی صاحبان فرماتے ہیں کہ رسولخداؐ غائب نہیں جانتے مگر خدا فرماتا ہے کہ وہ ساری دنیا کے اعمال کا شاہد ہے۔ تم چھپ کر جہاں جی چاہے عمل کرو حضورؐ شاہد ہیں میں کہا کرتا ہوں کہ لوگو تم اپنے ہاتھوں سے اپنی زبان سے اپنے کاموں سے تو چھپ کر کوئی عمل کر سکتے ہو۔ مگر رسول اللہ سے چھپ کر کوئی عمل نہیں کیا جا سکتا۔ روایت میں ہے کہ ایک مرتبہ بارہ ہزار آدمی اہل یمن کے حج کرنے کو مکہ معظمہ آئے اور ان کے ہمراہ ایک بُت کہ نام اس کا ہُبل تھا جو جواہرات میں جڑا ہوا تھا۔ اسے پارچہ حریر میں لپیٹ کر صندوق میں بند کر کے رکھا ہوا تھا۔ اسے لوگ بوقت عبادت سجدہ کرتے تھے۔ آنحضرتؐ نے ان کو اسلام کی دعوت دی تو انہوں نے حضورؐ سے نبوت کی دلیل طلب کی آنحضرتؐ نے فرمایا کہ اگر ہُبل جس کو تم نے خدا بنا رکھا ہے وہی میری نبوت کی گواہی دے تو کیا تم میرے اوپر ایمان لاؤ گے۔ انہوں نے کہا کہ ہاں اگر ایسا ہو تو ہم آپ پر صدق دل سے ایمان لاویں گے۔ تب آنحضرتؐ نے اُس ہُبل بت کو آواز دی تو آواز آئی لبیک یا رسول اللہ، اور چل کر نبیؐ کے پاس آیا اور ادب سے آ کر کھڑا ہو گیا پس آنحضرتؐ نے ایک لکڑی اس کو ماری اور فرمایا کہ بتا میں کون ہوں اس نے عربی زبان میں کہا اَنْتَ رَسُوْلُ اللهِ وَاَنَا اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اور

میں گواہی دیتا ہوں کہ نہیں کوئی بندگی کے لائق سوائے خدائے واحد کے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ محمدؐ اللہ کے رسولؐ ہیں۔ پھر حضورؐ نے فرمایا کہ بتا تو کون ہے کہا کہ میں پتھر ہوں ان لوگوں نے ہی مجھے معبودی میں پکڑ رکھا ہے حالانکہ میں ایک محض پتھر اور بے کار شئی ہوں لکھا ہے کہ اُسی وقت بارہ ہزار آدمی سجدہ خدا میں گر پڑے اور توبہ کر کے مسلمان ہوئے قصص الانبیاء اُردو ص۴۷۷ دوسرے مقام پر قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے۔ وَقُلِ اعْمَلُوا فَسَيَرَى اللّٰهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُوْلُهٗ وَالْمُؤْمِنُوْنَ ط پارہ ۱۱ رکوع ۲ اور کہو کہ عمل کرو پس البتہ دیکھے گا اللہ عمل تمہارے اور رسولؐ اس کا اور ایمان والے یہاں سے تو تین ہستیوں کے علم غائب کی تصدیق ہو رہی ہے ایک اللہ دوسرے رسولؐ اور تیسرے مومن فرمائے مسلمان تو یہ تیسرے مومن کون ہیں جو آپ کے اعمال کو دیکھتے ہیں میں اس تیسرے گروہ کی نشان دہی کئے دیتا ہوں جو ہمارے اعمال کو دیکھتے ہیں سنو روایت میں ہے کہ ایک شخص امام علی زین العابدین علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے اس سے دریافت فرمایا کہ تو کون ہے اس نے کہا میں مُنجم بھی ہوں اور قیافہ شناس بھی حضرت نے فرمایا کہ میں تجھے ایسے مرد کا پتہ بتاؤں کہ جتنی دیر تجھے میرے پاس گزری ہے اتنی دیر میں اس نے چودہ ہزار عالموں کا تین مرتبہ دورہ کر لیا ہو اور اپنی جگہ سے اٹھا بھی نہ ہوں۔ سُن وہ چودہ ہزار عالم اتنے بڑے ہیں کہ ان میں کا ہر ایک عالم اس دنیا سے بڑا ہے۔ اس نے عرض کیا کہ وہ مرد کون ہے فرمایا کہ وہ میں ہوں اگر تو چاہے تو تجھے بتا دوں کہ تو نے کیا کھایا ہے اور تیرے گھر میں کیا کیا چیز ذخیرہ ہے اس کے بعد امام نے اسے اس کی راز کی باتوں سے آگاہ فرمایا

اختصاص جناب شیخ مفید علیہ الرحمہ۔ حقائق العقائد ص۳۰ صلوٰة بر محمدؐ و آل محمدؐ

رباعی۔ دین حق کی مذہب حق نے فقط پہچان کی۔ کہہ رہا ہوں بات میں اللہ کے قرآن کی
دو ہی کنبے دہر میں رب دو عالم نے چنے۔ آل ابراہیمؑ ہے یا آل ہے عمران کی۔

تیسرا ہے۔ کَمَآ اَرْسَلْنَآ اِلٰی فِرْعَوْنَ رَسُوْلًا۔ کہ ہم نے ایسا رسولؐ بھیجا جیساکہ ہم نے فرعون کی طرف ایک رسول بھیجا ہے۔ تو اس مقام پر اللہ تعالےٰ نے ہمارے رسولؐ مولائے کائنات سید الانبیاء رحمۃ للعالمین کو موسیٰ سے تشبیہہ دی ہے۔ علم معانی اور علم بیان سے ثابت ہے کہ تشبیہہ میں تین رکن ہوتے ہیں۔ نمبرا مُشبہ تو یہاں مُشبہ رسول خداؐ ہوئے کہ جس کو تشبیہہ دی جائے دوسرا مُشبہ بہٖ یعنی جس سے تشبیہہ دی جائے تو یہاں مُشبہ بہٖ حضرت موسیٰؑ ہیں کہ ان سے رسول اللہ کو تشبیہہ دی جا رہی ہے اور تیسرا ہے وجہ شبہ تو وجہ شبہ ہے کار رسالت کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حضرت موسیٰؑ سے کار رسالت میں ہی تشبیہہ ہے منزل درجات میں نہیں فضیلت وکمالات میں نہیں عظمت رسالت میں نہیں بلکہ صرف اور صرف کار رسالت میں تشبیہہ ہے درجات میں تو صرف اتنا کہنا ہی کافی ہے۔ کہ خود حضرت موسیٰؑ دعا مانگتے ہیں اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنْ اُمَّۃِ مُحَمَّدٍ میرے اللہ مجھے اپنے حبیب کی امت میں شمار کیجیو۔ اب ایک اشتباہ کا یہاں ازالہ کرنا چاہتا ہوں وہ یہ کہ قاعدہ ہے کہ مُشبہ سے مُشبہ بہٖ کو افضل و اعلیٰ ہونا ضروری ہے یعنی جس انسان کو تشبیہہ دے رہے ہیں اُس سے اُسے بلند ہونا چاہیئے کہ جس سے تشبیہہ دی جا رہی ہے۔ مگر یہاں قاعدہ ٹوٹ جاتا ہے کہ کون ہے جو محمدؐ وآل محمدؐ سے افضل ہے۔ مثلاً آپ فرمایا کرتے ہیں کہ مولا علیؑ شیر خدا تو یہاں، مولا علیؑ کو شیر سے تشبیہہ دی گئی اور قاعدہ ہے کہ مُشبہ بہٖ افضل ہو تو شیر کو طاقت میں مولا سے افضل ہونا چاہیئے مگر شیر میں کہاں طاقت کہ ڈوبتے سورج کو پلٹا سکے۔ ایک شیر نہیں بلکہ سوا لاکھ شیر جمع کرلیں کیا شیر بھی سورج کو پلٹا لیں گے ہرگز ہرگز نہیں ہم تو شیر خدا اس لئے کہتے ہیں کہ ہمیں شیر سے کوئی اچھا لفظ نہیں ملتا اگر کوئی اور اچھا دامن کائنات میں لفظ ہوتا تو ہم وہ کہہ دیتے اسے لفظ محدود ہیں اور یہ لامحدود ہیں اور سنیں ایک مرتبہ

جناب رسالتمآبؐ نے صحابہ کرام سے فرمایا کہ تم میرے ہاتھ کو تشبیہہ دو کہ کیسا ہے ایک صحابی نے عرض کی کہ آپ کا ہاتھ تو چاند کی طرح چمکتا ہے فرمایا تشبیہہ ناقص ہے۔ دوسرے نے عرض کی کہ کافور کی طرح آپ کا دست مبارک نرم ہے۔ فرمایا تشبیہہ ناقص ہے تیسرے نے عرض کی کہ آنجناب کا ہاتھ تو گلاب کے پھول کی طرح معطر ہے فرمایا کہ تشبیہہ ناقص ہے اور اس پر حضرت علیؑ نے عرض کی یا رسول اللہ میں آپ کے دستِ مقدس کو تشبیہہ دوں کہ کیسا ہے فرمایا علیؑ بتاؤ کہ میرا ہاتھ کیسا ہے عرض کی یا رسول اللہ آپ کا دایاں ہاتھ ایسا ہے کہ جس طرح آپ کا بایاں ہاتھ ہے۔ یہ ہے کامل تشبیہہ شعر

؎ تیرے رخسار گیسو کو بتا تشبیہہ دوں کیونکر   نہ ہے سنبل میں بو ایسی نہ گل لالہ میں رنگ ایسا

میں یہ عرض کر رہا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے مولا کو حضرت موسیٰؑ سے صرف کار رسالت میں تشبیہہ دی ہے۔ تو ضروری ہے کہ کار رسالت میں دونوں میں مماثلت ہو اگر کار رسالت میں مماثلت نہ ہوئی تو آیت سنبھالے نہ سنبھلے گی آج چند مماثلتیں پیش کرتا ہوں۔ سنو محمدؐ مصطفیٰ کی حضرت موسیٰؑ سے تشبیہات موسیٰؑ فرعونؑ کی طرف مصطفیٰؐ بھی قوم فرعونؑ کی طرف فرعونؑ کسی کا نام نہیں ہے اس کا نام ولید بن معصب ہے دیکھو تفسیر انوار النجف جلد ۹ ص ۱۷۸ بس یوں سمجھو کہ جو نہ ہو بن بیٹھے اُسے کہتے ہیں فرعونؑ مولوی نہ ہو اور بن بیٹھے فرعونؑ ذاکر نہ ہو اور بن بیٹھے فرعونؑ جو جس لائق نہ ہو مگر بن بیٹھے فرعونؑ ولی نہ ہو بن بیٹھے فرعونؑ۔ امام نہ ہو بن بیٹھے فرعونؑ۔ خلیفۂ حق نہ ہو۔ بن بیٹھے فرعونؑ۔ نبی نہ ہو پر بن بیٹھے فرعونؑ۔ خدا نہ ہو مگر بن بیٹھے فرعونؑ۔ وہ ہوتا ہے جو نہ ہو مگر بن بیٹھے پہلے بھی فرعونؑ تھے بعد کے زمانے میں فرعونؑ ہوئے آج بھی فرعونؑ ہیں۔ سنو موسیٰؑ کے زمانہ میں تین فرعونؑ ہم ۱ فرعون ہم ۲ ھامان اس کا وزیر پلیے قد والا اور تیسرا فرعون قارونؑ جسے آج کے لوگ بھی غنی کہتے ہیں

تاجدار رسالت کے زمانے میں بھی تین فرعون تھے ۱ ابوجہل ۲ ابولہب ۳ ابوسفیان۔ کَمَا اَرْسَلْنَا اِلٰی فِرْعَوْنَ رَسُوْلًا۔ جیسے موسیٰ ویسے محمدؐ کیوں مسلمانو اگر موسیٰؑ کے فرعون کے ساتھ ووٹ پڑ جائے تو فرماؤ جناب موسیٰؑ کا حشر کیا ہوتا کثرت پے ناز کرنے والو۔ حضرت موسیٰؑ کی ضمانت بھی ضبط ہو جاتی۔ آگے چلو موسیٰؑ صاحب کتاب۔ محمدؐ بھی صاحب کتاب۔ موسیٰؑ صاحب شریعت اور مصطفٰے بھی صاحب شریعت۔ موسیٰؑ کے نام میں چار حرف اور محمدؐ کے نام میں بھی چار حرف موسیٰؑ کا نام بھی بے نقطہ اور محمدؐ کا نام بھی بے نقطہ سنو موسیٰؑ آسیہؓ کی گود میں پلے مصطفٰے حلیمہؓ کی گود میں پلے۔ موسیٰؑ نے ہجرت کی تو مدائن چلے گئے مصطفٰے نے ہجرت کی تو مدینے چلے گئے۔ کَمَا اَرْسَلْنَا اِلٰی فِرْعَوْنَ رَسُوْلًا۔ کار رسالت میں جیسے موسیٰؑ ویسے محمدؐ۔ آگے چلو موسیٰؑ نے معراج کیا تو طور پہ مصطفٰے نے معراج کیا مگر عرش علیٰ پر۔ موسیٰؑ کے لڑکے ہوئے مگر انتقال کر گئے مصطفٰے کے لڑکے ہوئے مگر انتقال کر گئے موسیٰؑ کی ایک لڑکی مصطفٰے کی بھی ایک لڑکی۔ پیغمبر کی چار بیٹیاں ثابت کرنے والو پہلے موسیٰؑ کی چار ثابت کرو جیسے موسیٰؑ ویسے محمدؐ۔ کَمَا اَرْسَلْنَا اِلٰی فِرْعَوْنَ رَسُوْلًا۔ مولوی صاحبان تو صرف تقلید کے مرید ہیں۔ لطیفہ سنو ایک مرتبہ ایک مولوی صاحب نے کسی کو یوں دعا مانگتے سنا سائل اپنے خالق سے عرض کر رہا تھا پالنے والے دانے وافر عطا کر ایک بیل عطا فرما۔ مولوی صاحب نے جھڑک کر فرمایا صبر کرو ہر وقت مادی اشیا کے پیچھے مارے مارے پھرتے ہو۔ کبھی تو اللہ سے ایمان بھی مانگ لیا کرو۔ سائل نے عرض کی کہ مولانا جس چیز کی ضرورت ہو وہی خالق سے مانگنی چاہیئے مولانا میرے پاس دانے اور بیل نہیں ہیں اللہ سے دانے اور بیل مانگ لیتا ہوں اور آپ کے پاس اگر ایمان نہیں تو آپ ایمان مانگ لیں جس چیز کی کمی ہو وہی خالق سے مانگنی چاہیئے۔

اس موقعہ کی ایک رباعی پیش کرتا ہوں۔

رباعی۔ جس پر خدا کا فضل و کرم دم بدم رہے۔ وہ نفس بے حیا کی حکومت میں کم رہے۔
اور جس کو پیروی رہے دنیا میں نفس کی۔ وہ حشر میں یزیدؑ کے زیر علم رہے۔

بارگاہ الٰہی میں عرض اور رباعی سنو۔

اے رب دو جہاں یہ کیسا نظام ہے — بے دین تیرے دین کا مختار عام ہے
گلیوں میں بک رہے ہیں تیرے قیمتی خطاب — حجام ہے خلیفہ۔ قصائی امام ہے

یہاں میں موسیٰؑ اور مصطفیٰ کی مماثلت عرض کر رہا تھا اور سنو موسیٰؑ کے بھائی ہارونؑ کے بیٹے شبر۔ شبیر۔ مُبشر۔ مصطفےٰ کے بھائی علیؑ کے بیٹے حسنؑ حسینؑ محسنؑ جناب موسیٰؑ کی ایک بیوی جس کا نام صفورا لغات کشوری صـ ۲۹۳۔ جامع اللغات جلد ۲ صـ ۱۳۸ اس نے حضرت موسیٰؑ کے وصی یوشع بن نون سے جنگ کی اور حضرت کی بیوی اُم المومنین حضرت عائشہ نے وصیِ مصطفےٰ جناب حیدر کرارؑ سے جنگ کی۔ بس جیسے موسیٰؑ ویسے محمدؐ کَمَا اَرْسَلْنَا اِلٰی فِرْعَوْنَ رَسُوْلاً موسیٰؑ کے وصی حضرت یوشعؑ بن نون نے تین حاکموں کا دور دیکھا پیغمبر کے وصی مولا علیؑ نے بھی تین حاکموں کا دور دیکھا۔ موسیٰؑ کا وصی بھی موسیٰؑ کے بعد تیس ۳۰ سال تک زندہ رہا مصطفےٰؐ کا وصی بھی مصطفےٰ کے بعد تیس ۳۰ سال تک زندہ رہا۔ جیسے موسیٰؑ ویسے محمدؐ۔ حیات القلوب جلد ۱ صـ ۵۴۵ آگے چلو موسیٰؑ کے نقیب بارہ وَلَقَدْ اَخَذَ اللّٰہُ مِیْثَاقَ بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ ج وَبَعَثْنَا مِنْھُمُ اثْنَیْ عَشَرَ نَقِیْبًا پارہ ۶ رکوع ۷ یقیناً اللہ نے بنی اسرائیل سے عہد و پیمان لیا تھا کہ ہم ان میں بارہ ۱۲ سردار مقرر کرتے ہیں۔ تو موسیٰؑ کے بھی نقیب بارہ ۱۲ اسی طرح مصطفےٰ کے نقیب بھی بارہ ۱۲ ہوں گے ورنہ آیت سنبھالے نہ سنبھلے گی۔ سنو حضورؐ کے نقیب عَنْ جَابِرِ ابْنِ سَمُرَۃَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ لَا یَزَالُ الْاِسْلَامُ عَزِیْزًا اِلٰی اثْنَیْ

عَشَرَ نَقِيبًا كُلُّهُمْ مِنْ قُرَيْشٍ مشکوٰۃ شریف جلد ۳ صہ ۲۲۹ بخاری شریف اور مسلم شریف ترجمہ حضرت جابر کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ اسلام بارہ ۱۲ خلفا تک قوی وعزیز رہے گا یہ تمام خلفاء قریش میں سے ہوں گے۔ موسیٰ ؑ کے بارہ ۱۲ تو محمدؐ کے بارہ ۱۲ موسیٰ ؑ کا ایک غائب محمدؐ کا ایک غائب موسیٰ ؑ کا ایک آئے گا محمدؐ کا ایک آئے گا۔ موسیٰ ؑ کے ایک کو دنیا نے خدا کہا نصاریٰ بن گئے محمدؐ کے ایک کو دنیا نے خدا کہا تو وہ نصیری بن گئے جیسے موسیٰ ؑ ویسے محمدؐ مجدد اعظم مرزائی صہ ۲۱۱ پر تسلیم کیا گیا ہے کہ عیسیٰ ؑ جناب موسیٰ ؑ کا بارواں وصی ہے۔ کیوں مسلمانو تم سب کا ایمان ہے کہ بارواں مہدی آئے گا اور اس کے پیچھے جناب عیسیٰ ؑ نماز پڑھیں گے فرماؤ جس کا بارواں عیسیٰ ؑ کا امام ہوگا اس کے پہلے نے کس طرح غیر معصوم کے پیچھے نماز پڑھ لی۔ الے بارواں اتنا بلند کہ نبی کے پیچھے نماز نہیں پڑتا۔ بخاری جلد ۳ صہ ۴۳۳ بلکہ نبی اور نبی بھی اولی العزم نبی اس کا مقتدی ہے تو مصطفےٰ کے پہلے خلیفہ مولا علیؑ نے کس طرح اجماعی بزرگ کے پیچھے نماز پڑھی ہوگئی۔ میں کہا کرتا ہوں کہ مریمؑ کے بیٹے کے پیچھے جب بارواں نماز نہیں پڑھتا تو بتول عذرا کے شوہر نے غیر معصوم کے پیچھے کیونکر نماز ادا کی۔ ایک رباعی۔

خدا کا نور جب زمین پہ جلوہ گر ہوگا — جہاں پہ حکمران کرار کا لخت جگر ہوگا
یہ لکھ لے اپنے سینے پر نماز باجماعت میں — میرے مہدیؑ کے قدموں میں ترے عیسیٰؑ کا سر ہوگا

بارہ والا مسئلہ بھی عجیب ہے میں نے ایک بزرگ سے پوچھا کہ آپکے امام کتنے ہیں اُس نے کہا کہ آپ کے کتنے میں نے کہا کہ بارہ ۱۲ اس نے کہا کہ ہمارے تو لکھاں تے ہزاراں مسلمانوں نے پیغمبر کے حکم کے مطابق بارہ تسلیم تو کئے ہیں مگر حساب نہیں سیدھا ہو رہا۔ شرح فقہ اکبر صہ ۸۳ کے اگر بارہ مانیں تو چار بزرگ جناب ابو حنیفہ۔ احمد بن حنبل۔ امام شافعی۔ امام مالک یہ

چار کیا ہوئے اور اگر یہ بھی امام ہیں تو بارہ کی گنتی کا کیا بنے گا۔ شرح فقہ اکبر والے بارہ بھی سُن لو۔ فَلِاثْنَا عَشَرَ هُمُ الْخُلَفَاءُ الرَّاشِدُونَ الْاَرْبَعَةُ وَمُعَاوِيَةُ وَابْنُهُ يَزِيْدُ وَعَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ مَرْوَانَ وَاَوْلَادُهُ الْاَرْبَعَةُ وَبَيْنَهُمْ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيْزِ فرمایا کہ پس نبی کے بارہ یہ ہیں ۱ حضرت ابوبکر ۲ حضرت عمر ۳ حضرت عثمان ۴ حضرت علیؑ ۵ حضرت معاویہ ۶ حضرت یزید ۷ حضرت عبدالملک بن مروان اور اس کے چار بیٹے ۸ حضرت یزید دوسرے حضرت سلیمان تیسرے حضرت ہشام اور چوتھے حضرت ولید اور درمیان میں بارواں حضرت عمر بن عبدالعزیز ہے۔ فرماؤ اُن میں اُن چار بزرگوں کے نام ہیں اگر نہیں تو آپ کے ان بزرگوں کو ملا کر سولاں ۱۶ ہو گئے۔ تو حضور کی بارہ ۱۲ والی حدیث کا کیا بنے گا یہ وہی بات ہوئی لطیفہ کہ ایک باؤ نے جمعہ کے روز دو سیر گوشت لا کر بیگم صاحبہ کو دیا کہ سالن تیار کریں بیگم صاحبہ نے اپنی عقل مندی سے کام لیا کہ گوشت ٹھکانے لگا دیا اور دال پکا کر شوہر کی خدمت میں ادب سے پیش کر دی باؤ نے کہا کہ جناب گوشت کا کیا بنا بیگم صاحبہ نے فرمایا کہ مجھ سے غلطی ہوئی کہ گوشت رکھ کریں کام میں لگی ہوئی تھی کہ بلّی آئی اور گوشت سارا ہی کھا گئی کہا دو سیر کا دو سیر ہی گوشت بلّی کھا گئی کہا جی ہاں باؤ نے بلّی پکڑی اور اسے باندھ کر وزن کیا تو بلّی دو سیر نکلی۔ باؤ نے بیگم صاحبہ سے عرض کی حضور یہ بلّی ہے کہ گوشت ہے چونکہ گوشت دو سیر تھا اور بلّی بھی دو سیر نکلی ہے اگر یہ بلّی ہے تو گوشت کہاں ہے اور یہ گوشت ہے تو ہماری بلّی کہاں ہے بتاؤ مسلمانو اگر بارواں مولوی والی حدیث ٹھیک ہے تو سولاں والی گنتی کہاں اور اگر سولاں ٹھیک ہیں تو یہ حدیث تو بخاری مسلم مشکوٰۃ میں ہے یہ کہاں سوچ کر فیصلہ فرماویں خدا کرے کوئی جیب کا غریب ہو مگر عقل کا غریب نہ ہو۔ اور سنو موسیٰؑ طور پر گئے تو قوم بگڑ گئی گمراہ ہو گئی مگر موسیٰؑ کا بھائی خاموش رہا۔ ہارونؑ

کے سامنے گئو پرستی ہوتی رہی حضرت ہارونؑ خاموش رہے جو لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ اگر خلافت کے دور میں غیر مناسب کام ہوئے ہوتے تو علیؑ کیوں خاموش رہتے یقیناً حضرت علیؑ ان کا ہاتھ روکتے تو ثابت ہوا کہ علیؑ کی خاموشی ان کے حق پر ہونے کی بین دلیل ہے۔ پس موسیٰؑ کا وصی خاموش تو مصطفٰےؐ کے وصی بھی خاموش جذب القلوب صـــ ۱۶۴ پر ہے کہ جناب موسیٰؑ کے صحابہ کرام کے دروازے جو مسجد کی طرف تھے۔ موسیٰؑ نے بند کرا دیئے مگر حضرت ہارونؑ کا دروازہ کھلا رہا ادھر کی سنو عَنْ اِبْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اَمَرَ بِسَدِّ الْاَبْوَابِ اِلَّا بَابَ عَلِیٍّ مشکوٰۃ شریف جلد ۳ صـــ ۲۶۲ تذکرۃ الخواص صـــ ۶۹ مفسر قرآن جناب حضرت عبداللہ ابن عباس فرماتے ہیں کہ نبی کریمؐ نے تمام صحابہ کرام کے دروازے جو مسجد میں کھلتے تھے سب بند کرنے کا حکم صادر فرمایا مگر حضرت علیؑ کا دروازہ کھلا رہنے کو کہا پس جیسے موسیٰؑ ویسے محمدؐ کَمَا اَرْسَلْنَا اِلٰی فِرْعَوْنَ رَسُوْلاً۔ اور سنو کہ حضرت موسیٰؑ اپنے صحابہ کرام کو جنگ پر لے گئے تو جب بزرگوں کو دھوپ لگی تو کہا کہ اے موسیٰؑ اس گرمی میں ہم سے نہ تو سفر ہوتا ہے اور نہ ہی ہم لڑ سکیں گے۔ ہمارے لئے شامیانوں کا بندوبست کرو ورنہ ہم پلٹ جائیں گے حضرت موسیٰؑ نے قدرت سے عرض کی تو حکم ہوا کلیمؑ گھبرا نہیں ہم انتظام کر دیتے ہیں۔ قرآن وَظَلَّلْنَا عَلَیْکُمُ الْغَمَامَ ہم نے بادلوں کو حکم دیا کہ موسیٰؑ کے صحابہ کرام پر سایہ کرو اب کھانے کا وقت آیا تو حضرت کلیمؑ سے صحابہ نے عرض کی کہ موسیٰؑ کھانے کا بندوبست کرو فرمایا راشن لو اور گردیوں کی صورت میں کھانے پکاؤ اور کھاؤ صحابہ نے عرض کی حضور ہم سے یہ انتظام نہ ہوگا آپ ہی مہربانی فرما کر معقول انتظام فرما دیں اس پر حضرت موسیٰؑ نے خالق سے عرض کی کہ پالنے والے میری فوج کا مطالبہ ہے کہ ہمیں ہی کھانے کا بندوبست کر دوں قدرت کی آواز آئی چلو کھانا بھی ہم ہی پکوا کر بھیجتے رہیں گے قرآن وَاَنْزَلْنَا عَلَیْکُمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوٰی فرمایا کہ ہم نے موسیٰؑ کی فوج کے لئے

من سلویٰ نازل فرمایا لگے صحابہ کرام بٹیر اور تیتر اڑانے لو کھانے کی تو موج ہو گئی مگر پانی پینے پر جھگڑا ہو گیا کہ اے موسیٰؑ ایک چشمہ ہمارے لئے کافی نہیں ہے۔ ہم بارہ قبیلے ہیں جو آدمی پانی پہلے بھرے گا وہ دوسروں پر اپنی فضیلت جتلائے گا۔ پس مہربانی کر کے ہمارے بارہ چشموں کا انتظام فرما دیں قدرت کی آواز آئی موسیٰؑ یہ جنگی پہلوان ہیں ان کی ناز برداری ضروری ہے آپ اپنا عصا پتھر پر ماریں کہ بارہ چشمے جاری کر دوں قرآن فَانْفَجَرَتْ مِنْهُ اثْنَتَا عَشْرَةَ عَيْنًا ط پارہ ۱ رکوع ۷ پس موسیٰؑ نے عصا مارا تو بارہ چشمے جاری ہو گئے کلیمؑ نے صحابہ کرام سے فرمایا لو موج کرو صحابہ کرام نے تین چار دن تو تیتر بٹیر بڑے شوق سے کھائے آخر ایک دن ہڑتال کر دی اور درخواست کی يٰمُوْسٰى لَنْ نَّصْبِرَ عَلٰى طَعَامٍ وَّاحِدٍ۔ اے موسیٰؑ ہم سے ایک کھانے پر صبر نہیں ہوتا موسیٰؑ نے لاکھ سمجھایا کہ خدا کا شکر کرو اس کریم نے تمہارے لئے کتنے اچھے اور وافر انتظام فرمائے ہیں کہا نہیں موسیٰؑ کھانا تبدیل کرو قدرت کی آواز آئی کلیمؑ ان سے دریافت کرو کہ کیا چاہتے ہیں۔ کلیمؑ نے ان سے دریافت فرمایا تو انہوں نے یک زبان ہو کر فیصلہ سنایا قرآن مِنْۢ بَقْلِهَا وَقِثَّآئِهَا وَفُوْمِهَا وَعَدَسِهَا وَبَصَلِهَا ط پارہ ۱ رکوع ۷ فرمایا ساگ ہو۔ ککڑیاں ہوں۔ گندم ہو۔ مسور کی دال ہو اور پیاز بھی ہونے چاہئیں ان بزرگوں کی روش سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ بھارتی جوان ہیں۔ مولانا نجم الحسن کراروی نے تاریخ اسلام کے ص ۲۹۳ پر لکھا ہے کہ حضرت کلیمؑ کے صحابہ کرام کے لباس جب میلے ہوئے تو انہوں نے فرمایا موسیٰؑ ہمارے کپڑوں کے دھلوانے کا بندوبست کرو جناب موسیٰؑ نے فرمایا کہ خدا کا خوف کرو خود کیوں نہیں دھو لیتے انہوں نے کہا کہ موسیٰؑ یہ ہماری شان کے خلاف ہے آپ ہی لباس کے صاف کرنے کا انتظام کریں تو قدرت کے حکم کے مطابق کلیمؑ ان کے لباس اکٹھے کر کے عصا پھیر دیتے کہ لباس صاف ہو جاتے۔ یہ ہے عزت و عظمت حضرت موسیٰؑ کے صحابہ کرام کی موسیٰؑ نے فرمایا کہ خدا کا شکر ادا کرو۔

کہ جس نے یہ کرم نوازی کی ہے۔ کہاں دیکھے کا کیا شکر فرمایا ہم اس بات کے قائل ہیں کہ اس کا دیدار ہوگا۔ یٰمُوْسٰی لَنْ نُّؤْمِنَ لَکَ حَتّٰی نَرَی اللّٰہَ جَھْرَۃً پارہ ۱ رکوع ۶ اے موسیٰ ہم اس پر ہرگز آپ کی طرح ایمان نہ لاویں گے جب تک کہ وہ ہمیں خود دکھائی نہ دے معلوم ہوا کہ یہودی دیدار خدا کے قائل ہوتے ہیں۔ اب جو لڑائی کا وقت آیا تو موسیٰ نے کہا بہادرو اٹھو۔ تلواریں نیاموں سے نکال لو۔ آگے بڑھے اور دشمن کو مولی گاجر کی طرح کاٹ دو۔ بڑھو توحید کا بول بالا کرو دشمن کا منہ کالا کرو تو صحابہ کرام کے جواب کو قرآن کی زبان سے سنو۔ قَالُوْا یٰمُوْسٰی اِنَّا لَنْ نَّدْخُلَھَآ اَبَدًا مَّا دَامُوْا فِیْھَا فَاذْھَبْ اَنْتَ وَرَبُّکَ فَقَاتِلَآ اِنَّا ھٰھُنَا قٰعِدُوْنَ پارہ ۶ رکوع ۸ کہا موسیٰ ہم ہرگز آگے نہیں بڑھیں گے ہم یہیں بیٹھے ہیں۔ آپ جائیں اور آپ کا خدا جاکے لڑے حضرت موسیٰ نے مزید سمجھایا صحابہ کرام نے صاف کہہ دیا۔ یٰمُوْسٰٓی اِنَّ فِیْھَا قَوْمًا جَبَّارِیْنَ وَاِنَّا لَنْ نَّدْخُلَھَا حَتّٰی یَخْرُجُوْا مِنْھَا پارہ ۶ رکوع ۸ اے موسیٰ یہ لوگ بڑے جابر ہیں ہم تو ان سے ہرگز نہیں لڑیں گے جب تک کہ آپ انہیں نکال باہر نہیں کرتے۔ پس آپ ان کو باہر نکال دیں مال غنیمت ہم جمع فرمادیں گے اس سلسلہ میں ہم اپنی مثال آپ ہیں۔ ان کی بے مثال بزدلی کو دیکھ کر موسیٰ نے عرض کی قَالَ رَبِّ اِنِّیْ لَآ اَمْلِکُ اِلَّا نَفْسِیْ وَاَخِیْ فَافْرُقْ بَیْنَنَا وَبَیْنَ الْقَوْمِ الْفٰسِقِیْنَ ؕ پارہ ۶ رکوع ۸ کہا اے میرے اللہ میں اپنا اور اپنے بھائی کا ذمہ دار ہوں ہم میں اور اس قوم فاسقین میں جدائی ڈال دے اس واقعہ سے نتیجہ خود عقلمند نکال لیں گے میں تو صرف ایک ہی قرآن مجید کی آیت پر اکتفا کرتا ہوں۔ اِذْ تُصْعِدُوْنَ وَلَا تَلْوٗنَ عَلٰٓی اَحَدٍ وَّالرَّسُوْلُ یَدْعُوْکُمْ فِیْٓ اُخْرٰىکُمْ پارہ ۴ رکوع ۷ فرمایا جس وقت تم چڑھے جاتے تھے شہر کو اور نہ مڑ کر دیکھتے ہوتے تھے اوپر کسی کے اور پیغمبر پکارتا تھا تم کو پیچھے پچھاڑی کے بس جیسے موسیٰ ویسے محمدؐ میں کہتا ہوں کہ اصحاب

موسٰیؑ اور اصحاب مصطفٰےؐ کیا کرتے بڑے ظالموں سے انکا واسطہ پڑا تھا۔ حضرت موسٰیؑ کے صحابہ کو عوج بن عنق سے واسطہ پڑا اس کا قد تیس ہزار تین سو گز لمبا تھا اور اس کی عمر تین ہزار یا پانچسو برس کی تھی اس نے حضرت موسٰیؑ کی فوج کے آدمیوں کو پکڑ کر آزار میں بند کر لیا تھا اور اپنی بیوی کو دکھایا کہ یہ میرے ساتھ لڑنے کو آئے ہیں پھر انہیں زمین پر ڈال کر پاؤں سے مل کر ختم کرنے لگا تو اس کی عورت نے کہا جانے دے یہ واپس جا کر تیری طاقت بیان کریں گے قصص الانبیاء ص۲۷۸ اسی طرح اصحاب مصطفٰےؐ کا واسطہ مرحب اور عمرو بن عبدود جیسے پہلوانوں سے پڑا کہ خندق میں حضرت عمر نے حضور سے عرض کی کہ مولا عمرو بن عبدود فارس یلیل ہے اس نے ایک مرتبہ ہزار ڈاکوؤں کو مار مار کر بھگا دیا تھا۔ تو یہ ہزار جوانوں کی طاقت رکھتا ہے اس سے کون لڑے تو اب فیصلہ ہر انسان آسانی سے کر سکتا ہے کہ ایسے بہادر سے تو وہی لڑے کہ جس کو اپنی جان سے پیغمبر کی جان کی زیادہ حفاظت مطلوب ہو۔ تو جس طرح موسٰیؑ کی مخالفت کرنے والے بہادر تھے ایسے ہی حضور کی مخالف فوج بہادر تھی کَمَا اَرْسَلْنَا اِلٰی فِرْعَوْنَ رَسُوْلًا سیرت امیر المومنین مفتی جعفر حسین صاحب جلد ۱ ص۲۱۷ آیئے موسٰیؑ کا مذہب دیکھیں تو وہی مذہب محمدؐ مصطفٰےؐ کا ہوگا قرآن وَدَخَلَ الْمَدِیْنَةَ عَلٰی حِیْنِ غَفْلَةٍ مِّنْ اَهْلِهَا فَوَجَدَ فِیْهَا رَجُلَیْنِ یَقْتَتِلٰنِ هٰذَا مِنْ شِیْعَتِهٖ وَهٰذَا مِنْ عَدُوِّهٖ۔ فرمایا علی الصبح جو حضرت موسٰیؑ شہر میں داخل ہوئے تو کیا دیکھا کہ دو آدمی آپس میں لڑ رہے ہیں ایک اُن میں موسٰیؑ کا شیعہ تھا اور دوسرا نبیؑ کا دشمن تھا۔ مسلمانو شیعہ سُنی تو بھائی بھائی ہیں یہ آپس میں نہیں لڑتے جب بھی کوئی شیعہ سے لڑے گا تو وہ نبی کا دشمن ہی ہوگا شیعہ کی پٹائی ہو رہی تھی کہ مخالف زور آور تھا میں نے کہا کہ اے شیعہ اب کیا کرے گا یہ تو تجھے ختم کر دے گا شیعہ نے کہا نہیں جو شیعوں کی روش و طریقہ

ہے میں وہی کرتا ہوں قرآن فَاسْتَغَاثَهُ الَّذِیْ مِنْ شِیْعَتِہٖ عَلَی الَّذِیْ مِنْ عَدُوِّہٖ لا پارہ ۲۰ رکوع ۵ پس استغاثہ کیا شیعہ نے واسطے اپنے دشمن کے کہ اے میرے مُشکل کُشا میری مدد کر بس یہ سُننا تھا کہ موسیٰ ؑ نے نہ آؤ دیکھا نہ تاؤ قرآن فَوَکَزَہٗ مُوْسٰی فَقَضٰی عَلَیْہِ ق موسیٰ نے مُکا مارا اور شیعہ کا دشمن نبی کے ہاتھ سے واصل جہنم ہوگیا۔ پارہ ۲۰ رکوع ۵ میں کہا کرتا ہوں دُنیا والو سنبھل کر رہنا شیعوں سے نہ اُلجھنا ورنہ نبی ؑ کے دست نبوت سے جہنم چلے جاؤ گے مسلمانو قرآن کہتا ہے کَمَآ اَرْسَلْنَآ اِلٰی فِرْعَوْنَ رَسُوْلاً جیسے موسیٰ ؑ ویسے محمدؐ تو موسیٰ ؑ نے شیعہ کی مدد کی۔ تو ضروری ہے کہ مصطفٰے بھی شیعہ کی مدد کرے۔ یہی وجہ ہے کہ حضورؐ فرماتے ہیں۔ یَاعَلِیُّ اَنْتَ وَشِیْعَتُکَ هُمُ الْفَائِزُوْنَ فرمایا اے علیؑ تو اور تیرے شیعہ تو ہی نجات یافتہ ہیں۔ درمنثور جلد ۶ صفحہ ۳۷۹ تذکرہ خواص صفحہ ۷۵ مودۃ القربیٰ صفحہ ۷۰۔ آگے چلو اور دیکھیں کہ موسیٰ ؑ کی اُمت کیا کلمہ پڑھتی تھی۔ روایت میں ہے کہ جب فرعونؑ نے حضرت موسیٰ ؑ کے لئے دربار میں جادوگروں کو بلایا اور انہوں نے جادو کر کے رسیاں پھینکیں تو وہ اژدھا بن گئے قدرت کا اعلان ہوا۔ وَاَوْحَیْنَآ اِلٰی مُوْسٰٓی اَنْ اَلْقِ عَصَاکَ ج فَاِذَا هِیَ تَلْقَفُ مَا یَاْفِکُوْنَ۔ اور وحی کی ہم نے طرف موسیٰ ؑ کے کہ اپنا عصا پھینک تاکہ کھا جائے ان کو جو کچھ کیا گیا ہے۔ قرآن فَوَقَعَ الْحَقُّ وَبَطَلَ مَا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ج پس حق اور باطل نکھر گیا کہ وہ کیا کرتے تھے قرآن فَغُلِبُوْا هُنَالِکَ وَانْقَلَبُوْا صٰغِرِیْنَ ج پس مغلوب ہوگئے اس جگہ اور ہوگئے ذلیل۔ اب جو جادوگروں نے اپنی شکست اور حق کی فتح دیکھی تو مسلمان ہونے لگے۔ قرآن وَاُلْقِیَ السَّحَرَةُ سٰجِدِیْنَ ج اور جادوگر سجدے میں گر پڑے اب کلمہ سُنو ان کا قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ لا رَبِّ مُوْسٰی وَهٰرُوْنَ ۔ پارہ ۹

رکوع ۲ کہا انہوں نے کہ ایمان لائے پروردگار عالمین پر اور رب موسیٰ اور ہارونؑ پر فرماؤ اللہ اور موسیٰؑ اور ہارونؑ کا نام اظہار ایمان میں ہے کہ نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ پیغمبر کے صحابی حضرت عتبہ بن عامر فرماتے ہیں عَنْ عُتْبَہ بنْ عَامِرِ الْجُہَنِیُّ قَالَ بَایَعْنَا رَسُوْلُ اللّٰہ عَلٰی قَوْلِ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَنَّ مُحَمَّدًا نَبِیُّہٗ وَعَلِیًّا وَصِیُّہٗ فَاَیٌّ مِنَ الثَّلٰثَۃِ تَرَکْنَاہُ کَفَرْنَا مودۃ القربی ص۳۷ عتبہ بن عامر جہنی سے مروی ہے کہ ہم نے اس قول پر رسول خداؐ سے بیعت کی کہ اللہ کے سوا کوئی قابل عبادت نہیں ہے وہ واحد ہے۔ کوئی اس کا شریک نہیں ہے اور محمدؐ اس کا پیغمبر ہے اور علیؑ آنحضرتؐ کا وصی ہے پس ان تین شرطوں میں سے کسی ایک کو اگر ہم ترک کردیں تو کافر ہو جائیں گے۔ اور سنو جناب جابر بن عبداللہ انصاری فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے علیؑ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے جنت کے دروازے پر لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰہ علی ابن ابی طالب اخو رسول اللہ۔ آسمان اور زمین کی خلقت سے دو ہزار سال پہلے سے لکھا ہوا ہے۔ تذکرۃ الخواص ص۲۴ اور سنو حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی اپنی مشہور کتاب شواہد النبوت کے صفحہ ۲۸۶ پر ایک واقعہ تحریر فرماتے ہیں۔ سنو اور فیصلہ دو روایت میں ہے کہ جنگ صفین میں حضرت علیؑ کی فوج کا پانی ختم ہو گیا۔ صحابہ پریشان ہوئے لق و دق صحرا میں ایک راہب سے دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ یہاں سے دو فرسنگ پانی دور ہے مگر حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام نے اسی صحرا سے پانی کا چشمہ نکالا اور فوج کو حکم دیا کہ پانی وافر مہیا کر لو۔ راہب نے یہ واقعہ آنکھوں سے دیکھا تو حضرت علی علیہ السلام کے ہاتھوں پر بیعت کی اور یوں کلمہ پڑھا اشھد ان لا الہ الا اللہ واشھد ان محمد رسول اللہ

واشھد انکَ علیؑ وصی رسول اللہ بس جیسے موسیٰؑ ویسے محمدؐ۔ صلوٰۃ کار رسالت میں تشبیہہ اور سنو۔ اگر حضرت موسیٰؑ کی اُمت کے لوگ زیادہ جنت میں جائیں گے تو حضور کی اُمت کے لوگ بھی زیادہ جنت میں جانے چاہئیں اور اگر موسیٰؑ کی اُمت کے کم لوگ جنتی تو اس اُمت کے بھی کم لوگ جنت میں جائیں گے۔

قرآن وَلَوْ اٰمَنَ اَھْلُ الْکِتٰبِ لَکَانَ خَیْرًا لَّھُمْ مِنْھُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ وَاَکْثَرُھُمُ الْفٰسِقُوْنَ ٥ پارہ ۴ رکوع ۳ اور اگر اہل کتاب ایمان لے آتے تو ان کے لئے بہتر تھا ان میں اکثر تو فاسق ہیں اور کم مومن ہیں ہمارے رسولؐ فرماتے ہیں کہ میری اُمت کے تہتر ۷۳ فرقے ہوں گے۔ بہتر ۷۲ جہنم میں اور ایک فرقہ جنت میں جائے گا۔ شرح فقہ اکبر ص ۲ لیں جیسے موسیٰؑ ویسے ہی محمدؐ۔ کَمَا اَرْسَلْنَا اِلٰی فِرْعَوْنَ رَسُوْلًا۔ اب اس کے بعد موسیٰؑ کی دعا سنو وَاجْعَلْ لِّیْ وَزِیْرًا مِّنْ اَھْلِیْ ھٰرُوْنَ اَخِیْ پارہ ۱۶ رکوع ۱۱ اور کر واسطے میرے وزیر میرے اھل سے میرا بھائی ہارونؑ اس سے ثابت ہوا کہ نبی بھی اپنا وزیر نہیں بنا سکتا بلکہ خدا کا کام ہے کہ انبیاء کا وزیر مقرر کرے حضرت موسیٰؑ صرف خالق کی بارگاہ میں تجویز پیش کر رہے ہیں کہ میرے اللہ میرا وزیر تو تیری ہی ذات نے بنانا ہے مگر میری تجویز یہ ہے کہ میرے بھائی ہارونؑ کو بنانا۔ میرا چچا۔ میرا ماموں۔ میرا سوہرا۔ میرا سالا۔ میرا صحابی وزیر نہ بنانا بلکہ میرا بھائی میرا وزیر بنانا قربا دُ مسلما تو قرآن مجید میں ہے کہ حضرت موسیٰؑ کا وزیر اس کا بھائی ہارونؑ بنا تو تاجدار رسالت کا وزیر کون ہونا چاہیئے کون بے وقوف ہے جو اللہ کا قرآن مصطفےٰ کی زبان اور غدیر کے اعلان کے خلاف اپنا ایمان رکھے۔ قَالَ النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم لِعَلِیٍّ اَمَا تَرْضٰی اَنْ تَکُوْنَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَۃِ ھٰرُوْنَ مِنْ مُوْسٰی بخاری شریف جلد ۳ ص ۵۶۴ فرمایا نبی کریمؐ نے اے علیؑ کیا تم اس بات سے خوش نہیں ہوتے کہ تمہارا درجہ میرے نزدیک ایسا ہے جیسے کہ ہارونؑ

کا درجہ موسیٰؑ کے نزدیک تھا۔ اگر موسیٰؑ کے وزیر حضرت ہارونؑ تھے تو رسول اللہ کے وزیر بھی حضرت علیؑ المرتضیٰ ہوں گے کیوں کہ قدرت کا اعلان ہے کَمَا اَرْسَلْنَا اِلٰی فِرْعَوْنَ رَسُوْلًا۔ بس جیسے موسیٰؑ ویسے ہی محمدؐ ہوں گے ۔ یہ حدیث مشکوٰۃ شریف میں ان الفاظ سے تحریر کی گئی ہے عَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم لِعَلِیٍّ اَنْتَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَۃِ ھَارُوْنَ مِنْ مُوْسٰی اِلَّا اَنَّہٗ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ سعد بن ابی وقاص کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے علیؑ کی نسبت فرمایا کہ تو میرے لئے ایسا ہی ہے جیسا کہ موسیٰؑ کے لئے ہارونؑ تھے البتہ اتنا فرق ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔ مشکوٰۃ شریف جلد ۳ ص ۲۵۸ یہ حدیث مسلم شریف اور بخاری شریف میں بھی ہے ۔ اس اعلانِ مصطفٰےؐ کے بعد حضرت علیؑ کی خلافت بلافصل سے انکار کرنا دین و دیانت سے کوسوں دور ہونا ہے ۔ خدا تعصب کا بیڑا غرق کرے ۔ اموی خاندان کے حواریوں نے مولا علیؑ سے عداوت مول لے رکھی ہے نبیؐ ساری زندگی علیؑ کے فضائل بیان کرتے رہے اور ملاں لوگوں نے علیؑ کے مقابلہ میں معاویہ کو لا کھڑا کیا۔ رباعی عرض ہے

نرالی شان ہے دارین میں شاہ ولایت کی
یہ اک بے مثل منزل ہے میرے مولا کی عظمت کی
کوئی ہوا لا اللہ پہ پاؤں رکھ دے تو کافر ہے
علیؑ کا پاؤں زینت بن گیا مہر نبوت کی (الصدق)

تو آخری بات یہ ہے کہ موسیٰؑ کی قوم کے لڑکے ذبح ہوئے اور لڑکیاں چھوڑ دی گئیں قرآن یُذَبِّحُوْنَ اَبْنَآءَکُمْ وَیَسْتَحْیُوْنَ نِسَآءَکُمْ پارہ ۱ رکوع ۶ بس ذبح کئے گئے بیٹے ان کے اور رکھی گئیں لڑکیاں ان کی اسی طرح مصطفٰےؐ کے بچے ذبح ہو گئے اور نبی کی بچیاں قید ہوئیں ۔ آقائے دربندی لکھتے ہیں کہ روز عاشور جب قدرت نے ملائکہ سے فرمایا کہ دیکھو یہ ہے خلیفہ حق جو میری رضا میں مال اولاد جان فدا کرنے پر میرا شکر ادا کر رہا ہے تو ابلیس نے عرض کی پالنے والے ایک مصیبت اور

بڑھا دے پھر دیکھوں کہ تیرا عاشق تیری حمد کس طرح کرتا ہے آواز آئی ملعون بتا کونسی مصیبت باقی ہے عرض کی کہ سورج کی گرمی قدرت کی آواز آئی لو یہ بھی دیکھ لے اب جو سورج کی گرمی بڑھی تو مچھلیوں نے دریا کا کنارا چھوڑا۔ ادھر عاشق توحید نے قبا کے بند کھولے کہ پالنے والے اکبرؑ کے بعد بھی کوئی بڑی مصیبت ہے روایت میں ہے کہ حسینؑ کے گھوڑے کا یہ عالم تھا کہ ایک پاؤں زمین پر رکھتا ہے اور دوسرا اٹھاتا ہے فرمایا گھوڑا تو چلا جا اور سیدانیوں کو بتلا کہ پیغمبر کا بیٹا شہید ہو گیا روایت میں ہے کہ جب حسینؑ گھوڑے سے اُترے تو گھوڑے نے حسینؑ کا طواف شروع کیا جس طرف سے کوئی شقی آتا تو گھوڑا اس کا مقابلہ کرتا اسے پاؤں سے روندتا یہاں تک کہ چالیس اشقیا کو واصل جہنم کیا اور دس گھوڑے مارے آخیر زخموں سے چور ہو کر خیام کی طرف آیا اور ہنہنایا اپنی زبان میں کہا۔ سیدانیوں سکینہ کا بابا مارا گیا۔ نبیؐ کا بیٹا شہید ہو گیا ہائے بتولؑ کا گھر اجڑ گیا کہتے ہیں کہ خالی گھوڑے کو دیکھ کر سیدانیاں گھوڑے سے لپٹ گئیں اور فریاد کرنے لگیں کہ گھوڑا بتا تو فرزند رسولؐ کو کہاں چھوڑ آیا۔ عزادارو گھوڑا سیدانیوں کو شہادت حسینؑ کی خبر دے کر دریا کی طرف گیا اور اپنے آپ کو دریا میں ڈال دیا۔ تنزعتہ المصائب ص۳۹ المجالس المرضیہ ص۱۳۱ سعادت الدارین ص۴۳۲ روایت میں ہے کہ جبرائیلؑ نے جب حسینؑ کا آخری سجدہ دیکھا تڑپ کر بارگاہ الٰہی میں عرض کی میرے اللہ مجھے اجازت دے کہ میں حسینؑ پر اپنے پروں کا سایہ کر دوں۔ اللہ سے اجازت لے کر جبرائیلؑ نے پروں سے سایہ کیا مولا نے دیکھ کر فرمایا تو کون ہے عرض کہ آپ کا غلام جبرائیلؑ کہا اپنی مرضی سے یا اللہ کے حکم سے عرض کہ اپنی مرضی سے فرمایا ہٹ جا پردہ نہ بن میں جانوں میرا خدا جانے عزادارو اس کے بعد مسلمانوں نے حسینؑ کا جسم بھی لوٹ لیا۔ الا لعنت اللہ علی القوم الظالمین۔

ساتویں مجلس

مقابلہ حق و باطل۔ کردار حجاجؓ کی نقاب کشائی۔ نگاہ معصوم مومن اور منافق کو دیکھتی ہے۔ کشتی نجات۔ اشعار مہتابؔ۔

عالین کا تعارف۔ ابلیسؑ کے لعنتی بننے کا جواز۔

میثاق انبیاء علیہم السلام نبی اکرمؐ کی نصرت سے انکار کرنے والا لعنتی ہے۔

حضرت علیؑ نے فرمایا کہ میں محمدؐ کے غلاموں میں سے ایک غلام ہوں۔

مومن کی تشریح۔ حضرت علیؑ کی ولا کے بغیر ایمان کامل نہیں ہوتا۔

مصائب۔ حضرت سکینہؑ مظلوم باپ کی لاش پر۔ حضرت سکینہؑ کا اونٹ سے گرنا۔ ثانیٔ زہراؑ کے بین۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

قَالَتِ الْاَعْرَابُ اٰمَنَّا ۖ قُلْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا وَلٰكِنْ قُوْلُوْٓا اَسْلَمْنَا وَلَمَّا يَدْخُلِ الْاِيْمَانُ فِيْ قُلُوْبِكُمْ (پارہ ۲۶ رکوع ۱۴) میرے حبیب اعرابی کہتے ہیں کہ ہم مومن ہیں ان سے کہہ دیجئے کہ وہ مومن نہ کہلایا کریں بلکہ مسلمان کہلایا کریں کیونکہ ابھی تک ایمان ان کے دلوں میں داخل نہیں ہوا۔

خالق کائنات نے جب سے دُنیا کو پیدا فرمایا ہے اس وقت سے حق و باطل۔ اچھے بُرے۔ گناہ۔ ثواب کذب صدق۔ نُور ظلمت کی آپس میں جنگ شروع ہوئی اور قیامت تک جنگ رہے گی اگر حق حضرت آدمؑ کی صورت میں جلوہ گر ہوا۔ تو باطل ابلیسی منحوس چہرے سے حضرت آدمؑ کے مقابلہ کو آدھمکا اگر حق حضرت ہابیلؑ کی معصوم سیرت میں ظاہر ہوا۔ تو باطل قابیلؑ کے ظالمانہ طور و طریقے سے کارفرما ہوا۔ اگر حق حضرت نوحؑ کی نوحہ گری کا اعلان کرتے ہوئے جلوہ گر ہوا تو باطل اپنے منحوس مقصد کی کامیابی کے لئے مشرکانہ شکل میں میدان میں آکھڑا ہوا۔ اگر حق حضرت خلیلؑ کی خلّت میں ملبوس ہو کر ظاہر ہوا تو باطل نمرودی لباس پہن کر حق کے مقابلہ کو اُتر آیا۔ اگر حق عصائے کلیمیؑ کے سہارے سے اپنا تعارف کرانے لگا تو باطل فرعون کی ساحری طاقت کے بل بوتے پر مقابلہ کو نکل آیا۔ اگر حق رحمتِ کُل کی عبا زیب تن کر کے فاران کی چوٹی سے شرائطِ نبوت کی صورت میں نکلا تو باطل ابوجہل ابولہب ابوسفیان کی مادی طاقتوں کے سہارے سے پیچ و تاب کھانے لگا۔ اگر حق حیدرِ صفدر کی صورت میں ظاہر ہوا تو باطل اموی نمک خواری کی حمایت بن حق کا منہ چڑھانے لگا۔ اگر حق حسینؑ علم لے کر میدان عمل میں آیا تو باطل یزیدی لشکر کے سہارے سے صف آرا ہوا۔ غرضیکہ روز اوّل سے ہی حق و باطل کی آپس میں جنگ جاری ہے اور ہمیشہ جاری رہے گی مگر جب کبھی حق کا باطل نے نقصان کیا تو حق کا لباس پہن کر باطل نے عیاری کر کے

حق کو نقصان پہنچایا مثل مشہور ہے کہ گھر کا بھیدی لنکا ڈھائے۔ چلو ایک مثال پیش کئے دیتا ہوں وہ یہ کہ باغ کے پھلوں کا نقصان کوئی پرندہ اتنا نہیں کر سکتا جتنا کہ طوطا کرتا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ طوطے کا لباس باغ کے لباس سے ملتا جلتا ہے باغبان کو دھوکا لگ جاتا ہے وہ لباس کی وجہ سے دشمن کو پہچان ہی نہیں سکتا طوطا اپنا بن کر پتوں میں بیٹھ کر پتا بازی کرنے لگتا ہے باغباں کو تب معلوم ہوتا ہے جب کہ طوطا پھل کو کاٹ کر زمین پر پھینک دیتا ہے میں کہا کرتا ہوں اگر شامی اموی اسلام کا لباس پہن کر میدان میں نہ آتے تو پیغمبر کا گھر اس طرح نہ اُجڑتا۔ میدان۔ بدر۔ احد۔ خندق میں یہ پیغمبر کا نقصان نہ کر سکے کیونکہ باطل اپنے اصلی روپ میں تھا۔ کربلا میں باطل نے پینترا بدلا اور اسلام کا لباس پہن کر میدان میں آیا باطل نے جب بھی حق کا لباس پہنا تو قدرت نے ایسے لوگوں کو جو نام عطا کیا وہ ہے منافقت یعنی یہ لوگ قرآن مجید کی اصلاح میں منافق کہلائے اور ان کی سزا مشرکین اور کفار سے قدرت نے سنگین تیار فرمائی ارشاد ہوتا ہے۔ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ فِي الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ پارہ ۵ رکوع ۱۸ فرمایا یقیناً منافقین جہنم کے نچلے طبقہ میں ہوں گے۔ ابو بصیر سے مروی ہے کہ میں ایام حج میں امام جعفر صادقؑ علیہ السلام کے ساتھ عرفات میں تھا میں نے عرض کی کہ مولا کس قدر حاجی ہیں مولا نے فرمایا ابو بصیر اس کثرت کو دیکھ کر خوش نہ ہو۔ ان میں حاجی تو بہت کم ہیں مگر شور غل زیادہ ہے۔ لکھا ہے کہ ابو بصیر یہ سن کر متعجب ہوا کہ امام علیہ السلام نے یہ کیا فرمایا اس پر امام نے ابو بصیر کے چہرے پر ہاتھ پھیرا تو اب جو ابو بصیر نے دیکھا تو بہت کم لوگ انسانی شکل میں نظر آئے اور کثرت۔ بندر۔ گدھے۔ لنگور کتوں کی تھی فرمایا یہ ان کی اصلی شکل ہے اور قیامت کو اسی شکل میں اُٹھیں گے۔ یہ ہے باطل کا لباس۔ کنوز المعجزات ص۲۱۲ المجالس المرضیہ ص۵ تفسیر انوار النجف جلد ۱۰ ص۲۹ قرآن مجید کا فرمان سُنو۔ وَاِذَا الْوُحُوْشُ حُشِرَتْ ص۱۰ پارہ ۳۰ رکوع ۲ کہ قیامت کے

دن وحوش یعنی جانور اُٹھائے جائیں گے۔ مسلمانو اگر اس اُمت کے بدکردار لوگوں کی دُنیا میں شکلیں تبدیل نہیں ہوتیں تو یہ تو جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فیضِ کرم ہے۔ وگرنہ اس اُمت کی بدکرداریاں پہلی اُمتوں سے کہیں زیادہ ہیں سُنو عمر بن عبدالعزیز کہتے ہیں کہ اگر دُنیا کی تمام قومیں خباثت کا مقابلہ کریں اور اپنے اپنے سارے خبیث لے آئیں تو ہم تنہا حجاج کو پیش کر کے ان پر بازی لے جا سکتے ہیں۔ حضرت عبداللہ ابن مسعود کو وہ سردار منافقین کہتا تھا اس کا قول تھا کہ اگر ابن مسعود مجھے مل جائے تو میں اُن کے خُون سے زمین کی پیاس بجھاتا۔ اس نے اعلان کیا تھا کہ ابن مسعود کی قراءت پر کوئی شخص قرآن پڑھے گا تو میں اس کی گردن مار دوں گا اور مصحف میں سے اس قراءت کو اگر سُور کی ہڈی سے بھی چھیلنا پڑے تو چھیل دوں گا۔ اس نے حضرت انس بن مالک اور سہل بن سعد ساعدی جیسے بزرگوں کو گالیاں دیں اور ان کی گردنوں پر مہریں لگائیں۔ اُس نے حضرت عبداللہ ابن عمر کو قتل کی دھمکی دی۔ وہ اعلانیہ کہتا تھا کہ اگر میں لوگوں کو مسجد کے ایک دروازے سے نکلنے کا حکم دوں اور وہ دوسرے دروازے سے نکلیں تو میرے لیے اُن کا خون حلال ہے اس کے زمانہ میں جو لوگ قید کی حالت میں کسی عدالتی فیصلے کے بغیر قتل کیئے گئے ان کی تعداد ایک لاکھ بیس ہزار بتائی جاتی ہے۔ جب وہ مرا تو اس کے قید خانوں میں اسی ہزار بے قصور انسان کسی مقصد اور کسی عدالتی فیصلہ کے بغیر سڑ رہے تھے خلافت ملوکیت ص۱۸۶ یہ ایک خبیث کی نشاندہی کرائی گئی ہے۔ ایسے خبیث لعین بنی امیہ میں آپ کو وافر مل جائیں گے۔ مسلمانو یقیناً اس اُمت پر بھی عذاب نازل ہو جاتا مگر مصطفےٰ کے طفیل یہ اُمت عذاب سے محفوظ رہی ہے۔ قرآن وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ پارہ ۹ رکوع ۱۸ میرے حبیب آپ کی عظمت کی ہمیں پاسداری ہے کہ ہم اُن میں عذاب نازل نہیں کرتے اس اُمت کا مسخ نہ ہونا اس اُمت کا کمال نہیں بلکہ آمنہ کے لال کے طفیل دنیا میں درگزر کیا گیا ہے۔ ایک ہندو مسلمانوں سے کہتا ہے رباعی۔

میں ہندو ہو کے بھی قاتل نہیں ہوں — نبی کی آل کو شکوہ نہیں ہے
میرے ماتھے کی سُرخی پہ نہ جاؤ — تلک ہے خون کا دھبہ نہیں ہے

جس آیت کو عنوان تقریر قرار دیا ہے اللہ تعالےٰ نے اس میں ایمان کی حقیقت کو بیان فرمایا ہے کیونکہ حضورؐ کے پاس آکر کچھ لوگ اپنے مومن ہونے کا دعوےٰ کرتے تھے تو قدرت نے انہیں تنبیہ کی ہے کہ تم مومن نہ کہلایا کرو بلکہ مسلمان کہلایا کرو تو ثابت ہوا کہ مومن کہلانا اور بات ہے اور مومن ہونا اور بات ہے۔ سُنو ہماری نگاہ میں جو کسی مومن کے گھر میں پیدا ہوا وہ انسان مومن ہے۔ اور دوسرا وہ مومن ہے کہ پہلے کافر تھا اس نے کلمہ پڑھا ہم نے اسے مومن سمجھا۔ تو میں ان دونوں قسموں کی قدرے وضاحت کرتا ہوں تاکہ مومن کی حقیقت کا پتہ چل جائے۔ پہلی قسم کہ جو کسی مومن کے ہاں پیدا ہوا تو ہم اسے مومن سمجھتے ہیں۔ ارے مومن کے گھر میں کیا اولی العزم نبی کے گھر میں پلنے والا نہ مومن بن سکا۔ حضرت نوحؑ کا بیٹا کنعان نبی کے پاک گھر نبی کی پاک خوراک نبی کی پاک صحبت۔ نبی کی پاک کلام یعنی کنعان پاک ماحول میں پلا مگر نکلا پلید۔ ہاں یہ درست ہے کہ یہ کم بخت حضرت نوح علیہ السلام کا صلبی بیٹا نہ تھا بلکہ یہ حضرت کی بیوی کا سابقہ شوہر سے بیٹا تھا۔ حاشیہ حیات القلوب جلد ۱ صفحہ ۲۷۲ مگر آج جو مولوی تقریر کے لئے کھڑا ہوتا ہے کہتا ہے کہ حضرت نوحؑ کا بیٹا۔ کافر نوحؑ کا بیٹا کافر۔ لو بیٹا کسی کا اور بدنام کوئی ہوتا ہے اللہ تعالےٰ نے اس کے بعد فیصلہ ہی کر دیا کہ آئندہ ایسی بیوی کو بیٹا ہی نہیں دوں گا۔ کہ خواہ مخواہ میرا نبی بدنام ہوتا ہے۔ یہ کوئی نہیں کہتا کہ نوحؑ کی بیوی کا بیٹا کافر۔ ہاں ہاں یہ درست ہے کہ نبی کا بیٹا کافر ہو سکتا ہے جیسے حضرت آدمؑ کا بیٹا قابیل لعنتی ہے۔ مگر کنعان کے بارے میں اختلاف ہے کہ یہ نوحؑ کا بیٹا ہے یا کہ نوحؑ کی بیوی رابعہ کا سابقہ شوہر سے بیٹا ہے۔ تاریخ اسلام جلد ۱ صفحہ ۱۵۵ حضرت نوحؑ نے نو صد پچاس سال تبلیغ میں گزارے قرآن وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰی قَوْمِهٖ فَلَبِثَ فِيْهِمْ اَلْفَ سَنَةٍ

إِلَّا خَمْسِيْنَ عَامًا ط پارہ ۲۰ رکوع ۱۲ اور تحقیق بھیجا ہم نے نوح کو اس کی قوم کی طرف اور وہ ان میں نوسو پچاس برس رہا۔ کیوں مسلما تو حضرت نوح کی عمر کے بارے میں کیا فتوے صادر کروگے اگر اللہ تعالے ایک نبی کو ہزار سال کی زندگی دے سکتا ہے تو کیا وہ اللہ۔ کسی نبی کے وصی کو اتنی عمر عطا نہیں کر سکتا تو بس جس اللہ نے حضرت نوح کو نوسو پچاس سال زندگی عطا کی اسی اللہ نے میرے بارویں امام کو زندہ رکھا ہے ۔ ارے تم نے تو عوج بن عنق کی عمر تین ہزار چھ سو سال بیان کی ہے قصص الانبیاء صفحہ ۲۷ مسلمان مانتے تو ایک کافر کی عمر ساڑھے تین ہزار سال مان لے اور یہ انکار کرنے پے آجائے تو امام زمانہ سے کر جائے۔ ہاں میں عرض کر رہا تھا کہ حضرت نوح نے قوم کو توحید کا پیغام پہنچایا مگر قوم نے نہ مانا آخر تنگ آکر نبی نے بدعا کر دی رَبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْأَرْضِ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ دَيَّارًا پارہ ۲۹ رکوع ۱۰ میرے اللہ کافروں میں سے زمین پر رہنے والا ایک بھی نہ چھوڑو۔ اِنَّكَ اِنْ تَذَرْهُمْ يُضِلُّوْا عِبَادَكَ اگر تو نے کافروں کو چھوڑ دیا تو وہ تیرے بندوں کو گمراہ کریں گے۔ وَلَا يَلِدُوْٓا اِلَّا فَاجِرًا كَفَّارًا پارہ ۲۹ رکوع ۱۰ اور نہیں پیدا ہوں گے مگر بدکار کافر فرماؤ مسلما تو حضرت نوح کیا فرما رہے ہیں کہ میرے اللہ کوئی پیدا نہیں ہونے والا بس جو بھی پیدا ہوگا وہ کافر ہی ہوگا فرمادیں کیا یہ غائب کی خبر نہیں ہے ارے کچھ بچے ماؤں کی گودیں ہیں کچھ ماؤں کے بطنوں میں کچھ باپوں کی پشتوں میں کچھ عالم ارواح میں تو یہ غائب کی خبر کیسی ماننا پڑے گا کہ حضرت نوح کی نگاہ تمام عورتوں کی گودوں کے بچوں پر بھی تھی۔ تمام عورتوں کے بطنوں پر بھی تھی۔ تمام مردوں کی پشتوں پر بھی تھی اور عالم ارواح پر بھی حضرت نوح کی نگاہ تھی اور قدرت کے عطا کئے ہوئے علم سے فیصلہ دے رہے تھے کہ پالنے والے کر دے انہیں تباہ اب مومن کوئی نہیں پیدا ہونے والا جو بھی ہوگا وہ کافر ہی ہوگا۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت نوح سینکڑوں سال تک پتھر کھاتے رہے مصیبتیں برداشت کرتے رہے کہ میری بددعا میں آکر کوئی مومن ہلاک نہ ہو جائے ثابت ہوا کہ معصوم خود تو مصیبت

برداشت کرتا ہے۔ مگر مومن کی حفاظت کی جاتی ہے روایت میں ہے کہ ایک بار جنگ میں حضرت علیؑ نے ایک سو دشمن خدا قتل کئے اور مالک رضؓ اشتر نے ننانوے یعنی ایک کم سو دشمن مارے اس پر مالک رضؓ اشتر کے دل میں خیال آیا کہ اگر ایک کافر اور قتل کر لیتا تو آج مولا علیؑ کے برابر میری بھی شجاعت ہو جاتی۔ بس ایک کی کمی رہ گئی لکھا ہے کہ مولا علیؑ نے مالک رضؓ کو آواز دی۔ جب حاضر ہوا تو فرمایا مالک رضؓ میری بیعت کر عرض کی مولا پہلے جو بیعت کر چکا فرمایا نہیں تو کفر رہا ہے۔ کہ امام کا مقابلہ سُن مالک رضؓ جن کو میں نے قتل کیا ان کی قیامت تک کی پشتوں پر نگاہ ڈال کر تلوار چلائی۔ کہ کوئی مومن تلوار کی نذر نہ ہو جائے اور جن کو تُو نے قتل کیا بس تیری نگاہ تو صرف اپنے مقابل پر تھی اور علیؑ کی نگاہ دشمن کی قیامت تک نسل پر تھی۔ اسی طرح کا ایک واقعہ اور سماعت فرماویں کبریت احمر میں ہے کہ ایک آدمی نے شام میں حضرت سجادؑ سے عرض کی کہ قیدی اس کی کیا وجہ ہے کہ میں نے کربلا کے میدان میں آپ کے باپ کو دیکھا کہ وہ جنگ کے دوران اپنی تلوار کو بچا بچا کے چلاتے تھے دو آدمی قتل کئے تین چھوڑ دیئے۔ چار قتل کئے دو چھوڑ دیئے یہاں تک کہ ایک آدمی نے حسینؑ کو تیر مارا حسینؑ نے تیر نکال کر اس کی طرف سے مُنہ پھیر لیا حالانکہ دشمن زد میں تھا امام نے فرمایا کہ میرا باپ ہر اس کو قتل نہیں کرتا تھا کہ جس کی پشت سے کوئی مومن پیدا ہونے والا ہوتا فرمایا کہ جس کو میرے باپ نے چھوڑ دیا تھا اس کی آئندہ نسل سے ایک شیعہ پیدا ہونے والا تھا۔ ریاض المصائب ص۲۰ روایت میں ہے کہ حضرت نوحؑ نے نو سو پچاس برس کی تبلیغ میں۔ اسی آدمی مسلمان کئے۔ خیر حضرت نوحؑ نے اسی تو کر لئے حضرت موسیٰؑ کا تو معاملہ بالکل صاف ہے خود حضرت موسیٰؑ فرماتے ہیں۔ رَبِّ اِنِّیْ لَآ اَمْلِكُ اِلَّا نَفْسِیْ وَاَخِیْ فَافْرُقْ بَیْنَنَا وَبَیْنَ الْقَوْمِ الْفٰسِقِیْنَ پارہ ۶ رکوع ۸ اے میرے اللہ بس میں اور میرا بھائی رہ گئے ہم میں اور فاسقین میں جدائی ڈال دے۔ کیوں مسلمانو حضرت موسیٰؑ کے بارے میں کیا خیال ہے۔ حضرت

نوحؑ اور حضرت موسیٰ اولی العزم صاحب شریعت نبی ہیں مگر تبلیغ کا نتیجہ ان کی اپنی زبان میں صفر ہی نظر آتا ہے۔ بس اب تو ملوانو کو چاہیئے کہ اللہ تعالےٰ کو مشورہ دیں کہ ان نبیوں کو نبوت سے معزول کر دے اور ان کی جگہ یزیدؔ کو نبی بنا دے کہ اُس نے کئی ملک فتح کئے اور بہت بڑی سلطنت کا مالک بھی تھا۔ آواز آئے گی ایسا تصوّر بھی کیا تو کافر ہو جاؤ گے ہم کثرت کو نہیں دیکھتے بلکہ ہم نور نبوت اور عصمت کو دیکھتے ہیں۔ نبی نبی ہے چاہے کوئی اس کی مانے یا نہ مانے اور یزیدؔ یزیدؔ ہے چاہے ساری دُنیا کا مالک بن بیٹھے۔ آگے چلو روایت میں ہے کہ حضرت نوحؑ کا نام عبدالغفار تھا۔ نوحہ کی کثرت کی وجہ سے نام نوح اللہ نے رکھ دیا۔ حیات القلوب جلد ۱ صـ۱۵۸ میرے بھائیوں کی کتاب قصص الانبیاء صـ۴۳ پر ہے کہ آپ کا نام شکر تھا بعدہٗ نام نوحؑ ہوا اس واسطے کہ اپنی قوم پر بہت نوحہ کرتے تھے۔ بہر حال ثابت ہوا کہ نوحہ کرنا انبیاء کی سنت ہے اگر نہیں تو حضرت نوحؑ پر کفر کا فتویٰ صادر کرو۔ لکھا ہے کہ جب نوحؑ تبلیغ کرتے کرتے اور اذیتیں اُٹھاتے اُٹھاتے تنگ آگئے تو قدرت نے فرمایا وَاصۡنَعِ الۡفُلۡكَ بِاَعۡيُنِنَا وَوَحۡيِنَا پارہ ۱۲ رکوع ۴ فرمایا نوحؑ کشتی بنا لوگوں کی آنکھوں کے سامنے بنا ہماری وحی سے بنا۔ معلوم ہوا کہ نجات کی کشتی ہمیشہ میدانوں میں لوگوں کے سامنے بنا کرتی ہیں سقیفائی اڈوں پر نجات کی کشتی نہیں بنا کرتی۔ اِدھر حضرت نوحؑ کشتی بناتے تھے اُدھر لوگ دیکھ کر مذاق کرتے کہ پانی دریاؤں میں نہیں ملتا اور یہ میدانوں میں کشتی چلانے کی فکر کر رہا ہے۔ حضرت نوحؑ نے عرض کی پالنے والے یہ لوگ مجھے پاگل کہتے ہیں آواز آئی نوحؑ صبر کر معصوم کے ذہن پر حملہ کرنا بے دینوں کی پرانی عادت ہے تو کشتی بن گئی۔ کشتی کیا بنی جہاز بن گیا۔ کشتی کی لمبائی بارہ سو ہاتھ چوڑائی آٹھ سو ہاتھ اُونچائی اسّی ہاتھ حیات القلوب جلد ۱ صـ۱۶۵ میرے بزرگوں نے کشتی کا طول ہزار گز اور عرض چار سو گز لکھا ہے۔ قصص الانبیاء صـ۴۵ اس کے بعد قدرت کا حکم ہوا اے نوحؑ آواز دے جس کا

جی چاہے کشتی پر سوار ہو جائے جو چڑھ جائے گا بچ جائے گا اور جو رہ جائے گا غرق ہو جائے گا۔ نبی کی آواز سُن کے خوش نصیب کشتی پہ چڑھ گئے اور بدبخت پہاڑوں پر چڑھنے کی فکر کرنے لگے۔ حَتّٰٓی اِذَا جَآءَ اَمْرُنَا وَفَارَ التَّنُّوْرُ جب ہمارا حکم آیا تو تنور سے پانی نکلا۔ کہتے ہیں کہ حضرت نوحؑ کی بیوی کنعان کی ماں رابعہ اس تنور پر روٹیاں لگا رہی تھی اور عورتوں سے یہ باتیں کر رہی تھی کہ میرا خاوند پاگل ہو گیا ہے لاکھ سمجھاتی ہوں مگر اس کا دماغ کام ہی نہیں کرتا بھلا میدانوں میں کشتیاں بھی تیرا کرتی ہیں اس بات کو حضرت نوحؑ نے سُنا تو پکار اُٹھے قرآن فَدَعَا رَبَّهٗٓ اَنِّیْ مَغْلُوْبٌ فَانْتَصِرْ پارہ ۲۷ رکوع ۸ پس اُس نے پکارا اپنے رب کو کہ پالنے والے میں دب گیا ہوں پس میری مدد کر۔ قدرت نے اُسی تنور سے پانی کی ابتدا کی بس عورتیں حیران ہی تھیں کہ قدرت نے زمین کا سینہ چاک کر دیا اور آسمانوں کے دروازے کھول دیئے سقود نیا ڈوبنے لگی کشتی تیرنے لگی حضرت نوحؑ کی بیوی اور کنعان بیٹا پہاڑ کی طرف جانے کو تیار ہوئے۔ قرآن یٰبُنَیَّ ارْكَبْ مَّعَنَا وَلَا تَكُنْ مَّعَ الْكٰفِرِيْنَ پارہ ۱۲ رکوع ۴ فرمایا نوحؑ نے اے میرے بیٹے آ ہمارے ساتھ کشتی پر سوار ہو جا اور کافروں کے ساتھ نہ ہو۔ معلوم ہوا کنعانؑ پہلے کافر نہ تھا بلکہ اب کافر بن رہا ہے ثابت ہوا کہ کافر وہ ہوتا ہے جو نجات کی کشتی سے انکار کرے کنعان نے جواب دیا۔ قَالَ سَاٰوِیْٓ اِلٰی جَبَلٍ یَّعْصِمُنِیْ مِنَ الْمَآءِ پارہ ۱۲ رکوع ۴ کہا کہ میں پہاڑ پر چڑھ جاؤں گا۔ وہ مجھے پانی سے بچائے گا قابل غور یہ امر ہے کہ کشتی سے پہلے حضرت نوحؑ کی بیوی رابعہ اور بیٹا کنعان نبی کی اُمت سے تعظیم کرواتے رہے کہ جب کبھی صاحبزادہ بازار سے گزرتا ہو گا تو یقیناً اُمت کے لوگ تعظیم کے لئے کھڑے ہوتے ہوں گے۔ اسی طرح جب کبھی حضور کی بیوی اُمت کی عورتوں کے پاس آتی ہو گی تو اُمت کی عورتیں دست بستہ کھڑی ہوتی ہوں گی تو یہ تعظیم نسبت نبوت سے ہوتی رہی یہ ان کا حق تھا

تھا بلکہ پیغمبر کی وجہ سے ان کی تعظیم ہوتی تھی اور جب کشتئ نجات کا اعلان ہو تو معاملہ نکھر کر اُمت کے سامنے آگیا اب حق حق ہوگیا اور باطل باطل ہوگیا اسی لئے ہمارے مولا نے فرمایا۔ عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ اَنَّہٗ قَالَ وَھُوَ اٰخِذٌ بِبَابِ الْکَعْبَۃِ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وسلم یَقُوْلُ اَلَا اِنَّ مَثَلَ اَھْلِبَیْتِیْ فِیْکُمْ مَثَلُ سَفِیْنَۃِ نُوْحٍ مَنْ رَکِبَھَا نَجَا وَمَنْ تَخَلَّفَ عَنْھَا ھَلَکَ مشکوٰۃ شریف جلد ۳ ص ۲۸۱ حضرت ابوذرؓ نے کعبہ کے دروازے کو پکڑ کر بیان کیا کہ میں نے نبی کریمؐ کو فرماتے ہوئے سُنا ہے فرمایا آگاہ ہو کر میرے اہلبیت تمہارے لئے نوحؑ کی کشتی کی مانند ہیں جو شخص کشتی میں سوار ہوا اس نے نجات پائی اور جو کشتی میں سوار ہونے سے رہ گیا وہ ہلاک ہوگیا۔ بس نبی بُلاتے رہے اور ماں بیٹا پہاڑ کی طرف بھاگتے رہے۔ یہ دونوں ماں بیٹا پہاڑ پر چڑھ گئے مگر پانی نے پیچھے پہاڑ پر ان کو جا گھیرا میں نے کہا پانی حیا کر نبی کی بیوی نبی کا صاحبزادہ۔ کُتّے کا منہ نہ سہی مالک کا منہ ہی لوگ کہتے کہ مجنوں لیلیٰ کی گلی کے کُتّے کے قدم چومتے تھے کہ لیلیٰ کی گلی کا کُتا ہے میں کہتا ہوں کہ اگر مجنوں کو علم ہو جائے کہ یہ کُتا لیلیٰ کو کاٹ کر آرہا ہے پھر بھی اس کُتّے کے قدم چومے گا۔ اب جو نوحؑ نے بیوی اور بیٹے کی حالت دیکھی تو عرض کی قَالَ رَبِّ اِنَّ ابْنِیْ مِنْ اَھْلِیْ میرے اللہ یہ تو میرے اہل سے ہے حکم ہوا لَیْسَ مِنْ اَھْلِکَ نوحؑ یہ تیرا اہل نہیں بلکہ کشتی کا منکر ہے مسلما تو جب نبی کا رشتہ دار کشتی کا منکر ہو کر اہل سے خارج ہوگیا تو بمبئی رشتہ داروں کی کیا وقعت رہ گئی۔ وَحَالَ بَیْنَھُمَا الْمَوْجُ فَکَانَ مِنَ الْمُغْرَقِیْنَ پارہ ۱۲ رکوع ۴ بس حائل ہوگئی ان دونوں کے درمیان موج اور وہ ڈوب گیا۔ حیات القلوب جلد ۱ ص ۱۸۰ پر ہے کہ حضرت نوحؑ کی ایک بیوی حضرت عمورہ جو

حضرت سام کی ماں تھی اور راعلہ جو غرق ہوگئی یہ کنعان کی ماں تھی مسلما تو جب نبی کے گھر میں رہنے والا نجات کی کشتی کے بغیر مومن نہ بن سکا تو آج کا مُلاں کس طرح

کشتی نجات سے انحراف کرکے مومن بن جائے گا۔ پس مومن وہ ہوگا کہ جس کے ایک ہاتھ میں دامن قرآن ہوگا اور دوسرے ہاتھ میں دامن اہلبیت ہوگا کہ جن کو نبی اکرمؐ نے کشتی نجات مقرر فرمایا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہم محبان حیدرؑ کرار اہلبیت اور قرآن ہی کو دروازۂ نجات مانتے ہیں۔ مہتابؔ کے اشعار سنیں۔ نظم۔

مئے ولائے علی ہے کافی شراب ہم لے کے کیا کریں گے
حسینؑ کے غم سے دل ہے بریاں کباب ہم لے کے کیا کریں گے

اگر ملے قبر کربلا میں تو زندگی سے ہے موت افضل
یہ چند روزوں کی زیست مثل حباب ہم لے کے کیا کرینگے

حبیبؓ احوال شہ کا سنتے ہی چل پڑے بازار سے یہ کہہ کر
کہ ریش خوں میں رنگیں گے جا کر خضاب ہم لے کے کیا کرینگے

ہوئے روانہ پائے شہادت تو سوچا اکبرؑ نے سب سے پہلے
ضعیف بابا شہید ہو تو شباب ہم لے کے کیا کریں گے

کہے گا محشر میں رب اکبر زبان قدرت سے اے فرشتو
محب آل رسولؐ ہیں یہ عذاب ہم لے کے کیا کریں گے

جہاں میں مہتاب بھائی مولا علی مشہور ہو چکے ہیں
تو اس سے بڑھ کر بھلا کسی سے خطاب ہم لے کے کیا کرینگے

(مہتاب)

صلوٰۃ۔ پہلی مثال عرض کر چکا کہ کسی نبی یا ولی یا مومن کے گھر میں پیدا ہونے والا مومن نہیں بن سکتا بلکہ مومن ہونے کے لئے کشتی نجات کی ضرورت ہے۔ اب دوسری مثال سنو کہ کلمہ پڑھ کر کوئی مومن بنتا ہے تو اس کے لئے بھی میں قرآن ہی کا سہارا لیتا ہوں۔ لو ایک سب سے بڑے نمازی کی قرآن سے کہانی سن لو قدرت نے حکم دیا۔ فَاِذَا سَوَّیْتُهٗ وَ نَفَخْتُ فِیْهِ مِنْ رُّوْحِیْ فَقَعُوْا لَهٗ سٰجِدِیْنَ پارہ ۲۳ رکوع ۱۴ فرمایا کہ جب میں اُسے درست کر لوں اور اس میں روح پھونک دوں تو اُسے سجدہ کرنا۔ حضرت امیر المومنینؑ فرماتے ہیں کہ آدمؑ کو سجدہ نجف اشرف کی زمین پر کیا گیا۔ حیات القلوب جلد ۱ صفحہ ۳۰ تو جب فرشتوں کو سجدے کرنے کا حکم ہوا تو فَسَجَدَ الْمَلٰٓئِكَةُ كُلُّهُمْ اَجْمَعُوْنَ اِلَّآ اِبْلِیْسَ ط پس تمام فرشتوں نے حضرت آدمؑ کو سجدہ کیا مگر ابلیسؔ نے نہ کیا۔ قدرت نے ابلیسؔ

کے سجدہ نہ کرنے کی وجہ بیان کی ہے۔ فرمایا۔ اِسْتَکْبَرَ وَکَانَ مِنَ الْکٰفِرِیْنَ ؁ کہ ابلیسؑ نے اس لئے تکبر کیا کہ وہ کافروں میں سے تھا۔ سنو کان صیغہ ماضی ہے آج ابلیسؑ کافر نہیں ہے بلکہ آج تو نمازی ہے۔ پرہیزگار ہے۔ متقی ہے۔ اُستاد ملائکہ ہے۔ نوری محفل میں ہزاروں برس رہ کر عبادت کر چکا ہے۔ یہ پہلے زمانے میں کافر رہ چکا ہے سنو ابلیسؑ پہلے کافر تھا پھر مسلمان ہوا اور ترقی کر کے فرشتوں کی محفل میں جا بیٹھا۔ تو اللہ نے فرمایا کہ سجدہ سے ابلیسؑ نے اس لئے انکار کیا کہ یہ پہلے کافر رہ چکا ہے۔ معلوم ہوا کہ خلیفۂ حق سے وہی انکار کرتا ہے جو پہلے کافر رہ چکا ہو کیوں مسلمانو خالق کائنات تو جانتا تھا کہ اس بدبخت نے حضرت آدمؑ کو سجدہ نہیں کرنا اور یہ ملعون ہو کر نکلا جائے گا تو پھر اسے اتنا قریب کیوں کیا گیا لوگ کہتے ہیں کہ مصطفٰےؐ نے منافقین کو اپنی محفل میں کیوں بٹھائے رکھا تو جو جواب خدا تعالٰے کی بارگاہ سے ملے گا تو وہی جواب پیغمبر کی بارگاہ سے لے لینا۔ ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ ابلیسؑ تو جن ہے قرآن کَانَ مِنَ الْجِنِّ پارہ ۱۵ رکوع ۱۹ کہ تھا وہ جنوں میں سے تو اللہ نے ملائکہ کو حکم دیا تھا سجدے کا نہ کہ جنوں کو جواباً عرض ہے کہ خدا نے تمام ملائکہ کو سجدے کا حکم دیا تو ملک کا معنی صرف فرشتہ ہی نہیں بلکہ ملک کا ایک معنی طاقت بھی ہے دیکھو المنجد ص ۱۲۲۸ تو اللہ تعالٰے نے تمام طاقتوں کو حکم دیا تھا کہ آدمؑ کو سجدہ کرو ان میں یہ ابلیسؑ جو جن تھا یہ بھی ایک طاقت تھی قدرت نے فرمایا۔ یٰاِبْلِیْسُ مَا مَنَعَکَ اَنْ تَسْجُدَ لِمَا خَلَقْتُ بِیَدَیَّ ؕ فرمایا اے ابلیسؑ کس نے تجھے منع کیا کہ تو نے اس کو سجدہ نہیں کیا کہ جس کو ہم نے دونوں ہاتھوں سے بنایا۔ فرماؤ مسلمانو کیا اللہ تعالٰے کے ہاتھ ہیں اگر اللہ کے ہاتھ ہیں تو اللہ کیا ہوا پھر تو اچھا خاصہ مولوی صاحب ہوگا اور اگر خالق ہاتھ پاؤں آنکھ کان ناک سے مبرہ اور منزہ ہے تو قرآن میں ہے کہ ہم نے آدمؑ کو دونوں ہاتھوں سے بنایا اس کے کیا معنی ہوئے ماننا پڑے گا کہ کوئی دو ہاتھ تھے کہ جن سے آدمؑ کا پتلا تیار کرایا گیا اور انہیں ہاتھوں کو خالق کائنات نے یداللہ فرمایا ہے۔ اگر بیت اللہ خدا کا گھر کہلا سکتا ہے تو وارث

بیت اللہ کے ہاتھ یدُاللہ کیوں نہیں کہلا سکتے۔ یہی وجہ ہے کہ میرے مولا فرماتے ہیں۔ خَمَّرتُ طِینَتَ آدَمَ بِیَدَیَّ اَربَعِینَ صَبَاحًا کوکب دری صہ۳۵ مقدمہ سید محمد سبطین فرمایا ہم نے اپنے ہاتھوں سے چالیس دن میں آدمؑ کے جسد کو خمیر کر کے تیار کیا خالق نے ابلیس سے فرمایا۔ اَستَکبَرتَ اَم کُنتَ مِنَ العَالِینَ پارہ ۲۳ رکوع ۱۴ اے مردود ابلیسؑ بتا تو نے تکبر کیا ہے یا تو اپنے کو عالین سے سمجھتا ہے۔ حضرت ابوسعیدؓ خدری نے رسولخداؐ سے عرض کی کہ یا رسول اللہ عالین کون لوگ تھے کہ جن کو حضرت آدمؑ کے سجدے کرنے کا حکم نہ تھا فرمایا ایک میں دوسرا علیؑ۔ تیسری فاطمہؑ چوتھا حسنؑ اور پانچواں حسینؑ ہم یہ پانچ تھے جن کو اللہ تعالےٰ نے عالین فرمایا ہے۔ حقائق الوسائط صہ۲۴۵ بحوالہ بحار الانوار۔ ابلیسؑ نے بارگاہ الٰہی میں عرض کیا کہ پالنے والے میں عالین سے تو نہیں ہوں مگر اَنَا خَیرٌ مِّنہُ کہ میں افضل ہوں اور اس کی دلیل یہ ہے کہ خَلَقتَنِی مِن نَّارٍ وَّ خَلَقتَہٗ مِن طِینٍ کہ تو نے مجھے آگ سے پیدا کیا ہے اور اسے مٹی سے پیدا فرمایا ہے۔ اور آگ مٹی سے افضل ہے۔ ابلیسؑ کی بدیانتی دیکھو کہ کہہ رہا ہے کہ آدمؑ مٹی سے پیدا ہوا ہے حالانکہ مٹی۔ پانی۔ آگ۔ ہوا۔ ان چار چیزوں سے آدمؑ پیدا ہوا ہے۔ مگر ابلیسؑ صرف مٹی پر اعتراض کر رہا ہے۔ آگ۔ پانی۔ ہوا تینوں خائن ہیں۔ جو چیز آگ کے حوالے کی جائے تو آگ اُسے جلا دے۔ جو چیز پانی کے حوالے کی جائے تو وہ بہا کرلے جائے اور جو چیز ہوا کے حوالے کی جائے تو وہ اُڑا دے اور اگر مٹی کے حوالے دانے کو کریں تو امین اتنی کہ ایک کے ستر کر کے واپس کرے۔ معلوم ہوا کہ ان تین خائنوں کی حمایت کرنا ابلیسی فعل ہے۔ ابلیسؑ کے اس جواب کو سُن کر توحید کو جلال آگیا فرمایا ملعون میرے خلیفہ سے افضل ہونے کی کوشش کرنے والے۔ فَاخرُج مِنہَا فَاِنَّکَ رَجِیمٌ وَّ اِنَّ عَلَیکَ لَعنَتِی اِلٰی یَومِ الدِّینِ پارہ ۲۳ رکوع ۱۴ فرمایا نکل یہاں سے بس تو راندا گیا ہے اور تیرے اوپر قیامت تک لعنت پڑتی رہے گی۔ میں نے عرض کی پالنے والے ابلیسؑ نمازی ہے روزہ دار ہے۔ حاجی ہے۔ داڑھی رکھی ہوئی

ہے۔ نوریوں کی محفل بھی اسے ہزاروں سال سے نصیب ہے۔ میرے اللہ تیرا اس نے کیا بگاڑا ہے تیری تو عبادت کرتا ہے پھر لعنتی کیوں ہے آواز آئی پگلے یہ سب کچھ ہے مگر خلیفۂ حق کا مخالف ہے بس لعنتی وہی تو ہوتا ہے جو حق کے خلیفے کا مخالف ہو چاہے کتنی ہی خوبیوں کا مالک کیوں نہ ہو وہ سب مردود کیونکہ حق کے خلیفے کا منکر ہے۔ روایت میں ہے کہ ابلیسؑ نے دو رکعت نماز چار ہزار سال میں ختم کی خدا جانے اس کا کھانا پینا سونا وغیرہ کیسا ہوگا یہ سب مردود کیونکہ خلیفۂ حق کا دشمن ہے۔ حیات القلوب جلد ۱ صہ ۱۸ تفسیر انوار النجف جلد ۲ صہ ۱۰۳ میں نے کہا۔ ابلیسؑ تو مٹی پر سجدے کرنے کا تو عادی ہے۔ اور تیرا اپنا بیان ہے کہ آدمؑ مٹی سے بنا ہے تو پھر مٹی ہی تو ہے کر دے اُسے بھی سجدہ ابلیسؑ نے کہا ہاں صرف مٹی ہوتی تو سجدہ کر دیتا۔ اس میں تو نور آدمؑ بھی ہے اور اگر صرف مٹی ہوتی تو سجدہ ضرور کر دیتا۔ یہی وجہ ہے کہ آج کا مسلمان دنیا کی ہر مٹی پر سجدہ کرنا دین سمجھتا ہے پاکستان ہی بلکہ ہندوستان۔ روس۔ چین۔ امریکہ۔ جاپان۔ برطانیہ ہر ملک کی مٹی پر سجدہ کر سکتا ہے۔ مگر کربلا کی مٹی سے گھبراتا ہے سوال پر جواب دیتا ہے کہ میں مٹی سے نہیں گھبراتا بلکہ اس مٹی میں خون حسینؑ اور نور حسینؑ جو ہے۔ لکھا ہے کہ ابلیسؑ نے بارگاہ الٰہی میں عرض کی کہ پالنے والے مجھ سے آدمؑ کو سجدہ نہ کرواؤ میں تیری ذات کے اتنے سجدے کروں گا کہ تیری ساری مخلوق سے میرے سجدے زیادہ ہوں گے میرے اللہ ساری دنیا کی عبادت ایک طرف اور میں ابلیسؑ کی عبادت ایک طرف حکم ہوا ہم ایسے ملعون کی عبادت کو عبادت ہی نہیں سمجھتے جو ہمارے بنائے ہوئے خلیفہ کی مخالفت میں کی جائے۔ تفسیر انوار النجف جلد ۲ صہ ۱۰۲ ترجمہ مقبول احمد صہ ۳۰۱ کیوں مسلمانو جب اتنا بڑا عابد و زاہد ابلیس حق کی مخالفت کر کے مومن نہ بن سکا تو اور کون ہے کہ جو حق کے خلیفہ کا دشمن ہو کر امیر المومنین بن جائے گا اس واقعہ سے پتہ چلتا ہے کہ فرشتہ مومن بنتا ہے نبی کی تعظیم کر کے اگر جبرائیل حضرت آدمؑ کو سجدہ نہ کرتا تو کیا جبرائیل

کو معاف کر دیا جاتا ہرگز نہیں بلکہ جبرائیل کا بھی وہی حشر ہوتا جو حضرت ابلیس لعین کا ہوا ہے تو جب یہ ثابت ہو گیا کہ فرشتہ مومن بنتا ہے نبی کی تعظیم کر کے تو اب غور کرو کہ نبی کس طرح نبی بنتا ہے۔ تو اس سلسلہ میں بھی قرآن مجید سے ہی رہنمائی حاصل کی جاتی ہے۔ وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ ؕ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰى ذٰلِكُمْ اِصْرِيْ ؕ قَالُوْٓا اَقْرَرْنَا ؕ قَالَ فَاشْهَدُوْا وَاَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ فَمَنْ تَوَلّٰى بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ

پارہ ۳ سورۂ آل عمران رکوع اور جس وقت لیا اللہ نے عہد پیغمبروں سے کہ جو کچھ دوں میں تم کو کتاب سے اور حکمت سے پھر آوے تمہارے پاس رسول تصدیق کرے جو کچھ کہ تم لائے تھے تو تم اس پر ایمان بھی لانا اور اس کی مدد بھی کرنا اور کیا تم نے اقرار کیا اور اس بوجھ کو اٹھانا منظور کیا تو کہا انہوں نے کہ ہم نے اقرار کیا تو کہا کہ پس گواہ رہو اور میں بھی تمہارے ساتھ گواہ ہوں پس جو کوئی اس کے بعد پھر گیا تو وہی فاسق ہو جائے گا۔ مسلمانو یہ واقعہ روز میثاق کا ہے تو کلام مجید کے اس واقعہ سے تو ثابت ہوتا ہے کہ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم روز میثاق کو نبوت کے مالک ہو چکے تھے اور تمام انبیاء سے ان کی نبوت پر ایمان لانے کا عہد لیا جا رہا تھا۔ اور عہد و پیمان کے ساتھ یہ تنبیہ بھی کی جا رہی تھی کہ اگر تم میں سے کسی ایک نے بھی ان کی مدد نہ کی تو نبی کیا بلکہ فاسق ہو جائے گا۔ اب تو فیصلہ آسانی سے ہو سکتا ہے کہ عظمت مصطفےٰ کیا ہے اگر حضور پر نور میدان جنگ میں کسی نبی کو مدد کے لئے پکاریں اور وہ نبی حضور کی مدد نہ کرے تو قرآن مجید کی اس آیت کی رو سے نبی پھر نبی نہ رہے گا بلکہ فاسق ہو جائے گا تو اگر کوئی امتی حضور کو چھوڑ کر بھاگ جائے تو امتی، امتی کیسے رہ جائے گا۔ قابل غور بات یہ ہے کہ

قرآن مجید کی رُو سے تمام انبیاء ہوئے۔ تاجدار رسالت پر ایمان لا کے مومن
تو جب سارے نبی مومن ہیں تو ان مومنین میں سے اب تلاش کر کے بتاؤ۔ کہ
امیر المومنین کون ہونا چاہیئے کلام مجید میں تو اللہ تعالےٰ حضرت آدمؑ سے حضرت
عیسٰےؑ تک تمام انبیاء کو حضور کا اُمتی اور غلام فرما رہا ہے مگر مسلمان فخر سے فرماتے
ہیں کہ صحابہ کرام حضورؐ کے یار تھے۔ سُن لو۔ لکھ لو۔ جناب ختمی المرتبت کا ساری
کائنات میں کوئی یار نہیں۔ آدمؑ۔ نوحؑ۔ خلیلؑ۔ کلیمؑ۔ عیسٰےؑ۔ یہ سب غلام ہیں۔
سُنو چاہے شیعہ حضرات کے مولا علیؑ ہوں یا اہلسنت کے حضرات ابوبکر یہ سب حضور
کے غلام ہیں۔ ارے جیسے نبی اکرمؐ خود فرماتے ہیں۔ یَا عَلِیُّ اَنْتَ مِنِّیْ وَاَنَا مِنْکَ
بخاری شریف جلد ۲ صـ ۲۰۸ اَنَا وَعَلِیٌّ مِّنْ نُّوْرٍ وَّاحِدٍ اسرار المعرفت
صـ ۳۱۲ علیؑ مجھ سے ہے اور میں علیؑ سے ہوں۔ میرا اور علیؑ کا نور ایک ہے۔ جیسے
قرآن کہتا ہے۔ اَنْفُسَنَا وَاَنْفُسَکُمْ پارہ ۳ رکوع ۱۴ وہ علیؑ حضورؐ
کی جوتی کو ٹانکے لگا کر فخر سے کہتا ہے۔ اَنَا عَبْدٌ مِّنْ عَبِیْدِ مُحَمَّدٍ
کہ میں محمدؐ کے غلاموں میں سے ایک غلام ہوں۔ جب علیؑ نہ مصطفےٰ کا یار بن سکا
تو اور کون ہے جو نبیؐ کا یار بن جائے گا۔ بس ساری دُنیا غلام ہے اور حضورؐ انور
سب کے مولا آقا ہیں صلوٰۃ لو اب نتیجہ سُنو۔ اٰمَنَ بِاللّٰہِ وَمَلٰٓئِکَتِہٖ
وَکُتُبِہٖ وَرُسُلِہٖ قف پارہ ۳ رکوع ۸ کہ ایمان لایا ساتھ اللہ کے اور
ملائکہ کے اور کتابوں کے اور رسولوں کے۔ ثابت ہوا کہ انسان مومن بنتا ہے
فرشتوں پر بھی ایمان لانے سے اور فرشتے مومن بنتے ہیں انبیاء پر ایمان لانے
سے اور انبیاء کو نبوت ملتی ہے محمدؐ مصطفےٰ پر ایمان لانے سے اب قرآن سُنو
کہ مصطفےٰ کی نبوت مکمل ہوتی ہے ولایت حیدرؑ کرار کے اعلان کرنے سے قرآن
یٰٓاَیُّہَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَیْکَ مِنْ رَّبِّکَ ط وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ
فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَہٗ ط پارہ ۶ رکوع ۱۴ اے رسول جس کا ہم نے حکم

لیا تھا وہ پہنچا دے اگر تو نے یہ کام نہ کیا تو پھر تو نے رسالت کا کوئی کام ہی نہیں کیا یعنی مسلمانو جب رحمت عالم کی نبوت علیؑ کی ولا کے اعلان کے بغیر مکمل نہ ہوئی تو تیرا ایمان ان کی ولا کے بغیر کیسے مکمل ہو جائے گا پس ولائے علیؑ سے انسان مومن بنتا ہے۔ لوگ کہتے ہیں کہ یہ تو علیؑ کی حد سے زیادہ تعریف ہو گئی میں کہتا ہوں کہ نہ ہم کسی کی تعریف کرتے ہیں اور نہ کسی کی توہین کرتے ہیں جیسے قرآن نے نبی کہا ہم اُسے نبی مانتے ہیں اور جیسے قرآن نے ولی کہا ہم اُسے ولی مانتے ہیں اور جیسے قرآن نے علیؑ کہا ہم اُسے علیؑ مانتے ہیں اور جیسے قرآن نے کچھ نہیں کہا ہم اُسے کچھ نہیں مانتے۔ اللہ اللہ خیر سلّہ ہم سے منوانا ہے تو پہلے خدا کے قرآن سے منواؤ ہم خود بخود مان جائیں گے۔ مسلمانو صرف تخت کی زینت دیکھ کر ہی نہ مان جاؤ کسی کی دینی خدمات پر بھی غور کرو۔ تمہیں تخت پر تو کافی بزرگ نظر آئیں گے مگر جب دین کی کشتی بھنور میں آئی اور یزیدیت کے تھپیڑوں سے ڈوبنے لگی تو کشتی اسلام کو بچانے والا کون تھا۔ اس سوال کا جواب صرف اور صرف یہ ہے کہ حسینؑ ابن علیؑ نظم سنو

اہل عالم کو غم تشنہ دہائی دے گئے ۔ پیاسے اصغرؑ مر گئے اُمت کو پانی دے گئے
آنکھوں سے دریا کو اشکوں کی روانی دے گئے ۔ جو نہ سوکھے گا کبھی پیاسے وہ پانی دے گئے
دین کو اسلام کو ایمان کو قرآن کو ۔ کربلا کے مرنے والے زندگانی دے گئے
حشر تک لہرائے گا اُمت کے کاندھے پر علم ۔ قوم کو عباسؑ یہ قومی نشانی دے گئے
اب تو کیا اسلام کا دل توڑ سکتا ہے حسینؑ ۔ قلب کی ڈھارس کو اکبرؑ کی جوانی دے گئے
یہ ہاتھا ہچکیاں عاشور کو دین رسولؐ ۔ دین کے وارث حیات جاودانی دے گئے

روایت میں ہے کہ گیارہ محرم کو کربلا سے قافلہ قیدیوں کا اشقیاء لے کر چلنے لگے تو جناب سکینہؑ نظر نہ آئی شمر لعین نے دیکھا تو سکینہؑ باپ کی لاش سے لپٹی ہوئی فریاد کر رہی ہے کہ بابا مسلمانوں نے میرے دُر چھین لئے بابا مجھے مسلمانوں نے طمانچے مارے

لکھا ہے کہ جب شمرؑ سکینہؑ کے قریب آیا تو سکینہؑ ڈر کر باپ کی لاش چھوڑ کر علیحدہ ہو گئی اور کہا کہ شمرؑ یہ قیدی جو توسے کے جا رہا ہے یہ کافی نہیں ہیں انہیں لے جا اور مجھے چھوڑ جا شمرؑ نے کہا سکینہؑ تو اس جنگل میں کیا کرے گی فرمایا میں اپنے باپ کی لاش کو دفن کرنے کا یہ بندوبست کروں گی کہ جب تم چلے جاؤ گے میں راستہ پر بیٹھ جاؤں گی جب کوئی قافلہ گذرے گا تو فریاد کروں گی قافلے والو میں تمہارے رسولؐ کی بیٹی ہوں میرا بابا مارا گیا اسے خدا کے لئے دفن کر دو اگر میری کسی نے نہ مانی تو ان بستیوں سے بھیک مانگ کر اپنے باپ کا کفن تیار کروں گی۔ لکھا ہے کہ جب قافلہ روانہ ہوا تو دوسری منزل پر چلتے ہوئے خولی ملعون کے ہاتھوں سے مولا حسین کے سر کا نیزہ زمین میں گڑ گیا کوشش کرنے کے بعد جب نہ چلا تو شمر ملعون نے حضرت سجادؑ سے کہا کہ بتا تیرے باپ کا سر کیوں نہیں چلتا فرمایا ملعون میرے باپ کے سینے پر سونے والی سکینہؑ گر گئی ہے۔ عزادارو ادھر قافلہ رکا ادھر جناب زینبؑ نے اپنے آپ کو اونٹ سے گرا دیا اور سکینہؑ کو لینے چلی۔ کیا دیکھا کہ ایک بی بی سیاہ برقعہ پہنے سکینہؑ کو گود میں لے کر پیار کر رہی ہے۔ جناب زینبؑ نے بی بی سے سکینہؑ کو لیا اور کہا کہ بی بی یہ تیرا احسان ہے میں قیامت کے دن اپنی ماں سے بدلہ لے کر دوں گی۔ عزادارو اتنا کہنا تھا کہ بی بی نے چہرے سے نقاب الٹ کر فرمایا بیٹی زینبؑ تو نے ماں کو کب پہچانا بیٹی میں ہی تیری ماں زہراؑ بس اتنا سننا تھا کہ جناب زینبؑ تڑپ کر ماں کے گلے لگ گئی اور فریاد کرنے لگی اماں میں اجڑ گئی اماں میرے بھائی مارے گئے۔ اماں مسلمانوں نے ہمارے خیام کو آگ لگائی اماں ہماری چادریں اتاری گئیں۔ اماں مسلمانوں نے ہمیں قید کیا۔ مصباح المجالس جلد ۳ ص ۸۳

شعر سہمی ہوئی کانوں کو چھپا لیتی ہے۔ جب سکینہؑ کو مسلمان نظر آتے ہیں۔

الا لعنت اللہ علی القوم الظالمین

آٹھویں مجلس

ہر مسلمان جنت کا خواہشمند ہے ۔ متقیوں کا مقام ۔ انبیاء علیہم السلام کی دعائیں ۔ شعائر اللہ کی تشریح ۔ معاویہ بن یزید کا خطبہ ۔ مقام والدین ۔ فرماں بردار بیٹے کا واقعہ ۔ رضائے مصطفےٰ عبادت ہے ۔ عظمت مصطفےٰ ۔ حدود تعظیم ۔ جناب نبی اکرمؐ کی نگاہ میں جناب بتولؑ کی عظمت ۔ عید کے دن حضرت سید الانبیاء کا حضرت حسینؑ کی سواری بننا ۔ حضرت عمر کی عرض ۔ مصائب ۔ جناب سیدہؑ طاہرہ کا حضرت کی خدمت میں عرض کرنا ۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَمَنْ يُّعَظِّمْ شَعَآئِرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ ٥ پارہ ۱۷
رکوع ۱۱۔ اللہ کے شعائر کی تعظیم کرنا ہی تو دلوں کا تقویٰ ہے۔

مسلمانو جنّت ایک ایسی پیاری شئی ہے کہ ہر فرقہ ہر مذہب بلکہ ہر وہ انسان جس کا روز آخرت پر ایمان ہے جنّت کا خواہشمند نظر آتا ہے۔ یہ دن رات ھو حق کی آوازیں۔ یہ ادائیگیٔ نماز۔ یہ ایک ماہ کے پورے روزے۔ بیت اللہ کا حج رمضان المبارک کی تراویحاں۔ ہر روز اذانوں کی صدائیں۔ اموال کی زکوٰتیں۔ حقوق اللہ اور حقوق عباد کی ادائیگی۔ یہ سب کچھ جنّت کے حصول کی خاطر ہو رہا ہے۔ نیک لوگ تو اپنے اچھے کردار کی بدولت جنّت جانے کی تیاری کر رہے ہیں۔ میرے جیسے گنہگار بھی یقین رکھتے ہیں کہ انشاء اللہ ہم جنّت میں جائیں گے۔ بھائیو یہ دعوٰے کہ ہم جنّت میں جائیں گے کافی نہیں ہے بلکہ دعوٰے کے ساتھ دلیل کا ہونا ضروری ہے۔ اپنے کلام مجید سے دریافت کریں کہ اے کلام خدا تو بتا کے جنّت میں کون جائے گا۔

تو قرآن کی آواز آتی ہے۔ اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِىْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ پارہ ۱۴ رکوع ۴ تحقیق متقی لوگ ہی جنّت میں اور چشموں سے سیراب ہوں گے۔ معلوم ہوا کہ جنّت صرف اور صرف متقیوں کی ملکیت ہو گی۔ عرض کی کہ میرے اللہ ہم نے تیرے قرآن کو حفظ کیا۔ ہر روز تلاوت کرتے ہیں کیا ہم متقی نہ بن سکے ہمارا تو تیرے قرآن سے رشتہ محبّت ہے آواز آئی۔ لَا رَيْبَ فِيْهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ٥ پارہ ۱ رکوع ۱ اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ متقی لوگوں کو ہدایت کرنے والی کتاب ہے۔ غیر متقی چاہے ساری زندگی ہر روز اسے پڑھ کر ختم کرتا رہے اُسے قرآن ہدایت نہیں کرے گا ہاں قرآن ہادی ہے مگر متقیوں کا۔ عرض کی پالنے والے ہم تو پانچ وقت کے نمازی ہیں۔ روزے دار ہیں حاجی ہیں۔ داڑھی ہم نے رکھ چھوڑی ہے۔ کیا یہ ہمارے اعمال ہمیں متقی نہ بنا سکے آواز آئی۔

اِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ ۝ پارہ ۶ رکوع ۹ سوائے اس کے نہیں کہ عمل صرف اور صرف متقیوں کے ہی قبول ہوں گے میں نے عرض کی پالنے والے ہماری عاقبت کا کیا بنے گا آواز آئی۔ اِنَّ الْعَاقِبَةَ لِلْمُتَّقِيْنَ ع پارہ ۱۲ رکوع ۴ یقیناً عاقبت متقی لوگوں کی سنورے گی۔ عرض کی میرے اللہ ہم تیری ہی مخلوق ہیں کیا تیری ذات ہم سے محبت نہیں کرتی فرمایا رزق دینا اور بات ہے اور محبت کرنا اور بات ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ پارہ ۱۰ رکوع ۷ یقیناً اللہ متقیوں سے محبت کرتا ہے۔ عرض کی پالنے والے کیا تیری ذات ہماری ولی نہیں ہے قدرت کی طرف سے اعلان ہوا وَاللّٰهُ وَلِيُّ الْمُتَّقِيْنَ پارہ ۲۵ رکوع ۱۸ اور اللہ صرف متقیوں کا ہی تو ولی ہے۔ جب قدرت کی طرف سے جواب ملا تو آؤ مولائے کائنات حضرت امیرالمومنین سے عرض کریں کہ یا علیؑ ہم تیرے ہیں۔ جہنم کے لئے اور بہترے ہیں۔ یا علیؑ آپ کی ذات والاصفات تو رہبری کرے گی۔ آواز آئی میں تو صرف متقیوں کا ہی تو امام ہوں۔ جس طرح دیگر انبیاء علیہم السلام کی قرآن مجید میں دعائیں تو موجود ہیں میری بھی دعا ہے۔ حضرت آدمؑ کی دعا ہے۔ قَالَا رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا سکتہ وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝ پارہ ۸ رکوع ۹ کہا دونوں نے کہ اے ہمارے رب بخش ہم کو اور رحم کر ہم پر اور اگر نہ معاف کیا تو نے ہم کو تو ہم خسارہ پانے والوں سے ہو جائیں گے۔ حضرت نوحؑ کی دعا ہے۔ رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَلِمَنْ دَخَلَ بَيْتِيَ مُؤْمِنًا وَّلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ط پارہ ۲۹ رکوع ۱۰ اے رب میرے بخش مجھ کو اور میرے ماں باپ کو اور جو مومن میرے گھر میں داخل ہوا اور مومنین مردوں اور مومن عورتوں کو۔ جناب ابراہیمؑ کی دعا ہے۔ رَبِّ اجْعَلْنِيْ مُقِيْمَ الصَّلٰوةِ وَمِنْ ذُرِّيَّتِيْ صلے رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَآءِ رَبَّنَا اغْفِرْ لِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ يَوْمَ يَقُوْمُ الْحِسَابُ ع پارہ ۱۳ رکوع ۱۸ اے

رب میرے کر مجھ کو قائم کرنے والا نماز کا اور اولاد میری سے اے رب میرے قبول کر دعا میری اے رب ہمارے بخش مجھ کو اور ماں باپ میرے کو اور سب ایمان والوں کو روز حساب کے دن۔ حضرت موسیٰؑ کی دعا۔ قَالَ رَبِّ اشْرَحْ لِيْ صَدْرِيْ ۙ وَيَسِّرْ لِيْٓ اَمْرِيْ ۙ وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّنْ لِّسَانِيْ ۙ يَفْقَهُوْا قَوْلِيْ ۠ وَاجْعَلْ لِّيْ وَزِيْرًا مِّنْ اَهْلِيْ ۙ هٰرُوْنَ اَخِي ۙ پارہ ۱۶ رکوع ۱۱ میرے رب میرا سینہ کھول دے اور آسان کر واسطے میرے کام میرا اور میری زبان کی گرہ کھول دے تاکہ میری بات کو لوگ سمجھیں اور کر واسطے میرے وزیر اہل میرے سے ہارونؑ بھائی میرا۔ حضرت یونسؑ کی دعا تھی قرآن۔ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ ڰ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ۚ پارہ ۱۷ رکوع ۶ نہیں کوئی معبود مگر تیری ذات پاک ہے تجھ کو تحقیق میں تھا ظالموں سے۔ حضرت سلیمانؑ کی دعا۔ رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَهَبْ لِيْ مُلْكًا پارہ ۲۳ رکوع ۱۲ اے میرے اللہ مجھے بخش دے اور مجھے ملک عطا کر۔ حضرت ایوبؑ کی دعا ہے۔ وَاَيُّوْبَ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗٓ اَنِّيْ مَسَّنِيَ الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ ۚ پارہ ۱۷ رکوع ۶ اور پکارا ایوبؑ نے اپنے رب کو کہ تحقیق مجھ کو پہنچی ہے ایذا بس تو ہی رحم کرنے والا مہربان ہے۔ حضرت زکریاؑ کی دعا۔ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗ رَبِّ لَا تَذَرْنِيْ فَرْدًا وَّاَنْتَ خَيْرُ الْوٰرِثِيْنَ ۚ پارہ ۱۷ رکوع ۶ اور پکارا زکریاؑ نے اپنے رب کو کہ پروردگار مجھے اکیلا نہ چھوڑ تو بہترین وارث دینے والا ہے ہمارے مولا تاجدار رسالت رحمت عالم ﷺ کی دعا قرآن میں ہے۔ رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ ۚ وَاعْفُ عَنَّا وقفة وَاغْفِرْ لَنَا وقفة وَارْحَمْنَا اَنْتَ مَوْلٰىنَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ع پارہ ۳ رکوع ۸ اے رب ہمارے مت اٹھوا ہم سے وہ بوجھ کہ نہیں طاقت اس کے اٹھانے کی ہم میں اور معاف کر ہم سے اور بخش ہم کو اور رحم کر ہم پر تو ہی ہمارا مولا ہے اور مدد کر ہماری

قوم کفار کے مقابلہ میں۔ یہ چند انبیاء کی دعائیں کلام مجید میں ہیں جو میں نے آپ کی خدمت میں پیش کی ہیں۔ اسی طرح مولا علیؑ کی دعا بھی قرآن مجید میں ہے سُنو رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَ ذُرِّیّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْیُنٍ وَّ اجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِیْنَ اِمَامًا ۵ پارہ ۱۹ رکوع ۴ اے رب ہمارے بخش ہم کو اور عورتیں ہماری کو اور اولاد ہماری کو ہماری آنکھوں کی ٹھنڈک بنا اور کر ہم کو متقین کا امام۔ ارے تم بھی تو کہتے ہو۔ اَشْهَدُ اَنَّ اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ وَ اِمَامُ الْمُتَّقِیْنَ۔ ثابت ہو گیا کہ حضرت علیؑ بھی متقیوں کے امام ہیں۔ تو اب کوئی ایسا عمل کریں کہ ہم متقی بن جائیں تا کہ قرآن ہدایت کرے عمل قبول ہوں جنت نصیب ہو۔ عاقبت سنور جائے اللہ محبت کرے۔ خالق ولی بنے اور امام علیؑ بنے۔ ارے نماز پڑھنے سے تو انسان نمازی بنتا ہے۔ روزہ رکھنے سے روزہ دار کہلاتا ہے۔ حج کرنے سے حاجی۔ میدان جہاد میں قتل کرے تو غازی قتل ہو تو شہید بھاگے تو بھگوڑا بتاؤ مسلمانو متقی بننے کے لئے کونسا عمل کریں لو اس سلسلہ میں قرآن سُنو۔ وَمَنْ یُّعَظِّمْ شَعَآئِرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَی الْقُلُوْبِ پارہ ۱۷ رکوع ۱۱ بس شعائر اللہ کی تعظیم کرو تا کہ تم متقی بن جاؤ۔ مسلمانو ابلیسؑ نمازی تھا۔ روزہ دار تھا۔ حاجی تھا۔ نوری محفل بھی نصیب تھی۔ ریش دراز تھا سب کچھ تھا مگر متقی نہ تھا کیوں کہ اس کم بخت نے شعائر اللہ کی تعظیم نہیں کی تھی روایت میں ہے کہ

حضرت آدمؑ کا بت چالیس سال تک قدرت نے بنا کے رکھ چھوڑا فرشتے دیکھتے رہے۔ حضرت ابلیسؑ بھی دیکھتے رہے کہ کوئی عجیب چیز قدرت نے بنا رکھی ہے چالیس سال تک سجدہ نہیں کرایا کیونکہ مکان ہے مکین نہیں جسم ہے روح نہیں ادھر ڈالا ہے ادھر والا نہیں گھر ہے گھر والا نہیں آدمؑ کو سجدہ کب کرایا جب جسد آدمؑ میں روح پڑ گیا تو سجدے کا حکم ہوا معلوم ہوا کہ سجدہ آدمؑ کے روح کو ہے مکان کو نہیں ہے۔ تفسیر انوار النجف جلد ۲ صد ۱۰۲ بس شعائر اللہ کی تعظیم کرو تا کہ متقی بن جاؤ۔ اب میں

شعائر اللہ کی قدر سے تشریح کرتا ہوں کہ شعائر کس کس جنس سے ہے اور ہیں تو کون کون شعائر اللہ ہیں قرآن وَلَوْ اَنَّ مَا فِی الْاَرْضِ مِنْ شَجَرَۃٍ اَقْلَامٌ وَّالْبَحْرُ یَمُدُّہٗ مِنْ بَعْدِہٖ سَبْعَۃُ اَبْحُرٍ مَّا نَفِدَتْ کَلِمٰتُ اللّٰہِ اِنَّ اللّٰہَ عَزِیْزٌ حَکِیْمٌ ۝ پارہ ۲۱ رکوع ۱۲ اگر تمام زمین کے درخت قلمیں بن جائیں اور دریا سیاہی اور سات دریا اور بھی ہوں تو پھر بھی نہ تمام ہوئیں اللہ کی باتیں تحقیق اللہ غالب ہے حکمت والا سنو قدرت نے جس جس شئی کو پیدا فرمایا یہ سب کلمت اللہ ہیں ان تمام کلمت اللہ سے قدرت نے چنا گیا جو نگاہ انتخاب میں اشیاء آگئیں وہ بنیں شعائر اللہ اور باقی سب غیر اللہ قرار پائیں تو بس شعائر اللہ کی تعظیم واجب اور غیر اللہ کی تعظیم حرام ہے۔ جمادات۔ نباتات۔ حیوانات ان تمام اشیاء میں شعائر اللہ ہیں قرآن سنو۔ اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَۃَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰہِ ج پارہ ۲ رکوع ۳ یقیناً صفا اور مروہ یہ دونوں پہاڑ شعائر اللہ ہیں۔ بظاہر تو ان چھوٹے چھوٹے پہاڑوں میں کوئی خوبی نظر نہیں آتی نہ ان سے سونا نکلتا ہے اور نہ چاندی۔ نہ ہیرے نہ جواہرات نہ نمک نہ کوئلہ حد یہ کہ نہ ان پر باغ اور نہ سبزہ اور قد کے لحاظ سے بھی دنیا کے ہر پہاڑ سے چھوٹے مگر ہیں شعائر اللہ ان کی تعظیم واجب ہے بیت اللہ کے شرقی جنوبی کونہ میں باہر کی طرف دیوار میں اڑھائی تین فٹ اونچا ایک سیاہ رنگ کا پتھر جسے حجر اسود کہتے ہیں۔ کہنے کو تو یہ سیاہ پتھر مگر ہے شعائر اللہ دوران حج اگر اس پتھر کو بوسہ نہ دیا جائے اور صفا مروہ پہاڑیوں کے درمیان دوڑ نہ لگائی جائے تو حج باطل جو خدا پتھر کی مورتیوں کو سجدہ کرنے سے جہنم کی سزا دینے کا فیصلہ کر چکا وہی خدا حکم دیتا ہے کہ اگر ان پتھروں کی تعظیم نہ کی تو جہنم کی سزا ملے گی کیونکہ یہ ہیں شعائر اللہ۔ اسی طرح حیوانات کے بارے میں حکم ہے۔ وَالْبُدْنَ جَعَلْنٰھَا لَکُمْ مِّنْ شَعَآئِرِ اللّٰہِ لَکُمْ فِیْھَا خَیْرٌ ق صلے پارہ ۱۷ رکوع ۱۲ قربانی کے جانور شعائر اللہ ہیں ان کی تعظیم واجب ہے اور اسی میں تمہارا

بھلا ہے۔ مسلمان اپنے ملک سے ایک عیسائی سے ایک دُنبہ خرید کرتا ہے خرید کرنے سے پہلے وہ ایک معمولی حیوان ہے مگر خرید کر یہ نیت کر لی کہ اُسے حضرت اسماعیلؑ کے دُنبہ کی یاد تازہ کرنے کے لئے ذبح کیا جائے گا۔ اِدھر نیت کی اُدھر قرآن کی آواز آئی۔

وَالْبُدْنَ جَعَلْنٰهَا لَكُمْ مِّنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ لَكُمْ فِيْهَا خَيْرٌ

اب اس جانور کی تعظیم واجب ہو گئی جس رسی سے اس جانور کو باندھا جائے۔ اُس رسی کی توہین کرنا حرام ہے اور اس کیلی کو آگ میں نہیں جلانا چاہیئے کہ جس کیلی کے ساتھ قربانی والے جانور کو باندھا جاتا تھا۔ قابل غور امر یہ ہے کہ اس سے ثابت ہو گیا کہ دین میں نیت کو اتنا دخل ہے کہ صرف میری یا آپ کی نیت ہوئی کہ اس جانور کو قربانی پر ذبح کریں گے تو وہ شعائر اللہ کے حکم میں ہو گیا کیوں مسلمانو! اگر آپ کی نیت ایک دُنبے کو شعائر اللہ بنا سکتی ہے تو کیا میری نیت ایک گھوڑے کو شعائر اللہ نہیں بنا سکتی حضرت اسماعیلؑ کے نام پر فدا ہونے والا دُنبہ اگر شعائر اللہ بن سکتا ہے تو فخر اسماعیلؑ پر فدا ہونے والا گھوڑا بھی شعائر اللہ بن سکتا ہے۔ ایک مُسدس پیش خدمت ہے۔

شمع آرائی حُریت کے رکھوالے حسینؑ ۔ فردوس ارم عرفاں کے متوالے حسینؑ
طوبیٰ سدرہ پہ جھولا جھولنے والے حسینؑ ۔ اے رسول اللہ کی آغوش کے پالے حسینؑ
آشنا دُنیا کو کر دے پھر اسی مضمون سے ۔ جس کی سُرخی تو نے خود لکھی تھی اپنے خون سے

ایک مُسدس اور سُنیں۔

اے تاجدار کرب و بلا ترم و حیائے آفتاب ۔ ہے تو اُمیہ دور کے اخلاق کی روشن کتاب
تو نے اُلٹے دشت میں کُل فسق باطل کے نقاب ۔ چل رہا ہے تیرا سکہ اب بھی ابن بوتراب
ابلیس کی ہر چال کا تو چاک پردہ کر گیا ۔ حد فنا کو پھاند کر ملک بقا تک بڑھ گیا

ایک مُسدس اور سُنیں۔

بے دینیوں کا خاتمہ تکبیر نے کیا ۔ اسلام زندہ شبیر کی شمشیر نے کیا
کچھ کام شہ کے اصغر بے شیر نے کیا ۔ باقی جو تھا وہ شام میں ہمشیر نے کیا

اسلام کے بقا کی تدبیر بن گئی ـــــ شبیرؑ کی بہن بس شبیرؑ بن گئی
حسینؑ زینبؑ نے یزیدیت کا اس قدر پردہ چاک کیا کہ بیگانے تو بیگانے رہے خود
یزیدؑ کے گھر میں یزیدؑ پر لعنت ہونے لگی حقائق کا منہ سوائے ناصبی اور خارجی لوگوں کے
کون چڑھاتا ہے ـ یہ تاریخ میں ہے کہ یزیدؑ کے بیٹے اور جانشین معاویہ بن یزیدؑ
نے یہ معتبر اپنے باپ کے اعمال و کردار سے نفرت و بیزاری کا اظہار کیا اس طرح کہ
جب یزیدؑ کے بعد اُسے خلیفہ تسلیم کیا گیا تو اس نے منبر پر جا کر یہ تقریر کی اے لوگو
یہ امر خلافت اللہ کی ایک مضبوط رسی تھی مگر میرے دادا معاویہ ابن ابی سفیان نے
اس کے متعلق حقیقی معنی مستحق خلافت شخص علی ابن ابی طالب سے جھگڑا کیا اور وہ مذموم
طریقہ اختیار کیا جس سے سبھی لوگ واقف ہیں بہر حال جب وہ اپنے گناہوں میں چاروں
طرف سے گھر کر قبر میں پہنچ گئے تو یہ منصب میرے باپ یزیدؑ کو پہنچا اور وہ بھی کسی طرح اس
کے مستحق نہ تھے ـ انہوں نے رسولؐ کے نواسے حسینؑ ابن علیؑ کو قتل کیا ـ بالآخر ان کی بھی
عمر ختم ہو گئی ـ اور وہ بھی اپنے گناہوں میں گرفتار قبر میں جا پہنچے ـ اس کے بعد معاویہ
ابن یزیدؑ چیخ کے رو دیا اور کہنے لگا کہ سب سے بڑی مصیبت ہمارے لئے اس امر کا احساس
ہے کہ ان کا انجام بُرا ہوا کیوں کہ انہوں نے اولاد رسولؐ کو قتل کیا ـ شراب کو مباح اور
حرمت خانہ کعبہ کو برباد کیا ـ پس اب میں جو اس وقت تک خلافت کی شیرینی سے جو
نا آشنا ہوں تو اس کی تلخی کا مزا کیوں چکھوں ـ تم جانو تمہارا کام مجھے خلافت سے کوئی
سروکار نہیں بالغرض دنیا کوئی اچھی نعمت ہے تو بھی ہم اس میں سے بہت کافی حصہ پا
چکے اور اگر حقیقتاً دُنیا بُری چیز ہے تو جتنا بھی اس وقت تک ہم کو اس میں سے ملتا رہا ـ
وہی بہت زیادہ ہے ـ یہ کہہ کر وہ محل میں چلا گیا اور چالیس روز کے بعد اس کی میت محل
سے برآمد ہوئی ـ شہید انسانیت صفحہ ۵۲۱ تو یہ دونوں بہن بھائی کی محنت ہے کہ باطل
کے منہ پر طمانچے مارنے کے لئے خود باطل کی گود کے پلے کھڑے ہو گئے ـ رباعی

شہید ظلم کلیجے ہلا دیئے تو نے ـــــ حسینؑ درد کے دریا بہا دیئے تو نے

ہر ایک ذرہ بے حس میں تڑپ بھر دی ۔۔ دماغ وضع کئے دل بنا دیئے ۔ تو تے یہاں میں شعائر اللہ کے بارے میں عرض کر رہا تھا۔ سُنو جس طرح جمادات ۔ نباتات ۔ حیوانات میں اللہ نے شعائر اللہ قرار دیئے ہیں اسی طرح انسانوں میں بھی شعائر اللہ مقرر ہوئے ہیں اور ان کی تعظیم واجب ہے ۔ تشریح سُنو ۔ ویسے ہر انسان سے شفقت و تکریم کا برتاؤ ضروری ہے جس درجہ کا کوئی انسان ہو اس درجہ کے مطابق اس کی عزت کرنا اسلام کا دستور ہے سُنو مگر جس بندے کی تعظیم فروعات پر غالب آجائے وہ شعائر اللہ ہو گا۔ اب میں ایک ترتیب سے اپنے مقصد کو واضح کرتا ہوں ۔ وہ یہ ہے کہ اگر آپ کے پاس کوئی معصوم بچہ آئے تو اس بچے کا حق ہے کہ آپ اس کو گود میں لے کر پیار کریں ۔ پیشانی پر بوسہ دیں اور جیب سے آنہ دو آنے اُسے عنایت فرما دیں یہ اس بچے کا حق تھا۔ جسے اسلام کی محفل میں شفقت کہتے ہیں اور اگر آپ کے پاس آپ کا کوئی ہمعمر دوست آئے تو جو سلوک آپ نے ایک معصوم بچے کے ساتھ کیا ہے اگر دوست کے ساتھ وہی برتاؤ کیا تو معاملہ بگڑ جائے گا ۔ دوست کا یہ حق ہے کہ اس کی خاطر کھڑے ہو جاؤ ۔ مصافحہ کرو اپنے مقام پر بیٹھاؤ حسبِ استطاعت اس کی دعوت کرو تو معلوم ہوا کہ بچے کی تعظیم اور ہے اور دوست کی تعظیم اور ہے ۔ اور اگر آپ کھانا کھا رہے ہوں اور ہم سن کوئی دوست آ جائے تو اب کھڑے نہیں ہوتا بلکہ بیٹھے بیٹھے دوست کو سلام کرو اور کھانے میں شرکت کی دعوت دو ۔ کیونکہ کھانے کو چھوڑ کر کھڑا ہونا نعمتِ خدا کی توہین ہے ۔ اور اگر آپ کھانا کھا رہے ہوں اور ماں باپ سے کوئی آجائے تو ان کی تعظیم کے لئے کھڑے ہو جاؤ کیونکہ یہ ان کا حق ہے ۔ یہ تو شریعت کا حکم ہے مگر آج کل جو کچھ ماں باپ سے اولاد کا سلوک ہے وہ محتاج بیان نہیں ہے ایک باپ دس بچوں کی پرورش کر سکتا ہے مگر دس بچے مل کر ایک باپ کی کفالت نہیں کر سکتے خدا کا تو حکم ہے کہ ماں باپ کو اُف تک بھی نہ کہو مگر آج کی مہذب دُنیا میں ماں باپ اولاد کی نگاہ میں انسانیت سے کوسوں دُور ہیں ۔ سُنو شارع کا حکم ہے جو لڑکا باپ سے گفتگو میں اُونچا بولے ۔ یعنی بوڑھا باپ

آہستہ بولے اور جوان بیٹا جوانی کے زور سے اونچا بولے تو جس بیٹے کی آواز باپ کی آواز سے اونچی ہو جائے وہ بیٹا حرامی ہے اگر باپ بیٹا دونوں سفر کر رہے ہوں بوڑھا باپ آہستہ چلے اور بیٹا جوانی کے زور سے باپ کے آگے چلے۔ بس جو بیٹا باپ کے آگے چلے وہ بیٹا حرامی ہے۔ اگر کسی ذہن پر بوجھ پڑے تو میں ایک واقعہ ہی پیش کئے دیتا ہوں روایت میں ہے کہ ایک آدمی نے آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی یا رسول اللہ میں نے قسم کھائی ہے کہ میں جنت کی چوکھٹ کے بوسے لوں گا۔ حضور نے فرمایا جا ماں کے قدموں کے بوسے لے اور باپ کی پیشانی کا بوسہ لے عرض کی کہ میرے ماں باپ مر چکے ہیں فرمایا ان کی قبروں کے بوسے لے عرض کی کہ ان کی قبروں کا بھی مجھے علم نہیں ہے فرمایا یہاں دو لکیریں کھینچ لے اور نیت کرے کہ یہ میرے ماں باپ کی قبریں ہیں تو اُن کا بوسہ لے کر اپنی قسموں کو پورا کر لے یہ ہے نگاہ مصطفیؐ میں ماں باپ کی عزت اولاد کے ذمہ فتویٰ عبدالحی ص۱۰۲ فتاویٰ عالمگیری۔ جلاء العیون جلد ۲ ص۴۳ فلاح الکونین ص۵۵ عزائے حسینؑ ص۴۹ چلو ایک واقعہ سماعت فرما دیں تاکہ والدین کے حقوق کا کچھ اندازہ ہو جائے روایت میں ہے کہ حضرت حذیفہؓ یمانی پیغمبر اسلام کے ساتھ مشرکین سے ایک جنگ میں لڑ رہے تھے کہ ان کا باپ جو ابھی تک مشرک ہی تھا اور کفار کی طرف سے مسلمانوں کے ساتھ جنگ کر رہا تھا۔ بیٹے کی زد میں آگیا۔ حضرت حذیفہؓ نے اپنے مشرک باپ کو قتل کرنا چاہا تو پیغمبر اسلام کی آواز آئی حذیفہؓ خبردار اپنے باپ کو قتل نہ کرنا باپ کے قاتل کے لئے اسلام کی میری شریعت میں کوئی گنجائش نہیں عرض کی یا رسول اللہ میرا باپ تو مشرک ہے فرمایا حیا کر تیرا تو باپ ہے۔ فرمایا جب مشرک باپ کی حفاظت اسلام میں واجب و لازم ہے۔ تو مسلمان باپ کا کیا حق ہوگا۔ تفسیر انوار النجف جلد ۹ ص۲۱ اور سُنیں لکھا ہے کہ ایک آدمی کو سکرات کی کشمکش میں تین چار روز گزر گئے کہ بستر پر تڑپ رہا ہے۔ اور اُس کی روح قبض نہیں ہوتی اس کی اس حالت کو دیکھ کر صحابہ کرام نے آنحضرتؐ سے آکر عرض

کی یا رسول اللہ آپ دعا فرمادیں کہ اس بیچارے کو اس مصیبت سے چھٹکارا نصیب ہو۔ حضور نبی کریمؐ نے جا کر اس کی حالت کو دیکھا تو فرمایا کہ اس کے ماں باپ سے کوئی زندہ ہے صحابہ نے عرض کی حضور اس کی ماں زندہ ہے فرمایا اس کو بلاؤ جب اس کی ماں حاضر ہوئی تو آپ نے فرمایا بی بی کیا تو اپنے بیٹے پر ناراض ہے عرض کی ہاں یا رسول اللہ یہ میرا بیٹا اپنی بیوی کے کہنے لگ کر مجھے بے حد ستایا کرتا تھا۔ میں اس سے ناراض ہی نہیں بلکہ اس کے حق میں بددعا کرتی رہتی ہوں۔ فرمایا یہ تیری ناراضگی کی سزا بھگت رہا ہے تو اسے معاف کر دے تاکہ اس کی جانکنی کا معاملہ آسان ہو جائے اس عورت نے کہا یا رسول اللہ میں تو کسے ہرگز معاف نہیں کروں گی۔ جب وہ عورت کسی طرح نہ مانی تو حضور نے صحابہ سے فرمایا لکڑیاں اکٹھی کرو جب لکڑیاں اکٹھی ہو گئیں تو فرمایا انہیں آگ لگا دو جب آگ کے شعلے نکلے تو آپ نے فرمایا اس مرنے والے کو اٹھا کر آگ میں پھینک دو اب جو صحابہ القمہ نامی انسان کو آگ میں پھینکنے لگے تو اس کی ماں چیخ اٹھی کہ یا رسول اللہ میرے بچے کو آگ میں نہ جلائیں فرمایا میں تو دنیا کی آگ میں جلانے کی تجویز کر رہا ہوں اور تو اسے جہنم کی آگ میں ڈال رہی ہے ایک حدیث میں فرمایا ماں باپ جس پر ناراض ہوں گے اسے جنت کی خوشبو تک نصیب نہ ہو گی۔ تفسیر عمدۃ البیان جلد ۲ ص ۲۳۷ فرمایا ماں کی زیارت کرنا حج کا ثواب ہے۔ لکھا ہے کہ اس عورت نے عرض کیا یا رسول اللہ میں نے اسے معاف کیا فرمایا اگر تو نے معاف کیا تو میں نے بھی معاف کیا اور میرے خدا نے بھی معاف فرمایا۔ جو لوگ ماں باپ سے اچھا سلوک نہیں کرتے وہ اس قربان مصطفٰے کو غور سے پڑھیں۔ ماں باپ کی اطاعت فرمانبرداری پر ایک واقعہ اور پیش کئے دیتا ہوں اس واقعہ کو کتاب والدین کے ص۴۳ سے میں نے نقل کیا ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ نجف اشرف میں ایک عالم دین کو خواب میں ایک قافلہ ضریح حسینؑ علیہ السلام کے سامنے کھڑے ہو کر زیارت پڑھتا ہوا دکھائی دیا اس قافلہ میں ایک جوان تھا جس وقت اس نے کہا السلام علیک یا ابا عبداللہ تو مولا حسینؑ نے اس کو

اس کے سلام کا جواب دیا۔ اس خواب سے نجف کا عالم جب بیدار ہوا تو حیران ہو گیا۔ کہ وہ جوان کتنا خوش نصیب ہے کہ فرزند رسولؐ اس کو اس کے سلام کا جواب دیتے ہیں۔ اُسی وقت یہ عالم کربلا معلّیٰ روانہ ہو گیا اور فجر کی نماز کی ادائیگی کے لئے حرم حسینؑ میں داخل ہوا کیا دیکھا کہ رات کو خواب میں جو قافلہ نظر آیا تھا وہی قافلہ ضریح اقدس کے سامنے کھڑا زیارت پڑھ رہا ہے۔ اور جس جوان کو خواب میں دیکھا تھا وہی جوان اُسی جگہ کھڑا زیارت پڑھ رہا ہے۔ عالم دین نے کہا کہ اُس جوان کو علیحدہ لے گیا اور اپنے خواب کو بیان کیا کہ جوان تجھے مبارک ہو مولا حسینؑ تیرے سلام کا تجھے جواب دیتے ہیں جوان یہ سُن کر بے توجہی سے کہنے لگا کہ مولانا آپ کو تو خواب آیا ہے اور میں جب بھی مولا حسینؑ کی زیارت پڑھتا ہوں تو مولا کا جواب سلام اپنے کانوں سے سُنتا ہوں عالم دین کہتا ہے کہ یہ سُن کر میری حیرت کی انتہا نہ رہی۔ اور میں نے حیرت سے اُس نوجوان کو دیکھا اور کہا کہ اے مرد خدا یہ کیا ماجرا ہے کہ حسین علیہ السلام تجھے سلام کا جواب دیتے ہیں۔ خدا کے لئے بتا تو نے کونسا ایسا کام کیا ہے کہ حضور تجھے فراموش نہیں کرتے جوان نے کہا مولانا میری داستان کوئی پیچیدہ اور انوکھی نہیں ہے۔ مولانا میرا گھر یہاں سے تقریباً اسّی میل دُور ہے۔ میرا اصول زندگی یہ ہے کہ میرے سال بھر کے کمانے اور کھانے سے جو بچ جاتا ہے وہ مقررہ تاریخ کو کربلا معلّیٰ آکر مولائے کائنات کی ضریح میں ڈال دیا کرتا ہوں۔ ایک سال میں حسب دستور سابق جب کربلا کی طرف روانہ ہونے لگا تو میرے باپ نے کہا بیٹا میں بوڑھا ہو گیا ہوں میری دلی تمنا ہے کہ میں بھی مولا کی زیارت کر لوں کہ کہیں آئندہ سال تک موت نہ آجائے مولانا میں نے باپ کے فرمان کو بسر و چشم قبول کیا اور اپنے خچر پر باپ کو سوار کرایا اور خود پیدل چلنے کا عزم کیا۔ ابھی گھر سے باہر نہ نکلا تھا کہ میری ماں نے مجھ سے کہا بیٹا اگر تیرا باپ ضعیف ہے تو میں تو بوڑھی ہوں ہو سکتا ہے کہ اگلے سال تک میری زندگی بھی وفا نہ کرے لہذا مجھے بھی ساتھ لے چلو مولانا میرا خچر کمزور تھا اس لئے باپ کو خچر پر سوار رکھا اور ماں کو کاندھوں پر اُٹھایا

اور اسی میل کا سفر منزلوں میں طے کر کے حرم میں داخل ہوا اور آقا کی آ کر زیارت پڑھی تو مولا نے مجھے میرے سلام کا جواب مرحمت فرمایا اور اس دن سے لے کر آج تک مولا کائنات مجھے سرفراز فرمایا کرتے ہیں۔ یہ فرمانبردار بیٹے کا مقام حسینی بارگاہ میں۔ کاش کہ آج کے جوان اس واقعہ سے سبق حاصل کر کے ماں باپ سے حسن سلوک سے پیش آئیں۔ ہاں میں نے عرض کیا کہ جہاں بچے کی تعظیم کی آخری منزل ہے۔ وہاں سے دوست کا مقام شروع ہوتا ہے اور جہاں نعمت خدا کی آخری منزل ہے وہاں سے والدین کی تعظیم کا مقام شروع ہوتا ہے۔ اب میں اور آگے بڑھتا ہوں وہ یہ کہ اگر آپ قرآن مجید کی تلاوت فرما رہے ہوں اور والدین سے کوئی تشریف لائے تو اب بیٹھے بیٹھے جھک کر ماں باپ کو سلام کرو۔ کیونکہ کلام الٰہی آپ کی گود میں ہے اور اس کی تعظیم واجب و لازم ہے۔ ہائے افسوس کہ جس قرآن کو سینے سے لگانے کا حکم تھا وہ قرآن اخباروں اور رسالوں میں تحریر ہو کر بے حرمتی کی اس حد تک پہنچ گیا ہے کہ گلیوں، بازاروں اور کوڑے کرکٹ کے ڈھیروں میں اس کی آیتیں جلتی اور پامال ہوتی دکھائی دیتی ہیں اسے جس قرآن پاک کو بے وضو ہاتھ لگانا فعل حرام قرار دیا گیا تھا اسی قرآن کی آیتیں سودا سلف کی پڑیاں تیار کرنے میں تبدیل ہو گئی ہیں اور حد یہ ہے کہ ایسا کرنے والے ہی دین کے محافظ ہونے کے دعویدار بھی نظر آتے ہیں کاش کہ مقتدر حضرات اپنی کرسی کی حفاظت کے ساتھ کلام پاک کی حفاظت کرنے کی زحمت بھی گوارا فرما دیں۔ میں علمائے کرام سے استدعا کرتا ہوں کہ وہ عظمتِ قرآن کے پیش نظر کوئی مؤثر اقدام فرما دیں تاکہ قیامت کے دن پیغمبر اسلام کی بارگاہ میں شرمسار نہ ہونا پڑے۔ آگے چلو اور اگر آپ قرآن پاک تلاوت فرما رہے ہوں اور کوئی سید آ جائے تو اب بہتر یہ ہے کہ قرآن پاک گود میں لے کر سید کی تعظیم کو کھڑے ہو جائیے یہ سادات کا مقام ہے۔ کسی بھائی کو اشتباہ نہ ہو۔ میں نے تو لفظ سید استعمال کیا ہے نہ کہ ہر سید کہلانے والا سید ہی

ہوتا ہے ہر وہ شخص جو سید کہلاتا ہے خود اپنے گریباں میں مُنہ ڈال کر آسانی سے فیصلہ کر سکتا ہے کہ کیا وہ واقعی سیّد ہے۔ میں اس دعوے میں حضرت امام شافعی کے اطوار کو پیش کرتا ہوں۔ نقل ہے کہ ایک دفعہ دوران درس حضرت امام شافعی دس ... بار کھڑے ہوئے شاگردوں نے پوچھا کہ جناب کیا معاملہ ہے فرمایا ایک سیّد باہر کھیل رہا ہے جب وہ میرے سامنے آتا ہے تو تعظیم کے لیئے کھڑا ہوتا ہوں کیونکہ فرزند رسولؐ سامنے آئے اور میں نہ اُٹھوں یہ ادب اور تعظیم کے خلاف ہے۔ تذکرۃ الاولیاء صنا ۱۵ یہ طور و طریقہ اور حسن سلوک تو امام شافعی کا سادات سے تھا۔ شیعہ حضرات کا حسن سلوک آلِ رسولؐ سے کیا ہونا چاہیئے اعتراض ہوتا ہے کہ آج کے سیدوں کے کردار اچھے نہیں ہیں ہاں یہ درست ہے کہ سادات نے اپنے فرائض کو فراموش کر دیا ہے۔ مگر سوچنا یہ ہے کہ اگر سادات کے کردار خلاف شرع ہیں تو اُمت بھی تو سلمان رضؓ محمدی نہیں ہے فرمائیے اُمت کیا ابوذر رضؓ غفاری ہے حقیقت ہے کہ جیسے اُمتی ویسے سیّد مگر اُمت کے ذمہ تو حضور کا فرمان ہے۔ حدیث۔ اَکْرِمُوْا اَوْلَادِیْ اَلصَّالِحِیْنَ لِلّٰہِ وَالطَّالِحِیْنَ لِیْ فرمایا تعظیم کرو میری اولاد کی نیک کا ادب خدا کی طرف سے اور بدکار کا ادب میرے واسطے سے کتاب اسرار المعرفت صد ۵۹ احسن الفوائد صد ۴۸۵ سادات کے بارے میں اتنا کہنے کے بعد اب میں سلسلۂ کلام کو آگے بڑھاتا ہوں وہ یہ کہ اگر آپ نماز پڑھ رہے ہوں اور کوئی سیّد آپ کو بُلائے تو اب جواب نہیں دینا کیونکہ آپ عبادتِ خدا میں مشغول ہیں تو معلوم ہو گیا کہ سادات کے مقام کی آخری منزل آ گئی۔ اور اگر آپ نماز میں مشغول ہوں۔ اور سیّد الانبیاء آپ کو آواز دیں تو اب بھی کیا نماز پڑھنا جائز ہو گا ہر گز نہیں اب تو یہ حکم ہے کہ نماز چھوڑ دو نیت توڑ دو۔ مرکزِ عبادت کی طرف مُنہ موڑ دو اور حضور پُر نور کی آواز پر لبیک کہو سُنو اگر نبی بلائے اور اُمت عبادت میں مشغولیت

کی وجہ سے جواب نہ دے سکے تو وہ عبادت اُمت کو جہنم میں لے جائے گی۔ اور رضائے مصطفےٰ کا نام ہی تو عبادت ہے میں پیغمبر اسلام کے زمانہ کا ایک واقعہ ہی عرض کئے دیتا ہوں ۔ روایت میں ہے کہ ایک مرتبہ ابوسعید ابن المعلےٰ نماز پڑھ رہے تھے کہ جناب نبی کریمؐ نے ابوسعید ابن المعلےٰ کو آواز دی مگر وہ نماز کی ادائیگی کی وجہ سے حاضر خدمت نہ ہو سکے نماز کے بعد حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی مولا میں حاضر ہو گیا ہوں فرمایا کیا تو نے میری پہلی آواز نہیں سنی تھی۔ عرض کی حضرت میں مجبور تھا کیوں کہ میں نماز ادا کر رہا تھا۔ آپ نے قرآن مجید کی آیت سے اُس کی ہدایت فرمائی۔ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِیْبُوْا لِلّٰهِ وَ لِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ لِمَا یُحْیِیْكُمْ ج پارہ ۹ رکوع ۱۷ اے ایمان کے دعویدارو تم جس حالت میں ہو میرا رسولؐ پکارے تو اسے جواب دو تاکہ وہ تمہیں زندگی بخشیں تفسیر ابن کثیر جلد ۲ پارہ ۹ ص ۲۹۸ مگر کتاب اسرار المعرفت کے ص ۱۳۱ پر حضرت عمر اور عبداللہ دونوں بزرگوں کا نام ہے کہ انہوں نے ادائیگی نماز کی وجہ سے پیغمبر کو جواب نہ دیا اور نبی اکرمؐ نے فرمایا کہ میرے پاس آنا افضل تھا۔ اس منزل پر آ کر معلوم ہوا کہ جو فروعات پر غالب آجائے وہ ہے شعائر اللہ۔ اور خدا کا حکم ہے کہ شعائر اللہ کی تعظیم کرنے سے انسان بنتا ہے متقی ۔ یہ مسلمانوں کی منزل عقیدت ہے جو شخص خدا کی عبادت پر اپنی عزت و عظمت تو قیر کو غالب کر کے دکھائے اسے کہا جاتا ہے اپنا بڑا بھائی۔ یہ ایک ہی آیت تو نہیں اور بھی سنو۔ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا لَا تَرْفَعُوْۤا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ وَ لَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَ اَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ۝ پارہ ۲۶ رکوع ۱۳ اے ایمان والو اپنی آوازیں اونچی نہ کرو نبی کی آواز سے اور نہ اس کی آواز سے اپنی آواز کو بلند کرو جیسا کہ آپس میں ایک دوسرے کے سامنے بلند آوازیں کرتے ہو۔ کہ کہیں تمہارے اعمال اکارت نہ ہو

جائیں اور تمہیں اس بات کا علم تک نہ ہو۔ کیوں مسلمانو اللہ کے قرآن مجید میں تو فیصلہ سُنا دیا کہ جس کی آواز میرے حبیب کی آواز سے بلند ہو جائے گی۔ اس کے عمل حبط ہو جائیں گے۔ تو اب تلاش تو کرو کہ کیا کوئی ایسا انسان ہے کہ جس کی آواز نبی کی آواز سے بلند ہو گئی تھی اگر وہ بندہ مل جائے تو قرآن پاک کی روشنی میں فیصلہ تو دو کہ اس کے اعمال کا کیا بنے گا اگر کسی نے ان بزرگوں کے نام نامی اسم گرامی سے مطلع ہونا ہو تو وہ تفسیر ابن کثیر جلد ۵ پارہ ۲۶ صـ۲۳۷ پر دیکھیں واقف مل جائیں گے صاحب تفسیر نے لکھا ہے کہ یہ آیت ان دونوں بزرگوں کی شان میں نازل ہوئی تھی۔ اگر کسی بھائی کو اور اطمینان کی ضرورت محسوس ہو تو پیغمبر اسلام کے انتقال کے واقع کو بخاری شریف میں پڑھ لیں کہ نبیؐ کے قلم دوات طلب کرنے پر شور و غُل میں کس کس بزرگ کی آواز نبی کی آواز سے بلند ہوئی تھی اگر کوئی انسان نبی سے بلند آواز سے بولتا ہوا مل جائے قرآن مجید کی رُو سے مناسب تمغہ اُسے عنایت کر دینا چلو قرآن پاک سے ایک اور روایت سُن لیں وہ یہ ہے۔ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُقَدِّمُوا بَيْنَ يَدَيِ اللَّهِ وَرَسُولِهِ پارہ ۲۶ رکوع ۱۳ اے ایمان والو اللہ اور اس کے رسولؐ سے آگے مت بڑھو۔ مسلمانو اگر کوئی بندہ حضورؐ سے چلتے ہوئے آگے نکل جائے تو فیصلہ آسانی سے کیا جا سکتا ہے کہ یہ انسان مومن نہیں ہے۔ لوگ چاہے اسے امیر المومنین ہی کہتے رہیں۔ چلتے چلتے ایک آیت اور بھی سُن لیں۔ مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ وَلَٰكِن رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ ط پارہ ۲۲ رکوع ۲ ترجمہ محمدؐ تمہارے مردوں میں کسی کے باپ نہیں ہیں اللہ کے رسولؐ ہیں اور خاتم النبین ہیں اللہ سب جانتا ہے۔ ان آیات الہیہ کے ہوتے ہوئے بھی مسلمان فخر سے فرماتے ہیں کہ محمد مصطفےٰ ہم جیسے انسان ہمارے بڑے بھائی ہی تو تھے تقویۃ الایمان صـ۶۷ میں مزید واضح کئے دیتا ہوں قرآن کا ہمارے لئے حکم ہے۔ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنسَ

اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ پارہ ۲۷ رکوع ۲ اور نہیں پیدا کیا گیا جنوں اور انسانوں کو مگر صرف عبادت کے لئے ثابت ہوا کہ ہماری غرض خلقت خدا کی عبادت ہے اور اپنے حبیب کے لئے فرماتا ہے ۔ طٰہٰ ج مَآ اَنْزَلْنَا عَلَیْکَ الْقُرْاٰنَ لِتَشْقٰٓی لا پارہ ۱۶ رکوع ۱ میرے طاہر بندے ہم نے قرآن اس لئے تو نازل نہیں کیا کہ تو تکلیف اٹھائے ۔ حبیب قرآن تھوڑا پڑھا کر میں کہتا ہوں کوئی نار نمرود کے شعلوں میں بیٹھ کر عبادت کرے کوئی آرے کے نیچے عبادت کرے ۔ کوئی چاہ کنعان میں عبادت کرے کوئی مچھلی کے پیٹ میں عبادت کرے ۔ کوئی ایک قدم رکاب میں رکھ کر قرآن شروع کرکے دوسرے قدم تک قرآن ختم کردے کوئی نوک نیزے پر کربلا سے شام تک قرآن پڑھے خدا منع نہیں کرتا کیونکہ غرض خلقت عبادت ہے مگر اپنے حبیب کی غرض خلقت یوں بیان کرتا ہے ۔ وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ ۰ پارہ ۱۷ رکوع ۷ میرے حبیب ہم نے آپ کو رحمت عالمین بنا کر بھیجا ہے آپ کی غرض خلقت ہے ، عالمین کو رحمت تقسیم کرنا فرمایا ۔ بُعِثْتُ قَاسِمًا اَقْسِمُ بَیْنَکُمْ بخاری شریف جلد ۳ صفحہ ۲۳۲ میں تم میں تقسیم کرنے کے لئے مبعوث ہوا ہوں ۔ معلوم ہوا ہماری غرض خلقت اور ہے اور حضرت ختمی المرتبت کی غرض خلقت اور ہے تو فرماؤ ہمارے جیسا کیسے ہو گیا ۔ لو پوری تقریر کا نتیجہ سنو کہ جہاں پر بچے کی شفقت تعظیم کی آخری منزل ہے وہاں سے دوست کی تعظیم کا مقام شروع ہوتا ہے ۔ اور جہاں دوست کی تعظیم کی آخری حد ہے ۔ وہاں سے نعمت خدا کا مقام شروع ہوتا ہے جہاں نعمت خدا کی آخری منزل ہے وہاں سے والدین کی عزت و احترام کا پہلا قدم شروع ہوتا ہے جہاں والدین کی تعظیم کی آخری منزل ہے وہاں سے کلام مجید کا مقام شروع ہوتا ہے ۔ جہاں کلام مجید کی آخری منزل ہے وہاں سے قرآن ناطق لوگوں کا مقام شروع ہوتا ہے ۔ اور جہاں سادات کی آخری منزل ہے وہاں سے عبادت خدا کی ابتدا ہوتی ہے اور جہاں عبادت خدا کی آخری منزل ہے وہاں سے حبیب خدا احمد مجتبےٰ سید المرسلین

خاتم النبیین حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی تکریم عزت تعظیم کی ابتدا ہوتی ہے۔ اے میرے محترم دوستو جب رسول اللہ کی عظمت و منزلت ذہن میں آجائے تو میرا بھی سوال یہ سُن کر جواب دو کہ یہ رسولؐ جس دروازے پر کھڑے ہو کر روزانہ فرمائے السلام علیکم یا اھل البیت النبوۃ و معدن الرسالتہ اے اہلبیت النبوت اے رسالت کی کانو۔ خدا کا رسولؐ تمہیں سلام کہتا ہے یہ گھر والے کیسے ہوں گے۔ کتاب برکات آل رسولؐ صـ۳۵ حضرت ام المومنین جناب عائشہ سے روایت ہے کہ جب آنحضرتؐ اپنی بیٹی فاطمہؑ زہرا کے ہاں تشریف لائے تو سیدہ باپ کی تعظیم کے لئے کھڑی ہوتیں۔ اور حضورؐ کے ہاتھوں کو بوسہ دیتیں اور اپنی جگہ پر آپ کو بٹھاتیں اور اسی طرح جب حضرت فاطمہؑ حضورؐ کی خدمت میں تشریف لاتیں تو آپ بھی ان کے آنے پر کھڑے ہو جاتے اور ان کے ہاتھوں کو بوسہ دے کر اپنی جگہ پر بٹھاتے۔ غنیۃ الطالبین صـ۳۶ مسلما تو جب اس بی بی کی تنظیم کا پتہ چل جائے تو قرآن پڑھو۔ اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَى النِّسَاۗءِ پارہ ۵ رکوع ۳ مرد کا مقام عورت سے دوگنا ہے فرماؤ فاطمہؑ کا شوہر کیسا ہو گا۔ رباعی۔

اسلام کی شمشیر کا جوہر ہے علیؑ — کعبہ ہے صدف جس کا وہ گوہر ہے علیؑ
جس بی بی کی تعظیم کو اُٹھتے تھے رسولؐ — اللہ رے اس بی بی کا شوہر ہے علیؑ

شعائراللہ کی و منزلت سنو۔ روایت میں ہے کہ عید کی صبح کو حضورؐ بتولؑ کے گھر تشریف لائے اور حسینؑ سے فرمایا بیٹا آؤ نماز عید کو چلیں عرض کی نانا میرے پاس سواری نہیں ہے۔ فرمایا بیٹا گھوڑے حاضر ہیں۔ عرض کی نانا آج مدینہ ہے کربلا نہیں گھوڑے پر دسویں محرم ۶۱ھ کو چڑھنا ہے۔ فرمایا بیٹا تخت بلقیس منگوالوں عرض کی نہیں نانا تخت پر بیٹھ کر نہیں جانا۔ فرمایا بیٹا جنت سے براق منگوالوں عرض کی نانا براق میرے عزاداروں کے لئے ہیں۔ میں نے ان سے وعدہ کیا ہے کہ قیامت کے دن ہر عزادار کی قبر پر ایک ایک براق کھڑا ہو گا۔ فرمایا بیٹا پھر نماز کے لئے نہیں جاؤ گے عرض کی نانا میرا جی چاہتا

ہے کہ سواری میری شان کی ہو۔ عزادارو جیسے رسولؐ کھڑے تھے ویسے ہی زمین پر بیٹھ گئے اور فرمایا بیٹا میرے دوش پر سوار ہو جا تیری شان کی یہی سواری ہوں لکھا ہے کہ حسینؑ نانے کے دوش پر سوار ہوئے حالانکہ دوش انور پر قرآن لکھا ہوا ہے۔ کہتے ہیں کہ دو قدم رسولؐ چلے تھے کہ حسینؑ نے عرض کی نانا اُتار دو میں نہیں جاتا فرمایا بیٹا کیوں عرض کہ نانا دوسرے سواروں کی سواریاں بولتی ہیں۔ میری سواری خاموش ہے۔ المجالس المرضیہ ۲۸۶ پر لکھا ہے کہ نبی نے دو مرتبہ فرمایا۔ العفو العفو تو قدرت نے فرمایا جبرئیلؑ اگر میرا حبیب تیسری مرتبہ فرمائے العفو تو جہنم کو بجھا دو عزادارو حسینؑ کی سواری عیدگاہ پہنچی فرمایا حسینؑ اُترو گے کہا نہیں بلکہ امی کے دروازے پر لے چلو صبح سے دوپہر تک رسولؐ کبھی عیدگاہ کبھی بتولؑ کے دروازے پر حضرت عمر نے دیکھ کر فرمایا۔ نِعْمَ الْمَرْکَبُ رَکِبْتَ یَا غُلَامُ۔ صاحبزادے مبارک ہو سواری کتنی اچھی ہے حضورؐ نے فرمایا مجھے بھی کہو۔ نِعْمَ الرَّاکِبُ ھُوَ مشکواۃ جلد ۳ ص ۲۷۱ مولا آپ کو مبارک ہو کہ سوار کتنا اچھا ہے عزادارو۔ دوپہر ہونے لگی رسولؐ تھکے ہوئے دیکھ کر سیدہؑ نے مولا علیؑ سے عرض کی کہ میرا بابا تھک گیا ہے اپنے بچے کو میرے بابا کے دوش سے اُتارے عزادارو۔ مولا علیؑ راستہ پر آکر کھڑے ہو گئے کہ رسول اللہ نے آتے ہوئے فرمایا علیؑ راستہ چھوڑ دے یہیں جا تو حسینؑ جانے یہ ہے وَمن یُعَظِّم شَعَائِرَ اللّٰہ۔

نویں مجلس

ہر ایک چیز برابر نہیں ہے۔ چار قسم کے لوگ۔ معصوم کا فعل اللہ کی رضا ہے۔ غیر معصوم کی بیعت حرام ہے۔ اکبر بادشاہ کو خوش رکھنے کے لئے حواری کی تقریر۔ فرمان مصطفےٰ ص کہ علیؑ سب آدمیوں سے بہتر ہے۔ چند منصف مزاج لوگوں کی فہرست۔ میدان احد میں عمرو بن قیس کا واقعہ۔ حبیب بن مالک کا مسلمان ہونا۔ حضرت ابوذرؓ کی منصف مزاجی۔ حضرت عیسیٰؑ کے معجزات اور حضرت عیسیٰؑ کے مرید کے ضدی مزاج ہونے کے اثبات۔ حضرت ہود علیہ السلام کی بیوی کا حضرت ہودؑ کے بارے میں ایمان۔ دربار رسالت میں ایک یہودی کا حاضر ہونا۔ ختم نبوت کے مسئلہ پر تحریک۔ مصائب خیام کو آگ کا لگنا۔ معصومہ کا حمید سے نجف کا راستہ دریافت کرنا۔
حضرت حرؓ کی زوجہ کو نبیؐ زادیوں کو پرسا دینا۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ؕ

وَمَا یَسْتَوِی الْاَعْمٰی وَالْبَصِیْرُ ۙ وَلَا الظُّلُمٰتُ وَلَا النُّوْرُ ۙ وَلَا الظِّلُّ وَلَا الْحَرُوْرُ ۚ وَمَا یَسْتَوِی الْاَحْیَآءُ وَلَا الْاَمْوَاتُ ؕ پارہ ۲۲ رکوع ۱۵ ترجمہ۔ نہیں برابر اندھا اور دیکھنے والا۔ اور نہ اندھیرا اور روشنی اور نہ سایہ اور دھوپ اور نہیں برابر ہوتے زندہ اور مردہ۔ بارگاہ الٰہی سے اعلان ہو رہا ہے کہ ہم نے اندھے سے بینا کو افضل قرار دیا ہے۔ ہم نے ظلمت سے نور کو افضل بنایا ہے۔ ہم نے دھوپ سے سایہ کو اعلیٰ بنایا ہے۔ اور ہم نے زندہ سے مردے کو افضل قرار دیا ہے۔ تم کون ہو کہ سب کو برابر کہنے والے سنو مزاج کے لحاظ سے دنیا میں صرف اور صرف چار قسم کے لوگ پائے جاتے ہیں نمبر ۱ معصوم مزاج ۲ منصف مزاج ۳ ضدی مزاج اور چار ہے ۴ کمنکون مزاج بس ان چار قسموں کے علاوہ پانچویں کوئی قسم نہیں ہے۔ ہر ایک مزاج کی قدرے تشریح کئے دیتا ہوں ۱ معصوم مزاج وہ لوگ ہیں جن کا ہر فعل رضائے الٰہی کے مطابق ہوتا ہے۔ معصوم لوگ ہر عیب سے پاک اور ان کا ہر عمل ہمارے لئے قابل تقلید۔ بس یوں سمجھو کہ ہم محتاج ہدایت ہیں۔ ہدایت آگے آگے اور ہم ہدایت کے پیچھے پیچھے۔ اور معصوم وہ ہے کہ معصوم آگے آگے اور ہدایت ان کے پیچھے پیچھے ہم سو جائیں تو مولوی صاحب فرماتے ہیں الصلوٰۃ خیرٌ من النوم کہ نماز نیند سے افضل ہے اور اگر معصوم سو جائے تو خدا کی رضائیں لے کر بیدار ہوتا ہے۔ الصلوٰۃ خیرٌ من النوم فقرہ ہی اس بات کی دلیل ہے کہ یہ کس بندے کی فکر ہے چونکہ انسانی کاوش تھی اس لئے صرف نیند کو محصور کیا یعنی نماز نیند سے افضل ہے جاگنے سے نہیں۔ کھانے پینے سے نہیں۔ کام۔ کاج سے نہیں۔ چلنے پھرنے سے نہیں صرف نیند سے افضل ہے ہاں معصوم کا فعل اللہ کی منشا کے مطابق ہوتا ہے۔ وَمَا تَشَآءُوْنَ اِلَّآ اَنْ یَّشَآءَ اللّٰہُ ؕ پارہ ۲۹ رکوع ۲ اور نہیں چاہتے تم مگر جو چاہتا ہے۔ اللہ سنو اگر ہمارے اپنے بچے تین دن سے فاقہ میں ہوں تو ان کے لئے خورد ونوش کا سامان مہیا کرنا

واجب لازم ہے اور معصوم لوگ اپنے تین دن کے بچے فاقہ میں رکھ کر سورۃ ہل اتیٰ منگوا لیتے ہیں۔ ہاں اگر ہم نماز میں مسلسل حرکتیں کریں تو نماز باطل ہو جائے گی۔ اور اگر معصوم رکوع میں انگوٹھی اتار کر کسی کو عنایت کرے تو اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ رَاكِعُوْنَ پارہ ۶ رکوع ۱۲ سوائے اس کے نہیں کہ ولی تمہارا اللہ ہے اور اس کا رسول ہے اور وہ لوگ جو ایمان والے ہیں نماز ادا کرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں۔ حالانکہ وہ رکوع میں ہوتے ہیں کا تاج مل جاتا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ معصوم کی چالیس سال کی خاموش زندگی کا نام ہے قرآن۔ بس یوں سمجھو کہ پیغمبر اسلام کی چالیس برس کی خاموش تبلیغ کو اللہ تعالےٰ نے جمع کیا تو قیامت تک کے مسلمانوں کے لئے وافر ہدایت بن گئی۔ سنو معصوم مزاج پر غیر معصوم کی بیعت کرنا حرام ہے اور غیر معصوم پر واجب ہے کہ وہ معصوم کی بیعت کرے اگر معصوم کی بیعت نہیں کرے گا تو موت حرام کی ہوگی۔ حدیث مَنْ مَاتَ وَلَمْ يَعْرِفْ اِمَامَ زَمَانِهٖ فَقَدْ مَاتَ مِيْتَةً الْجَاهِلِيَّةِ منصب امامت ص۸۲ مواعظ حسنہ ص۹۰ فرمایا جو مر گیا اور اپنے زمانہ کے امام کی معرفت نہ کی تو وہ جہالت کفر کی موت مرا۔ میری گذارش ہے کہ فرماؤ کہ پیغمبر اسلام کے بعد صحابہ کرام کا کون امام تھا کہ جس کی معرفت کے بغیر مرنا حرام کی موت ہے اور بزرگوں کا امام زمانہ کون تھا۔ ہاں اگر کوئی یہ کہے کہ بادشاہ وقت امام زمانہ ہوتا ہے تو فرماؤ آج کتنے امام زمانہ ہوئے تو ہندوستان کا امام زمانہ اندرا نامی ایک ہندو عورت ہوئی کہ اگر دیوبند کے علماء اس کی معرفت کے بغیر مر جائیں تو موت حرام کی ہوگی۔ غالباً یہی وجہ ہے کہ صد سالہ تقریب جلسہ مدرسہ دیوبند میں اندرا گاندھی کی صدارت کرائی گئی تھی۔ اور اگر کوئی بزرگ فرمائے کہ مسلمان بادشاہ امام زمانہ ہے تو سعودی عرب کا یا عراق کا کویت کا یا لیبیا کا بحرین کا یا انڈونیشیا کا۔ ارے جن کی معرفت کے بغیر مرنے والا جہالت کی موت مر رہا ہے۔ شاید کہ ان حاکموں کی بھی بخشش محال

ہو۔ خدا ہی ستار العیوب ہے وہ جانتا ہے کہ کرسی کے بچاؤ کی خاطر کیا کیا گل کھلائے جاتے ہیں اور کتنی جانیں کرسی کے تحفظ کے لئے تلف کی جاتی ہیں اس زمانہ کو چھوڑیئے ماضی کی تاریخ ملاحظہ کریجئے اموی اور عباسی دور میں سینکڑوں وحشیانہ مثالیں آسانی سے مل جائیں گی۔ فرمادٔ اولاد رسولؐ کا خون اسی کرسی کی حفاظت کے لئے نہیں بہایا گیا۔ بس معصوم کی بیعت واجب ہے باقی بس بالکل ہوس۔ دوسرا ہے منصف مزاج۔ یہ لوگ شریعتِ مصطفٰے میں مومن کہلاتے ہیں منصف مزاج دُنیا میں بہت ہی کم لوگ ہیں کہ جو ہر بات کو غور سے سُنتے ہیں اور عقل کے ترازو پر نگاہ انصاف سے وزن کرتے ہیں۔ اچھی بات ہوئی تو مان لی اور اگر بُری ہوئی تو چھوڑ دی نہ کسی پارٹی سے واسطہ نہ دھڑ داری سے لگاؤ۔ رباعی۔

آزاد منش رہ دنیا میں پرواہ اُمید بیم نہ کر
تو اپنی طرف سے قدرت کے قانون میں کچھ ترمیم نہ کر
آتا ہے راہ حق پہ اگر شیطان بھی قدم رکھ آنکھوں پر
بیگانہ ہے رسم شریعت سے جبرئیلؑ کی بھی تعظیم نہ کر

کہتے ہیں کہ جلال الدین اکبر بادشاہ نے ایک مرتبہ بیگن کا بھرتا کھایا چونکہ بھرتا مزیدار تھا اکبر کو بہت پسند آیا جب اپنے دربار میں آیا تو درباریوں سے کہا کہ میں نے آج بیگن کا بھرتا کھایا ہے بڑا مزیدار تھا لطف آگیا کھانا کھانے کا بس اکبر کا اتنا کہنا تھا کہ ایک آدمی کھڑا ہو گیا ہاتھ باندھ کر عرض کرنے لگا حضور یہ صرف ترکاری ہی تو نہیں بلکہ یہ تو رحمتِ خدا اور جنت کی فضا محسوس کراتا ہے جناب عالی مجھے بارہ ۱۲ سال گذر گئے صرف بھرتا کھاتے ہوئے۔ قبض کشا۔ دلربا۔ رحمت خدا۔ جسم کی ہر بیماری کے لئے بالکل شفا۔ حضور سے استدعا ہے کہ آپ پورے ملک میں قانون نافذ فرمادیں کہ ہر زمیندار۔ دو۔ دو۔ ایکڑ بیگن کاشت کیا کرے ایسا نہ کرنے والے کو کم از کم پانچ کوڑے اور دو سال قید بامشقت کی سزا دی جائے گی۔ اس چمچے کی تقریر دلپذیر۔ سُن کر لوگ حیران تھے کہ کیسا زمانہ آگیا کہ بیگن میاں کے قصیدے لوگ پڑھنے لگے۔ اکبر کو اپنے حواری کی تقریر کا اثر ہوا تو اس نے تین چار یوم لگاتار بیگن کا بھرتا کھایا مسلسل بھرتا کھانے پر کھٹے ڈکار آنے لگے۔

ہاضمہ خراب ہونے لگا۔ تو رات کو دربار میں کہنے لگا بھرتا کوئی اچھی سبزی نہیں اس کے کھانے سے تو انسان بیمار ہو جاتا ہے بس اتنا کہنا تھا کہ وہی حواری کھڑا ہو گیا جس نے کل قصیدے پڑھے تھے۔ عرض کرنے لگا حضور دنیا کی ہر ترکاری سے نکمی ترکاری بیگن ہی تو ہے۔ جناب عالی جیسا یہ اُوپر سے سیاہ ہے ایسا ہی تو اندر کو سیاہ کر دیتا ہے یہ تو جہنم کا پودا ہے دُنیا کے تمام حُکما اس کے کھانے کو منع فرما گئے ہیں۔ حضور میں نے ایک درخواست لکھی تھی جو گھر بھول آیا ہوں کہ آپ حکم صادر فرمادیں کہ جو زمیندار بیگن کاشت کرے گا اسے دس کوڑے اور تین سال قید با مشقت بھگتنا ہو گی۔ اس پیچھے سے کسی نے کہا او بے حیا کل کیا تھا کہ بیگن کے تو قصیدے پڑھ رہا تھا آج اس کی توہین کر رہا ہے کہا ہمیں بیگن سے کیا واسطہ ہم نے تو اپنے شہنشاہ کو خوش رکھنا ہے جو اس کی مرضی وہ ہمارا ایمان ہے یہ ہے دھڑ داری کی مکمل مثال رباعی۔

وصل کے ہوتے ہیں ساماں بڑی مشکل سے　　مشکلیں ہوتی ہیں آسان بڑی مشکل سے
آج منبر پہ وہ امام بنے بیٹھے ہیں　　کل جو ہوئے تھے مسلمان بڑی مشکل سے

مجھے اس مقام پہ مولانا ظفر علی خاں کے اس شعر کے بارے میں عرض کرنا ہے جس میں اُس نے سب کو ایک جیسا فرمایا ہے۔ شعر۔

ہیں کرنیں ایک مشعل کی۔ ابوبکرؓ عمرؓ عثمانؓ علیؓ　　ہم مرتبہ ہیں یارانِ نبیؐ کچھ فرق نہیں ان چاروں میں

۔ ہاں ٹھیک ہے کہ یہ ایک فرقہ کا مسلک فیصلہ ہے مگر پیغمبر کا فرمان اس کی تصدیق نہیں فرمائے گا۔ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وسلم یَا عَلِیُّ اَنْتَ خَیْرُ الْبَشَرِ فَمَنْ شَکَّ فِیْہِ فَقَدْ کَفَرَ۔ فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ اے علیؑ تو سب آدمیوں سے بہتر ہے اور جو اس میں شک کرے بے شک وہ کافر ہے۔ کوکب دری ص۱۷۷ جناب تصدق شیرازی نے لکھا ہے۔ رباعی۔ وہ غار تک اُٹھا کے پیغمبر کو آ گیا۔ یہ پاؤں رکھ کے مُہر نبوت سجا گیا۔ وہ غار میں بھی روتا تھا دشمن کے خوف سے۔ یہ سو کے کائنات کی قسمت جگا گیا۔ فرماؤ برابر کیسے ہوئے اور سنو۔ رباعی۔ وہ بھاگا وسط جنگ میں احمد کو چھوڑ کر یہ محو کار زار تھا دو تیغیں توڑ کر۔ وہ کہتا تھا ہزاروں سے لڑتا ہے یہ

جواں ۔ رکھ دی علیؑ نے عمرؓ کی گردن مروڑ کر ۔ سیرتؓ امیرالمومنین جلد ۱ صفحہ ۲۱۔ آخر اس دنیا میں لوگ منصف مزاج بھی ہیں اگر منصف مزاج نہ ہوتے تو مولانا مقبول احمد صاحب ۔ حافظ فرمان علی صاحب ۔ حافظ سیف اللہ صاحب ۔ مولانا امیر محمد صاحب تونسوی ۔ مولانا مشتاق احمد فاضل پوری ۔ مولانا تاج الدین حیدری جناب محمود احمد صاحب گیلانی ۔ مولانا مبارک علی خاں ۔ مولانا قاری جان محمد صاحب ۔ میرے حقیقی برادر مولانا عاشق حسین صاحب فاضل عربی ۔ مبلغ اعظم مولانا محمد اسماعیل صاحب وغیرھم جیسے لوگ کس طرح دامن اہلبیت میں پناہ لیتے ۔ یہ ان کے منصف مزاج ہونے کی دلیل ہے ۔ کہ حق و باطل میں تمیز کرلی ۔ چلو میں ایک اور واقعہ پیش کئے دیتا ہوں ۔ روایت میں ہے کہ عمرؓ بن قیس نامی انسان جو نہایت ہی بہادر اور جری تھا مگر ابھی تک وہ مسلمان نہ ہوا تھا کہ میدان احد میں آیا لڑائی میں جب مسلمانوں کے قدم اکھڑ گئے اور وہ بھاگ گئے تو عمرو بن قیس نے کیا دیکھا کہ آنحضرتؐ زخموں سے چور میدان میں کھڑے اطمینان سے فرما رہے ہیں ۔ یاایھا الناس قولوا لا الٰہ الا اللہ اے لوگو خدا واحد لا شریک ہے تو عمرو کے دل میں خیال آیا کہ یہ بندوں کا بنایا ہوا نہیں ہے اگر اپنے دعوے میں صادق نہ ہوتا تو یہ بھی اُدھر چلا جاتا جدھر اس کے ساتھی گئے ہیں اس کا اس عالم میں ۔ دشمنوں کے وسط میں کھڑے ہو کر توحید کا پرچار کرنا اس بات کی بیّن دلیل ہے کہ یہ خدا کا بنایا ہوا رسولؐ ہے اتنا سوچ کر آگے بڑھا اور حضورؐ کے دست حق پرست کا بوسہ لیا اور کلمہ توحید زبان پر جاری کر کے تلوار لیکر دشمنوں پہ ٹوٹ پڑا ۔ اور اس قدر جنگ کیا کہ لڑتے لڑتے احد کے میدان میں شہید ہو گیا جنگ کے ختم ہونے پر صحابہ کرام نے شہداء کی لاشوں کو اکٹھا کیا پیغمبر نے لاشوں کو دیکھا تو فرمایا کہ میرا ایک صحابی اور بھی ہے اس کی میت بھی لے آؤ صحابہ نے تلاش مزید کے بعد عرض کی کہ یا رسول اللہ میدان میں کسی مسلمان کی لاش ہمیں نہیں ملی اس پر زخمی رسولؐ خود اُٹھے اور جناب عمرو بن قیس کی لاش پر آئے اور میت کے سرھانے کھڑے ہو کر فرمایا کہ یہ میری اُمت کا پہلا بندہ ہے جس نے کلمہ پڑھا اور نماز ایک بھی نہیں پڑھی اور تم سب سے پہلے جنت بھیجا گیا ہے ۔

تفسیر انوار النجف جلد ۱۲ صفحہ ۶۴ منصف مزاجی ہے کہ صرف استقلال مصطفےٰ سے رہبری حاصل کریں۔ چلو منصف مزاج کا دوسرا واقعہ سماعت فرماویں۔ منقول ہے کہ جب آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اعلان نبوت فرمایا تو اس زمانہ میں حبیب بن مالک نامی شخص یمن کا فرمانروا تھا۔ خالق نے اسے ایک ہی لڑکی عطا کی جو تین بیماریوں میں مبتلا تھی۔ وہ یہ کہ حبیب کی لڑکی آنکھوں سے نابینی۔ ہاتھوں سے لُنجی اور پاؤں سے لنگڑی تھی۔ حبیب بن مالک والئی یمن نے کافی علاج کرائے مگر بچی شفایاب نہ ہو سکی۔ کہتے ہیں کہ ہندوستان سے بھی حکما گئے علاج کئے اور کامیاب نہ ہو سکے۔ حبیب بن مالک بچی کی بیماری کی وجہ سے نہایت پریشان تھا کہ کسی آدمی نے مشورہ دیا کہ حضور آپ بچی کو لے کر مکہ معظمہ چلے جائیے اور بیت اللہ میں بچی کو ڈال دیجئے اور نو ۹ راتیں وہاں گزاریں خدا سے دعا کریں۔ اللہ تعالےٰ یقیناً بچی کو شفا عطا فرمائے گا۔ کہتے ہیں کہ ڈوبتے کو تنکے کا سہارا ہاں یہ یاد رہے کہ چند چیزیں پہلی امتوں کی اُمت محمدیہ میں بھی [illegible] پائی ہیں یہ دربار وں اور قبروں پر جا کر نو راتا کرنا یہ امت موسوی کی سنت طریقہ ہے۔ اسی طرح پیر صاحب مرید کو تعویذ دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ایک نعمت خدا چھوڑ دے اور مرید ایک نعمت اپنے اوپر حرام قرار دیتا ہے۔ یہ بھی امت موسوی کی سنت ہے۔ ہمارے مولا کا حکم ہے حَلَالُ مُحَمَّدٍ حَلَالٌ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَہ اور حَرَامُ مُحَمَّدٍ حَرَامٌ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ یعنی محمدؐ کا حلال کیا ہوا قیامت تک حلال ہے اور محمدؐ کا حرام کیا قیامت تک حرام ہے۔ لطیفہ پیر صاحب نے مرید کو تعویذ دیا اور فرمایا کہ ایک نعمت خدا چھوڑ دے۔ مرید نے کہا کہ حضور چھوڑ دی تو تعویذ مل گیا مگر اس کا کوئی اثر نہ ہوا۔ جب سال دو سال کے بعد پیر صاحب تشریف لائے تو مرید نے عرض کی حضور تعویذ کا تو کوئی فائدہ نہ ہوا۔ پیر صاحب نے فرمایا میں نے جو تجھے کہا تھا کہ ایک نعمتِ خدا چھوڑ دے بتا تو نے اس پر بھی عمل کیا عرض کی حضور میں نے اسی دن سے ایک نعمت چھوڑ دی ہے۔ پیر صاحب نے فرمایا بتا تو سہی کہ تو نے کونسی شئے چھوڑی ہے عرض کی حضور میں نے نماز چھوڑی ہے۔ اس سے آج دن تک میں نے نماز کا نام تک نہیں لیا۔

بس معلوم یہ ہوتا ہے کہ اُمت مصطفیٰؐ نے نماز چھوڑنے کے پیروں سے تعویذ لے رکھے ہیں ۔
بس حبیب اپنی بچی بیوی اور بیس ہزار فوج کو ساتھ لے کر مکہ معظمہ نورانا کرنے کے لئے پہنچا
یہ وہ زمانہ تھا جبکہ حضورؐ نے دعوائے نبوت کا آغاز کیا اور مشرکین مکہ دشمن ہو چکے تھے حبیب
بن مالک نے مکہ شہر کے باہر قیام کیا جب روسائے مکہ ابو جہل لع۔ ابو سفیان لع۔ ابو لہب لع کو معلوم
ہوا کہ والیٔ یمن بیت اللہ کی زیارت کو آیا ہے تو یہ لوگ اس کے استقبال کے لئے حبیب
کے پاس پہنچے اجازت ملنے پر خیمۂ حبیب میں داخل ہوئے حبیب نے ان کی تعظیم و توقیر کی
رسم رواج کے مطابق دعوت کی اور ان سے ملکی حالات پر گفتگو شروع کی دوران گفتگو
ابو جہل لع نے کہا کہ حضور ہم ایک عظیم مصیبت میں مبتلا ہیں وہ یہ کہ ہمارے شہر میں ایک
آدمی جو ہماری ہی قوم سے ہے اس نے نبوت کا دعوےٰ کر رکھا ہے وہ کہتا ہے کہ خدا
واحد لاشریک ہے ۔ جن کو تم نے اپنے ہاتھوں سے بنایا ہے ان پر لعنت کرو اور میرا خدا
غائب والا مانو اُس کے دین کی ابتدا تبرّا سے ہوتی ہے ۔ تبرّا پہلے کرواتا ہے اور تولّا
بعد میں یعنی نفی پہلے اور اثبات بعد میں اور وہ جوان محمدؐ نامی شیریں بیان ایسا ہے
کہ جو اس کے پاس جاتا ہے ۔ واپس آتا ہے تو شرک سے پاک اور مسلمان ہونے
کا اعلان کرتا دکھائی دیتا ہے ۔ ہم نے بہتیرے فتوے لگائے ہیں کہ اُس کی بات نہ سُنو
ورنہ نکاح ٹوٹ جائے گا وہ بات کرے تو کانوں میں روئی دے لیا کرو ۔ مگر کیا بتائیں
لوگ ہماری پرواہ تک نہیں کرتے ہماری ایک نہیں سُنتے آئے دن اس کی جماعت ترقی
پکڑتی جاتی ہے ۔ حضور اب ہم حیران ہیں ۔ کریں تو کریں کیا حضرت ابوطالبؑ جو قوم کا سردار
ہے وہ اور اس کے بچے اس کے ہمنوا ہی نہیں بلکہ اس کے خادم نظر آتے ہیں اس کی حفاظت کا
بیڑا ابوطالبؑ نے اٹھا رکھا ہے اس سے جنگ کرنا تو ہمارے بس کا روگ نہیں ہے ۔ اس کا بھائی
علیؑ اور جعفرؓ اور اس کا چچا حمزہؓ کچھ ایسے واقعہ ہوئے ہیں کہ یہ مرنے کو عید سمجھتے ہیں اور ہر
وقت اُس پر جان قربان کرنے پر آمادہ نظر آتے ہیں ۔ ہماری خوش قسمتی ہے کہ آپ تشریف
لے آئے ہیں ۔ آپ کرم فرمائی کر کے اُسے بلا کر ہدایت کریں کہ بزرگوں کی توہین کرنا کوئی

اچھی بات نہیں ہے۔ ہل جل کر رہو اور خداؤں سے بیر نہ ڈالو۔ ہمیں علم ہے کہ وہ آپ کی اس معاملہ میں کوئی بات نہیں مانے گا۔ مگر جناب بھی کمزور تو نہیں۔ آپ کے پاس بیس ہزار فوج ہے اور ہم بھی سب آپ کے ساتھ ہیں اگر وہ نہ مانتے تو اپنی توہین کے جرم میں اُسے قتل کر دینا پھر دیکھتے ہیں کہ ابو طالبؑ ہمارا کیا بگاڑ سکے گا آپ سے لڑنا تو ابو طالبؑ کا مقام نہیں ہے اور اگر اس نے جسارت بھی کی تو ہماری اور آپ کی تلواریں ابو طالبؑ کیا پورے ہاشمی خاندان کو صفحۂ ہستی سے مٹا دیں گی۔ اس کے بعد ابو جہل نے عرض کی کہ اُسے بلا کر سمجھائیں تو ضرور مگر ہمارا نام نہ لینا کہ انہوں نے مجھے کہا ہے۔ ان کے جانے کے بعد حبیب بن مالک نے اپنے غلام کہ جس کا نام حُر تھا اُسے بلا کر فرمایا کہ شہر مکہ میں جاؤ اور اس بندے کو کہ جس نے نبوت کا دعوےٰ کیا ہے اُسے بُلا کر میرے پاس لاؤ۔ حبیب بن مالک کا غلام مکہ آیا اور پیغمبر کو تلاش کیا معلوم کرنے پتہ چلا کہ وہ بیت اللہ میں نماز ادا کر رہا ہے۔ حُر نے بیت اللہ پہنچ کر دیکھا کہ آنحضرتؐ نماز ادا کر رہے ہیں جوں ہی حُر کی نگاہ حضرت کے چہرۂ انور پر پڑی تو حیران ہو کر سوچنے لگا کہ اس نے نبوت کا دعوےٰ کیا ہے تو اس کا دعوےٰ حق ہے کیونکہ اس کی شکل کی زیارت سے تو عقل آتی ہے۔ جب حضورؐ نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا کہ حُر بھائی خیریت ہے یہ سُن کر حُر حیران تھا کہ اسے میرا نام کس نے بتا دیا تو آپ نے فرمایا اے حُر میں تو صرف تیرا نام ہی نہیں جانتا بلکہ مجھے تو اس کا بھی علم ہے کہ جو تو نے مکہ کی طرف سفر کرتے ہوئے دروازے کے پیچھے کھڑے ہو کر سُرخ رومال میں بیس دینار گھر کا خرچ اپنی بیوی کو دیا تھا۔ بس یہ سُنتے ہی حُر حضورؐ کے قدموں پر گر پڑا اور عرض کی کہ حضورؐ مجھے کلمہ پڑھائیں آپ نے حُر کو توحید تعلیم فرمائی اور کہا حبیب بن مالک کے پاس جا کر میرا پیغام پہنچا دے کہ وہ کہتا ہے کہ ہمیشہ پیاسہ کنویں کے پاس آتا ہے نہ کہ کنواں پیاسے کے پاس جاتا ہے۔ عرض کی مولا مانے کو تو جی نہیں چاہتا فرمایا پہلے اس کا بن کے آیا تھا اب میرا بن کے جا۔ حُر آنحضرتؐ کے حکم کے مطابق حبیب کے پاس گیا اور حبیب سے کہا کہ اے شہنشاہ وہ تینوں ہی صدیق تھے جنہوں نے اس کریم کا پتہ

بتلایا۔ حبیب نے پوچھا کیا ہوا کہ وہ تو غائب کی خبریں بھی جانتا ہے اور میرے اور آپ کے حالات سے بھی واقف ہے اس نے کہا کہ حبیب سے کہو کہ خود میرے پاس آئے۔ حبیب غصہ سے اُٹھا اور بیت اللہ میں حضورؐ کے پاس پہنچا۔ حضورؐ نے فرمایا حبیب بھائی خیریت ہے۔ حبیب نے کہا کہ میں نے سُنا ہے کہ آپ نے نبوت کا دعوےٰ کیا ہے۔ فرمایا نہیں بلکہ کرایا گیا ہے۔ میرے بھائی عیسٰیؑ نے تو پہلے روز کہہ دیا تھا۔ اِنِّیْ عَبْدُ اللّٰہِ اٰتٰنِیَ الْکِتٰبَ وَجَعَلَنِیْ نَبِیًّا میں اللہ کا بندہ ہوں خدا نے مجھے کتاب عطا کی ہے اور نبی بنا کے بھیجا ہے اور میں چالیسؔ برس تک خاموش رہا اگر میں دعوےٰ نبوت کرتا تو پہلے ہی روز کر دیتا۔ میں تو چالیسؔ سال خاموش رہا۔ اب میرے خالق نے حکم کیا تو میں نے نبوّت کا اعلان کر دیا۔ حبیب بن مالک نے کہا کہ آپ کے پاس آپ کی نبوت کی کیا دلیل ہے آنحضرتؐ نے فرمایا کہ یہ کوئی دلیل کم ہے کہ تیری بچی شفایاب ہو گئی حبیب نے کہا وہ کیسے آپ نے فرمایا جا معلوم کرلے کہ وہ شفایاب ہو گئی۔ حبیب فوراً واپس آیا کیا دیکھا کہ ایک بچی مثل حور دروازے پر کھڑی ہے۔ اُس بچی نے کہا بابا پہلے مصطفیٰؐ کا کلمہ تو پڑھ لیتا کہا بیٹا تو کون ہے کہا کہ تیری بیمار بچی کہا کہ یہ کیا ہو گیا بچی نے کہا بابا وہ کوئی سم جیسا بس اس کے مُنہ سے نکلا تو خدا نے مجھے شفا عطا کی بس اس کی زبان قدرت کی تقدیر ہے۔ لکھا ہے کہ حبیب بن مالک مسلمان ہو کر پلٹا اور اپنے ایمان کو چھپائے رکھا کیوں مسلمان تو حبیب بن مالک نے بھی رسولِ خداؐ کو دیکھا اور کفار مکہ تو ہر روز حضورؐ کو دیکھتے اور معجزات ملاحظہ فرماتے رہتے تھے مگر وہ منصف مزاج نہ تھے اگر منصف مزاج ہوتے تو وہ بھی حبیب بن مالک کی طرح ایمان لے آتے یہ دوسری قسم منصف مزاج کی تھی جس کو دین و شریعت میں مومن کہتے ہیں۔ چلو ایک واقعہ منصف مزاج کا اور سن لیں روایت میں ہے کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مشہور صحابی جناب ابوذرؓ غفاری پیغمبر کی زیارت کرنے سے پہلے ہی مسلمان ہو چکے تھے۔ واقعہ یوں ہے کہ زمانہ جاہلیت میں حضرت ابوذرؓ غفاری نے

ایک منت مانی کہ اگر میرا خدا یعنی بُت کہ جسے وہ خدا مانتے تھے میرا فلاں کام کر دے تو میں اپنے خدا کو حلوہ کھلاؤں گا۔ خالقِ کائنات نے اپنے فضل کرم سے ابوذر غفاریؓ کا کام کر دیا اس نے سمجھا کہ میرے ہاتھوں کے بنے ہوئے بُت کہ جسے یہ لوگ خدا مانتے تھے اس نے کام کیا ہے۔ کام کے ہونے پر ابوذرؓ نے حلوہ پکایا اور ایک بڑے برتن میں رکھ کر بُت خانے حلوہ لے کر پہنچا اور اپنے خدا کے سامنے رکھ کر عرض کی اے میرے خالق تُو نے میرا کام میری مرضی کے مطابق کر دیا میں منت پوری کرنے کے لئے حلوہ لایا ہوں تو اسے کھا مگر پتھر کا بُت کیسا حلوہ کھائے گا ابوذرؓ نے اس کے سر پر ہاتھ پھیرا اور پچکارا کہ اللہ میاں حلوہ کھا مگر پتھر اور حلوے کا کیا جوڑ ہے۔ حلوے اور مولوی صاحب کا تو جوڑ ہے مگر جب بت نے حلوہ نہ کھایا تو ابوذرؓ سوچنے لگا کہ یہ خدا نہیں ہے پتھر ہی تو ہے اگر یہ خدا ہوتا تو حلوہ شریف ضرور کھاتا بس حلوہ نہ کھانا اس کے خدا نہ ہونے کی دلیل ہے۔ مگر شیطان نے وسوسہ ڈالا کہ ابوذرؓ غلطی نہ کر خدا تو ہوتا ہی وہی ہے جو نہ کھائے کیا ابراہیمؑ کا خدا کھاتا تھا۔ اسے نہ کھاتا تو خدا ہونے کی دلیل ہے۔ اگر کھا لیتا تو خدا نہ تھا۔ اب تو یقیناً خدا ہی ہے۔ ابوذرؓ کو یقین ہو گیا کہ واقعی یہ خدا ہے کہ ابراہیمؑ کا خدا بھی تو نہیں کھاتا یہ سوچ کر ابوذرؓ حلوہ بُت کے سامنے رکھ کر کسی کام کو اُٹھا تو ایک کُتا آیا اور حلوہ کھانا شروع کر دیا۔ اب جو ابوذرؓ نے دیکھا تو غصے سے کہا کہ لعنت ہے اس خدا پر کہ کُتا سامنے سے حلوہ کھائے جا رہا ہے اور یہ خاموش بیٹھا ہے جو سامنے سے کُتا نہیں ہٹا سکتا یہ اور کام کیا کر سکتا ہے یہ خدا نہیں بلکہ ایک پتھر ہے اس پر شیطان نے پھر ٹہکا لگایا کہ ابوذرؓ تیرے پختہ ایمان کو کیا ہو گیا ہے کیوں بے ایمان ہونے لگا کیا کُتا اس کی مخلوق نہیں یہ کُتا کئی دن سے بھوکا تھا اس نے خدا سے عرض کی کہ پالنے والے کھانا کھلا خدا نے اسے اپنے پاس بُلایا اور اپنی شان کے مطابق اس کی دعوت کر رہا ہے یہ ساری دنیا اس کی اپنی مخلوق تو ہے اور اپنی مخلوق کو

کھانا اس کا فرض ہے تجھے کتا نظر آتا ہے۔ اتنا برا ہوتا تو پیدا ہی کیوں کرتا یہ سوچ کر ابوذر رضی پھر پختہ ہو گیا کہ واقعی یہ خدا ہے کہ اپنی مخلوق کی خبر گیری رکھتا ہے۔ تو ابوذر رضی دیکھ ہی رہا تھا کہ کتے نے حلوہ کھا کر ٹانگ اُٹھائی اور بت پر پیشاب کر دیا یہ دیکھ کر ابوذر غفاری رضی کا پیمانہ صبر لبریز ہو گیا اور کلہاڑا لے کر آؤ دیکھا نہ تاؤ مار مار کے بت کے پرخچے اُڑا دیئے اور اسے توڑ تاڑ کر صفایا کر دیا اور مکان پر چڑھ کر بلند آواز سے فرمایا اے میری جاہل قوم خدا وہ ہے جس نے زمین آسمان چاند۔ سورج اور دن رات کو پیدا فرمایا ہے الخصائص الکبریٰ جلد ۲ صہ ۸۶ میں متصف مزاج کے بعد اب تیسری قسم ضدی مزاج کو بیان کرتا ہوں۔ سو ضدی مزاج کسی کی بھی نہیں ماننا چاہے کوئی نبی سورج کو پلٹائے۔ چاند کو بلائے۔ کھاری کنوئیں میں لعاب دہن ڈال کر شیریں فرمائے کنکروں سے کلمہ پڑھوائے یا اپنی بچی کی شادی پرستارے کو گی بنا کر دُلہا کے گھر کا طواف کروائے ضدی مزاج نے ہرگز نہیں ماننا۔ روایت میں ہے کہ ایک قوم حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کی کہ ہمارے کنوئیں کا پانی کھارا یعنی کڑوا ہے آنحضرتؐ نے اس کنوئیں میں لعاب دہن ڈالا تو پانی شیریں ہو گیا کہنے کو ایک واقعہ ہی ہے۔ درحقیقت پانی کو میٹھا نہیں فرمایا بلکہ زمین کے طبقے کو میٹھا کیا ہے کیونکہ پانی ہوتا ہے زمین کے اثرات کے تحت زمین کڑوی تو پانی کڑوا اور اگر زمین میٹھی تو پانی میٹھا تو حضورؐ نے پانی کو میٹھا نہیں کیا بلکہ سارے زمین کے طبقے کو میٹھا کر دیا مجمع الفضائل جلد ۱ صہ ۴۵ انہوں نے نہ مانا کہ ضدی مزاج تھے۔ ہاں ضدی مزاج کا ایک واقعہ ہی سُن لو وہ یہ کہ حضرت عیسٰےؑ علیہ السلام کے سات سو مرید تھے ان سے آپ نے ستر چنے اور ستر سے سات اور پھر سات سے ایک چنا اور اُسے فرمایا کہ تو میرے ساتھ رہ تاکہ ہم مخلوق خدا کو ہدایت کریں۔ جناب عیسٰےؑ اس کو لے کر تبلیغ دین کے لیے روانہ ہوئے راستہ میں جب بھوک لگی تو فرمایا کہ تو اس گاؤں سے کھانے کو کچھ لے آ وہ مرید کہنے لگا۔ حضور مفت میں کون دے گا آپ نے فرمایا کہ کچھ تیرے پاس ہے عرض کی

کہ دو آنے اس زمانے کا سکہ جناب عیسیٰؑ نے فرمایا ایک آنہ میرے پاس بھی ہے۔ پس مرید تین آنے لے کر گاؤں میں گیا تو وہاں سے تین روٹیاں اور کچھ سالن لے کر پلٹا۔ راستہ میں سوچنے لگا کہ میرے دو آنے اور حضرت عیسیٰؑ کا صرف ایک آنہ اس طرح تو حضرت عیسیٰؑ میرا حق کھا جائے گا یہ خیال کر کے چلتے چلتے ایک روٹی کھائی اور دو روٹیاں حضور کے پاس لایا جناب عیسیٰؑ نے روٹیاں دیکھیں تو فرمایا کہ اے میرے ہم سفر فرما کہ روٹیاں تو تین نہ تھیں مرید نے عرض کی نہیں حضور میں نے بڑی کوشش کی اور گاؤں والوں کو سمجھایا کہ حضرت عیسیٰؑ ہیں مگر انہوں نے کہا کہ پیری مریدی اپنی جگہ پر اور تجارت اپنے مقام پر حضور سمجھ گئے کہ یہ نمازی تو ہے مگر ہے ضدی مزاج نبی نے خیال فرمایا کہ ذرہ کوشش کر کے دیکھ لیں کہ کیا یہ مانتا بھی ہے۔ پس دونوں نے مل کر کھانا کھایا۔ جناب عیسیٰؑ نے سالن کی ہڈیوں پہ نگاہ ڈالی تو قدرت خدا نے پرندہ بنا دیا۔ حضور نے فرمایا کہ دیکھ مرید پرندہ زندہ ہو گیا اُس نے کہا کہ سبحان اللہ یہ کیا معجزہ ہے آپ تو معجز نما ہیں جناب عیسیٰؑ نے فرمایا کہ اگر تو مان گیا ہے تو بتا روٹیاں کتنی تھیں مرید نے عرض کی حضور روٹیاں تو دو ہی تھیں۔ حضرت عیسیٰؑ سمجھ گئے کہ مرید ضدی مزاج ہے۔ اس کے بعد حضور اس کو لے کر چلے راستہ میں ایک دریا آیا تو جناب عیسیٰؑ نے فرمایا مرید میرے پیچھے پیچھے چلا آ۔ جناب عیسیٰؑ جوتے سمیت دریا پر چلنے لگے اور مرید بھی پیچھے چلنے لگا دریا کے وسط میں پہنچ کر نبی کھڑے ہو گئے اور منہ پھیر کر فرمایا کہ اے مرید دیکھ اور سمجھ کہ ہم کہاں ہیں اُس نے عرض کی مولا یہ مقام ایسا ہے کہ میں حیرت زدہ ہوں کہ آپ کے بارے میں کیا عقیدہ رکھا جائے جناب نے تو کمال ہی کر دیا کہ پہلے پرندہ بنایا۔ اور اب مجھ جیسے گنہ گار کو بہتے ہوئے دریا پر چلایا جناب عیسیٰؑ نے فرمایا اگر ایمان میں جلا پیدا ہو گئی تو بتا کہ روٹیاں کتنی تھیں اس نے کہا کہ حضور روٹیاں تو دو ہی تھیں۔ اور مرید کہنے لگا کہ اے روح اللہ اگر آپ مجھے دریا میں غرق کر دیں گے تو لوگ آپ کو ہی تو طعنے دیں گے کہ مرید بچارے کا

بیڑہ غرق کر دیا۔ میں نے تو آخر ایک دن مرنا ہی ہے کل نہ مرا آج مر گیا۔ پس حضرت عیسٰیؑ اُسے لے کر آگے چلے۔ دریا پار کر کے روانہ ہوئے ہی تھے کہ ایک جنازہ دیکھا کہ جسے چند آدمی اٹھائے جا رہے ہیں اور جنازے کے ساتھ ایک ضعیفہ عورت روتے جا رہی ہے اُنہوں نے اس عورت سے کہا کہ بی بی وہ حضرت جا رہے ہیں جو مردوں کو زندہ کیا کرتے ہیں اس ضعیفہ نے آگے بڑھ کر جناب عیسیٰؑ کے قدموں پر سر رکھا اور ہاتھ جوڑ کر عرض کی

شعر۔ ~ تو نے میرا اگر مقدر نہ بدلا ~ بتا دے یہ کامل نظر کس لئے ہے

کہ مولا میں ایک ہی بچہ رکھتی ہوں جو فوت ہو چکا ہے برائے کرم دعا فرما دیں کہ اللہ تعالےٰ میرے بچے کو زندہ کر دے اس ضعیفہ کی درخواست نبیؑ نے قبول فرمائی اور بارگاہ الٰہی میں دعا کی کہ پالنے والے بحق محمدؐ و آل محمدؐ اس عورت کے بچے کو زندگی عطا فرما۔ اللہ تعالےٰ نے دعا کو قبول فرمایا اور وہ لڑکا زندہ ہو گیا جناب عیسٰیؑ نے فرمایا بی بی اپنے بچے کو لے جا خالق نے اس کی بیسؑ سال زندگی بڑھا دی ہے اس کی شادی کر اللہ تعالےٰ اس کی نسل کو قیامت تک قائم رکھے گا۔ تفسیر انوار النجف جلد ۳ صفحہ ۲۴۰ تفسیر عمدۃ البیان جلد ۱ صفحہ ۱۶۱ تمام لوگوں نے دین قبول کیا اور حضرت عیسٰیؑ کو دعائیں دیتے ہوئے چلے گئے جناب عیسٰیؑ نے مرید سے فرمایا کہ بتا تیرے ایمان کا کیا حال ہے اُس نے عرض کی مولا آپ جو کام کر رہے ہیں یہ تو انسان کے بس کا روگ نہیں حضور آپ نے تو کمال ہی کر دیا جناب عیسٰیؑ نے فرمایا اے مرید اگر تیرا ایمان واقعہ ہی چلا پکڑ گیا تو بتا روٹیاں کتنی تھیں مرید نے عرض کی حضور روٹیاں تو دو ہی تھیں۔ جناب عیسٰیؑ نے جلال میں آکر فرمایا دفع ہو ساری زندگی میرے ساتھ رہا مگر رہا ضدی کا ضدی تو موں نکل یہاں سے مرید نے جاتے ہوئے کہا ہاں ساری دنیا کو منواتا پھرتا ہے مجھ سے منواتا تو میں مانتا کہ کمال ہے عیسٰیؑ سمجھ گئے کہ مرید پکا ضدی مزاج ہے فرمایا پلٹ آ بیٹا میں تو ویسے ہی کہہ رہا تھا آپ تو میرے پیارے صحابی ہیں۔ اس کے بعد دونوں پھر آگے چل پڑے راستہ میں حضرت عیسٰیؑ نے تین پتھروں پر نگاہ ڈالی اور اشارہ کر کے اُنہیں سونے کا بنا دیا فرمایا دیکھو بیٹا یہ سونے کی

اینٹیں اُٹھا لو۔ اب تو دولت وافر مل گئی۔ مرید نے خوشی سے سونے کی اینٹیں اُٹھائیں اور سوچنے لگا کہ اگر حضرت عیسٰیؑ چھٹی دے دیں تو میں گھر چلا جاؤں۔ تھوڑی دُور جا کر مرید نے عرض کی حضور کافی دن ہو گئے۔ اگر آپ اجازت دیں تو میں گھر چلا جاؤں میرے گھریلو حالات کچھ ایسے ہی تھے کہ میں زیادہ دن باہر نہیں رہ سکتا۔ جناب عیسٰیؑ نے فرمایا۔ پہلے ان سونے کی اینٹوں کو تو بانٹ لو۔ فرمایا ایک اینٹ تیری ہے کہ تم نے ایک روٹی کھائی ایک اینٹ میری ہے کہ ایک روٹی میں نے کھائی اور تیسری اینٹ اس کی ہے کہ جس نے تیسری روٹی کھائی ہے۔ اس پر ضدی مزاج نے کہا کہ اے نبی اللہ میں نے بھی تو غلطی سے ہی انکار کیا اور آپ نے بھی منوانے کی ضد کی لو مان لیتا ہوں کہ تیسری روٹی میں نے ہی کھائی تھی۔ کیا ہو گیا بس ضدی مزاج کی نہیں مانتا۔ حیاتہ القلوب جلد ۱ صفحہ ۔۔۔ قدرے اختلاف کے ساتھ۔ تو ضدی مزاج کو قرآن مجید کی زبان میں کافر یا مشرک کہتے ہیں میں کہتا ہوں کہ ضدی مزاج انبیاء علیہم السلام کے گھروں میں بھی ہوا کرتے تھے روایت میں ہے کہ حضرت ہود علیہ السلام کی ایک بیوی بھی انہیں میں سے تھی۔ لکھا ہے ایک قافلہ حضرت ہودؑ کے دروازے پر آیا۔ دستک دی تو حضور کی بیوی جس کے بال سفید تھے اور ایک آنکھ ندارد۔ باہر آئی اور ان سے دریافت کیا کہ تم کیسے آئے ہو انہوں نے عرض کی کہ ہم پیغمبر کی زیارت کو فلاں گاؤں سے آئے ہیں دوسری غرض یہ ہے کہ ہمارے علاقہ میں بارش نہیں ہوتی حضور سے دعا کروانے آئے ہیں کہ قحط دُور ہو۔ اس عورت نے تعجب سے کہا کہ تمہیں کیا ہو گیا کہ اس سے دعا کروانے آئے ہو وہ بھی تو تم جیسا ایک بشر ہے دعا کیسی۔ سنو سنو ہماری دو ایکڑ گندم ہے تین دن گذر گئے فلاں مقام پر آب کشی کر رہا ہے۔ جاؤ اور خود دیکھ لو یہ لوگ وہاں پہنچے تو واقعی حضرت ہودؑ کنویں سے پانی نکال کر کھیت کو سیراب کر رہے تھے ان لوگوں نے حضور کو سلام کیا اور دعا کے لئے عرض کی تو آپ نے ان کے لئے دعا کی فرمایا تمہارے علاقہ میں انشاء اللہ بارش ہو گی۔

اِن لوگوں نے عرض کی مولا ہمیں ایک عورت نے جو کہ آپ کے گھر سے نکلی جناب کے بارے میں بے وقعت باتیں کیں جناب ہوؑ نے فرمایا وہ میری عورت ہے اور ہے ضدی مزاج اللہ تعالےٰ نے ہر مومن کے ساتھ ایک دشمن لگا رکھا ہے کہ جس سے مومن کو تکلیف پہنچتی ہے اور مومن کے درجات بلند ہوتے ہیں۔ حیات القلوب جلد ۱ صفحہ ۱۸۲ آپ یہ خیال نہ فرمادیں کہ انبیاء علیہم السلام کے ساتھ رہتے والے سارے نیک ہی ہوتے ہیں ایسا ہر گز نہیں ہے۔ ہمارے رسولؐ کے پڑوس میں ساری زندگی ابو جہل لعین رہا مگر تھا ضدی مزاج یہ تو حضور مزاج کی بات ہے نزدیک رہ کر ابو جہل ہو سکتا ہے اور دور رہ کر اویس قرنی بن سکتا ہے۔ ابلیس فرشتوں میں رہا مگر ضدی مزاج نکلا۔ اور چوتھی قسم ہے متلوّن مزاج کی یہ بڑا خطرناک ہوتا ہے۔ عام طور پہ لوگ پڑھتے ہیں۔ مصرع۔

مصرع با مسلماں اللہ اللہ با برہمن رام رام۔

ہماری خاص زبان میں متلون مزاج کو ہر دیگ کا چمچہ کہتے ہیں یہ بڑا خطرناک ہوتا ہے۔ قرآن کی زبان میں اس کا نام ہے منافق اور منافق کی سزا کافر مشرک سے سنگین ہے۔ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ فِى الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ ج پارہ ۵ رکوع ۱۸ فرمایا یقیناً منافق جہنم کے نچلے طبقہ میں ہوں گے ایک واقعہ ہی سُن لو۔ حضرت امام حسنؑ علیہ السلام فرماتے ہیں۔ کہ ایک یہودی رئیس کا بیٹا بیمار تھا ہر چند دوا کرنے پر شفایاب نہ ہوا وہ اپنے لڑکے کو لے کر جناب رسولخداؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ آپ میرے بیٹے کے لئے دعا کریں اگر میرا بیٹا شفایاب ہو گیا تو میں کلمہ پڑھ لوں گا۔ آنحضرتؐ نے فرمایا تیرا بیٹا تو شفایاب ہو جائے گا۔ مگر تو نے ہماری ولا قبول نہیں کرنی اس نے کہا کہ ایسا ہر گز نہ ہو گا میں اپنے بچے کو شفایاب دیکھتے ہی مسلمان ہو جاؤں گا اس پر حضرت نے مولا علیؑ سے فرمایا علیؑ اس بچے کے لئے دعا کرو۔ مولا علیؑ نے دعا کی تو خالق نے اسے فوراً ٹھیک ٹھاک کر دیا لوگوں نے اس رئیس سے فرمایا کہ لو تیرا لڑکا شفایاب ہو گیا تو اپنے وعدہ کے مطابق کلمہ پڑھ اس نے کہا کہ یہ تو اتفاق کی بات ہے میرا لڑکا شفا

بائے کو تھا کہ آپ لوگوں کا بہانہ بن گیا۔ اگر واقعی آپ لوگ معجز نما ہیں تو جو بیماری میرے بچے کو بھی وہ مجھے لگ جائے اور اگر میں کلمہ نہ پڑھوں تو مجھے ٹھیک یعنی تندرست ہونے کی دعا نہ کرنا حضور نبی اکرمؐ نے اُسے سمجھایا کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے تندرستی بڑی نعمت ہے مگر اس نے نہ مانا اور اصرار کیا کہ مجھے بیمار کر کے دکھلاؤ۔ آنحضرتؐ نے فرمایا علیؑ اس کے لئے بددعا کرے کہ اس کے بچے والی مرض اسے لگ جائے۔ پیغمبر اکرمؐ کے حکم سے حضرت علیؑ نے دعا کی تو وہ یہودی فوراً اس بیماری میں مبتلا ہو گیا۔ اب لگا حضورؐ کو منتیں کرنے کہ حضورؐ معاف فرما دیں۔ نبیؐ نے فرمایا اگر تو شفایاب بھی ہو گیا تو بھی تو دل سے ایمان نہ لائے گا کیوں کہ تیری کیفیّت سے ہم آگاہ ہیں۔ تفسیر انوار النجف جلد ۲ ص ۱۴۱

حدیث مَنْ وَجَدَ فِیْ قَلْبِہٖ حُسْبَنًا فَلْیَشْکُرْ اُمَّہٗ جو شخص اپنے دل میں بیماری ولا پائے وہ اپنی ماں کا شکر ادا کرے یعنی مسلمان مومن ہونا تو حلال زادہ ہونے کی دلیل ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہر مسلمان محمدؐ و آلِ محمدؐ کی محبت کا دعویدار ہے۔ کیوں کہ یہ حلالی ہونے کی دلیل ہے۔ بھائیو متلوّن مزاج بڑا خطرناک ہوتا ہے آج کل اکثر دیکھنے میں آیا ہے کہ عام طور پہ لوگ متلوّن مزاج ہوتے ہیں اور اسے سیاست خیال فرماتے ہیں متلوّن مزاج کا بالکل صحیح معنیٰ ہے ابن الوقت۔ اس مطلب کو ایک واقعہ سے ہی پیش کرتا ہوں۔ سُنو ہمارے ملک پاکستان میں سنہ ۱۹۵۳ء میں ہم مسلمانوں اور مرزائیوں میں ختم نبوت کے مسئلہ پر تحریک شروع ہوئی جو زور پکڑ گئی۔ سنی شیعہ سب نے اس تحریک میں حصہ لیا۔ حکومت نے کافی لوگ گرفتار کئے اور جیلیں بھر گئیں۔ چند روز تو ہم جیلوں میں کہتے رہے کہ قادیانیوں کو اقلیت قرار دلوا کر دم لیں گے۔ مگر قید خانہ کی صعوبتیں جب ہمارے برداشت سے باہر ہو گئیں تو ہم نے اپنے فتوے بدل دیئے۔ اور اکثر مولوی صاحبان معافی مانگ کر آ گئے اور کچھ بزرگ حضرت بابا بُلھے شاہ کے مزار سے داڑھی منڈوائے ہوئے ملنگ بنے ہوئے گرفتار ہوئے کئی بزرگ تو شیعہ افسران جو جیل کے پاسبان تھے انہیں یاعلیؑ مدد کہہ کر معافی مانگ کر چلے آئے اور جب انہیں

قید خانہ سے فراغت ملی تو فتویٰ دہی صادر فرمایا کہ اگر ندی نالے سے اُوپر کی طرف سے وہ پی رہا تو نیچے سے پانی پی لینا اور اگر شیعہ اُوپر سے پانی پی رہا ہو تو نیچے سے ہرگز نہ پینا۔ خدا تعالیٰ ایسے لوگوں کو ہدایت کرے جو اس مزاج کے واقع ہوئے ہیں رباعی۔

تیز فہم تو اشاروں سے سمجھ جاتے ہیں ۔۔۔ کچھ لوگ وضاحت کے طلبگار نظر آتے ہیں
ہر دور میں سمجھانے والے خدا نے بھیجے ۔۔۔ مگر متلون وعدہ کر کے مُکر جاتے ہیں

مرحوم نذیر ملتانی نے کیا خوب فرمایا ہے۔

اقرار کر کے خم پہ زبانیں بدل گئیں ۔۔۔ بدلی نماز اور آذانیں بدل گئیں
دیندار دین فروش بنے بیٹھے ہیں نذیر ۔۔۔ اسلام تو وہی ہے دکانیں بدل گئیں

تو میں نے عرض کیا کہ چار قسم کے لوگ مزاج کے لحاظ سے پائے جاتے ہیں ایک معصوم مزاج۔ دوسرے منصف مزاج تیسرے ضدی مزاج اور چوتھے متلون مزاج ان چاروں کی میں نے قدرے وضاحت کر دی۔ اب کیسے معلوم ہو کہ یہ انسان اس مزاج کا ہے تو خالق کائنات کے لئے ضروری ہے کہ اپنی مخلوقات کی رہنمائی کے لئے کوئی معیار قائم فرمائے کہ جس سے مزاج کا پتہ چل جائے۔ ظاہر ہے کہ ہم لوگوں سے صحابہ کرام لاکھ درجہ بلند و برتر ارفع و اعلیٰ تھے اس مقام پر میں صحابہ کرام سے ہی ہدایت حاصل کرتا ہوں سُنو کُنَّا نَعْرِفُ الْمُنٰفِقِیْنَ بِبُغْضِهِمْ عَلِیِّ ابْنِ اَبِیْ طَالِبٍ صواعق المحرقہ صفحہ ۱۲ فرمایا کہ ہم پہچان لیتے تھے علیؑ کے بغض سے منافقین کو۔ چلو نبی اکرمؐ کا فرمان سُن لو۔ حضرت علیؑ نے فرمایا کہ مجھ سے اَنْ لَّا یُحِبُّنِیْ اِلَّا مُؤْمِنٌ وَلَا یُبْغِضُنِیْ اِلَّا مُنَافِقٌ مشکوٰۃ شریف جلد ۳ صفحہ ۲۵۸ کہ اے علیؑ تجھ سے محبت نہیں کرے گا مگر مومن اور تجھ سے بغض نہیں رکھے گا مگر منافق یہ حدیث مسلم شریف میں بھی ہے۔ یہ منافق ہی تھے کہ علیؑ کا بھرا گھر اُجاڑ دیا فرماؤ کیا علیؑ کے بچوں کو قتل کرنے والے اور علیؑ کی بچیوں کو بازاروں میں پھرانے والے منافق نہ تھے یہ صرف اور صرف چوتھی قسم کے لوگ تھے روایت میں ہے کہ جب مسلمانوں نے روز عاشور خیام رسولؐ کو نذر آتش کیا تو اولاد رسولؐ حکم امام سے خیام سے باہر نکلیں اور

وا محمداکی آواز کو بلند کیا تو عمرؔ بن سعد نے کہا کہ ان بچوں کو پتھر مارو۔ عزادارو اس قدر ملعون نے پتھر برسائے کہ بہت سے بچے شہید ہو گئے جن میں چار بچیاں بھی شہید ہو گئیں مواعظ حسنہ ص۱۸۹ راوی کہتا ہے کہ میں نے کیا دیکھا کہ ایک بچی کے دامن کو آگ لگی ہوئی ہے اور ہائے بابا ہائے بابا کرتی ہوئی میدان میں دوڑی جا رہی ہے حمید کہتا ہے کہ میرے دل میں خیال آیا کہ یہ بچی جل جائے گی میں اس بچی کے پیچھے دوڑا بچی اور دوڑی میں بھی اور دوڑا آخر بچی گر گئی اور ہاتھ جوڑ کر کہا کہ اے بندہ خدا میرے دامن کو ہاتھ نہ لگانا میں رسول اللہ کی بیٹی ہوں۔ حمید کہتا ہے کہ میں نے آگ کو دامن سے بجھایا تو بچی سمجھی کہ یہ مرد تو رحم دل ہے۔ ننھے منھے ہاتھ جوڑ کر کہا کہ حمید مجھے نجف کا راستہ تو بتا دے میں نے کہا کہ معصومہ نجف جا کے کیا کرے گی کہا کہ دادے کی تربت سے لپٹ کر کہوں گی۔ دادا تو نے نجف کو پیار کیا تیری بچیوں کی چادریں مسلمانوں نے چھین لیں۔ لکھا ہے کہ شام غریباں کو جب بنی زادیوں نے بچے شمار کئے تو بہت سے بچے نہ ملے ہائے اُس وقت عباسؑ نہ تھے کہ بچوں کو تلاش کرتے جناب زینبؑ نے فرمایا کلثومؑ بہن آؤ بھائی کے یتیم بچوں کو تلاش کریں۔ عزادارو سیدانیاں بچوں کو تلاش کرنے نکلیں کیا دیکھا کہ ایک لاش کے ساتھ کہ جس کا سر ساتھ نہیں ہے۔ سکینہؑ لیٹی ہوئی ہے جناب زینبؑ نے سکینہؑ کو ہوش میں لا کر پوچھا سکینہؑ بیٹی یہ کس کی لاش ہے کہا پھوپھی اماں میرے بابا کی لاش ہے کہا کہ سر تو ساتھ نہیں ہے تو نے کیسے پہچانا کہ تیرے بابا کی لاش ہے کہا پھوپھی میں روتی ہوئی نجف کو جا رہی تھی کہ اس میت کے کٹے ہوئے گلے سے آواز آئی بیٹی سکینہؑ آ جا سینے سے لپٹ جا پھر باپ کا زخمی سینہ نصیب نہ ہوگا۔ روایت میں ہے کہ جب کلثومؑ آگے بڑھی تو ایک جھاڑی کے دامن میں دو بچے پڑے ہیں زینبؑ سے کلثومؑ نے کہا کہ دو بچے اور مل گئے۔ مگر ہائے مصیبتا جب غور سے دیکھا تو دونوں بچے گھوڑوں کی ٹاپوں سے مر چکے تھے۔ عزادارو جب رات چھا گئی تو سیدانیوں نے کیا دیکھا کہ حُر کی بیوی روشنی

کے ساتھ پانی اور کھانا لا رہی ہے جناب زینبؑ نے دامن بچھا دیا کہ حرؓ کی بیوی بیٹھ جا میں تجھے تیرے شوہر کا پرسا دوں۔ حرؓ کی بیوی نے تڑپ کر کہا بنی زادی میں نہ تجھے پرسا دوں کہ تیرا بھرا گھر اجڑ گیا ہائے مسلمانوں نے نبی کا گھر اجاڑ دیا۔ مصباح المجالس جلد ۱ ص ۲۲۶ الا لعنت اللہ علی القوم الظالمین

خطبہ ۱

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ الحمد للہ رب العلمین۔ اللھم ایاک نعبد و ایاک نستعین۔ والعاقبۃ للمتقین والجنۃ للمومنین والنار للمعاندین۔ والصلوۃ والسلام علی اشرف الانبیاء والمرسلین۔ شفیع المذنبین۔ انیس الفقراء والمساکین سیدنا وسندنا وحبیبنا و شفیع ذنوبنا وطبیب قلوبنا ابی القاسم محمد۔ ثم الصلوۃ والسلام علی آلہ الطیبین الطاہرین المعصومین ولعنۃ اللہ علی اعداۂھم ملعونین من یومنا ھذا الی یوم الدین۔ اما بعد۔ فقد قال اللہ تبارک و تعالی فی کتابہ المجید و فرقانہ الحمید بسم اللہ الرحمن الرحیم ؕ

دسویں مجلس

دعویٰ کے ساتھ دلیل کا ہونا ضروری ہے ۔ قرآن کا دعویٰ ۔ حضرت علیؑ کا دعویٰ سلونی ۔ حضرت علیؑ کے علم کے بارے میں جناب سیّد الانبیاء کا فرمان ۔ آصفؑ بن برخیا کا علم حضرت ابوبکر کا علمی معیار ۔ حضرت عمر کا حضرت حفصہؓ سے مسئلہ دریافت کرنا ۔ حضرت عمر کی بیوی کا حضرت کے بارے میں شکایت ۔ حضرت مولا حسینؑ نے حضرت عمر سے فرمایا کہ میرے باپ کے منبر سے اُترو ۔ واقعہ جنگ خندق عمرؑ بن عبدود کا تعارف ۔ جناب سیّد الانبیاء کا عمامہ حضرت علیؑ کے سر پر رکھنا اور دعا کرنا ۔ نبی اکرمؐ نے فرمایا ۔ علیؑ کُلِ ایمان ہے ۔

عمروؑ بن عبدود کا حضرت علیؑ کے ہاتھوں سے قتل ہونا ۔ حضرت حسّان کی کمزوری اور حضرت صفیہؓ کی شہ زوری حضرت علیؑ کے نام کی برکت ۔ مصائب ۔ خولیؑ ملعون کا حضرت سکینہؑ کے گوشوارے اُتارتا خولیؑ کی عورت کا خواب میں حضرت بتولؑ کو دیکھنا ۔

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

وَ یَقُوۡلُ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا لَسۡتَ مُرۡسَلًا ؕ قُلۡ کَفٰی بِاللّٰهِ شَهِیۡدًۢا بَیۡنِیۡ وَ بَیۡنَکُمۡ ۙ وَ مَنۡ عِنۡدَهٗ عِلۡمُ الۡکِتٰبِ ٪ پارہ ۱۳ رکوع ۲ امیرے حبیب کافر کہتے ہیں کہ تو اللہ کا رسولؐ نہیں ہے۔ کہہ دے کہ اللہ میرے اور تمہارے درمیان گواہی کو کافی ہے اور وہ کہ جس کے پاس پوری کتاب کا علم ہے۔

کوئی دعوےٰ بغیر دلیل کے عقلاء تسلیم نہیں کرتے۔ عقل مند مدعی ہمیشہ اپنے دعوےٰ کا ساتھ دلیل پیش کرتا ہے۔ دلیل پر ہی تو دعوےٰ کی صداقت کا دارو مدار ہوتا ہے۔ ہر آدمی کو حق حاصل ہے کہ مدعی سے دلیل طلب کرے۔ یہی وجہ ہے کہ جب پیغمبر اسلام نے دعوےٰ نبوت فرمایا تو مشرکین مکہ نے دعوےٰ نبوت کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا۔ تو قدرت کا اعلان ہوا کہ میرے حبیب کافر کہتے ہیں کہ تو اللہ کا رسولؐ نہیں ہے۔ حبیب کافروں کی پرانی عادت ہے کہ وہ آپ کی نبوّت پر شک کریں۔ میں کہتا ہوں کہ کافروں کو ہی تو مصطفٰی کی نبوّت پر شک ہوتا ہے۔ بس جو بھی مصطفٰی کی نبوّت پر شک کرے سمجھو کہ وہ کافر ہے۔ جہاں بھی کرے جب ہی شک کرے۔ جیسا ہی شک کرے بس کافر ہے۔ سنو جب حضورؐ پر نور نے دعوئے نبوّت کیا تو مشرکین کفار نے نبوّت کے گواہ طلب کئے یاد رہے کہ مشرکین کفار نے نبیؐ کے گواہ طلب نہیں کئے بلکہ نبوّت کے گواہ طلب کئے ہیں تو غور فرماویں کہ نبوّت کا گواہ کیسا ہونا چاہیئے یہ قاعدہ ہے کہ جتنا دعوےٰ بلند ہوگا اتنے ہی گواہ بلند ہونے چاہیے۔ ہاں اگر دعوےٰ پرائمری کا تو گواہ پرائمری کی سند ہوگی۔ اور اگر دعوےٰ بی۔ اے کا تو اب پرائمری کا سرٹیفکیٹ کافی نہ ہوگا۔ بلکہ بی۔ اے کی ڈگری کا ہونا ضروری ہے۔ اگر دعوےٰ ہو کہ میں فوج کا جنرل ہوں تو حوالدار صاحب کے نشانات تو کام نہ دیں گے بلکہ اس دعوئے میں جنرل کے پھول ہوں گے بس جتنا دعوےٰ بلند

ہوگا اتنی ہی دلیل کا بلند ہونا ضروری لازمی ہے ۔ اب دعوےٰ ہے کہ میں اللہ کا رسولؐ ہوں تو گواہ وہ ہوں گے کہ جو یہ گواہی دیں کہ محمد مصطفیٰؐ تاج نبوت پہن رہے تھے اور ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے تھے ۔ کلام مجید کی آیت کریمہ سے ثابت ہے کہ حضورؐ کی رسالت کے دو گواہ ہیں ایک تو خود خالق کائنات ہے کہ جس نے اپنے فیضِ کرم سے رحمتہ للعالمین کو تاج نبوت عطا فرمایا اور دوسرا ہے وہ شخص جس کے پاس پوری کتاب کا علم ہے ۔ اب تلاش کرو کہ کون ہے وہ انسان جو پوری کتاب کا علم رکھتا ہے قرآن مجید کا دعویٰ ہے ۔ وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ پارہ ۱۴ رکوع ۱۵ اور نازل کیا ہم نے کتاب کو اوپر تمہارے یہ کتاب بیان کرنے والی ہے ۔ ہر چیز کو ۔ یعنی کتاب میں ہر چیز کا علم ہے دوسرے مقام پر ہے لَآ اَصْغَرَ مِنْ ذٰلِكَ وَلَآ اَكْبَرَ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ پارہ ۱۱ رکوع ۱۲ اور نہ کوئی چیز چھوٹی اس سے اور نہ بڑی مگر بیچ کتاب بیان کرنے والی کے ہے ۔ یعنی ہر چھوٹی بڑی چیز کا ذکر کتاب میں ہے تیسرے مقام پر ہے وَلَا رَطْبٍ وَّلَا يَابِسٍ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ پارہ ۷ رکوع ۱۴ نہ کوئی تر اور نہ کوئی خشک مگر بیچ کتاب بیان کرنے والی کے ہے چوتھے مقام پر ہے ۔ وَمَا مِنْ غَآئِبَةٍ فِي السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ پارہ ۲۰ رکوع ۲ اور نہیں کوئی چیز پوشیدہ بیچ آسمانوں کے اور زمین کے مگر بیچ کتاب بیان کرنے والی کے ہے ۔ ان آیات کریمہ سے ثابت ہوا کہ قرآن مجید میں کائنات کی ہر چیز کا ذکر ہے ۔ یعنی مخلوق خدا میں سے کوئی ایسی شئے نہیں کہ جس کا ذکر قرآن مجید میں نہ ہو ۔ جب ثابت ہو گیا کہ تمام انبیاء کا ذکر کتاب خدا میں موجود ہے تو جو اس کتاب کا عالم ہوگا تو اس کے پاس تمام کائنات کے علوم ہوں گے اور وہ رسالتؐ کا دوسرا گواہ ہوگا ۔ اگر کوئی انسان کسی وقت کسی مسئلہ یا کسی بات کے بتانے سے معذرت کر دے اور کہہ کہ میں یہ نہیں جانتا تو ثابت ہو گیا کہ یہ کتاب کا عالم نہیں ہے اگر عالم کتاب ہوتا تو لاعلمی کا اظہار نہ کرتا کیونکہ کتاب میں تو ہر شئے کا ذکر ہے اور جسے

ہر شیٔ کا عالم ہونا چاہیئے تھا اس مقام پر پہنچ کر میں فخر سے چیلنج کرتا ہوں کہ سوائے حیدر کرار کے کوئی انسان بتاؤ کہ جس نے یہ دعویٰ کیا ہو کہ سَلُوْنِیْ سَلُوْنِیْ مَا شِئْتُمْ قَبْلَ اَنْ تَفْقِدُوْنِیْ تاریخ الخلفاء ص۱۸۰ فرماتے تھے کہ سوال کرو سوال کرو مجھ سے جو تمہارا جی چاہے ایسا نہ ہو کہ سوال کی ضرورت پڑے اور مجھے نہ پاؤ شواہد النبوت ص۲۷۹ جس طرح کلام مجید کا اعلان ہے کہ مجھ میں ہر شیٔ کا ذکر ہے اسی طرح حضرت علیؑ کا دعویٰ ہے کہ جس چیز کے بارے میں تمہارا جی چاہے علیؑ سے سوال کرو۔ اس مقام پر پیغمبر اسلام کا فرمان علم مرتضیٰ کے بارے میں سنو۔ حدیث قُسِّمَ الْعِلْمُ عَشَرَۃَ اَجْزَاءٍ فَاُعْطِیَ عَلِیٌّ مِنْهَا تِسْعَۃً وَّهُوَ بِالْجُزْءِ الْعَاشِرِ اَعْلَمُ مِنَ النَّاسِ حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے کائنات کے تمام علوم کے دس حصے کیئے اور ان میں سے ۹ نو حصے علیؑ کو عطا فرمائے اور دسواں حصہ ساری کائنات میں تقسیم کیا مگر علیؑ اس حصہ میں بھی سب سے زیادہ لے گئے مسودۃ القربیٰ ص۶۳ ایک اور مقام پر حضورؐ پر نور کا فرمان شوکت ایمان موجود ہے حدیث اَعْلَمُ اُمَّتِیْ بَعْدِیْ عَلِیُّ ابْنُ اَبِیْ طَالِبٍ مودۃ القربیٰ ص۵۹ فرمایا میرے بعد میری امت میں سب سے زیادہ عالم علیؑ ابن ابی طالبؑ ہے۔ اس حدیث کے الفاظ تو مختصر ہی ہیں مگر حضورؐ کا ارشاد گرامی ہے کہ میری امت میں۔ فرماؤ امت میں کون کون حضرات داخل ہیں ارے امت مصطفیٰ میں تو انبیاء علیہم السلام بھی داخل ہیں۔ تو ماننا پڑے گا کہ مولا علیؑ تاجدار رسالت کے بعد تمام انبیاء علیہم السلام سے اعلم تر ہیں۔ لو میں اس دعوے کی دلیل میں قرآن مجید کا سہارا لیتا ہوں۔ قَالَ الَّذِیْ عِنْدَهٗ عِلْمٌ مِّنَ الْکِتٰبِ اَنَا اٰتِیْکَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ یَّرْتَدَّ اِلَیْکَ طَرْفُکَ ط پارہ ۱۹ رکوع ۱۷ کہا اس نے کہ اس کے پاس کتاب میں سے کچھ علم تھا کہ لے آؤں میں تمہارے پاس اس کو طرفۃ العین میں۔ یہ علم حضرت سلیمان علیہ السلام نبی کے وزیر آصف بن برخیا کا ہے کہ آنکھ کی حرکت سے پہلے تخت بلقیس ایک مہینہ

کی راہ سے لاکر دکھایا اور خالق کا فرمان ہے کہ اس کے پاس کتاب کے جز کا علم تھا فرماؤ جب جز علم رکھنے والے کا یہ مقام ہے تو پوری کتاب کے علم کے وارث کا کیا مقام ہوگا۔ علی بن محمد نوفلی کہتا ہے کہ میں نے جناب حضرت امام علی نقی علیہ السلام سے سُنا ہے وہ فرماتے تھے کہ خدا تعالےٰ کا اسم اعظم تہتر ۷۳ حروف ہیں ان میں سے آصف بن برخیا کو صرف ایک حرف کا علم قدرت نے دیا تھا کہ جس کے سبب سے زمین سمٹ گئی اور انہوں نے چشم زدن میں شہر سبا سے تخت بلقیس کو حضرت سلیمانؑ کے پاس پہنچا دیا اور بعد اس کے زمین پھیل گئی۔ پھر فرمایا لوگو اللہ تعالےٰ نے ہمیں اسم اعظم کے تہتر ۷۳ حروف میں سے بہتر ۷۲ حروف کا علم عطا کیا ہے۔ اور تہتر ۷۳ حروف کا علم خدا تعالےٰ نے صرف اپنے واسطے رکھا ہے جس کے سبب سے خالق مخلوق کا فرق نمایاں ہے۔ لوائج الاحزان جلد ۱ صفحہ ۲۸۷

میں مانتا ہوں کہ محمدؐ و آل محمد علیہم السلام کا علم عطائی ہے اور اللہ تعالےٰ کا علم ذاتی ہے۔ مگر یہ کون بتائے کہ ان عطائی علوم کی حدود کیا ہیں۔ تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام کا فرمان موجود ہے فرمایا کہ آصف بن برخیا کا علم وَمَنْ عِنْدَهٗ عِلْمُ الْكِتٰبِ کے مقابلہ میں ایسا تھا جیسے کوئی مچھر سمندر میں سے بھگو لے اور جناب امیرالمومنین علیہ السلام نے فرمایا کہ اسے یاد رکھو کہ سارا وہ علم جو آدمؑ کے ساتھ آسمان سے زمین پر اُتارا گیا اور تمام وہ علم جس سے خاتم النبیین تک انبیاء کو فضیلت دی گئی وہ سارے علوم خاتم النبیین کی عترت میں موجود ہیں۔ ترجمہ قرآن مقبول احمد حاشیہ صفحہ ۵۰۰ میں مولائے کائنات کے علم کے بارے میں صرف اپنی ہی کتابیں پیش نہیں کرتا بلکہ بزرگوں کے فرمان بھی بطور دلیل کے عرض کیے دیتا ہوں بزرگوں کی زبانی سُنو اور فیصلہ دو۔ ہاں پہلے بزرگوں کی زبانی ان کا اپنا علم سُنو کہ ان کا اپنے بارے میں کیا خیال تھا۔ ابو عبیدہ بن ابراہیم تیمی سے نقل کیا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق سے۔ فَاكِهَةً وَّاَبًّا کے معنی دریافت کیے گئے تو آپ نے فرمایا مجھے کونسی زمین اپنے میں رہنے دے گی اور کونسا آسمان اپنے نیچے بسنے دے گا کہ اگر میں قرآن شریف کے وہ معنی بیان کروں جو میں نہیں جانتا اور درِ منثور

بیہقی وغیرہ نے لکھا ہے کہ ایک بار حضرت ابوبکر سے کلالہ کے معنی دریافت کیے گئے تو آپ نے فرمایا میں جو کچھ اس کے معنی بیان کروں گا وہ میری رائے ہوگی اگر وہ رائے ٹھیک اور صائب ہے۔ تو اللہ کا احسان سمجھنا چاہیئے اور اگر وہ رائے خطا ہے تو میرا اور شیطان کا فعل خیال کرنا چاہیئے کتاب بیان الامر ترجمہ تاریخ الخلفا صد ۹۳ دوسرے بزرگ کے بارے میں سنیں ابن جریح کہتے ہیں کہ مجھے میرے ایک دوست نے خبر دی کہ ایک رات حضرت عمر شب گشت میں تھے کہ ایک عورت کی آواز سنی جو چند اشعار پڑھ رہی تھی۔ حضرت عمر نے اس عورت سے فرمایا کہ تجھے کیا ہو گیا ہے اس نے کہا کہ میرا شوہر کئی ماہ سے جنگ پر گیا ہوا ہے اس کے اشتیاق میں یہ اشعار پڑھ رہی ہوں۔ آپ نے کہا کہ تو نے برے کام کا تو ارادہ نہیں کر لیا اس نے کہا معاذ اللہ آپ نے فرمایا تو اپنے نفس پر قادر رہ میں صبح ہی اس کو بلاتا ہوں۔ چنانچہ صبح ہی آپ نے قاصد روانہ کر دیا اور اس کے بعد اپنی صاحبزادی حفصہ کے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ مجھے ایک مشکل آپڑی ہے۔ تم اسے حل کر دو اور وہ یہ ہے کہ عورت کو اپنے شوہر کی کتنے دنوں تک ضرورت نہیں ہوتی حضرت حفصہ نے شرم کے مارے اپنا سر جھکا لیا اور تھوڑا کہ چپ ہو گئیں آپ نے فرمایا کہ خداوند تعالے حق بات میں شرم نہیں کرتے حضرت حفصہ نے ہاتھ کے اشارے سے کہا تین یا زیادہ سے زیادہ چار ماہ پس آپ نے حکم دے دیا کہ چار مہینہ سے زیادہ میدان جنگ میں کسی کو نہ روکا جائے۔ تاریخ الخلفا صد ۱۲۷ کاش کہ حضرت عمر یہ مسئلہ ام المومنین کی بجائے اپنی کسی بیوی سے دریافت فرما لیتے۔ ہاں وہ بہ خود بہتر سمجھتے ہوں گے یا پھر گھر میں تعلقات میاں بیوی کے اجازت نہ دیتے ہوں گے جیسا کہ اسی کتاب میں ہے۔ کہ حضرت جابر بن عبداللہ انصاری کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ تعالے عنہ سے اپنی بیبیوں کے طعنہ طنز کی شکائت کی۔ تو آپ نے فرمایا کہ تم شکائت کرتے ہو۔ میں خود اس میں مبتلا ہوں۔ حتیٰ کہ میں اگر کسی ضرورت سے بھی باہر جاتا ہوں تو مجھے کہا جاتا ہے کہ فلاں قبیلہ کی عورتوں کی دیدہ بازی کے لئے جاتے ہو کام کاج کچھ نہیں ہے

بیان الامراء ۔ ترجمہ تاریخ الخلفاء ص ۱۴۸ شاید انہیں حالات سے تنگ آکر بزرگ یہ کچھ فرماتے ہیں۔ روایت میں ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ واللہ مجھے یہ زیادہ محبوب تھا کہ میں کسی راستہ پر ایک درخت ہوتا اور کوئی اونٹ مجھے چبا کر نگل جاتا اور پھر مینگنی کر کے کہیں نکال دیتا مگر میں انسان نہ ہوتا اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کاش کہ میں دُنبہ ہوتا اور مجھے کھلا پلا کر اتنا موٹا کیا جاتا کہ لوگ میرے دیکھنے کو آتے پھر مجھے ذبح کر ڈالتے کچھ میرا گوشت بھونا ہوا کھاتے اور کچھ کا قیمہ کر لیا جاتا مگر میں انسان نہ ہوتا۔ بیان الامراء ترجمہ تاریخ الخلفاء ص ۱۴۹ میرے مطالعہ میں آج تک نہیں آیا کہ بزرگوں نے اپنے آپ کو اہلبیت سے بلند یا برابر سمجھا ہو۔ یہ تو ان کے ماننے والوں کی ہٹ دھرمی ہے کہ اپنے بزرگوں کے فرامین کو بھی بالائے طاق رکھ کر اپنے فتوئے صادر کرتے ہیں کہ سارے برابر تھے۔ سُنو ابن عساکر نے ابوالبختری سے روایت کی ہے کہ ایک روز حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ منبر پر خطبہ فرما رہے تھے۔ کہ حسینؑ ابن علیؑ نے کھڑے ہو کر کہا کہ میرے باپ کے منبر کے اُوپر سے اُترو۔ آپ نے فرمایا بے شک منبر تمہارے ہی باپ کا ہے میرے باپ کا نہیں مگر یہ تو بتلاؤ کہ تمہیں کس نے سکھایا ہے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کھڑے ہوئے اور آپ نے کہا واللہ میں نے ان سے کچھ نہیں کہا ہے پھر حضرت حسینؑ کی طرف دیکھ کر کہا او بے وفا تجھے یہ کس نے کہا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ نے کہا آپ ان کو سچ بات پر کیوں جھڑکتے ہیں واقعی منبر ان کے باپ کا ہے۔ اس روایت کے اسناد صحیح ہیں۔ بیان الامراء ترجمہ تاریخ الخلفاء ص ۱۴۹ فرماؤ مسلمانو بزرگوں کچھ اپنے بیان کیا ہیں اور آپ لوگوں کے وکالت نامے کیا کہتے ہیں ایک واقعہ ان کی زبانی اور سُنو۔ امام مستغفری نے دلائل النبوت میں لکھا ہے کہ روم کے بادشاہ نے حضرت عمر کی خلافت کے دوران چند مشکل سوال بھیجے حضرت عمر نے انہیں پڑھا اور دے کر حضرت علیؑ کے پاس چلے آئے امیرالمومنین حضرت علیؑ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں پڑھا تو قلم دوات طلب فرما کر ان کا جواب لکھا پھر کاغذ لپیٹ کر تیر

کے سفیر کو دے دیا قیصر کے سفیر نے استفسار کیا کہ جواب لکھنے والا کون ہے
حضرت امیرالمومنینؑ عمر نے فرمایا کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا
چچازاد بھائی ہے آپ کے داماد اور دوست ہیں ان کی جائے ولادت کعبہ ہے
شواہد النبوت صـ۲۸۰ ثابت ہوا کہ بزرگوں کے پاس پوری کتاب کا علم نہ تھا
ورنہ حضرت علیؑ سے درخواست نہ فرماتے کہ آپ مہربانی فرما کر اس مشکل کو حل فرما
دیں۔ روایت میں ہے کہ حضرت عمرؓ کے دربار میں ایک زانیہ عورت پیش ہوئی آپ
نے حکم دیا کہ اس کو رجم کیا جائے اس وقت حضرت علیؑ موجود تھے آپ نے فرمایا ایسا
نہ کرو بلکہ وضع حمل تک انتظار کرو اور وضع حمل کے بعد اسے سنگسار کیا جائے یہ
سن کر حضرت عمرؓ نے فرمایا۔ لَوْ لَا عَلِیٌّ لَهَلَكَ عُمَرُ کہ اگر علیؑ نہ ہوتے تو عمر
ہلاک ہو جاتا۔ مجموعہ تحو میر صـ۳ مسلمانو اگر بزرگ کتاب کے علوم کے مالک
ہوتے تو قرآن کی تفاسیر سے معذرت نہ کرتے۔ قیصر روم کے مسائل خود تحریر فرماتے
یہودیوں سے مسائل نہ پوچھتے اور لَوْ لَا عَلِیٌّ لَهَلَكَ عُمَرُ کے نعرے نہ لگاتے
تو جب یہ بزرگ کتاب کے عالم نہ ثابت ہو سکے تو اور کون ہے کہ جو دعوے
کرے کہ میں پوری کتاب کا عالم ہوں۔ میں نے شیعہ سُنی تفاسیر کو اکثر دیکھا ہے
کہ کسی مقام پر یہ نہیں ملا کہ وَمَنْ عِنْدَهٗ عِلْمُ الْكِتٰبِ سے یہ بزرگ مراد ہیں
البتہ تفسیر حسینی قادری جلد ۱ صـ۵۲۰ پر تحریر کیا گیا ہے کہ وَمَنْ عِنْدَهٗ عِلْمُ الْكِتٰبِ
سے حضرت علیؑ ہی مراد ہیں۔ حضرت ابوسعید خذریؓ سے مروی ہے کہ میں نے نبی کریمؐ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کی کہ یا رسول اللہ قَالَ الَّذِیْ عِنْدَهٗ عِلْمٌ
مِّنَ الْكِتٰبِ سے کون مراد ہے۔ تو آپ نے فرمایا میرے بھائی سلیمان بن داؤدؑ
کا وصی آصف بن برخیا عرض کی قُلْ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًۢا بَيْنِىْ وَبَيْنَكُمْ
وَمَنْ عِنْدَهٗ عِلْمُ الْكِتٰبِ سے کون مراد ہیں فرمایا میرا بھائی علیؑ ابن ابی
طالب المجالس المرضیہ صـ۲۰۳ ساری دنیا کلمہ پڑھ کر رسالتؐ کی گواہی دیتی ہے

مگر خالق نے لفظ کفٰی فرما کر اپنے رسولؐ کو بے نیاز کر دیا کہ حبیب تیری رسالت کی گواہی کے لئے ایک اللہ کی ذات کافی ہے۔ اور دوسرا وہ جس کے پاس پوری کتاب کا علم ہے اور لیس۔ احتجاج طبرسی میں ہے کہ کسی شخص نے جناب امیرالمومنین سے دریافت کیا کہ آپ کی سب سے بڑھی ہوئی تعریف کیا ہے۔ آپ نے وَمَنْ عِنْدَهٗ عِلْمُ الْكِتٰبِ ہی تلاوت فرمائی اور کہا کہ خدا تعالےٰ کی مراد اس سے ہم ہی تو ہیں حاشیہ مقبول ترجمہ صفحہ ۵۰۶ مولا کی شان میں رباعی عرض ہے۔

کونین کا مالک ہے حکومت کیسی — یہ تیرے لئے باعث نیابت کیسی
تو محسن اسلام ہے اے نفس رسولؐ — تو جانِ رسالت ہے خلافت کیسی

یہاں اظہارِ عقیدت کیلئے سید باقر کے چند اشعار پیش کرتا ہوں تاکہ آپ نعرہ لگا دیں۔

میرا دین علیؑ اسلام علیؑ ایمان علیؑ قرآن علیؑ — میرا صوم صلوٰۃ زکوٰۃ علیؑ میرا حج اکبر ارکان علیؑ
میرا کعبہ قبلہ مسجد تسبیح ذکر تے ورد اعلان علیؑ — میرا قیام قعود قنوت علیؑ میرا سجدہ عین عرفان علیؑ
میرا پیر تے مرشد ہادی رہبر احمدؐ دا دلجان علیؑ — کجھ گل دنیا ندے پیراں تو ہے سب دا پیر مغان علیؑ
حق دے طالب سارے من گئے ہر تھاں ہے نشان علیؑ — کیوں مرد علیؑ دا منکر ہو لیوں تیرا کیتا کی نقصان علیؑ

حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت عمر نے جناب امیر علیہ السلام سے عرض کی یا ابا الحسنؑ جب بھی کوئی مسئلہ آپ سے دریافت کیا جاتا ہے تو آپ فوراً اس کا جواب ارشاد فرما دیتے ہیں یا علیؑ آپ ہر مسئلہ کے بیان کرنے میں تعجیل سے کام لیتے ہیں۔ آپ ذرہ سوچ لیا کریں کہ کہیں جلدی میں واقعہ کے خلاف نہ منہ سے نکل جائے مولا نے فرمایا اے عمر بتا آپ کے ہاتھ کی انگلیاں کتنی ہیں فرمایا کہ پانچ فرمایا اے عمر تو نے بڑی جلدی کہہ دیا کہ پانچ سوچ لیتا شمار کر لیتا کہیں کم و بیش نہ ہوں عرض کی یا علیؑ یہ بھی کوئی سوچنے کی بات ہے تمام زندگی ان کو دیکھتے ہوئے گزری اس امر میں غلطی کیسی فرمایا جس طرح تمہیں اپنی

انگلیوں کا یقین ہے کہ پانچ ہیں ان میں غلطی نہیں ہو سکتی اسی طرح تو ساری کائنات علیؑ کے سامنے ہے غلطی کس طرح ہو جائے گی۔ لواعج الاحزان جلد ۲ ص ۱۰۱ مصباح المجالس جلد ۳ ص ۳۰۴ یہ میرے مولا حیدرؑ کرار کا دعوےٰ ہے کہ جو میں نے بیان کیا۔ دوسری طرف بھی ایک سرسری نظر ڈال دی گئی ہے فیصلہ آسانی سے کیا جا سکتا ہے لکھا ہے کہ ایک جنگ میں پیغمبر اسلام نے مال غنیمت تقسیم فرمایا تو ایک منافق کی بے دینی کہ مجھے سب سے کم ملا ہے۔ آنحضرتؐ نے ایک صحابی سے فرمایا کہ اس کی زبان قطع کر دو۔ صحابی کا اس کو باہر لے جانا تھا اور اُسے باندھ کر زبان نکال کر قطع کرنے ہی لگا تھا کہ علیؑ تشریف فرما ہوئے دریافت کیا کہ یہ کیا غرض کی حضور نے فرمایا ہے کہ اس کی زبان قطع کر دے فرمایا زبان کاٹنے کو نہیں فرمایا بلکہ حضورؐ کی منشا ہے کہ اسے کچھ دے کر اس کی زبان بند کر دو۔ فرماؤ مسلمانو جو لوگ نبی اکرمؐ کا ایک جملہ فرمان نہ سمجھ سکا وہ پوری کتاب کا عالم کیسے بن جائے گا۔ قرآن مجید شاہد ہے کہ سوائے اُوتوا العلم کے کوئی نبی اکرمؐ کی بات نہ سمجھتا تھا قرآن سُنو۔ وَمِنْهُم مَّن يَسْتَمِعُ إِلَيْكَ ج حَتَّىٰ إِذَا خَرَجُوا مِنْ عِندِكَ قَالُوا لِلَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ مَاذَا قَالَ آنِفًا پارہ ۲۶ رکوع ۶ اور بعض ان میں ایسے لوگ بھی ہیں کہ سُنتے تو ہیں آپ کی کلام مگر جب آپ سے جدا ہوتے ہیں تو اُوتوا العلم سے دریافت کرتے ہیں کہ حضورؐ نے ابھی کیا فرمایا تھا۔ تفسیر مجمع البیان میں جناب امیر المومنین سے منقول ہے کہ ہم جناب رسول خداؐ کے پاس ہوتے اور حضرت ہم کو وحی کی باتیں سُناتے تو میں ان کو یاد رکھتا۔ واللہ اوروں کو کچھ بھی یاد نہ رہتا اور جب آنحضرتؐ کی خدمت سے اُٹھ کر باہر آتے تو مجھ سے دریافت کیا کرتے کہ آنحضرتؐ نے ابھی ابھی کیا فرمایا تھا۔ حاشیہ ترجمہ مقبول ص ۱۰۱۲ صلوٰۃ علم الکتٰب کی مختصر سی تشریح کے بعد اب میں شاہد کے بارے میں عرض کرنا چاہتا ہوں۔ سنو ہر مدعی کی کوشش ہوتی ہے کہ میرے گواہ مضبوط ہوں اور تین عیب ل سے گواہ کا پاک ہونا نہایت ضروری

ہے۔ نمبر1 ایک۔ کہ گواہ بہادر ہو ورنہ ڈرانے دھمکانے پر گبھرا کر کچھ کا کچھ کہہ دے گا۔ دوسرا گواہ لالچی نہ ہو ورنہ رشوت لے کر کچھ کا کچھ کہہ دے گا۔ اور تیسرا گواہ عینی ہو ورنہ عقلا کے نزدیک اُس کی گواہی قابل قبول نہ ہو گی مسلمانو یہ گواہی مصطفٰے کی رسالت کی ہے۔ محمدؐ بن عبداللہ کی گواہی نہیں ہے بلکہ محمدؐ رسول اللہ کی گواہی ہے محمدؐ بن عبداللہ کی گواہی تو ابو جہل لعین بھی دینے کو تیار ہے کیونکہ ابو جہل لعین محمدؐ بن عبداللہ کا دشمن نہیں ہے بلکہ محمدؐ رسول اللہ کا دشمن ہے۔ ابو جہل لعین محمدؐ کو تو امین۔ کریم۔ خلیق۔ رحیم۔ شریف۔ صدیق بلکہ جو ایک کامل انسان میں اوصاف ہونے ضروری ہیں ابو جہل لعین سب مانتا ہے۔ پھر بھی یہ لعنتی کیوں ہے۔ بھائیو ابو جہل لعین سب کچھ مانتا ہے۔ مگر حضورؐ کا اصلی عہدہ محمدؐ رسول اللہ نہیں مانتا۔ ثابت ہوا کہ اگر کوئی معصوم کو مانتا ہے مگر اس کا اصل عہدہ جو قدرت نے اسے عطا کیا ہے اگر اُسے نہ مانا تو باقی ماننا نہ ماننے کے برابر ہے کیونکہ وہ نہ مانا جو اللہ تعالےٰ نے بنایا تھا۔ کہتے رہیں لوگ کہ ہم حضرت علیؑ کو مانتے ہیں بس جب تک میرے مولا کا اصلی عہدہ خلیفہ بلافصل نہ مانا تو باقی ماننا نہ ماننے کے برابر ہے۔ بھائیو معصوم کا اصلی عہدہ مانو۔ اب میں رسالت کے گواہ کی بہادری کے بارے میں قدرے وضاحت کرنا ضروری سمجھتا ہوں کیونکہ گواہ کو بہادر ہونا چاہیئے کہ کسی کے ڈرانے دھمکانے کا اس پر کوئی اثر نہ ہو۔ اس سلسلہ میں کلام مجید کا سہارا لینا چاہتا ہوں کہ حضورؐ پر نور کے صحابہ میں کوئی کمزور اور بزدل تو نہیں اور کیا شیعہ حضرات کا مولا حضرت علیؑ کسی سے مرعوب تو نہیں ہوتا اور اگر علیؑ بھی کسی سے مرعوب ہو جائے تو رسالت کی گواہی اس کی بھی قابل اعتبار نہ رہے گی قرآن سنو۔ اِذْ جَآءُوْكُمْ مِّنْ

فَوْقِكُمْ وَمِنْ اَسْفَلَ مِنْكُمْ وَاِذْ زَاغَتِ الْاَبْصَارُ وَبَلَغَتِ الْقُلُوْبُ الْحَنَاجِرَ وَتَظُنُّوْنَ بِاللّٰهِ الظُّنُوْنَا پارہ ۲۱ رکوع ۱۸ اور جس وقت آئے تم پر اُوپر تمہارے سے اور نیچے تمہارے سے اور جس وقت کج ہوئیں

نظریں اور پنیچے گئے دل حلق کو اور گمان کرتے تھے تم ساتھ اللہ کے طرح طرح کے گمان۔ تاریخ سے ثابت ہے کہ جنگ خندق ہجری ۵ھ میں واقع ہوا مشرکین مکہ نے اپنے ساتھ قبائل عرب کو ملایا اور دس ہزار کا لشکر جرار لے کر مکہ پر چڑھائی کی اس جنگ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فوج کل تین ہزار تھی پیغمبر نے صحابہ کرام سے مشورہ کیا کہ جنگ کھلے میدان میں کیا جائے یا محفوظ مقام تجویز کیا جائے تو حضرت سلمان رض فارسی کا مشورہ آنحضرت ص نے منظور فرمایا۔ مدینہ منورہ کے تین طرف پہاڑ اور ایک طرف خندق کھودنے کا فیصلہ کیا گیا۔ خندق پانچ گز چوڑی پانچ گز گہری اور ساڑھے تین میل لمبی خندق کھودنا تجویز ہوئی۔ لکھا ہے کہ حضرت فارسی اکیلے دس جوانوں کے برابر کھودتے تھے سلمان رض کے اس حوصلے اور قوت دیکھ کر ہر آدمی کہنے لگا کہ سلمان رض ہم میں سے ہے۔ حضور نبی کریم ص نے فیصلہ دیا کہ نہ سلمان رض مہاجرین سے ہے اور نہ سلمان رض انصار سے ہے بلکہ اَلسَّلْمَانُ مِنَّا اَهْلَ الْبَيْتِ فرمایا سلمان رض ہمارے اہلبیت سے ہے۔ سیرت ہشام صفحہ ۲۱۶ مدارج النبوت جلد ۲ صفحہ ۲۹۲ جب مشرکین آئے تو خندق کو دیکھ کر حیران رہ گئے اور خندق کے باہر ڈیرے ڈال دیئے۔ لکھا ہے کہ ستائیس ۲۷ دن تک محاصرہ کئے رہے۔ ایک روز عمرو لعین بن عبدود۔ دوسرا اس کا بیٹا حسل لعین بن عمرو۔ تیسرا عکرمہ بن ابوجہل لعین۔ چوتھا منبہ بن عثمان۔ پانچواں ضرار بن خطاب فہری۔ چھٹا نوفل بن عبداللہ اور ساتواں ہبیرہ بن ابی دھب۔ یہ سات آدمی کسی تنگ جگہ سے۔ کسی تنگ دل کی خندق کھدی ہوئی ہوگی پار کر کے پیغمبر ص کی فوج کے قریب آئے اور عمرو لعین بن عبدود نے للکار کر کہا مسلمانو آؤ میرے مقابلہ کو جونہی مسلمانوں کی نگاہ عمرو لعین بن عبدود پر پڑی گھبرا گئے کہ یہ عماد عرب اور فارس یلیل ہے اس کے مقابلہ کو کون جائے حضور ص نے فرمایا مَنْ لِهٰذَا الْكَلْبِ کون ہے جو اس کتے کو جواب دے میری عرض کہ اے رحمۃ للعالمین آپ تو مجسمہ رحمت اور خلق عظیم پر فائز ہیں عمرو لعین بن عبدود

تو اپنا مقابل ہی طلب کیا ہے آپ کی شان میں بھی نازیبا الفاظ استعمال نہیں کئے
آپ اُسے کُتا فرما رہے ہیں آواز آئے گی دیکھ نہیں رہا کہ معصوم کے دروازے پر
اگر گستاخی کر رہا ہے اس لئے اُسے کُتا کہا گیا ہے پیغمبر کے ارشاد سے ثابت ہوا کہ جو
معصوم کے دروازے پر آکر گستاخی کرے وہ کُتا ہی ہوا کرتا ہے۔ عمروؔ بن عبدود کی
جسارت کو دیکھ کر بزرگ آگے بڑھے اور یوں عرض کرنے لگے کہ یا رسول اللہ میں ایک
کاروانِ تجارت میں شریک ہو کر شام جا رہا تھا اور یہ بھی ہمارا ہمسفر تھا جب ہمارا قافلہ
مقام یلیل پر پہنچا تو ایک ہزار رہزنوں نے ہمارے قافلہ پر حملہ کر دیا تمام اہل قافلہ اپنا
سامان چھوڑ کر بھاگ کھڑے ہوئے مگر یہ اپنی جگہ سے نہ ہٹا اور اس طرح جی توڑ کر لڑا کہ رہزنوں
کو بھاگتے ہی بن پڑی اور ہمارا قافلہ صحیح سالم اپنی منزل پر پہنچ گیا سیرت المومنین مفتی جعفر جلد
۱ صـ۲۱۷ کہتے ہیں کہ اس بزرگ کے ارشاد گرامی سے فوج کے حوصلے اور پست ہو گئے پہلے
فوج نبی کے آگے تھی اب نبیؐ آگے ہو گئے اور فوج پیچھے ہو گئی قرآن مجید نے نقشہ کھینچا
ہے۔ وَاِذْ يَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ مَّا وَعَدَنَا
اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗٓ اِلَّا غُرُوْرًا پارہ ۲۱ رکوع ۱۸ اور جس وقت کہتے تھے منافق اور
وہ لوگ کہ بیچ دلوں ان کے بیماری ہے نہیں وعدہ کیا تھا ہم کو اللہ نے اور اس کے رسولؐ
نے مگر فریب دینے کو۔ فرماؤ یہ لوگ کون تھے جو خدا اور رسولؐ کو دھوکا باز کہہ رہے
ہیں اب لشکر کی حالت کیا ہے۔ كَاَنَّ عَلٰى رُءُوْسِهِمُ الطَّيْرُ گویا کہ ان کے سروں
پر پرندے بیٹھے ہوئے تھے۔ سید تصدق شیرازی نے کیا خوب جنگ کا نقشہ پیش کیا ہے سنو
رُباعی۔ عمروؔ نے خندق عبور کر لی گرج کے بولا میں آ رہا ہوں کوئی جوان ہے کسی کو بھیجو کوئی تو آئے بُلا رہا ہوں
شہید بن جاؤ جان دے کر تمہاری مشتاق ہونگی حوریں بہادرو جلد آؤ خُلد بریں کا رستہ دکھا رہا ہوں

اس کے بعد تصدق شیرازی نے
بزرگ کی زبانی پیغمبر اسلام کی بارگاہ میں معذرت کی پیش کش کی ہے۔ یہ بھی سُنو ہاعی
رسول اکرمؐ تمہیں بتاؤں کہ ہم نے سرکیوں جھکا دیے ہیں اس نے اپنی بہادری کے دلوں پہ سکے بٹھا دیے ہیں
میں اس کے احسان کیسے بھولوں یہ میرا محسن ہے ابتدا سے یہ وہ جواں ہے کہ جس نے تنہا ہزار ڈاکو بھگا دیے ہیں

عمرؔ ابن عبدود کو جب جواب نہ ملا تو اس نے پیغمبر کی طرف مخاطب ہو کر کہا کہ میں ہوں نارس یلیل۔ رباعی۔

تیرے مسلماں بہادروں کو ہوں ڈاکوؤں سے بچانیوالا عدو کے پنجے سے پوری قوت سے یہ جری ہے چھڑانے والا
اُسے بُلاؤ وہ سامنے ہے جو مال لٹوا کے رو رہا تھا نظر میں میری نہیں ہے کوئی عمرو کو کلمہ پڑھانے والا

لکھا ہے کہ عمرو بار بار بُلاتا رہا۔ مگر فوج ظفر موج کی کیفیت عجیب تھی جسے قرآن مجید نے بیان فرمایا ہے۔ وَاِذْ قَالَتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْهُمْ یٰٓاَهْلَ یَثْرِبَ لَا مُقَامَ لَكُمْ فَارْجِعُوْا ۚ پارہ ۲۱ رکوع ۱۸ اور جس وقت کہا ایک گروہ نے ان میں سے اے لوگو مدینے کے نہیں رہنے کے واسطے تمہارے لئے کوئی جگہ نہیں پس پھر جاؤ۔ روایت میں ہے کہ عمرو کی ہر للکار پر حضرت علیؑ کھڑے ہوتے رہے اور عرض کرتے کہ یا رسول اللہ میں ہوں اس کو جواب دینے والا اور حضورؐ فرماتے کہ علیؑ بیٹھ جا یہ اس لئے کہ اگر مولا علیؑ کی پہلی ہی پیش کش پر تاجدار رسالتؐ علیؑ کو بھیج دیتے تو فوج کے اکثر بزرگ فرماتے کہ ہم بھی جانے کو تیار تھے مگر علیؑ چلے گئے اگر وہ خاموش رہتے تو ہم عمرؔ ابن عبدود کے مقابلہ کو نکلتے۔ پیغمبران کا یہ اعتراض دور کرنے کے لئے مولا علیؑ سے ہر بار فرماتے کہ بیٹھ جاؤ جب رسول اللہ کو یقین ہو گیا کہ اور کوئی پروانہ جلنے کی خواہش نہیں رکھتا تو حضرت علیؑ کی پیش کش پر فرمایا اے علیؑ کیا تو جانتا ہے کہ یہ عمرؔ ابن عبدود ہے تو علیؑ نے عرض کی یا رسول اللہ ہوا کرے اگر وہ عمرؔ ابن عبدود ہے تو میں علیؑ ابن ابی طالب ہوں۔ آنحضرتؐ نے علیؑ کے سر پر اپنا عمامہ سحاب رکھا اور زرہ ذات الفضول پہنائی کمر میں ذوالفقار باندھی اور بارگاہ احدیت میں ہاتھ اٹھا کر دعا کی۔ خداوندا تو نے عبیدہؓ کو بدر کے دن اور حمزہؓ کو احد کے دن اٹھا لیا اب ایک علیؑ ہیں تو ان کی حفاظت فرما میرے پالنے والے مجھے اکیلا نہ چھوڑنا اور تو بہترین وارث ہے۔ (شرح ابن ابی الحدید جلد ۳ صفحہ ۳۲۴) ادھر حضرت علیؑ نے پیغمبرؐ سے اجازت لے کر میدان کا رُخ کیا اُدھر آنحضرتؐ کی زبان سے یہ کلمات فضا میں گونجے بَرَزَ الْاِیْمَانُ

كُلُّهٗ اِلَى الشِّرْكِ كُلِّہٖ لوگو سنو کل ایمان کل شرک کی طرف جا رہا ہے۔ سیرت امیر مفتی جعفر جلد ۱ ص ۲۱۹ غور طلب امر یہ ہے کہ اس فرمان مصطفیٰؐ میں کیا راز ہے کہ حضورؐ پُر نور علیؑ کو کُل ایمان اور عمروؔ بن عبدود کو کُل شرک کہہ رہے ہیں۔ حالانکہ عمروؔ کے علاوہ بھی لاکھوں مشرک دُنیا میں موجود تھے غور کے بعد معلوم ہوا کہ علیؑ کے مقابلہ کو جو آ رہا ہے۔ یعنی جو علیؑ کے مقابلہ کو آئے وہ زبانِ مصطفیٰؐ میں کل شرک ہی تو ہے۔ جب ہمیں تاریخ پر نگاہ ڈالی تو حیرت کی انتہا نہ رہی کہ مقابلے میں سات عرب کے مشہور پہلوان ہیں جو تمام گھوڑوں پر سوار ہیں اور اکیلا علیؑ ان کے مقابلہ کو پیدل جا رہا ہے فرماؤ مسلمانو رسول اللہ نے علیؑ کو گھوڑا سواری کے لئے کیوں نہ دیا کیا حضورؐ کی فوج میں ایک گھوڑا بھی نہیں تھا یقیناً کافی گھوڑے تھے۔ الشیخ عبدالحق محدث دہلوی اپنی کتاب مدارج النبوت جلد ۲ کے ص ۲۹۱ پر تحریر فرماتے ہیں کہ حضورؐ کی فوج میں صرف چھتیس ۳۶ گھوڑے تھے فرماؤ علیؑ کو گھوڑا کیوں نہ دیا گیا مولا علیؑ کو گھوڑے نہ ملنے کی خاص وجہ یہ تھی کہ آج پیغمبر نے ایک تمغہ عنایت کرنا ہے کہ کُل کا کُل ایمان کُل شرک کے مقابلہ کو جا رہا ہے اگر علیؑ گھوڑے پر سوار ہو ئے تو علیؑ کے دشمن کہیں گے کُل ایمان علیؑ نہیں بلکہ گھوڑا ہے اس لئے علیؑ کو پیدل بھیجنا منظور فرما لیا مگر عدو علیؑ نہ کہہ سکے کہ کُل ایمان علیؑ نہ تھا بلکہ گھوڑا تھا لکھا ہے کہ جب مولا علیؑ میدان میں آئے تو عمروؔ نے پوچھا آپ کا نام کیا ہے آپ نے فرمایا علیؑ ابن ابی طالب تو عمر نے علیؑ کا نام تو سن رکھا تھا اور بدر کے دن کی علیؑ کی شمشیر زنی بھی اُسے یاد تھی بہانہ کرنے لگا کہ تیرا باپ مرا دوست تھا میں اپنے دوست کے بچے کو قتل کرنا نہیں چاہتا مولا نے فرمایا کفر اسلام کی کیا دوستی میں تجھے قتل کرنا پسند کرتا ہوں۔ جب عمروؔ بن عبدود کا بہانہ ختم ہو گیا تو آگے بڑھا مولا نے فرمایا کہ میں نے سُنا ہے کہ اگر میدان جنگ میں تجھے کوئی تین شرطیں پیش کرے تو ان میں سے ایک تو مان جاتا ہے عمروؔ نے کہا ہاں ایک شرط میں مان لیتا ہوں فرمایا پہلی شرط یہ ہے کہ کلمہ پڑھ لے عمروؔ نے کہا میں اپنے آباؤ اجداد کا مذہب نہیں چھوڑ سکتا۔ فرمایا دوسری بات یہ ہے کہ میدان چھوڑ کے چلا جا علیؑ

میدان سے بھاگنے والوں کو کچھ نہیں کہتا۔ عمرو نے کہا کہ میدان سے بھاگنا جوانمردوں کا کام نہیں ہے میں میدان سے پلٹ کر چلا گیا تو عرب کی عورتیں مجھے طعنے دیا کریں گی۔ میں اپنا نام بھگوڑوں کی لسٹ میں درج نہیں کرانا چاہتا۔ مولانے فرمایا اگر ایسا ہے تو تیسری بات یہ ہے کہ گھوڑے سے اُتر آ اور پیدل ہو کر میرے ساتھ جنگ کر کیونکہ میں بھی پیدل ہوں۔ اور تو بھی پیدل ہو جا بس یہ سن کر عمرو گھوڑے سے کود پڑا اور گھوڑے کے دونوں پاؤں کاٹ دیئے۔ خدا جانے اپنے مقابل کو مرعوب کرنے کے لئے یا بھاگنے کی ذلت سے بچنے کے لئے اپنے گھوڑے کے پاؤں عمرو نے کاٹ دیئے مولانے فرمایا عمرو وار کر لے ورنہ پچھتائے گا عمرو نے غصہ میں آ کر وار کیا۔ مولانے نعرے کا للکار کیا تو وار رد ہو گیا مولانے فرمایا عمرو دست ید اللہ کے وار کو سنبھال ادھر ذوالفقار اُٹھی۔

ولی حق نے وہ لیکے انگڑائی دست حق سے ضرب لگا دی
گرا جو بے جاں ہو کے بے دیں علی نے تکبیر کی صدا دی

یہی ہے میرے علی کی ضربت عبادت دو جہاں سے افضل
نبی نے انصاف کے ترازو میں رکھ کے قیمت ہمیں بتا دی۔

ادھر

عمرو بن عبدود واصل جہنم ہوا تو ادھر پیغمبر نے فرمایا۔ ضَرْبَةُ عَلِيٍّ يَوْمَ الْخَنْدَقِ اَفْضَلُ مِنْ عِبَادَةِ الثَّقَلَيْنِ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ ہز المصائب ص۲۱۴ مدارج النبوت جلد ۲ ص۲۹۷ علی کی ایک ضربت خندق کے دن کی دو جہاں کی قیامت تک کی عبادت سے افضل ہے۔ شعر

گر نبودے دست حیدر ذوالفقار
کے شدے اللہ اکبر آشکار

عمرو کا قتل ہونا تھا کہ اس کا لڑکا حسل اور نوفل ابن عبداللہ نے مولا پر حملہ کر دیا مولا علی نے تلوار کے وار سے انہیں ٹھکانے لگا دیا۔ ضرار ابن خطاب فہری نے مولا کے تیور دیکھے تو بھاگ کھڑا ہوا۔ جناب عمر نے اس کے پیچھے گھوڑا لگا دیا ضرار نے مڑ کر دیکھا تو معاملہ بگڑ گیا اس نے حملہ کرنا چاہا مگر کسی پرانے احسان کی وجہ سے حملہ نہ کیا اور خندق پھاند کر پار ہو گیا۔ سیرت امیر المؤمنین جلد ۱ ص۱۴۴ منبہ بن عثمان کو کسی کا تیر لگا اور وہ زخمی حالت میں خندق سے پار ہو گیا اسی تیر کے زخم

کی وجہ سے مکہ جا کر مر گیا۔ عکرمہ نے اپنا نیزہ پھینک دیا اور بوجھ ہلکا کر کے ہبیرہ ابن وہب کے ساتھ خندق پار کر گیا اس کے بعد کسی مشرک کو جرأت نہ ہوئی کہ لشکر اسلام پر حملہ کرے فرماؤ مسلمانو قرآن مجید نے جو فوج مصطفیٰ کا نقشہ پیش کیا ہے کیا اس سے ثابت نہیں ہوتا کہ سوائے حیدر کرار کے باقی معاملہ مخدوش ہی تھا۔ میں ایک واقعہ اور عرض کئے دیتا ہوں۔ سُنو اور فیصلہ دو روایت میں ہے کہ اسی جنگ خندق میں پیغمبر اسلام نے عورتوں کو ایک محفوظ مقام میں اکٹھا کر دیا تھا عباد بن عبداللہ بن الزبیر سے مروی ہے کہ اس جنگ میں صفیہؓ بنت عبدالمطلب حسان بن ثابت کے قلعہ فارع میں تھیں اور حسان کو حضور پُرنور نے عورتوں اور بچوں کی حفاظت کے لئے چھوڑ دیا تھا۔ جناب صفیہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے رات کو دیکھا کہ ایک یہودی ہمارے قلعہ کے قریب آرہا ہے۔ تو میں نے حسان سے کہا۔ کہ دیکھو یہ یہودی اس لئے اِدھر آیا ہے کہ یہ معلوم کرے کہ اِدھر مسلمان ہیں یا کہ نہیں اگر انہیں یقین ہو گیا کہ ادھر صرف عورتیں اور بچے ہی ہیں۔ تو یہودی مسلمان عورتوں پر حملہ کر دیں گے اور ہمیں مصیبت اُٹھانا پڑے گی اے حسان تو جا اسے قتل کر کے اس کا سر دُور پھینک تاکہ اس کے ساتھی سمجھ جائیں کہ عورتوں کی حفاظت کے لئے مرد بھی موجود ہیں۔ حسان نے عرض کی بی بی اگر میں لڑنے والا ہوتا تو میدان میں نہ رہتا۔ میں تو ہرگز نہ جاؤں گا یہ میرے بس کا روگ نہیں ہے۔ جناب صفیہؓ نے فرمایا کہ میں نے خود آگے بڑھ کر اس یہودی کو قتل کیا اور واپس آکر حسان سے فرمایا! دیکھو وہ قتل ہو چکا ہے اب جا کر اس کا سر قلم کر کے دُور پھینک تاکہ یہودی سمجھ جائیں کہ عورتوں کی حفاظت کے لئے مسلمان موجود ہیں اور وہ ادھر آنے کی جسارت نہ کریں۔ حسان نے گھبراتے ہوئے معذرت کر دی کہ بی بی اگر وہ زندہ ہوا تو اس ظالم سے مجھے کون بچائے گا اس کے بعد حضرت صفیہؓ خود آگے بڑھیں اور اس یہودی کا سر قلم کر کے دُور پھینکا تو یہودی سمجھ گئے کہ عورتوں کی حفاظت کے لئے مسلمان موجود ہیں اور انہوں نے حملہ کرنے کی جسارت نہ کی۔ تاریخ طبری جلد ۱ صفحہ ۲۸۶ سیرت ابن ہشام صفحہ ۲۱۶ اس

مقام پر حفیظ جالندھری نے ایک نظم تحریر کی ہے جس کا ایک شعر ملاحظہ ہو۔

مسلمان عورتیں اپنی حفاظت آپ کرتی ہیں — ہو بزدل ہیں بوقت خطرہ واویلا کرتی ہیں

ان واقعات کی روشنی میں فیصلہ آسانی سے کیا جاسکتا ہے کہ پیغمبر اسلام کی رسالتؐ کا گواہ کون ہو سکتا ہے جبکہ گواہ کے لئے بہادر ہونا نہایت ضروری ہے کہ کہیں مخالفت سے گھبرا کر مخالف کی حمایت میں کچھ نہ کچھ کہہ دے۔ تیسری بات یہ تھی کہ گواہ لالچی نہ ہو۔ مخالف سے کچھ لے کر گواہی نہ بدل دے۔ تو اس سلسلہ میں اتنا کہنا ہی کافی ہے کہ علیؑ لینے والا نہیں ہے بلکہ بعد از خدا مصطفےؐ علیؑ ہر انسان کا مولا داتا ہے ہر کوئی علیؑ سے کام نکالتا ہے حضرت آدمؑ سے اس دم تک ہر بشر نے فخر سے علیؑ علیؑ کیا اور ایسا کرنا ہر سائل کے لئے فضیلت کا باعث رہا ہے۔ اور جس نے بھی میرے مولا کو مشکل کے وقت پکارا میرے مولا نے اس کی مدد کی روایت ہے سی عمارؓ بن یاسر سے منقول ہے کہ میں نے مولا علیؑ سے اپنے مدیون یعنی مقروض ہونے کی شکایت کی جبکہ آپ نے میرے غمناک چہرے کو دیکھ کر مجھ سے وجہ دریافت فرمائی۔ آپ نے فرمایا جاؤ اور سامنے پڑے پتھر کی طرف اشارہ کیا اسے اٹھا لو اور اپنا قرض ادا کر دو۔ میں نے عرض کی آقا وہ تو پتھر ہے آپ نے فرمایا میرا واسطہ دے کر خدا سے دعا مانگو تو خدا اس کو سونا بنا دے گا۔ عمارؓ کہتا ہے میں نے ویسا ہی کیا تو واقعی خدا نے اُسے سونا بنا دیا۔ پس آپ نے فرمایا کہ اپنی ضرورت کے مطابق اس سے لے لو۔ میں نے عرض کی کہ آقا یہ کس طرح نرم ہوگا کہ میں اسے توڑ لوں فرمایا اے ضعیف الیقین اللہ سے میرے نام کا واسطہ دے کر دعا تو کرو وہ نرم ہو جائے گا کیونکہ میرے ہی نام کی بدولت تو خداوند کریم نے داؤدؑ پر لوہے کو موم کیا تھا عمارؓ کہتا ہے کہ میں نے آپ کے نام سے دعا مانگی تو وہ موم ہو گیا اور میں نے اپنی ضرورت کے مطابق توڑ لیا اور باقی پھینکا تو ویسے کا ویسا پتھر ہو گیا۔ تفسیر انوار النجف جلد ۶ صفحہ ۱۴۱ فرماؤ مسلمانو کیا یہ گواہ رسالت لالچی ہو سکتا ہے۔ کتاب مجمع النورین صفحہ ۱۸۰

بروایت برسی عیون اخبار الرضا سے منقول ہے کہ ایک دفعہ حضرت امیرالمومنین علیہ السلام کسی طرف جا رہے تھے کہ خیبر کا ایک یہودی ہمسفر ہو گیا۔ پس سامنے ایک وادی تھی جس میں پانی گہرا تھا وہ یہودی پانی کے اوپر عبور کر کے چلا گیا جب پار ہوا تو حضرت علی علیہ السلام کو اس نے صدا دی کہ اگر آپ کو وہ علم ہوتا جو میں جانتا ہوں تو آپ بھی میری طرح عبور کر لیتے۔ آپ نے فرمایا ذرا ٹھہر جاؤ پس آپ نے اپنے ہاتھ سے پانی کی طرف اشارہ فرمایا تو وہ جم گیا اور آپ اوپر سے گزر کر پار ہو گئے جب خیبری یہودی نے دیکھا تو قدموں پر گر کر عرض کی کہ اے جوان تو نے کیا پڑھا ہے کہ پانی خشک ہو گیا۔ آپ نے فرمایا پہلے تو بتا کہ تو نے کیا پڑھا تھا کہ پانی کے اوپر سے گزر گیا۔ خیبری یہودی نے عرض کی کہ میں نے محمدؐ مصطفےٰ نبی آخرالزماں کے وصی کے ذریعہ سے دعا کی تھی۔ حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا کہ جس کا نام لے کر تو نے دریا پار کیا ہے وہ میں ہی وصی محمدؐ مصطفےٰ ہوں۔ پس خیبری فوراً مسلمان ہو گیا اور کہا کہ آپ ہی کا نام لے کر انبیاء علیہم السلام نے بھی اپنی مشکلات کو حل فرمایا ہے تفسیر انوار النجف جلد ۶ ص ۱۴۱ علمائے اہلسنت فرماتے ہیں کہ وَمَنْ عِنْدَهٗ عِلْمُ الْكِتٰبِ سے مراد عبداللہ ابن سلام یہودی ہے۔ اس بارے میں عرض ہے کہ عبداللہ ابن سلام تو مدینہ میں مسلمان ہوا تھا اور یہ آیت مکی ہے۔ میں کہتا ہوں اس آیت کریمہ کے بعد بھی تو قرآن مجید نازل ہوا ہے کیا عبداللہ ابن سلام کلام مجید کے نازل ہونے سے پہلے بھی اس کا عالم تھا۔ اب تلاش کر کے بتاؤ کہ پیغمبرؐ کی رسالت کا گواہ کون ہوگا۔ تفسیر ابن کثیر جلد ۳ پارہ ۱۳ ص ۵۳ مسلمان تو یہودی کو رسالت کا گواہ بناتے ہیں اور خدا منافقوں کی گواہی قبول نہیں کرتا قرآن سنو۔ اِذَا جَآءَكَ الْمُنٰفِقُوْنَ قَالُوْا نَشْهَدُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ ۘ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُهٗ ؕ وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَكٰذِبُوْنَ ج پارہ ۲۸ رکوع ۱۳ جس وقت آتے ہیں تیرے پاس

منافق تو کہتے ہیں کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ اللہ کے رسولؐ ہیں اور اللہ جانتا ہے تو اس کا رسولؐ ہے اور اللہ گواہی دیتا ہے کہ یہ منافق کاذب ہیں۔ ارے جب خدا تعالیٰ منافقوں کی گواہی قبول نہیں کرتا حالانکہ وہ سچ کہہ رہے ہیں تو یہودیوں کی گواہی کیوں کر اسلام میں قبول ہو گی۔ یہ منافق ہی تھے کہ جنہوں نے پیغمبر کا گھر اُجاڑا۔ منقول ہے حضرت امام حسینؑ کی شہادت کے بعد خولی ملعون نے بالی سکینہؑ کے کان چیر کر گوشوارے لئے تو وہ بچی زمین پر گر پڑی اور تمام کرتا خون آلود ہو گیا اور واابتا واابتا کے نعرے مارنے لگی کاش اس ظالم کو اس پر رحم آتا۔ جب یہ قافلہ کوفہ میں پہنچا تو خولی وہ گوشوارے لے کر رات کو گھر آیا رات زیادہ ہو گئی تھی اس خیال سے تکیہ کے نیچے رکھ کر سو گیا کہ صبح اپنی بیٹی کو پہناؤں گا مگر رات کو اس کی عورت نے خواب دیکھا کہ ایک نورانی تخت اس کے گھر میں اُترا کہ ایک بی بی سیاہ لباس پہنے اور ایک چھوٹی سی بچی گود میں لئے بیٹھی تھی اور زار و زار رو رہی ہیں اس زن مومنہ نے پوچھا بی بی آپ کون ہیں اور اس بچے کے کانوں سے خون کیوں بہہ رہا ہے فرمایا میں محمد مصطفےٰؐ کی بیٹی فاطمہ الزہراؑ ہوں اور یہ میری پوتی سکینہؑ ہے کہ کربلا میں تیرے خاوند نے اس کے کانوں سے گوشوارے چھینے ہیں اور وہ گوشوارے اپنے سرہانے کے نیچے رکھ کر سو گیا ہے کہ صبح اپنی بچی کو پہنائے یہ خواب دیکھ کر وہ زن مومنہ بیدار ہوئی اور خولیؑ کے پاس آکر اس کو جھنجوڑا اور کہنے لگی ظالم کیا ہو رہا ہے بیدار ہوا اور بتا کہ کربلا سے کیا لایا ہے۔ بتا ظالم تو نے کس کے کان چیرے ہیں خولیؑ مبہوت سا ہو گیا اس نے کہا تجھے اس سے کیا غرض کہا کہ میں یہ گوشوارے بنت الحسینؑ کے کانوں سے اُتار کے لایا ہوں۔ کل اپنی بچی کو پہناؤں گا اس کی عورت نے کہا ظالم خدا کرے صبح تجھے نصیب نہ ہو اور مر جائے وہ بیٹی جوان گوشواروں کو پہنے او شقی اب تیرا اور میرا سر ایک تکیہ پر جمع نہ ہو گا میں اب تیرے گھر میں ہرگز نہ رہوں گی۔ ہائے میں نے رسولؐ زادی کو تباہ حال میں

دیکھا ہے کہ سکینہؑ اس کی گود میں ہے کہ کانوں سے خون بہہ رہا ہے۔ یہ کہہ کر خولیؑ کی عورت اس پر لعنت کرتی ہوئی گھر سے نکل گئی۔ مصباح المجالس جلد ۴ صفحہ ۴۳۸۔ الا لعنت اللہ علی القوم الظالمین۔

گیارہویں مجلس

ہر ذی روح نجات کا طالب ہے۔ محرم الحرام میں عرس منانے کی حقیقت۔ مشرکوں کا بتوں کے ساتھ سلوک۔ انبیاء علیہم السلام کی غرض بعثت۔ جناب نبی اکرمؐ نے ہر مسئلہ سمجھایا ہے۔ مسائل دین میں کمی یا زیادتی کا کسی کو کوئی حق نہیں۔ اعلیٰ کے ہوتے ہوئے ادنیٰ کی ضرورت نہیں۔ عظمت حضرت معروف کرخی۔ فرمان مصطفٰےؐ کہ میری اہلبیت کشتی نجات ہے۔ اِنّی تَارِکٌ پر بحث مصائب مولا حسینؑ کی اسلام پر قربانیاں۔ شام غریباں کو جناب زینبؑ کا پہرہ دینا۔ حضرت سکینہؑ کا علی اصغرؑ کی طرف پانی لے جانا۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۝

وَمَآ اٰتٰکُمُ الرَّسُوۡلُ فَخُذُوۡہُ ٭ وَمَا نَھٰکُمۡ عَنۡہُ فَانۡتَھُوۡا ج پارہ ۲۸ رکوع ۴ جو کچھ میرا رسولؐ دے وہ لے لو اور جس شئی سے وہ منع کرے اُسے چھوڑ دو۔

حیوان ہو یا انسان۔ خاکی ہو یا نوری۔ عالم ہو یا جاھل۔ دوست ہو یا دشمن۔ گورا ہو یا کالا۔ دیہاتی ہو یا شہری۔ کافر ہو یا مسلم۔ عربی ہو یا عجمی میں کہتا ہوں پرندہ ہو یا چرندہ غرضیکہ ہر ذی روح ہی نجات کا طلبگار ہے۔ بھائیو نجات ایک فطری شئی ہے گرمیوں میں ہلکے کپڑے اور سردیوں میں گرم لباس اس لئے استعمال کئے جاتے ہیں۔ کہ ہماری گرمی اور سردی سے ہو جائے نجات۔ سنو انسان تو عقل و شعور رکھتا ہے کہ اسے علم ہے کہ ہر مصیبت سے نجات تلاش کرنا از بس ضروری ہے میں کہتا ہوں کہ گدھے جیسے احمق جانور کو بھی نجات کی خواہش اور تمیز ہے آپ گدھے کو ڈنڈا ماریں تو وہ بھی اپنی پیٹھ بچانے کی کوشش کرتا ہے کہ اس مصیبت سے ہو جائے نجات۔ یہ احمق جانور بھی پیاس کے وقت پانی کی طرف دوڑے گا بھوک کے وقت چارے کی طرف لپکے گا کہ بھوک پیاس سے میری ہو جائے نجات اور سنیں مرغی کا دو دن کا بچہ صحن میں ماں کے ساتھ تھا کہ اُوپر سے کوا یا چیل آ گئی یہ دو دن کا مرغی کا بچہ بھی کوے۔ چیل کو دیکھ کر ڈربا میں یا ماں کے پروں کو وسیلہ تلاش کر کے چھپنے کی کوشش کرتا ہے کہ اس مصیبت سے میری ہو جائے نجات ثابت ہوا کہ نجات ایک فطری شئی ہے جس طرح انسان کا بچہ پیدا ہوتے ہی روتا ہے اور آنکھیں کھول دیتا ہے اور جب ماں دودھ پلائے تو دودھ پینا شروع کر دیتا ہے رونے کا ڈھب آنکھیں کھولنے کا طریقہ اور دودھ پینے کی تربیت فطرت میں لے کے آتا ہے نہ کہ اس دنیا میں آکر سیکھتا ہے۔ ہاں کہتے ہیں کہ جو بچہ پیدا ہونے پر نہ روئے وہ بچہ زندہ نہیں رہتا کہ رونا تو زندہ رہنے کی علامت ہے۔ بچہ رویا تو ماں باپ کو خوشی ہوئی

کہ زندہ ہے۔ اس مختصر سی تمہید کے بعد عرض ہے کہ اگر کوئی انسان حضرت بابا فرید کے آستانے پر پاکپتن شریف جاتا ہے تو نجات کے لئے میں نے ایک مسلمان سے عرض کی کہ آج ساتویں محرم کو نیا لباس پہن کر کہاں جا رہے ہو کہا کہ اکیلا ہی تو نہیں جا رہا بلکہ گھر کے تمام بیوی بچے بھی میرے ساتھ ہیں۔ ہم نے اہتمام سے نئے لباس تیار کئے ہیں کہ ساتویں محرم کو حضرت فرید شکر گنج کے عرس پر جائیں گے اور وہاں جا کر بہشتی گزریں گے کہا تمہیں پتہ نہیں کہ چھ اور سات محرم کی رات کو فرید فقیر کا میلہ ہوتا ہے اور لاکھوں مسلمان نئے نئے لباس زیب تن کر کے بہشتی گذرتے اور عرس مناتے ہیں۔ میں نے کہا کہ تم مسلمان ہو ساتویں محرم کو تو تمہارے رسولؐ کی اولاد کا کربلا میں اشقیا نے پانی بند کیا اولاد رسولؐ تو آج کے دن مصیبت میں مبتلا ہوئے اور تم عرس مناتے پھرتے ہو اس بزرگ نے کہا کہ یہ اس لئے کہ ہماری ہو جائے نجات۔ میں نے غور سے سوچا تو معلوم ہوا کہ مسلمانوں نے بڑی دُور کی سوچ کر محرم میں عرس منانے شروع کئے کہ اپنے عقیدت مند ادھر عرس منانے میں لگے رہیں اور محرم کے ایام کی اہمیت اور کربلا کے واقعہ کو نہ سُن سکیں۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ ہمارے عقیدت مند مظلوم کربلا کی داستان ظلم سن کر ظالموں پر لعنت کر کے ہمیں نہ چھوڑ جائیں۔

بھائیو صرف پاکپتن شریف ہی نہیں محرم میں عرس ہوتا بلکہ سندھیلیانوالی شریف دربار قطب علی شاہ صاحب اور حضرت سلطان باہو جیسے مقامات پر بھی محرم میں ہی عرس ہوتے ہیں۔ اسی طرح جہلم سیدالشہداء علیہ السلام آیا تو حضرت داتا گنج بخش لاہور اور سیال شریف ضلع سرگودھا عرس شروع ہو گئے کہ لوگ فرزند رسولؐ کے غم والم کی داستان نہ سُن سکیں۔ مگر دریافت کرنے پر ہر ایک نے یہی کہا ہے کہ ہم نجات کے لئے عرس منا رہے ہیں۔ اسی طرح کوئی گولڑہ شریف کوئی اجمیر شریف کوئی بیتی شریف کوئی بغداد شریف خدا کرے کوئی شریف ہو۔ کوئی چوڑے شریف ابو حنیفہ کے دامن سے کوئی امام شافعی کے دامن سے کوئی امام مالک کے دامن سے کوئی

احمد بن حنبل کے دامن سے کوئی کسی ملنگ دھڑنگ کے دامن سے کوئی کسی مولوی کے دامن سے کوئی مولا علیؑ کے دامن سے غرضیکہ ہر کوئی نجات کے لئے بھاگا پھر رہا ہے کہ کسی طرح ہماری ہو جائے نجات مسلمانوں کے علاوہ کفار بھی نجات کی خاطر بھاگے پھر رہے ہیں۔ میں نے ایک ہندو سے سوال کیا کہ تم آگ کی پرستش کیوں کرتے ہو۔ تم گنگا جمنا کی کتھا کیوں گاتے ہو ارے تم پیپل کو کیوں پوجتے ہو تو اس ہندو نے تفصیل سے کہا کہ تم خود ہی تو کہتے ہو کہ قیامت کو گنہ گاروں کو دوزخ کی آگ میں جلنا ہوگا چونکہ ہم گنہ گار ہیں اس لئے آگ سے آج پیار کر رہے ہیں کہ اگر قیامت کو تیرے مہمان بنیں تو ہمیں نہ جلانا آج کی خدمت اور پرستش کی لاج رکھ کر ہمیں آغوش رحمت میں جگہ دینا۔ یہ تو قیامت کے دن کی مصیبت کے بچاؤ کی ترکیب ہے ارے ہم اس لئے گنگا جمنا کی پوجا کرتے ہیں کہ مسلمانو تم ہی تو کہتے ہو کہ قیامت کو سخت پیاس ہوگی اور ایک ساقی کوثر ہوگا وہ کتنی دنیا کو اکیلا پانی پلائے گا۔ ہم آج گنگا جمنا سے رشتۂ محبت استوار کئے ہوئے ہیں کہ روز محشر جب ہمیں پیاس لگے تو خود بخود ہمیں آکر سیراب کر جانا۔ ارے یہ تو پیاس سے نجات پانے کی خاطر پوجا کی جا رہی ہے۔ رہا یہ کہ ہم پیپل کی پوجا کرتے ہیں تو اس سلسلہ میں بھی ہم حق پر ہیں کہ مسلمانوں کی کتابوں میں ہے کہ بروز قیامت سورج کی گرمی سے لوگ تڑپ رہے ہوں گے۔ ایک آدمی کے ہاتھ میں ایک علم ہوگا لوگ اس کے سایہ میں پہنچ کر اپنے آپ کو بچائیں گے فرماؤ ایک علم کے سائے میں کتنی دنیا سما جائے گی ہم اس گرمی سے نجات کی خاطر آج ہی سے پیپل جیسے درخت سے رشتہ عبودیت قائم کئے ہوئے ہیں کہ جب آپ کے سایہ کی ضرورت پڑے تو ہمیں فراموش نہ کرنا بلکہ خود بخود کرم نوازی فرما کر ہمیں اپنے سایۂ رحمت میں جگہ عطا کرنا کہ ہماری محشر کی گرمی سے ہو جائے نجات۔ مشرکین کے جوابات سے بھی یہی ثابت ہوا کہ نجات کی خاطر سب کچھ ہو رہا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ کوئی گیارہویں شریف دیتا ہے تو نجات

کے لئے تراویحاں پڑھتا ہے تو نجات کے لئے کوئی عزاداری کرتا ہے تو نجات کے لئے اور اگر کوئی عزاداری پر کفر کے فتوے لگاتا ہے تو نجات کے لئے ایک بزرگ نے فرمایا کہ ہو جائے گی گیارہویں شریف بند۔ کردو عزاداری بند۔ ہو کے رہے گا ماتم شبیرؑ بند۔ علم لگانے ہو جائیں گے بند۔ میں نے عرض کی کہ آپ کون ہیں بند بند کی رٹ لگانے والے فرمایا کہ میں ہوں فاضل دیو بند۔ بس ہر انسان جو بھی عبادت و محنت کرتا ہے وہ صرف اور صرف نجات کے لئے ہی ہے۔ رسولِ خداؐ نے بھی کافروں سے فرمایا کہ تم ان بے حس بتوں کو کیوں پوجتے ہو انہوں نے بھی یہی جواب دیا قرآن مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِیُقَرِّبُوْنَآ اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى پارہ ۲۳ رکوع ۱۵ کہا کہ ہم ان کی پوجا نہیں کرتے بلکہ یہ ہمارے وسیلے ہیں کہ یہ ہمیں اللہ کے قریب کرتے ہیں لو کافروں کا ایمان قرآن کی زبانی معلوم ہو گیا کہ وہ بتوں کو وسیلہ سمجھتے تھے اور قرآن مجید کی بھی یہی تعلیم ہے کہ وابتغوا الیہ الوسیلۃ کہ بارگاہ ایزدی میں باریابی کے لئے وسیلہ تلاش کرو۔ کیوں مسلمانو قرآن کی رو سے قرب الٰہی کے لئے واجب لازم تو کافر بھی تو وسیلہ پکڑے ہوئے ہیں وہ کافر کیوں اور آپ مسلمان کیوں قدرت کی آواز آئے گی پگلے وسیلہ تلاش کرنے کا حکم ہے وسیلہ بنانے کا حکم نہیں بلکہ بنائے گا خدا اور تلاش کرو گے تم معلوم ہوا کہ وسیلہ تلاش کرنے والے مسلمان ہیں اور وسیلہ بنانے والے کافر ہیں۔ ہاں ایک اور طرح سے وضاحت سُنیں وہ یہ کہ آپ کے خدا کتنے ہیں جواب ملا کہ واحد لاشریک کہ صرف اور صرف مسلمانوں کا خدا ایک ہے۔ مسلمانو میں دوسرے خدا کی سرے سے ہی گنجائش نہیں ہے۔ بلکہ نبی دوسرا ہو سکتا ہے اور امامت کا تو کیا ہی کہنا تو فرمایا جن کا ایک خدا ہے وہ تو جنت کی تمنا لئے پھرتے ہیں کہ ہم جنت میں جائیں گے اور جن کے نا ہیں بے شمار خدا تھے بس جس طرح ہمارے ہاں امامت وافر ہے یا کے ٹو کی سگریٹ جیسے ملکہ ہیں اسی طرح وافر خدائی تھی دو کانوں پر چھپے کے چھپے بھرے پڑے تھے خداؤں کے صبح جب بیبیاں گھر میں جھاڑو دیتی تو کئی خدا کوڑے میں باہر پھینک دیتیں۔ کہ اللہ میاں کی ٹانگ ٹوٹ گئی ہے خدا کا ناک ٹوٹ گیا ہاتھ کٹ گیا بیچے کو دو ۲ آنے کے پیسے

دیئے اور دکان سے اور خدا منگا لیا۔ امیر لوگ نوابین سونے کے خدا رکھتے تھے۔ متوسط طبقہ کے لوگوں کے چاندی کے خدا ہوتے تھے غریب لوگ پتھر کے خدا خوبصورت گھڑوا کر رکھ لیا کرتے تھے اور وہ لوگ جو بالکل نادار اور تنگدست ہوتے تھے وہ جنگل سے ایک پتھر اُٹھا کر لاتے اور نیت کر لیتے کہ یہ ہمارا خدا ہے۔ بس یہ گھڑا ہی گھر لاکر رکھ لیتے اور اسے سجدہ کر لیا کرتے ضدی اتنے ہوا کرتے کہ شریکوں کا خدا نہیں ماننا چاہیئے سونے کا ہی کیوں نہ ہو اپنا ہی ماننا ہے چاہے یہ گھڑا ہی کیوں نہ ہو۔ یہی نہیں بلکہ ایک بندے کے ہر کام کے علیحدہ علیحدہ خدا ہوتے تھے بچپنے کا خدا اور جوانی کی بہار کا خدا اور گھر میں خدا اور سفر میں خدا اور لکھا ہے کہ مشرکین سفر کو جاتے ہوئے تو ستو یا حلوہ شریف کے خدا بنا کر ساتھ لے جاتے کہ عبادت کا وقت ہوا تو خدا کو سر جھکا دیا اور اگر بھوک لگی تو اللہ میاں کی ٹانگ توڑ کے کھالی بس سفر بھی ختم اور اللہ میاں بھی ختم پھر چلے تو پھر ایسا بنا لیا۔ بس یوں سمجھو کہ مکہ میں بے شمار خدا تھے بے شمار تھے۔ اسی لئے تو ہم بھی کہتے ہیں بے شمار اور جو نہ کہے بے شمار اس پر بھی بے شمار۔ جو زبان سے کرے بے شمار اور دل سے نہ کرے اس پر بھی بے شمار جو یہاں کرے اور گھر جا کر نہ کرے اس پر بھی بے شمار۔ غور طلب یہ امر ہے کہ جب مکہ کے رہنے والوں کے خدا بے شمار تھے تو وہ حضور پُر نور کے دشمن کیوں ہو گئے۔ سنو جہاں اور سینکڑوں خدا تھے وہاں ایک مصطفٰے کا خدا بھی رہے تو کیا ہرج ہے مشرکین مکہ کو تکالیف تو تب ہوئی جب کہ ان کے ہاں دوسرے خدا کی گنجائش نہ ہوتی جیسا کہ مسلمانوں کے نزدیک دوسرے خدا کی گنجائش نہیں ہے کافی غور کے بعد معلوم ہوا کہ مشرکین مکہ حضور کے اس لئے دشمن بن گئے کہ آنجناب ان سے دو کام اعلان کرانا چاہتے تھے وہ یہ کہ ایک تو یہ کہ جن کو تم نے ہاتھوں سے بنایا ان پر کرو تبرّہ۔ اسلام کی ابتدا نبی اکرمؐ نے تبرّہ سے شروع کی لَا اِلٰہَ پہلے یعنی تمام جھوٹے خداؤں سے برأت یعنی اظہار نفرت پہلے کرو اور میرا خدا واحد لاشریک مانو مگر وہ بھی غائب والا کہ تم اسے دیکھتے نہ پاؤ گے۔ کیوں مسلمانو کیا خدا نظر آتا ہے ہرگز نہیں مگر صدق دل سے اس پر ایمان لانا ضروری فرض واجب ہے فرماؤ اس وقت رسولؐ نظر آتا

ہے جواب ہے کہ نہیں مگر پیغمبر غائب پر ایمان لانا واجب فرماؤ قیامت کا منظر آنکھوں کے سامنے ہے فرمایا نہیں مگر ایمان لانا نہایت ضروری ہے تو اگر امام غائب ہو تو اس پر ایمان لانے سے کیوں موت آتی ہے۔ رباعی۔

اے مظہر حق ہم دست دعا عرصے سے اُٹھائے بیٹھے ہیں — بے تاب نگاہیں اے مولا رستے پہ بچھائے بیٹھے ہیں
حجت حق اب آ بھی جائے فضل خدا اب دیر نہ کر — آنکھوں کو وضو اشکوں سے کیا ہم آس لگائے بیٹھے ہیں

رباعی۔

نہ محفل ہے نہ مینا ہے نہ پیمانہ نہ ساقی ہے — دلوں میں بے بسی ہے بغض ہے بے اتفاقی ہے
بچھا رکھی ہیں نظریں تیرے رستے پر غلاموں نے — بتا مولا تیری آمد میں کتنی دیر باقی ہے

رباعی۔

چمکے گی کارزار میں حیدرؑ کی ذوالفقار — ہموار ہوتے جائیں گے میدان کہسار
صحرائے کربلا میں تو پابند تھا مگر — نکلے گی آج حسرت عباس نامدار

رباعی۔ سو بار پہلے جلوہ تیور بدل چکا ہے — غش کھا چکے ہیں موسیٰؑ اور طور جل چکا ہے
اے منتظر نگاہو اب دل کی خیر مانگو — آتا ہے آنیوالا کہتے ہیں چل چکا ہے

صلوٰۃ بر محمدؐ و آل محمدؐ۔ ہاں میں عرض کر رہا تھا کہ پیغمبرؐ مشرکین مکہ سے اپنا غائب والا منوانا چاہتے تھے بس یوں سمجھو کہ جو غائب والا نہ مانیں وہ مشرک ہی ہوا کرتے ہیں یا یوں سمجھو کہ مشرک ہی تو غائب پر ایمان نہیں لاتے۔ اب میں سلسلہ کلام کو آگے بڑھاتا ہوں۔ فرماؤ مسلمانو تمہارا دین کامل ہے یا کہ ناقص جواب آئے کا کامل ہی نہیں بلکہ اکمل ہے۔ ہاں ہاں اگر دین ناقص نامکمل ہے تو قادیانی نبی مانو اور اگر آپ اس انگریزی اور بناسپتی نبی کو مانتے ہوئے گھبراتے ہیں اور پڑھتے ہیں۔ اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَ رَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا پارہ ۶ رکوع ۵ آج میں نے تمہارے دین کو اکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور اللہ نے تمہارے اس دین اسلام کو پسند کیا۔ تو جب دین کامل اکمل ہے تو اب غور تو کرو کہ دین کی غرض کیا ہے اور دین لانے والے ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء علیہم السلام کی بعثت کی غرض کیا تھی جواب صرف اور صرف یہ ہوگا کہ مخلوق خدا کو اللہ تعالےٰ کا حکم اور دین پہنچانا کہ اس پر عمل کرکے خدا کی مخلوق کی نجات ہو جائے

بھائیو نماز اس لئے کہ مُصلی کی ہو جائے نجات ۔ روزہ اس لئے کہ روزیدار کی ہو جائے نجات حج اس لئے کہ حج کرنے والے حاجی صاحب کی ہو جائے نجات ۔ زکوٰۃ اس لئے کہ زکوٰۃ دینے والے کی ہو نجات عزاداری اس لئے کہ عزاداری کرنے والے کی ہو جائے نجات ۔ تلاوت کلام پاک اس لئے کہ قاری صاحب کی ہو جائے نجات تو جب نجات ہی مقصد دین وسلام ہے کہ انبیاء علیہم السلام نے مصیبتیں اس لئے اُٹھائیں کہ کسی طرح مخلوقِ خدا اپنے خالق مالک کے فرمان پر عمل کرے تاکہ ان کی ہو جائے نجات ۔ تو جب ثابت ہو گیا کہ نجات ہی دین میں مرکز محور ہے تو اب سوچ کر فیصلہ دو کہ پیغمبر اسلام نے یہ تو بتایا کہ نجات کس دروازے سے ملے گی ۔ اگر رسولؐ نے نجات کا دروازہ اُمت کو نہیں بتایا تو دین ناقص ہے دین میں اکملیت کی سند کے کیا معنی اور اگر حضورؐ نے نجات کا دروازہ بتلایا ہے تو مسلمان اس دروازے کا اعلان کیوں نہیں کرتے ۔ مسلمانو تمہارے رسولؐ نے تو ہر چھوٹے سے چھوٹا مسئلہ تفصیل سے سمجھایا محبت سے بتلایا جس کو تم نے دریافت کیا تو اس نے شفقت سے سمجھایا اور جس کو تم نے دریافت کرنا مناسب نہ سمجھا اس کریم ابن کریم نے ایک لاکھ کئی ہزار کے مجمع میں بازو بلند کر کے دکھلایا ۔ میں کہتا ہوں کہ جس مسئلہ کی اُمت کو قیامت تک ایک مرتبہ ضرورت پڑنی تھی رسول اللہ نے وہ مسئلہ بھی تفصیل سے سمجھا دیا ۔ عَنْ زَیْدِ ابْنِ اَرْقَمْ عَنْ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسلم قَالَ مَا تَرَکْتُ مِنْ خَیْرًا اِلَّا وَ قَدْ اَمَرْتُکُمْ بِہٖ وَمَا تَرَکْتُ مِنْ شَرًّا اِلَّا وَقَدْ نَھَیْتُکُمْ عَنْہُ علم الکلام صفحہ ۴ جناب زید بن ارقم فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریمؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہر ایک نیکی کا حکم دیا اور حضورؐ پرنورؐ نے ہر برائی سے منع فرمایا ۔ ارے کوئی دنیا میں نیکی نہیں کہ جس کا حکم آنحضرتؐ نے نہ دیا ہو اور دُنیا میں کوئی برائی نہیں کہ جس سے آنحضرتؐ نے منع نہ فرمایا ہو ۔ مسلمانو رسول اللہ نے ہر چھوٹے سے چھوٹا مسئلہ سمجھایا ۔ سونے کا طریقہ سمجھایا کہ داہنی کروٹ سونا اچھا ہے کہ یہ علماء کا کام ہے بائیں کروٹ اُمرا سویا کرتے ہیں ۔ تمام رات سیدھا نہ سو سکو گے کہ یہ انبیاء کا سونا ہے ۔ اُلٹا نہ سونا کہ یہ شیطان کا سونا ہے ۔

تہذیب اسلام ص۲۱۵ کبھی آپ نے دیکھا ہی ہوگا۔ کہ صبح کو بے نمازی بے چارے اُلٹے سوئے ہوئے ہوتے ہیں یہ حضرت ابلیس لعین کی وفادار فوج ہے کہ شیطان انہیں نماز کے لئے اُٹھنے نہیں دیتا۔ ابلیس لعین بے نماز بچارے کو فجر کے وقت آکر دباتا ہے کہ بھائی سویا رہ بے نمازی کو فجر کے وقت سوتے میں بڑا لطف آتا ہے۔ سُنا ہے کہ دن چڑھنے تک تو ابلیس لعین بے نمازی کو دباتا رہتا ہے اور جب دن چڑھ گیا تو یہ کم بخت بے نمازی کے مُنہ میں پیشاب کر کے چلا جاتا ہے اب بے نمازی اٹھا تو کہنے لگا کہ آج میرا مُنہ بڑا کڑوا ہے ارے کڑوا تو ہونا ہوا کہ یہ ابلیس لعین ملعون کی مہربانی ہے کہ اپنی فوج بڑھاتا ہے کہ میں بھی سجدہ نہ کرنے کی وجہ سے لعنتی ہوا ہوں اور یہ میرا ساتھی بھی بے نمازی بن کے لعنتی میری طرح ہو جائے گا۔ ہاں عرض کر رہا تھا کہ رسول اللہ نے ہر مسئلہ سمجھا دیا کہ پانی پیو تو تین سانس نکالنا لطیفہ ایک مرتبہ مولوی صاحب کو کسی آدمی نے گرمی میں شربت کا بڑا گلاس پیش کیا تو مولوی صاحب ایک ہی سانس میں شربت کا گلاس نوش فرما گئے اس آدمی نے عرض کی مولانا ہمیں تو آپ فرماتے ہیں کہ پانی پیؤ تو حضورِ پُرنور کا حکم ہے۔ کہ تین سانس سے پانی پیا کرو مگر آپ تو ایک ہی سانس میں پورا گلاس پی گئے مولوی صاحب نے ارشاد فرمایا کہ برخوردار ہم تین گلاس پی لیں گے خود بخود تین سانس ہو جائیں گے۔ تو مسلمانو پیغمبر نے ہمیں لباس پہننے کے طریقے بتائے کیا یہ حضور کا حکم نہیں ہے کہ مرد کے لئے ریشم اور سونا پہننا حرام ہے اور عورت کے لئے جائز ہے رات کو سو تو بستر جھاڑ کر سونا چاہیئے چھینک آئے تو الحمد للہ کہہ لیا کرو اور اگر تین بار سے زیادہ مرتبہ چھینک آئے تو پھر نزلہ زکام ہوگا تو پھر بار بار الحمد للہ کہنے کی ضرورت نہیں ہے۔ راستہ چلنے کے طریقے سمجھائے کہ اگر راستہ میں کانٹا یا رکاوٹ ہو تو اسے ہٹا دو۔ میں کہتا ہوں نوالہ توڑنے کے اسلوب سمجھائے کہ سامنے سے نوالہ توڑو اور چھوٹے چھوٹے نوالے چبا کر کھاؤ کھانے میں جلدی نہ کرو اور اگر کھجور یا انگور کھانے کا اتفاق ہو تو ایک ایک دانہ منہ میں ڈالو اگر کسی کے ساتھ مل کر کھانا کھا رہے ہو تو ساتھی سے پہلے بس نہ کرنا بھوک نہ ہو تو آہستہ

آہستہ کھاتے رہنا جمائی لو تو کسی کی طرف منہ نہ کرو بلکہ منہ پر ہاتھ رکھ کر جمائی لو۔ راستہ پر چھلکے نہ پھینکنا۔ شفو کعبہ کی طرف منہ کر کے نہ تھوکنا کہ علیؑ کے زچہ خانہ کا احترام واجب ہے۔ بڑوں کا ادب چھوٹوں پر شفقت کرنا اسلامی شعار ہے۔ اگر شربت پانی لسی یا چائے میں مکھی گر جائے تو اُسے ڈبو کر باہر پھینک دینا اور پانی وغیرہ کو پی لینا۔ کیوں میرے بھائیو جب رسول اللہ نے ہر چھوٹے سے چھوٹے مسئلہ کو بڑی فراخ دلی سے سمجھایا تو رحمتہ للعالمین نے یہ نہ بتایا کہ نجات کس دروازہ سے ملے گی۔ ضرور بتایا ہے ہمارا دین کامل اکمل ہے یہ تو مولوی صاحب کی دھڑداری کی مہربانی ہے کہ نجات کے دروازے کا مسلمانوں کو تعارف نہیں کراتا۔ چلو میں ایک اور راستہ نکالتا ہوں وہ یہ کہ کیا ہم مسلمان مل کر نجات دہندہ بنا سکتے ہیں۔ ارے نجات تو سب سے بڑا ہے مسلمان مل کر پیغمبر اسلام کے چھوٹے سے چھوٹے مسئلہ کو بھی تبدیل نہیں کر سکتے میں اس مطلب کو ایک مثال سے واضح کئے دیتا ہوں وہ یہ کہ شارع نے مکڑی کو حلال فرمایا ہے مسلمانوں کے مذہب میں مکڑی حلال ہے ملتی بھی مفت ہے خدا نہ کرے ہر سال مسلمانوں کی ملاقات کو نکلتی ہے ہر زمیندار کے کھیت میں پہنچتی ہے نہ مولوی صاحب کو بلا کر ذبح کرانی پڑتی ہے اور نہ ہی قصاب کو بلا کر کھال کھنچوانی پڑتی، مکڑی میں ہر خوبی ہے مفت ملتی ہے۔ ذبح کی کرائی مگر فرمائیے آج تک کسی نے سُنایا دیکھا ہو کہ فلاں مقام پر مکڑی کے گوشت کی دیگ پکائی گئی۔ ہرگز نہیں فرمائیے تم کا گوشت نہیں پکاتے۔ بھیڑ۔ بکرا۔ گائے۔ بھینس مرغی وغیرہ کو قیمتاً خرید کر ذبح کرتے اور کوفت مشقت برداشت کرتے ہو زر بھی خرچ ہوتا ہے اور وقت بھی خرچ ہوتا ہے۔ یہ سب کچھ کر لیتے ہو مگر مفت کا گوشت مکڑی کا نہیں پکاتے اس کی کیا وجہ تو آپ فرمادیں گے کہ یہ فضول کیڑا ہے۔ سو پچاس کیڑے تلف کریں تو پھر کہیں جا کر مولوی صاحب کا ناشتہ تیار ہو۔ اس فضول کیڑے کو مارنے سے کیا فائدہ میں کہتا ہوں یہ سب کچھ ٹھیک ہے مگر آپ مکڑی کو حرام نہیں کہہ سکتے کیوں کہ محمد مصطفےٰ نے اسے

حلال فرمایا ہے۔ چلو اور کرو کہ مکڑی حلال ہے مگر فضول جانور کیڑا ہے ایک جانور تین چار من کا جنگل میں رہتا ہے۔ ہماری فصلیں بھی برباد کرتا ہے۔ ہندوستان سے بھاگ کر ہمارے ملک میں پناہ گزین ہے۔ اُسے کہتے ہیں خنزیر۔ آسانی سے مارا جا سکتا ہے تین چار من اس کا گوشت بھی ہے۔ ہم ایسا کریں کہ تمام مسلمان مل کر بلکہ کائنات کے تمام ولی۔ غوث۔ قطب۔ ابدال۔ قلندر۔ سالک۔ عالم۔ مفسر۔ محدث۔ امام۔ خلیفے۔ نبی غرضیکہ تمام انبیاء بھی سوائے رحمتہ للعالمین کے باقی ساری دنیا اگر مل کر متفقہ طور پر ایک ووٹ بھی خلاف نہ ہو۔ خلاف ہو تو صرف آمنہؓ کا لال ایک ہو۔ باقی ساری دُنیا مل کر بیت اللہ کے صحن میں اعلان کرے کہ آج آلِ کائنات کانفرنس زیرِ صدارت حضرت خلیل اللہ متفقہ طور پر فیصلہ کرتی ہے۔ کہ مکڑی جس کو محمد مصطفےٰ کر گیا حلال۔ اس فضول کیڑے کو آج ہم کرتے ہیں حرام اور اس کے عوض میں جنگل کے جانور خنزیر کو کہ جس کو محمد مصطفےٰ کر گیا حرام اس کو کرتے ہیں حلال۔ فرماؤ مسلماؤ ایسا کرنے سے کیا جنگل والا جانور حلال ہو جائے گا اور مکڑی حرام ہو جائے گی۔ ہر مسلمان یہی کہے گا کہ حَلَالُ مُحَمَّدٍ حَلَالٌ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ۔ حَرَامُ مُحَمَّدٍ حَرَامٌ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ کہ محمدؐ کا حلال کیا قیامت تک حلال ہے اور محمدؐ کا حرام کیا وہ قیامت تک حرام ہے۔ ارے جب ساری کائنات مل کر پیغمبرؐ کی شریعت کا ایک مسئلہ کہ جس کو اُمت فضول سمجھتی ہے نہ تبدیل کر سکی تو تین مہاجر اور چند انصار مل کر کسی خُفیہ مقام پر بیٹھ کر نجات دہندہ کیسے بنا لیں گے اور اگر بنا بھی لیں تو خدا کے دربار میں کس طرح قبول ہو جائے گا کرسی پر بیٹھ جانا ہی تو کافی نہیں ہے۔ بلکہ انتخاب خدا و رسولؐ کا ثابت ہونا ضروری ہے ایک رُباعی تصدق شیرازی ملاحظ فرمادیں

عشقِ حق سے رابطے کا مستقل آئین ہے
حُبِ حیدرؑ عشق کی تکمیل ہے تسکین ہے
نام دو ہیں دو جہاں میں دین و ایمان کا شرف
مرتضیٰؑ ایمان کُل شبیرؑ کامل دین ہے

۔میں کہتا ہوں چلو نیک کام میں ہی حضورؐ کے خلاف کر کے دیکھ لو مثلاً

مغرب کے فرض نماز تین رکعت ہیں۔ شارع نے تین رکعت مغرب کی نماز مقرر فرمائی ہے۔ اگر کائنات کے تمام نمازی خلوص سے علما کی جوشیلی تقریر سے فائدہ اٹھاتے ہوئے یہ فیصلہ فرمالیں کہ ظہر۔ عصر۔ عشاء کی جو چار رکعتیں ہیں تو آئندہ ہر نمازی مغرب کی بھی چار رکعت نماز ادا کیا کرے گا کیونکہ تین کا عدد کوئی خاص اچھا نہیں ہے۔ تین کا نام تو ہندو بھی نہیں لیتا۔ آئندہ ہم تین کی بجائے مغرب کی چار رکعتیں پڑھا کریں گے اور ساری دنیا کے نمازی اپنے فیصلہ پر سختی سے کاربند بھی ہو جائیں اور قیامت تک مغرب کی چار رکعت نماز پڑھتے رہیں تو فرمائیے چار قبول یا تین کا بھی بیڑا غرق ہو جائے گا۔ کیوں بھائیو ہم نے چوتھی رکعت میں سورہ الحمد۔ ذکر رکوع سجود ہی تو کیا ہے۔ ہم نے تشہد میں توحید خدا کا ہی تو ذکر دیا ہے۔ پھر یہ حمد۔ رکوع۔ سجدہ۔ تشہد ہمارا قبول نہ ہو سکا۔ اجماع بھی تو ہم نے کر لیا ہے۔ نتیجہ یہ ہوگا کہ پڑھتے سورہ حمد رہے مگر توہین مصطفٰےؐ میں گئے جہنم۔ کرتے رکوع رہے گئے جہنم۔ کرتے سجدے رہے ملی دوزخ۔ پڑھتے تشہد رہے مگر ملا عذاب۔ کیوں کہ شارع کے حکم کے خلاف ہے معلوم ہوا کہ اگر امت مصطفٰےؐ کے حکم کے خلاف خدا کی عبادت بھی کرے تو عبادت ہرگز قبول نہ ہوگی بلکہ باعث عذاب ہوگی۔ تو جب ساری دنیا مل کر پیغمبرؐ کے خلاف عبادت بھی بڑھا نہیں سکتی تو چند آدمی مل کر نجات دہندہ کس طرح منتخب کر لیں گے اور اگر کسی کو منتخب کر بھی لیا تو یہ کیا ثبوت ہے کہ رضائے مصطفٰےؐ بھی امت کا ساتھ دے گی عبادت میں تو رسول اللہ کی رضا ساتھ نہیں دے رہی حالانکہ عبادت میں اضافہ ہی تو ہے۔ نجات دہندہ امت کا چنا ہوا کس طرح قبول ہو جائے گا اور یہ اختیار امت کو کس نے دے دیا کہ وہ خود ہی نجات دہندہ تجویز فرمائے۔ بھائیو میں کسی کا مخالف نہیں جو جی چاہے امت کرے مگر عقلی دلیل ہے کہ اعلیٰ کے ہوتے ہوئے ادنیٰ کو کوئی نہیں پوچھتا پیر مرشد ایک کا درست ہے مگر یہ تو مسلمہ بات ہے کہ اعلیٰ کے ہوتے ہوئے ادنیٰ کی کوئی وقعت نہیں ہے۔ مثال کے طور پر کہ میں بیٹھا نماز ہوں۔ نماز پڑھنے لگا کہ کسی نے کہا کہ لو آقائے

ابوالقاسم الخوئی مجتہد اعظم تشریف لے آئے اب لوگ میرے پیچھے نماز نہیں پڑھیں گے بلکہ آقائے الخوئی کے پیچھے نماز ادا کریں گے کہ اعلیٰ کے ہوتے ہوئے ادنیٰ کو کوئی نہیں پوچھتا۔ آقا صاحب نماز کے لئے آگے بڑھے ہی تھے کہ کسی نے کہا کہ امام زمانہ آگئے تو آقا صاحب خود فرمادیں گے ہم سب امام زمانہ کے پیچھے نماز ادا کریں گے امام زمانہ پڑھانے لگے تھے کہ جناب امیرالمومنین علیہ السلام کی آمد کا اعلان ہوگیا تو امام زمانہ رک جائیں گے کہ مولا علی علیہ السلام کے پیچھے نماز ادا کریں گے۔ بس مولا علیؑ نماز پڑھانے ہی لگے تھے کہ منادی نے ندا دی کہ تاجدار رسالت رحمۃ عالم تشریف فرما ہوتے ہیں تو یہ ندا سن کر مولا علیؑ پیچھے ہٹ جائیں گے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے نماز ادا کریں گے۔ میں نے عرض کی کہ اعلیٰ کے ہوتے ہوئے ادنیٰ کو کوئی نہیں پوچھتا۔ دوسری مثال سنو بے روزگار کو پانچ صد روپیہ ماہوار کی ملازمت مل گئی یہ اس کے لئے نعمت ہے۔ یہ تنخواہ بے روزگار کے لئے کافی ہے۔ مگر کسی نے اسے دو ہزار ماہوار کی ملازمت کی پیش کش کردی تو اب پانچ صد روپیہ ماہوار کو وہ نہیں لے گا دو ہزار کے بعد کسی نے بیس ہزار ماہوار کہہ دیئے تو اب دو ہزار کو کون پوچھتا ہے بس اعلیٰ کے ہوتے ہوئے ادنیٰ کو کوئی قبول نہیں کرتا۔ یہ تمیز تو حیوانوں کو بھی ہے کہ وہ بھی اعلیٰ کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ مثلاً بھینس دو دن کی بھوکی تھی کہ میں نے اسے خشک گھاس ڈالی تو بھوکی بھینس کے لئے خشک گھاس نعمت ہے۔ وہ کھائے گی خشک گھاس کے ساتھ اگر ہری گھاس ڈال دی جائے تو فرماؤ اب کونسی گھاس کھائے گی یقیناً ہری گھاس کھائے گی اور اگر ہری گھاس کے ساتھ دانہ ڈال دیا جائے تو اب بھینس کیا کھائے گی ظاہر ہے کہ اب دانہ کھائے گی تو یہ بھینس کو بھی تمیز ہے کہ اعلیٰ کے ہوتے ہوئے ادنیٰ کو کوئی نہیں پوچھتا میں تو بھینس کی مثال دے رہا تھا بلکہ یہ تمیز تو گدھے کو بھی ہے کہ اعلیٰ کے ہوتے ہوئے ادنیٰ کی کوئی احتیاج نہیں ہوا کرتی اب ذرہ غور سے سماعت فرمادیں عرض یہ ہے کہ اس وقت جب پیر

ولی کا مسلمانوں میں سب سے زیادہ چرچا اور شرف بیان ہوتا ہے وہ حضرت عبدالقادر جیلانی ہی تو ہے۔ یہ پیر صاحب کا کمال و جلال ہے کہ ہر اس کا مرید ہر مہینہ میں گیارویں شریف کرتا ہے اگر مرید مہینہ کے بعد پاؤ بھر دودھ پیر صاحب کی نذر نہ کرے۔ تو پیر صاحب بیڑا غرق کر دیں گے۔ کتنا کمال ہے کہ نہ گیارویں رسول اکرمؐ کی نہ حضرت ابوبکر کی نہ حضرت عمر کی اور نہ جناب عثمان کی مولا علیؑ کا تو ذکر ہی کیا مگر حضرت عبدالقادر کی گیارویں دیئے بغیر گزارا نہیں ہوتا۔ شیعہ دوستو خدا کا سجدۂ شکر ادا کیا کرو کہ کسی کو پیر ایسا ملا کہ اگر مرید پاؤ بھر دودھ نہ دے تو پیر صاحب مرید کا بیڑا غرق کر دے اور تمہیں خدا نے وہ پیر دیا کہ جو قاتلوں کو شربت پلا رہا ہے۔ رباعی عرض ہے

یا علی بندوں پہ تو اللہ کا احسان ہے	ذکر تیرا ہر حلالی مرد کی پہچان ہے
کل ایماں ذات تیری قول پیغمبرؐ گواہ	معرفت کی سلطنت کا مرتضیٰؑ قرآن ہے

یوں عرض کرو ہاتھ کا اعلیٰ کے ہوتے ہوئے ادنیٰ کو کوئی نہیں پوچھتا تو اب غور فرماؤ کہ ساری دنیا سے زیادہ وقار ہے مسلمانوں کے نزدیک حضرت عبدالقادر جیلانی کا۔ مگر یہ ضروری ہے کہ جو کچھ حضرت عبدالقادر نے حاصل کیا وہ اپنے پیر سے ہی تو کسب کیا ہے۔ تو حضرت عبدالقادر کے مرشد کا نام ہے ابوسعید مانناپڑے گا کہ عبدالقادر سے ابوسعید افضل ہے اور ابوسعید کے مرشد کا نام ہے۔ ابوالحسن ہے مانناپڑے گا کہ ابوالحسن ابوسعید سے افضل ہے۔ ابوالحسن کے پیر کا نام ہے ابوالفرح طرطوسی ماننا پڑے گا کہ ابوالفرح طرطوسی ابوالحسن سے افضل ہے ابوالفرح کا مرشد ہے ابوالفضل ماننا پڑے گا کہ ابوالفضل ابوالفرح طرطوسی سے افضل ہے ابوالفضل کے مرشد کا نام ہے شیخ شبلی ماننا پڑے گا کہ شیخ شبلی ابوالفضل سے افضل ہے۔ شیخ شبلی کے مرشد کا نام جنید بغدادی ماننا پڑے گا کہ شیخ شبلی سے جنید بغدادی افضل ہے جنید بغدادی کے مرشد کا نام ہے سری سقطی ماننا پڑے گا کہ سری سقطی جنید بغدادی سے افضل ہے سری سقطی کے مرشد کا نام ہے معروف کرخی ماننا پڑے گا کہ معروف

کرخی سری سقطی سے افضل ہے۔ اور معروف کرخی کے مرشد کا نام ہے امام رضا علیہ السلام معروف امام کا چودہ[14] سال تک ماتسکی رہا تھا اور لوگوں سے کہا کرتا کہ اگر تمہیں کوئی مشکل در پیش ہو تو خدا تعالے کو میرے چہرے کا واسطہ دیا کرو اللہ تعالے میرے چہرے کے طفیل تمہاری مصیبتیں دور کرے گا لوگ کہتے کہ اے معروف تیرے چہرے میں کیا خوبی ہے۔ معروف فرماتے کہ تمہیں علم کہ میری پیشانی چودہ[14] سال تک حضرت امام رضا علیہ السلام کی چوکھٹ پر جھکی ہے۔ تذکرہ اولیا ص ۱۸۵[4] فرماؤ مسلمانو جس رضا کی چوکھٹ پر جھک جھک کر پیشانیاں کائنات کی مشکلیں حل کر دیں بتاؤ اس چوکھٹ کا مالک حضرت رضا کیسا ہوگا۔ لکھا ہے کہ ایک مرتبہ ماموں رشید نے کہیں سفر میں جانا تھا اور موسم اس طرح کا تھا کہ مخالف ہوائیں چل رہی تھیں اور ماموں نے کشتی پر سمندر میں سفر کرنا تھا۔ ماموں نے جناب معروف کرخی سے کہا کہ آپ حضرت امام رضا علیہ السلام سے کوئی دعا لکھوا دیں۔ کہ اگر میری کشتی گرداب میں آجائے تو میں اس دعا کو پڑھ کر طوفان سے نجات حاصل کر سکوں۔ تو معروف نے اپنے ہاتھ سے کاغذ کے پرزے پر لکھا اَللّٰھُمَّ اَنْجِ سَفِیْنَتِیْ بِحَقِّ مَعْرُوْفِ کَرْخِیْ کہ اے میرے اللہ میری کشتی کو نجات بخش مجھے معروف کرخی کا واسطہ۔ اور کاغذ کا پرزہ ماموں کو دے دیا کہ اگر کشتی طوفان کی ضد میں آجائے تو اس کاغذ پر لکھی ہوئی دعا کو پڑھ کر نجات حاصل کر لینا ماموں نے بغیر دعا کو دیکھے یہ سمجھ کر کہ معروف نے امام رضا علیہ السلام سے لکھوا کر دی ہے اپنے خاص بکس میں اس کاغذ کو حفاظت سے رکھ لیا۔ جب سمندر میں تین چار روز سفر کرتے ہوئے گزرے تو اتفاق سے کشتی طوفان کی زد میں آگئی ماموں نے بکس کھولا اور وہ کاغذ اٹھایا کہ جس پر معروف نے امام سے دعا لکھوا کر دی تھی جب ماموں نے کاغذ کو کھول کر دیکھا تو اس کی حیرت کی انتہا نہ رہی کہ امام کی بجائے دعا معروف کے ہاتھ کی لکھی ہوئی تھی اور دعا بھی یہ کہ میرے اللہ میری کشتی کو نجات بخش مجھے معروف کرخی کا واسطہ۔ ماموں نے غصہ سے یہ کہہ کر اس کاغذ کے پرزے کو حقارت سے دریا میں

[4]۔ اسرار المعرفت ص ۱۷

پھینکا اور کہا کہ اگر بچ کے چلا گیا تو سب سے پہلے معروف کو قتل کروں گا کہ اس نے میرے ساتھ دھوکا کیا ہے۔ کہ میں نے کہا تھا کہ امام سے کوئی وظیفہ لکھوا کر دے مگر اس نے میرے ساتھ دشمنی کر کے اپنا ہی نام لکھ کر دے دیا۔ لکھا ہے کہ ادھر کاغذ کے پرزے کا دریا میں گرنا تھا کہ اُدھر طوفان رُک گیا بس یوں معلوم ہوتا تھا کہ سمندر حضرت معروف کرخی کے نام کی تعظیم کے لئے خاموش کھڑا ہے۔ ماموں حیران ہو گیا کہ معروف کے نام میں یہ برکت۔ جب پلٹ کر بغداد آیا تو معروف سے ملاقات ہوئی تو معروف نے فرمایا اے ماموں جب غلام کا نام کشتی کو کنارے لگا دے تو آقا سے دعا لکھوانے کی کیا ضرورت ہے۔ ماموں نے معروف سے دست بستہ عرض کی کہ بتا آپ کے نام میں یہ برکت کیسے آگئی کہا ماموں میں نے حضرت امام رضا علیہ السلام کی چودہ برس تک غلامی کی ہے اور حضرت ایک دن میں کئی مرتبہ میرا نام لے کر بلاتے تھے امام کے بار بار معروف کہہ کر بلانے کو خدا نے ایسا پسند فرمایا کہ میرا نام بابرکت ہو گیا۔ اب آسانی سے فیصلہ کیا جا سکتا ہے کہ حضرت امام رضا علیہ السلام کیسے ہوں گے اور پھر رضاؑ کا باپ کیسا ہوگا اسی طرح مولا مشکل کشا جناب امیرالمومنین کیسے ہوں گے ہاں اگر یہ اصول درست ہے کہ اعلیٰ کے ہوتے ادنیٰ کی کیا ضرورت تو مولا علیؑ کے ہوتے ہوئے اور کسی پیر و مرشد کی کیا ضرورت ہے بس مسلمانو نجات اسی دروازے سے ملی گی جس دروازے کا اعلان حضور نبی کریمؐ نے فرمایا ہے اگر تم نے اجماع کر کے نجات دہندہ کا انتخاب کیا تو بھی وہ ہرگز بارگاہِ ایزدی میں قبول نہ ہوگا دین میں دخل دینے کا اُمت کے کسی فرد کو کوئی حق حاصل نہیں ہے۔ ابن الساغانی نے شرح مجمع میں روایت کی کہ ایک شخص نے نماز عید سے پہلے نفل نماز پڑھی تو حضرت علیؑ نے اسے ایسا کرنے سے منع فرمایا تو اس آدمی نے عرض کی اے علیؑ میں سمجھتا ہوں کہ اللہ تعالے مجھے نماز پڑھنے پر عذاب نہیں کرے گا تو جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالے تجھے اس لئے عذاب کرے گا۔ کہ جناب نبی کریمؐ نے عید کی نماز سے پہلے نفل نہیں پڑھے۔ پس رسول اللہؐ کی مخالفت

پر تجھے عذاب ہوگا موطا امام مالک ص۱۸۴ اس تفصیلی گفتگو کے بعد میں آپ حضرات کو درِ مصطفٰے پر لانا چاہتا ہوں کہ بارگاہ مصطفٰے میں عرض کرتے ہیں کہ اے کامل واکمل دین کے مالک آپ ارشاد فرمادیں کہ نجات کس دروازے سے ملے گی بس جو دروازہ رسول اللہ متعین فرمادیں گے اسی دروازے سے نجات ملے گی۔ اب پیغمبرؐ کی حدیث سنو۔ عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ اَنَّہٗ قَالَ وَھُوَ اٰخِذٌ بِبَابِ الْکَعْبَۃِ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اَلَا اِنَّ مَثَلَ اَھْلِ بَیْتِیْ فِیْکُمْ مَثَلُ سَفِیْنَۃِ نُوْحٍ مَنْ رَکِبَھَا نَجَا وَمَنْ تَخَلَّفَ عَنْھَا ھَلَکَ مشکوٰۃ شریف جلد۳ ص۲۸ حضرت ابوذر غفاری کہتے ہیں کہ انہوں نے کعبہ کے دروازے کو پکڑ کر یہ بیان کیا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے سُنا ہے آگاہ ہو کہ میرے اہلبیت تمہارے لئے نوحؑ کی کشتی کے مانند ہیں جو شخص کشتی میں سوار ہوا اُس نے نجات پائی اور جو کشتی میں سوار ہونے سے پیچھے رہ گیا وہ ہلاک ہوا۔ اب تمام مسلمانوں سے گزارش ہے کہ رسول اللہ نے اپنی اہلبیت کو نجات کی کشتی فرمایا ہے۔ اگر کسی مسلمان کے پاس ایسی کوئی حدیث ہو کہ نبیؐ نے فرمایا ہو کہ جو شافعی۔ مالک ابوحنیفہ۔ احمد بن حنبل کے دامن سے لگ گیا اس نے نجات پائی اور جو رہ گیا وہ غرق ہوگیا۔ تو وہ حدیث پیش کریں اور سنو نبیؐ نے فرمایا۔ عَنْ زَیْدِ ابْنِ اَرْقَمَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنِّیْ تَارِکٌ فِیْکُمْ مَا اِنْ تَمَسَّکْتُمْ بِہٖ لَنْ تَضِلُّوْا بَعْدِیْ اَحَدُھُمَا اَعْظَمُ مِنَ الْاٰخَرِ کِتَابُ اللّٰہِ حَبْلٌ مَمْدُوْدٌ مِنَ السَّمَآءِ اِلَی الْاَرْضِ وَعِتْرَتِیْ اَھْلُ بَیْتِیْ وَلَنْ یَّتَفَرَّقَا حَتّٰی یَرِدَا عَلَیَّ الْحَوْضَ فَانْظُرُوْا کَیْفَ تَخْلُفُوْنِیْ فِیْھِمَا۔ مشکوٰۃ شریف جلد۳ ص۲۷۳ حضرت زید بن ارقم کہتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تمہارے درمیاں دو چیزیں چھوڑتا ہوں کہ اگر تم ان کو مضبوط پکڑے رہو تو میرے بعد کبھی گمراہ نہ ہوگے۔ ان میں ایک

دوسری سے بڑی ہے۔ یعنی خدا کی کتاب مانند ایک رسی کے ہے جو آسمان سے زمین تک پھیلائی گئی ہے اور دوسری میری عترت اہلبیت ہے۔ خدا کی کتاب اور میری عترت آپس میں جُدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ میرے پاس حوض کوثر پر آئیں گے پس تم دیکھو کہ میرے بعد تم ان دونوں چیزوں کے ساتھ کیا سلوک کرتے ہو۔ ان ہر دو حدیث پاک سے روزِ روشن کی طرح واضح ہو گیا کہ اہلبیت رسولؐ اور قرآن ہی نجات کا دروازہ ہے۔ میں کہتا ہوں کہ پیغمبرؐ نے کسی کی رو رعایت نہیں

نہیں فرمائی بلکہ اٹل فیصلہ صادر فرمایا۔ میری اہلبیت کشتی نوحؑ کی مانند ہے جو چڑھ گیا بچ گیا اور جو رہ گیا وہ غرق ہو گیا۔ حبش سے آکر کالے رنگ والا بلالؓ نجات کی کشتی پر چڑھ گیا بچ گیا۔ اور پیغمبرؐ کا حقیقی چچا ابولہبؑ رہ گیا غرق ہو گیا۔ فارس سے سلمانؓ آکر اہلبیت کے دامن سے لگ گیا بچ گیا۔ مکہ کا نواب چوہدری ابوجہلؑ رہ گیا غرق ہو گیا۔ ہاں ہاں عقیدت کی توپ سے اویسؓ قرنی چڑھ گیا بچ گیا۔ مروانؑ رہ گیا غرق ہو گیا۔ مسلمانو اہلبیت اور قرآن قیامت تک ہیں آج بھی ان ہر دو کا اعلان ہے۔ کہ ہمارے دامن سے لگ جاؤ بچ جاؤ گے ورنہ غرق ہو جاؤ گے۔ اگر آپ غور کریں تو ان ہر دو حدیث میں ہر ایک کی پوزیشن کو نبیؐ نے واضح کر دیا۔ فرمان ہے اِنّی تَارِکٌ میں چھوڑے جاتا ہوں۔ اِنّی تَارِکٌ کا لفظ اس بات کی دلیل ہے کہ حضورؐ پُر نور نے آخر وقت میں یہ حدیث فرمائی تھی۔ مثال کے طور پر اگر میں نے یہاں دس روز ٹھہرنا ہو اور آج کہہ دوں کہ میں یہ چیزیں چھوڑے جاتا ہوں۔ تو سوال ہو سکتا ہے کہ ابھی تو آپ نے دس دن اور رہنا ہے۔ اِنّی تَارِکٌ اس وقت کہنا مناسب ہے کہ جب رختِ سفر باندھ لیا جائے ورنہ اِنّی تَارِکٌ کہنا چہ معنی دارد۔ ثابت ہوا کہ یہ رسول اللہ کا آخری فرمان ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ یہ رسول اللہ کن لوگوں سے کہہ رہے تھے کہ میں دو چیزیں چھوڑے جاتا ہوں۔ ظاہر ہے کہ سامنے صحابہ کرام تھے اور پردے میں صحابہ کی عورتیں یا اپنی ازواج تھیں۔ نسخہ کیا ہے قرآن

اور اہلبیت اس کا فائدہ کیا ہے گمراہی سے بچانا ۔ کون لوگ ہیں کہ جن کے لئے نسخہ تجویز ہو رہا ہے ۔ صحابہ کرام ۔ صحابیات ۔ ازواج مصطفٰے تو ثابت ہوا کہ جن کے لئے دوا تجویز ہو رہا ہے ۔ ان کی گمراہی کا خدشہ ہے اور جو تجویز ہو رہے ہیں وہ گمراہی سے بچانے والے ہیں تو یہاں پہنچ کر بات بالکل صاف ہوگئی کہ گمراہ ہونے والے اور ہیں اور گمراہی سے بچانے والے اور ہیں کوثر پر آنے والے اور ہیں اور کوثر پر لے جانے والے اور ہیں ۔ عام طور پر مولوی صاحبان فرماتے ہیں کہ اہلبیت میں صحابہ کرام بھی شامل ہیں ۔ ازواج رسول بھی شامل ہیں اور پیغمبر اسلام کی تمام اُمت بھی تو اہلبیت میں شامل ہے ہاں اگر ایسا ہے تو فرمانِ اِنّی تَارِکٌ کا فرمان کن لوگوں کے لئے تھا بس جن کو حضور فرما رہے تھے کہ میں تم میں دو چیزیں چھوڑے جاتا ہوں وہ اہلبیت نہیں ہیں ورنہ فرمان مصطفٰے بے معنی اور بے مقصد ہو کے رہ جائے گا چلو میں فرمان مصطفٰے ہی کا سہارا لیتا ہوں ۔ عَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰیَۃُ فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَآءَنَا وَاَبْنَآءَکُمْ دَعَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلِیًّا وَّفَاطِمَۃَ وَحَسَنًا وَّحُسَیْنًا فَقَالَ اَللّٰھُمَّ ھٰٓؤُلَآءِ اَھْلِ بَیْتِیْ رواہ مسلم ۔ مشکوٰۃ شریف جلد ۳ صفحہ ۲۶۸ سعد ابن وقاص کہتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی ۔ فقل تعالوا ندع ابنآءنا و ابنآءکم یعنی کہ بلاویں ہم اپنے بیٹوں کو اور تم اپنے بیٹوں کو تو رسول اللہ صلعم نے علیؑ ۔ فاطمہؑ ۔ حسنؑ اور حسینؑ کو بلوایا اور فرمایا اے اللہ یہ لوگ میرے اہلبیت ہیں ۔ بس جن کو نبی اکرمؐ نے اہلبیت فرمایا ہے وہی اہلبیت ہیں ۔ باقی لیس بالکل ہوس ۔ اختتام تقریر پر عرض ہے کہ کشتی کا تعلق پانی سے ہوتا ہے آگ سے نہیں کشتی کا کام ہے کہ خود تو ہوا کے تھپیڑے کھائے مگر سوار ہونے والوں کو بچائے مسلمانو نجات کی کشتیاں تہتر ہیں ہر ایک کہتا ہے کہ میری کشتی پار جائے گی مصطفٰے کا فرمان ہے کہ صرف ایک پار جائے گی باقی سب ڈوب جائیں گی ۔ میں نے دیکھا کہ ایک کشتی کے ملاح بارہ ۱۲ اور دوسری

کشتی کے ملاح چار وہ بارہ مگر بارہ کے بارہ سید۔ یہ چار مگر یہ چاروں غیر سید وہ بارہ مگر بارہ کے بارہ معصوم۔ یہ چار پر چار کے چار غیر معصوم۔ وہ بارہ پر بارہ کی بات ایک یہ چار اور چاروں میں اختلاف۔ وہ بارہ کہ جن پر درود واجب یہ چار مگر چاروں درود سے خارج غرض کہ کونسی نجات کی کشتی ہے۔ میری غرض پر آواز آئی کہ جس کشتی میں پیغمبر کی اولاد سوار ہے وہ نجات پائے گی۔ مَثَلُ اَہْلِبَیْتِ فِیْکُمْ مَثَلِ سَفِیْنَۃِ نُوحٍ مَنْ رَکِبَہَا نَجیٰ وَمَنْ تَخَلَّفَ عَنْہَا ھَلَکَ۔ بھائیو کشتی مدینہ سے چلی طوفان سے بچتی بچاتی مکہ پہنچی تو وہاں یزیدی طوفان کا خطرہ دیکھ کر حسینؑ کربلا کشتی کو لے آیا دسویں محرم کو بحر عصیان ظلمت میں کشتی گھر گئی معصوم ملاح نے ہر چند کوشش کی کہ کشتی بھنور سے نکل جائے مگر چاروں طرف سے طوفان نے گھیر لیا آخر معصوم ملاح نے عباسؑ کے بازوؤں کے چپو لگائے نہ نکل سکی تو علیؑ اکبر کے سینہ کا سہارا دیا کشتی کو جب طوفان کی زد میں پایا تو معصوم ملاح نے اصغرؑ کا صدقہ دیا عزادارو معصوم ملاح نے ہر طرح سے کوشش کی کہ کشتی بچ جائے آخر میں دوسرے معصوم ملاح نے سنبھالا اور موقعہ کی نزاکت دیکھ کر فوراً حکم دیا کہ کشتی کو بادباں کی ضرورت ہے تو پیغمبر زادیوں نے اپنی چادریں بادباں کے لئے پیش کر دیں۔ رات کا وقت ہوا تو جناب زینبؑ نے پہرہ دینا شروع کیا لکھا ہے کہ بی بی کی آواز کچھ ایسی تھی کہ نجف والے کو نجف بھول گیا باعجاز امامت گھوڑے پر بیٹھ کر بیٹی کا پہرہ دیکھنے آیا جناب زینبؑ کی نگاہ پڑی تو فرمایا آنے والے صبح آنا میرے بھائی کے بچے بے ہوش پڑے ہیں مگر گھوڑے والا نہ رُکا۔ آخر زینبؑ نے جلال میں آکر گھوڑے کی لجام میں ہاتھ ڈالا اور فرمایا جانتا نہیں کہ میں عباسؑ کی بہن ہوں عزادارو گھوڑے والے کو عباسؑ کا نام کچھ ایسا پیارا لگا کہ چیخ نکل گئی اور فرمایا کس کی بہن کیا عباسؑ کی بہن تو گھوڑے والے نے چہرے سے نقاب اُلٹی اور بیٹی کو گلے لگا لیا زینبؑ نے باپ کو دیکھ کر فریاد کی بابا میں اُجڑ گئی بابا میرے بھائی مارے گئے بابا مسلمانوں نے ہمارے خیام جلا دیئے بابا میری چادر اُتر گئی

بابا سکینہؑ کے دُر چھین لے گئے۔ مصباح المجالس ع۳ ص۱۳۵۔ چودہ ستارے ص۱۸۹
لکھا ہے کہ جب حُرؑ کی بیوی پانی لائی تو جناب زینبؑ نے سکینہؑ کو بیدار کیا کہا پانی
پی لو عزادار سکینہؑ نے عرض کی پھوپھی آپ کیوں نہیں پانی پیتیں کہا کہ تو چھوٹی ہے
اس لئے تم پہلے پیو پس سکینہؑ نے جام پانی کا لیا اور میدان کو چلی کہا بیٹی کہاں کہا
اصغرؑ بھائی کے پاس جاتی ہوں وہ مجھ سے چھوٹا ہے۔ مصباح جلد ۱ ص۲۲۶
الالعنت اللہ علی القوم الظالمین۔

خطبہ ۲

بِسۡمِ اللهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ ط اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ الَّذِیۡ جَعَلَنِیۡ مِنَ الۡبَاكِیۡنَ عَلٰی سَیِّدِ الشُّهَدَآءِ۔ اَلَّذِیۡ بَکَتۡ لَهُ الۡاَرۡضُ وَالسَّمَآءِ۔ وَ نَاحَتۡ عَلَیۡهِ الۡوُحُوۡشُ فِی الصَّحۡرَآءِ۔ وَالطُّیُوۡرُ بَیۡنَ الۡفَضَآءِ۔ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیۡهِ وَ عَلٰی جَدِّهٖ خَاتِمِ الۡاَنۡبِیَآءِ۔ اَبِی الۡقَاسِمِ مُحَمَّدِ نِ الۡمُصۡطَفٰی۔ وَعَلٰی اَبِیۡهِ اَبِ الۡاَوۡصِیَآءِ۔ وَاَخِیۡهِ اَخِ الۡعِلۡمِ وَالۡوَفَآءِ۔ وَاُمِّهٖ سَیِّدَةِ النِّسَآءِ۔ وَاٰلِهِ الۡمَخۡصُوۡصِیۡنَ اَنۡجِبَآءِ۔ وَاَنۡصَارِهِ الۡمُرَمَّلِیۡنَ بِالدِّمَآءِ۔ وَسَآئِرِ الۡمُسۡتَشۡهَدِیۡنَ فِیۡ اَرۡضِ كَرۡبَلَآءِ۔ وَلَعۡنَةُ اللّٰهِ عَلٰی قَاتِلِیۡهِ الۡاَعۡدَآءِ۔ وَظَالِمِیۡهِ الۡاَشۡقِیَآءِ۔ مَادَامَ الصُّبۡحُ وَالۡمَسَآءِ۔ اَمَّا بَعۡدُ فَقَدۡ قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰی فِیۡ كِتَابِهِ الۡعُلٰی وَالۡفُرۡقَانِ الۡهُدٰی۔ بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ ط

بارہویں مجلس

تمام انبیاء علیہم السلام جُزوی نبی مگر حضرت محمد مصطفیٰؐ مطلق نبی

ہیں۔ اقسام معجزہ اور ان کی قدرے تشریح۔ نبی اکرمؐ کا معجزہ ز۔

کا طبقہ میٹھا ہوا۔ حضرت علیؑ کے مُنہ سے نکلا تو جو رسخ ہو گیا۔ ا

نے ہر رسولؑ کو معجزہ کتاب اور میزان عطا فرمائی۔ لفظ میزان

بحث۔ سب نبیوں کی تبلیغ کا نتیجہ وِلائے علیؑ ہے۔ حضور نبی اکرمؐ کا

فرمان کہ علیؑ کی زیارت تمام انبیاء کی زیارت ہے۔ غائب پر ایما

لانا واجب ہے فرمان مصطفیٰؐ کہ علیؑ میزانِ عمل ہیں۔ ہر کمال

چھ منزلیں ہیں۔ ملنگ کا یا علیؑ مدد پکارنا اور میاں جی کا گھرا

مصائب۔ پردۂ جناب زینبؑ۔

جناب ثانیِ زہراؑ اور بازار کوفہ ایک مومنہ کا انتقال۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

لَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَيِّنٰتِ وَ اَنْزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتٰبَ وَالْمِيْزَانَ
پارہ ۲۷ رکوع ۱۹ ترجمہ یقیناً ہم نے رسول کھلی دلیلیں دے کر بھیجے اور ہم نے رسولوں کو
کتاب اور میزان بھی عطا کی۔ خالق نے اپنی توحید اور قانون حکم کے پرچار کے لئے ایک
لاکھ چوبیس ہزار انبیاء علیہم السلام کو اپنی مخلوقات کی طرف مبلغ بناکر بھیجا ان ایک لاکھ
کئی ہزار انبیاء میں سے تین سو تیرہ رسول ہیں اور تین سو تیرہ رسولوں میں سے چھ اولی العزم
پیغمبر ہیں تفسیر انوار النجف جلد ۹ ص ۲۳۶ ۱ لا الہ الا اللہ آدم صفی اللہ ۲ لا الہ
الا اللہ نوح نجی اللہ ۳ لا الہ الا اللہ ابراھیم خلیل اللہ ۴ لا الہ الا اللہ
موسیٰ کلیم اللہ ۵ لا الہ الا اللہ عیسےٰ روح اللہ ۶ اور لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ
اور بعض علماء نے چھ کی بجائے اولوالعزم پانچ نبیوں کے قائل ہیں اور اپنے دعوے کی
دلیل میں قرآن مجید کی اس آیت کو بطور دلیل کے پیش کرتے ہیں۔ شَرَعَ لَكُمْ مِّنَ
الدِّيْنِ مَا وَصّٰى بِهٖ نُوْحًا وَّ الَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ وَمَا وَصَّيْنَا بِهٖٓ اِبْرٰهِيْمَ وَ
مُوْسٰى وَ عِيْسٰٓى اَنْ اَقِيْمُوا الدِّيْنَ وَلَا تَتَفَرَّقُوْا فِيْهِ ؕ پارہ ۲۵ رکوع ۳ ترجمہ وہی
دین تمہارے لئے مقرر کیا گیا کہ جس کی وصیت ہم نے نوحؑ کو کی تھی اور اسی دین کی وصیت
ہم نے ابراہیمؑ اور موسیٰؑ اور عیسےٰؑ کو کی تھی کہ قائم رہو اسی دین پر اور افتراق نہ ہو۔ تو دوسرا
مقصد عرض یہ ہے کہ ایک لاکھ کئی ہزار ہوئے نبی اور تین سو تیرہ رسول۔ اور اولی العزم
پیغمبر چھ یا پانچ اور مطلق نبی صرف اور صرف رحمۃ عالم جناب ختمی المرتبت حضرت محمد مصطفےٰ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں باقی تمام نبی جزوی رسول ہیں قرآن سنو وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ
لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّيْ جَاعِلٌ فِي الْاَرْضِ خَلِيْفَةً ؕ پارہ ۱ رکوع ۴ میرے حبیب وہ
وقت تو یاد کرو کہ جب تیرے رب نے ملائکہ سے فرمایا کہ میں زمین کے خلیفہ بنانے والا
ہوں تو اس آیت سے ثابت ہوا کہ آدمؑ صرف اور صرف زمین کے خلیفہ تھے پوری کائنات

کے خلیفہ نہ تھے اِدھر زمین کی حد ختم اُدھر آدمؑ کی خلافت کی حد ختم۔ حضرت نوحؑ کے بارے میں سُنو۔ اِنَّآ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰی قَوْمِہٖٓ پارہ ۲۹ رکوع ۹ تحقیق بھیجا ہم نے نوحؑ کو طرف ان کی قوم کے تو جناب نوحؑ صرف اور صرف اپنی قوم کے نبی تھے عالمین کے لئے رسول نہ تھے اِدھر قوم کی گنتی ختم اُدھر آپ کی حدود نبوت ختم اور سُنو خلیل اللہ کے بارے میں اعلان ہے۔ وَاِذِ ابْتَلٰٓی اِبْرٰھٖمَ رَبُّہٗ بِکَلِمٰتٍ فَاَتَمَّھُنَّ ؕ قَالَ اِنِّیْ جَاعِلُکَ لِلنَّاسِ اِمَامًا ؕ پارہ ۱ رکوع ۱۵ میرے حبیب وہ وقت یاد کرو کہ جب تیرے رب نے ابراہیمؑ کو آزمائش میں ڈال کجب کامیاب پایا تو ہم نے اُسے انسانوں کا امام مقرر کر دیا تو اس فرمانِ خداوندی سے ثابت ہے کہ حضرت خلیل اللہ صرف اور صرف انسانوں کے امام ہیں اِدھر بنی نوعِ انسان کی حد ختم ادھر خلیل خدا کی نبوت کی حد معلوم شُد اور قرآن سُنو۔ وَاِذْ قَالَ مُوْسٰی لِقَوْمِہٖ یٰقَوْمِ لِمَ تُؤْذُوْنَنِیْ وَقَدْ تَّعْلَمُوْنَ اَنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ اِلَیْکُمْ ؕ پارہ ۲۸ رکوع ۹ میرے حبیب وہ وقت آپ کو یاد ہوگا کہ جب موسیٰؑ نے اپنی قوم سے فرمایا کہ مجھے کیوں ستاتے ہو میں تو صرف تمہاری ہی طرف رسول بنا کے بھیجا گیا ہوں۔ اِدھر موسیٰؑ کی قوم کی حد آگئی تو اُدھر حضرت کلیمؑ کی نبوت کی حد بھی معلوم ہو گئی۔

اسی طرح حضرت عیسٰیؑ کے بارے میں بھی سنو۔ وَاِذْ قَالَ عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ یٰبَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ اِلَیْکُمْ پارہ ۲۸ رکوع ۹ میرے حبیب وہ وقت یاد ہے کہ جب عیسٰیؑ بیٹے مریمؑ نے بنی اسرائیل سے فرمایا کہ میں تو صرف تمہاری طرف رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں ثابت ہوا کہ جناب عیسٰیؑ کی حدودِ نبوت صرف اور صرف بنی اسرائیل ہی ہے۔ اب تاجدار رسالت حضرت ختمی المرتبت کے بارے میں سنو۔ وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ پارہ ۱۷ رکوع ۷ اور نہیں بھیجا ہم نے آپ کو مگر رحمت بنا کے عالمین کے اور سنو۔ تَبٰرَکَ الَّذِیْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰی عَبْدِہٖ لِیَکُوْنَ لِلْعٰلَمِیْنَ نَذِیْرًا ۙ پارہ ۱۸ رکوع ۱۶ برکت والی ہے وہ ذات کہ جس نے نازل فرمایا فرقان اپنے عبد پر تاکہ وہ عالمین کا ڈرانے والا ہو۔ ان دونوں آیتوں سے

ثابت ہوا کہ حضور صلعم پرُ نور عالمین کے نبی ہیں تو جو جو شئی عالمین میں ہو گی ہر اس شئی کے حضور مولا ہوں گے اور قرآن سنو۔ یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْكُمْ جَمِیْعًا پارہ ۹ رکوع ۱۰ میرے حبیب تمام لوگوں سے کہہ دو کہ میں تم سب کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں تو بس یوں سمجھو کہ جس جس کا میرا اللہ ہے۔ لا الٰہ الا اللہ تو اُس اُس کا محمدؐ ہے محمدؐ رسول اللہ اور جس جس کا محمدؐ ہے محمدؐ رسول اللہ اُس اُس کا ہے۔ حیدر کرارؑ عَلِیٌّ وَّلِیُّ اللّٰهِ بھائیو خدا اپنی توحید میں واحد لاشریک آمنہؑ کا لال اپنی نبوت میں واحد لاشریک اور حیدر کرارؑ اپنی ولایت میں ہے واحد لاشریک تو جس آیت کو عنوان بیان قرار دیا ہے اس میں رسولوں کا ذکر ہے جو تین سو تیرہ ہیں کیوں کہ قرآن پاک میں ہے۔ لَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا یقیناً ہم نے رسولوں کو بھیجا۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ خدا نے ہر رسول کو تین کمال عطا فرمائے ایک معجزہ دوسری کتاب اور تیسرا میزان بس آج کی تقریر میں ان تینوں کی قدرے تشریح کرنا مطلوب ہے پہلا ہے معجزہ کہ خالق نے انبیاء علیہم السلام کو معجزہ کیوں دیا سنو معجزہ اس لئے دیا کہ جو نہ مانتے اسے معجزے سے منواؤ۔ معجزہ ہے دلیل نبوت مگر جس نے نہیں ماننا اُس نے نہیں ماننا نبی چاہے کتنے معجزے دکھائے چاہے سورج کو پلٹائے یا چاند کو بلائے کنکروں سے کلمے پڑھوائے یا درختوں سے سجدے کرائے کھاری کنویں میں لعاب دہن ڈال کے شیریں فرمائے یا جنت سے کھانے منگوائے بس جس نے نہیں ماننا اُس نے نہیں ماننا پیغمبر ساری زندگی معجزے دکھلاتے رہے مگر ابو جہل لعین نے نہ ماننا تھا اور نہ مانا اور یہ بھی یاد رہے کہ معجزے کی تین قسمیں ہیں۔ چھوٹا معجزہ یعنی وقتی۔ متوسط درجے کا معجزہ اور بے زوال بے مثال معجزہ یعنی جتنا نبی بلند اتنا ہی اس کا معجزہ بلند ہر ایک کی قدرے تشریح کئے دیتا ہوں وقتی چھوٹا معجزہ یہ کہ حضرت نوحؑ نے سینکڑوں برس تک تبلیغ فرمائی مگر قوم نے نہ مانا بلکہ پیغمبر کے ایسے دشمن ہوئے کہ اُمت نے نبی کے دماغ پر حملے کئے۔ پتھر مارے۔ دیوانہ کہا۔ نو سو پچاس برس تک نبی نے صبر فرمایا آخر تنگ آکر کشتی بنائی جو چڑھ گئے

بچ گئے جو رہ گئے وہ غرق ہو گئے نذر آب ہونے والوں میں حضرت نوحؑ کی بیوی صاحبہ
اور صاحبزادہ کنعان سر فہرست ہے حضرت نوحؑ نے کشتی میں آنے والوں کا تو ذمہ لے
لیا کہ یہ غرق نہیں ہوں گے۔ ادھر کشتی میں بچنے والے سوار ہوئے اور نوحؑ کا معجزہ
ظہور پذیر ہوا۔ کہ تنور سے پانی نکلا زمین کا سینہ چاک ہوا آسمان کے دروازے کھلے
ساری دنیا زیر آب ہو گئی اور کشتی والے بچ گئے یہ حضرت نوحؑ کا معجزہ کہ پھر چھ مہینے
کے بعد کشتی بھی ہے۔ زمین کہ جس کا سینہ چاک ہوا تھا وہ بھی ہے آسمان کہ جس کے
دروازے کھلے تھے وہ بھی ہے تنور کہ جس سے پانی کی ابتدا ہوئی تھی وہ بھی ہے مگر
معجزہ ختم۔ نوحؑ ہے کشتی ہے تنور ہے زمین ہے آسمان ہے مگر معجزہ کوئی نہیں وقتی
تھا ختم ہو گیا یہ ہے چھوٹے درجے کا معجزہ کہ جسے وقتی کہا جا سکتا ہے۔ متوسط درجے
کے معجزے کی مثال حضرت موسیٰؑ کا عصا۔ کہ وقتی نہ تھا۔ بلکہ حضرت موسیٰؑ کے پاس ساری
زندگی رہا۔ جب جی چاہا عصا کو ڈھینگا بنا کے درختوں سے پتے اتار لئے پتھر پر مارا
تو بارہ چشمے جاری کرا دیئے۔ فَانْفَجَرَتْ مِنْهُ اثْنَتَا عَشْرَةَ عَيْنًا پارہ ا
رکوع ۷ پس جاری ہو گئے بارہ چشمے کہ دیکھا ان کو۔ دریا کے سینے پر مارا تو بارہ سڑکیں
دریا میں بنا دیں سفر کرتے ہوئے تھک گئے تو سواری بنا کے چڑھ بیٹھے بھوک لگی تو زمین
میں گاڑ دیا کہ درخت بن گیا پھل لگ گئے پھل توڑ کے کھا لئے فرعونؑ کے دربار میں پھینکا
تو اژدہا بن گیا کہ جادوگروں کے سارے سانپ کھا گیا۔ کہتے ہیں کہ جادوگروں کے سانپ
کھانے کے بعد اژدہا فرعونؑ کی طرف لپکا فرعونؑ ڈرا اور چیخنے لگا کہ موسیٰؑ بچا قدرت کی آواز
آئی دیکھا موسیٰؑ ہم فرعونوں کو یونہی سانپوں سے ڈرایا کرتے ہیں۔ تو یہ عصا موسیٰؑ کے پاس
ساری زندگی رہا۔ جب جی چاہا معجزہ بنا دیا مگر اس میں ایک خامی تھی وہ یہ کہ موسیٰؑ محتاج
عصا ہے اور عصا محتاج موسیٰؑ ہے۔ ہاں اگر یہی عصا کہ جس کو موسیٰؑ معجزہ بنایا کرتے تھے
مولوی عبدالرحمٰن صاحب یا مولوی عمر الدین صاحب کے ہاتھ میں آ جائے تو کیا ان کے
ہاتھ میں بھی معجزہ بنے گا۔ ہر گز نہیں اور اگر حضرت موسیٰؑ گئے اور سوٹے کو پکڑ کر معجزہ بنانا

چاہیں تو وہ معجزہ نہیں بنے گا۔ سنو موسیٰؑ بناتا ہے معجزہ اگر یہی عصا ہو اور عصا بناتا ہے معجزہ اگر ہاتھ کلیمؑ کا ہو تو ثابت ہوا کہ موسیٰؑ محتاج عصا ہے اور عصا محتاج موسیٰؑ ہے موسیٰؑ اور عصا دونوں لازم ملزوم اور تیسرے درجے کا معجزہ ہے۔ نگاہ محمدؐ و آل محمدؐ علیہم السلام کہ جو نہ کسی وقت کے محتاج اور نہ کسی شئی کے محتاج کہ جو کہا جب کہا جہاں کہا کہ معجزہ بنا دیا۔ محمدؐ و آل محمدؐ کی ہر ادا معجزہ جدھر نگاہ اُٹھتی چلی گئی معجزے بنتے چلے گئے۔ چاند کو اشارہ کیا تو معجزہ کنکروں کی طرف توجہ فرمائی تو معجزہ سورج کو دیکھا تو معجزہ۔ کھاری کنویں میں لعاب دہن ڈالا تو معجزہ۔ درختوں پر نگاہ ڈالی تو معجزہ کہ چل کر آگئے میں کہتا ہوں اگر کسی کو اپنا پسینہ عطا کیا تو معجزہ الخصائص الکبریٰ جلد ۱ صفحہ ۱۶۸ روایت میں ہے کہ تبوک کے مقام پر رسول خداؐ کی فوج کا پانی ختم ہو گیا شدت پیاس سے صحابہ کرام سخت گھبرائے تو آنحضرتؐ نے فرمایا کہ اگر کسی کے پاس کچھ پانی ہو تو لاؤ۔ صحابہ نے کوشش کی تو حضرت جابرؓ بن عبداللہ انصاری کے پاس چند قطرے پانی ملا جو حضورؐ کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ آنحضرتؐ نے اپنے دستِ اقدس کو پانی میں ڈالا تو انگلیوں سے پانی اُبل پڑا آپ نے حکم دیا کہ جس کسی کو ضرورت ہو آئے اور جتنا جی چاہے پانی لے جائے علامہ جلال الدین سیوطی نے الخصائص الکبریٰ جلد ۱ صفحہ ۱۵ پر تحریر کیا ہے کہ تیس ہزار مجاہد بارہ ہزار اُونٹ اور بارہ ہزار گھوڑے تھے جو سب کے سب سیراب ہو گئے اور لوگوں نے وافر ذخیرہ بھی کر لیا مجمع الفضائل جلد ۱ صفحہ ۱۲ کسی نے عرض کی یا رسول اللہ یہ پانی کہاں اور کیسے آگیا فرمایا کہ میں کوئی تم جیسا ہوں۔ اِدھر میں نے اپنے ہاتھ کو پیالے میں ڈالا تھا اور اُدھر میں نے کوثر سے ملا رکھا تھا۔ ہاں میں یہ عرض کر رہا تھا کہ محمدؐ و آل محمدؐ کی ہر ادا معجزہ روایت میں ہے کہ مدینہ منورہ کے قریب ایک کنواں تھا جیسے۔ بیر اریس بروزن جلیس ایک یہودی کا نام تھا اور اس کی طرف یہ کنواں منسوب ہے۔ یہ مسجد قبا کے قریب مغرب کی جانب ہے لکھا ہے کہ اس کا پانی نہایت کڑوا اور تلخ تھا کہ ایک مرتبہ آنحضرتؐ تشریف لائے اور اپنا لعاب دہن

اس کنویں میں ڈالا کہ قیامت تک شیریں ہوگیا جذب القلوب ص۱۵۸ کہنے کو یہ ایک واقعہ ہے کہ کنویں کا پانی پیغمبر کے لعاب دہن کی برکت سے شیریں ہوگیا آپ ذرہ غور فرمادیں کہ پانی کڑوا نہیں ہوا کرتا بلکہ زمین کا حصہ کڑوا ہوتا ہے کہ اس کا اثر پانی میں پڑجاتا ہے اور وہ زمین کا اثر قبول کرکے کڑوا بن جاتا ہے۔ تو پتہ چلا کہ پانی کڑوا نہیں ہوتا بلکہ زمین کا طبقہ کڑوا ہوتا ہے تو پیغمبر اکرمؐ نے اپنے لعاب دہن سے پانی کو میٹھا نہیں کیا۔ بلکہ زمین کے طبقہ کو میٹھا کر دیا کہ جن کی وجہ سے پانی شیریں ہوگیا۔ اور سنو روایت میں ہے کہ حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام مسجد کوفہ میں تشریف فرما تھے کہ آپ نے حضرت عمارؓ سے فرمایا کہ فلاں مقام پر ایک عورت اور مرد آپس میں جھگڑ رہے ہیں ان کو ان کے اونٹ کے سمیت میرے پاس لے آ عمارؓ گئے اور اس مقام سے عورت اور مرد کو معہ ان کے اونٹ حضرت کے پاس لائے آپ نے اس آدمی سے فرمایا کہ کیوں ناحق اس عورت کا اونٹ چھینتا ہے۔ اس عورت کا اونٹ اُسے دے دے اس آدمی نے کہا علیؑ یہ اونٹ میرا ہے اس عورت نے چرایا ہے میرے پاس اس دعویٰ کے گواہ بھی موجود ہیں آپ نے فرمایا تجھے امام کے سامنے جھوٹ بولتے ہوئے شرم نہیں آتی اُس نے کہا یا علیؑ حق کی بات بیان کرنے سے شرم کیسی آپ نے فرمایا کیا تو مجھے ان جیسا سمجھتا ہے کہ یہ کہہ کر حضور نے اونٹ سے فرمایا کہ اے حیوان خدا کے حکم سے بتا کہ تیرا مالک کون ہے اونٹ نے عربی زبان میں عرض کی اے وصی رسولؐ میری مالک یہ عورت ہے اور دس سال سے میں اس کی ملکیت ہوں لکھا ہے کہ اس نے پھر بھی انکار کیا تو آپ نے فرمایا خدا تجھے مسخ کرے تو حق سے کیوں اجتناب کرتا ہے بس ادھر مولاؑ کی زبان سے نکلا کہ خدا تجھے مسخ کرے وہ کچھوے کی شکل بن گیا۔ آپ نے فرمایا کہ اسے جنگل کی طرف بھگا دو کہ ان کے رہنے کی جگہ جنگل ہی تو ہے۔ عیون المعجزات ص۳۹ و ص۵۲ تو بس محمدؐ و آل محمدؐ کی ہر ادا معجزہ یہ جو کہہ دیں جب کہہ دیں اور جہاں کہہ دیں معجزہ ہوتا ہے میں نے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ نے

انہیں معجزہ اس لئے دیا کہ معجزے سے دُنیا والوں کو منواؤ اور کتاب اس لئے عطا کی کہ جب مان جائے کہ اب میں تسلیم کرچکا کہ خدا واحد لاشریک ہے تو پھر کتاب پیش کرو کہ اگر مان گیا ہے تو یہ کتاب ہے کہ اس پر عمل کرو کہ یہ قانونِ خداوندی ہے یہ حلال ہے یہ حرام ہے یہ حق ہے یہ باطل ہے یہ دوست ہے یہ دشمن ہے یہ نور ہے اور یہ خاک ہے اور جو نور کو خاک کے برابر کہے اس کے مُنہ میں خاک ہے ۔ بھائیو معجزہ ہے منوانے کے لئے کتاب ہے قانون قدرت پر چلانے کے لئے تو خالق نے میزان کیوں رسولوں کو عطا کیا ۔ اور وہ میزان کیا ہے جو انبیاء علیہم السّلام لے کر دُنیا میں تشریف لائے دیگر انبیاء کے میزان کیا تھے اور ہمارے رسول ختمی المرتبت کا میزان کون ہے ۔ سُنو مولوی صاحبان تو فرماتے ہیں کہ میزان سے مراد ترازو ہے کہ جس سے اشیاء وزن کی جاتی ہیں ہاں اگر میزان سے مراد صرف ترازو ہے تو پھر تو تین سو تیرہ رسولوں پر واجب تھا کہ تیل تمباکو کی دکان کھولیں کہ خدا نے ترازو جو دیا ہے ۔ مسلمانو میزان سے وہی گھبراتے ہیں کہ جو میزان کے ہلکے ہیں کہ میزان پر تُلنے لگے تو بھرم کُھل جائے گا اس وقت میں آپ کے سامنے میزان کے چند معنے عرض کرتا ہوں کہ جس سے حقیقت واضح ہو جائے گی سُنو اور انصاف کرو ۔ اگر آپ نے ٹرک کسی چیز کا بھرا ہوا وزن کرنا ہو تو ایک میزان ہے کہ جہاں ٹرک کو کھڑا کرکے وزن کریں گے اور اگر ٹال پر لکڑی وزن کرنی ہو تو اس کی میزان اور ہوگی ہاں گندم وزن کرنی ہو تو میزان اور ہوگی ۔ سونا وزن کرنا ہو تو میزان اور ہوگی اور اگر بخار وزن کرنا ہو تو میزان اور ہوگی ۔ کہ مریض کے مُنہ میں دے دیتے ہیں کہ بخار وزن ہو جاتا ہے اور اگر تمام میزانیں ایک جیسی ہیں تو کل جس میزان پر آپ نے بخار وزن کیا ہے آج اسی میزان پر ٹرک وزن کرکے دیکھیں تو میزان کا ہی کچومر نکل جائے گا ۔ ثابت ہوا کہ ٹرک وزن کرنے والی میزان اور ہے اور بخار وزن کرنے والی میزان اور ہے ۔ بھاپ وزن کرنے والی میزان اور ہے آکسیجن وزن کرنے کی میزان اور ہے یا ٹائروں میں تول کر ڈالی جاتی ہے یعنی ہوا وزن کرنے کی

میزان ہے۔ گرمی وزن کرنے کی میزان اور ہے۔ اخبار میں تھا کہ کل ملتان میں اتنے درجہ کی گرمی پڑی معلوم ہوا کہ گرمی بھی کسی میزان پر تولی جاتی ہے سردی وزن کرنے کی میزان اور ہے۔ اعلان ہوا کہ کوئٹہ میں اتنے درجہ کی سردی پڑی تو سردی وزن کرنے کی میزان اور ہے۔ کہا گیا ہے کہ لاہور میں بارہ ١٢ انچ بارش ریکارڈ ہوئی تو ثابت ہوا کہ بارش وزن کرنے والی میزان اور ہے۔ دیہاتی بھائی گفتگو فرما رہے تھے کہ ایک بھائی کی باتوں پر دوسروں نے توجہ نہ کی تو اس نے فرمایا کہ بھائیو تم نے میری بات کا وزن نہیں کیا تو معلوم ہوا کہ کوئی میزان ہے کہ جس پر باتیں تولی جاتی ہیں ثابت ہوا کہ باتیں وزن کرنے کی کوئی میزان اور ہے۔ میں نے ایک رباعی پڑھی تو ایک شاعر نے فرمایا کہ آپ کے شعر کا وزن درست نہیں ہے معلوم ہوا کہ اشعار وزن کرنے کی کوئی میزان اور ہے۔ سکول میں بچے پہنچے تو اُستاد نے قطار میں کھڑے کر کے فرمایا بچو سنو پہلے بات کو تولو پھر منہ سے بولو۔ فرماؤ کیا بچے گھر سے ترازو دے کر جاتے ہیں کہ امی جان آج ہم نے باتیں وزن کرنی ہیں ہرگز نہیں بلکہ باتیں وزن کرنے والی کوئی میزان اور ہے۔ کہ جس سے مجلسیں وزن ہوا کرتی ہیں ایک دوست نے دریافت کیا کہ فلاں مجلس کیسی رہی فرمایا ہلکی رہی تو کیا مجلسیں بھی وزن ہوا کرتی ہیں اور اگر مجلس میں بیس ٢٠ پچیس ٢٥ نعرے مولا علیؑ کے لگ گئے تو فرمایا کہ مجلس بڑی وزنی رہی پتہ چلا کہ مجالس وزن کرنے کی میزان اور ہے۔ لیجئے میں ایک مثال سے اپنے مقصد کو واضح کرتا ہوں وہ یہ کہ میں گھر سے دس ١٠ روپے لے کر بازار پہنچا۔ دو ٢ روپیہ کے چاول خرید کئے دو ٢ روپے کا صابن لیا اور کاغذ پر لکھ لئے دو ٢ روپے کی سبزی خرید کی لکھ لی اور چار ٤ روپے کا حلوہ شریف لیا کاغذ پر لکھ لیا۔ ہاں حلوہ شریف ہوتا ہے پس جو شئی مولوی صاحب سے منسوب ہو جائے وہ شریف ہوا کرتی ہے چاہے مولوی شرابی ہو یا نہ ہو وہ شئی شریف ہو جاتی ہے

شعر: سبھی کچھ ہو رہا ہے اس ترقی کے زمانہ میں الٰہی کیا غضب ہے مولوی انسان نہیں ہوتا

فرماؤ مسلمان تو تہتر ٧٣ فرقے کس شریف کی محنت کا نتیجہ ہے یہ مولوی صاحب کے فتوؤں کا نتیجہ ہے کہ مسلمان تہتر ٧٣ فرقے ہو گئے اور پیغمبر کا گھران کے فتوے کے نتیجہ

میں اُجڑا - ہاں میں یہ عرض کر رہا تھا کہ دس۱۰ روپے کا سودا تو میں نے لیا اور کاغذ پر لکھے ہوئے سودے کا میں نے نیچے لکیر کر کے جوڑ کیا دو۲ اور دو۲ چار اور دو۲ چھ اور چار تو ہوئے دس۱۰ لکھ کر میں نے کنارے پر لکھا کل میزان - فرمائیے یہ میزان جو میں نے لکھا ہے کیا یہ ترازو ہے - تو ہر انسان یہی کہے گا نہیں بلکہ میزان وہ ہوتی ہے کہ جو کسی کی بکھری ہوئی حقیقت کو مختصر الفاظ میں بیان کرے - اب نتیجہ سُنو کہ خالق کائنات نے توحید کے پرچار کے لئے ایک لاکھ چوبیس ہزار معصوم رقمیں خرچ فرمائیں کہ آدمؑ نامی معصوم رقم کو خرچ کیا تو لکھا آدمؑ صفی اللہ نوحؑ کو خرچ کیا تو لکھا نوحؑ نجی اللہ - ابراہیمؑ نامی معصوم رقم کو خرچ کیا تو لکھا ابراہیمؑ خلیل اللہ موسیٰؑ کو خرچ کیا تو لکھا موسیٰؑ کلیم اللہ عیسےٰؑ نامی معصوم رقم کو خرچ کیا تو لکھا ہے عیسےٰؑ روح اللہ اور مصطفےٰؐ نامی معصوم رقم کو خرچ کیا تو لکھا محمدؐ رسول اللہ تو اٹھارہ ۱۸ ذی الحجہ غدیر کے مقام پر توحید کی معصوم رقمیں ہوگئیں ختم تو قدرت نے ان معصوم رقومات کے نیچے لگائی لکیر اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ الخ خالق نے اوپر کا جوڑ کر کے جو لکیر کے نیچے لکھا تو نتیجہ نکلا ولایت علیؑ ابن ابی طالب - پیغمبرؐ کی نگاہ پڑی تو صاف الفاظ میں ارشاد فرمایا - مَنْ اَرَادَ اَنْ یَّنْظُرَ اِلٰی اٰدَمَ فِیْ عِلْمِہٖ وَاِلٰی نُوْحٍ فِیْ عَزْمِہٖ وَاِلٰی اِبْرَاھِیْمَ فِیْ حِلْمِہٖ وَاِلٰی مُوْسٰی فِیْ ھَیْبَتِہٖ وَاِلٰی عِیْسٰی فِیْ زُھْدِہٖ فَلْیَنْظُرْ اِلٰی عَلِیِّ ابْنِ اَبِیْ طَالِبٍ الریاض النضرہ ص۱۹۲ مودۃ القربیٰ ص۶۹ ینابیع المودۃ ص۱۲۱ کوکب دری ص۱۵۹ قرآن ناطق ص۱۹۸ المجالس المرضیہ ص۲۲۱ تفسیر انوار النجف جلد ۱ ص۱۸۱ وغیرھم - فرمایا نبی کریمؐ نے کہ جو شخص چاہے کہ میں آدمؑ کو اس کے علم میں اور نوحؑ کو اس کے عزم میں اور ابراہیمؑ کو اس کے حلم میں اور موسیٰؑ کو اس کی ہیبت میں اور عیسےٰؑ کو اس کے زہد میں دیکھوں تو وہ علیؑ ابن ابی طالب کی طرف دیکھے تمام انبیاء کے کمالات حیدرؑ میں نظر آجائیں گے - رباعی

احمدؐ کے پسینے سے نبی بنتا ہے
اور اللہ جسے چاہے وہ ولی بنتا ہے
بکھرے ہوئے اوصاف نبیوں کے تمام
یکجا کئے جائیں تو علیؑ بنتا ہے

اب یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ اگر ایک لاکھ کئی انبیاء کے کمالات جمع کئے جائیں تو ایک علیؑ بنتا ہے اور اگر

حیدرؑ کرار کے کمالات بکھیر دیئے جائیں تو ایک لاکھ کئی ہزار انبیاء بنتے ہیں۔ یہ ہے میزان مصطفےٰ۔ معجزہ اس لئے دیا کہ معجزے سے منواؤ کتاب اس لئے دی کہ جب مان جائے تو قانون قدرت پر چلاؤ میزان اس لئے دیا کہ جب وہ دعوےٰ کرے کہ میں قانون قدرت پہ چل رہا ہوں تو میزان پر تول کے دیکھو کہیں دھوکا تو نہیں دے رہا کہ میزان کا ہلکا نہ ہو۔ پس میزان ہے اُمت کے عمل تولنے کے لئے خالق نے ہر رسول کو میزان العمل عطا فرمایا۔ چند ایک میزان میزان العمل سُنو۔ خالق کائنات نے حضرت آدمؑ کو میزان عطا کی بصورت آگ کہ حضرت آدمؑ کے دو بیٹے بڑا قابیل اور چھوٹا ہابیلؑ دونوں میں خلافت آدمؑ پر نزاع پیدا ہو گئی کہ قابیل کا دعوےٰ کہ خلافت کا میں حقدار ہوں دلیل یہ کہ میں عمر کا بڑا ہوں اور ہابیلؑ کا دعوےٰ کہ خلافت میرا حق ہے کہ میں معصوم ہوں حضرت آدمؑ نے قابیل کو لاکھ سمجھایا کہ بیٹا خلافت معصوم کا حق ہے مگر قابیل کہے کہ میں عمر کا بڑا ہوں حضرت آدمؑ نے فرمایا بیٹا خلافت کا عمر سے کیا واسطہ خلافت اور شئی ہے اور عمر اور شئی ہے جب قابیل نے مانا تو جناب آدمؑ نے حکم دیا کہ کل اپنی اپنی قربانی لے آنا میزان فیصلہ کر دے گی دوسرے روز حضرت ہابیلؑ قربانی کے لئے ایک بکری لے گئے اور قابیل گندم کی بالیاں لے گیا تو جب میزان پہ تلنے لگے تو ہابیلؑ کی قربانی قبول اور قابیل کی قربانی مردود ہو گئی پس یوں سمجھو کہ میزان العمل پہ ہابیلؑ وزنی نکلا اور قابیل ہلکا نکلا اسی لئے تو ہلکا ہو گیا اور بھائی کو کاٹ دیا۔ تاریخ اسلام بشیر جلد ۱ صہ ۲۳ ثابت ہوا کہ آدمؑ کی میزان آگ تھی۔ اور حضرت نوحؑ کی میزان کشتی تھی کہ حضرت نوحؑ کی امت کے عمل اس پہ وزن ہوئے دُور نہ جاؤ حضرت نوحؑ کے گھر میں ہی دیکھ لو کہ حضرت نوحؑ کی بیوی اُم المومنین اور صاحبزادے صاحب بڑے وزنی بنے پھرتے تھے کہ ہم نبی کے رشتہ دار ہیں فرماؤ جب کبھی حضرت نوحؑ کی بیوی اُمت کی عورتوں کے ہاں تشریف لے جاتی ہوں گی تو کیا اُمت کی مستورات ان کی تعظیم نہ کرتی ہوں یقیناً اُمت کی عورتیں اُم المومنین کو دیکھ کر تعظیم سے کھڑی ہو جاتی ہوں گی اور حضرت کی بیوی کو پلنگ پہ اور خود زمین پر بیٹھتی ہوں گی کہ ادب پہلا قرینہ

ہے محبت کے قرینے ہیں۔ اسی طرح حضرت نوحؑ کے فرزند کی بھی تعظیم ہوتی ہوگی کہ ہمارے
نبی کا صاحبزادہ ہے۔ بازار سے جب کنعان میاں گزرتے ہوں گے اُمت کے افراد
دست بستہ کھڑے ہوتے ہوں گے کہ پیغمبر زادہ تشریف لا رہا ہے۔ مگر جب کشتی یعنی میزان
پر تُلنے کا وقت آیا تو بھرم کُھل گیا کہ یہ تو بالکل وزن میں ہلکے تھے بس یوں سمجھو کہ جب
میزان پر تُلنے لگے تو اتنے ہلکے نکلے کہ شرم کے مارے پانی میں ڈوب کے مر گئے اس دن سے
رواج ہو گیا کہ اگر ہلکے انسان پر پانی ڈالو تو فوراً مر جاتا ہے۔ اور سُنو کہ حضرت یوسفؑ
کی میزان پیالہ تھا۔ کہ اگر اسے سچا آدمی ہاتھ لگائے تو خاموش رہتا اور اگر جھوٹا آدمی
اُسے ہاتھ لگاتا تو چیختا تھا اس طریقہ سے جناب یوسفؑ چور پکڑ لیا کرتے تھے۔
جناب سلیمانؑ کی میزان انگشتری تھی جس سے دوست دشمن کی تمیز ہوا کرتی تھی اور
حضرت داؤدؑ کی میزان ایک آسمان سے لٹکا ہوا سنگل تھا کہ جس سے حضور عدالت
فرمایا کرتے تھے روایت میں ہے کہ حضرت داؤدؑ کے زمانہ میں ایک آدمی نے کسی سے
قرضہ لینا تھا کچھ عرصہ تو مقروض تسلیم کرتا رہا کہ میں نے قرضہ دینا ہے اور پھر مُکر گیا
کہ میں نے نہ اُس سے کچھ لیا ہے اور نہ ہی اس کا کوئی قرضہ دینا ہے۔ قارض نے اُسے
کہا کہ اگر تو نے میرا قرضہ نہ دیا تو میں جناب داؤدؑ کے دربار میں تیری شکایت کر کے
تجھے رسوا کر دوں گا مقروض نے کہا کہ ایک بار نہیں بلکہ دس مرتبہ پیغمبر کے دربار میں
میری شکایت کر جب میں نے تیرا دینا ہی کچھ نہیں تو مجھے رسوائی کیسا ہے۔ آخر کار قارض
نے دربار نبوی میں عرض کی کہ حضور یہ میرا مقروض ہے اور قرضہ دینے سے انکار کرتا ہے
حضرت نے اُسے بلا کر ہدایت فرمائی کہ اس کا قرضہ ادا کر دے اس نے عرض کی حضور
یہ بالکل غلط کہتا ہے۔ میں نے اس کی ایک کوڑی تک نہیں دینی۔ سلسلۂ انکار اس
حد تک بڑھا کہ حضرت داؤدؑ نے فرمایا کہ جاؤ اور کل تم دونوں سوچ سمجھ کر آنا کہ تمہیں
میزان پر وزن کریں گے کہ صادق اور کاذب کا فیصلہ ہو جائے گا اس پر مقروض نے
یہ کیا کہ جتنے روپے اس نے دینے تھے وہ ایک بانس کے سوٹے میں بھر کر اوپر سے سوٹے

کا مُنہ بند کر کے سوٹے کو ہاتھ میں لے کر آ گیا قارون نے جو سنگل کو ہاتھ لگایا تو اس کا ہاتھ لگ گیا کہ رقم لینی تھی اب مقروض آگے بڑھا اور وہ سوٹا کہ جس میں رقم قرضہ کی بھری ہوئی تھی قارون سے فرمایا اس سوٹے کو پکڑ اب جو قارون نے سوٹے کو ہاتھ میں لیا تو رقم تو اس کے ہاتھ چلی گئی اس نے جو ہاتھ لگایا تو اس کا ہاتھ بھی لگ گیا۔ ہاتھ لگانے کے بعد کہا کہ لا میرا سوٹا اس پر حضرت داؤدؑ حیران ہو گئے کہ آج میزان کو کیا ہو گیا بارگاہ الٰہی میں عرض کی کہ پالنے والے یہ کیا حکم ہوا داؤدؑ اس سوٹے کو توڑ کے دیکھ کہ راز کھل جائے گا اب جو حضرت نے سوٹے کو توڑا تو اس سے پوری رقم قارون کی برآمد ہوئی۔ حیات القلوب جلد ۱ صفحہ ۶۰۸ اس پر خالق نے سنگل کو اُٹھا لیا کہ لوگ اتنے چالاک ہو گئے کہ اپنے خالق سے بھی دھوکے کرنے لگے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالےٰ نے مصطفےٰ کی گیارہ میزانیں دُنیا میں بھیجیں مگر مسلمانو تم نے کسی کو زہر سے اور کسی کو تلوار سے شہید کیا۔ تو خدا نے بارویں میزان کو دنیا سے غائب کر دیا کہ میزان کی توہین نہ ہو۔ کیوں مسلمانو تم سب کا ایمان ہے کہ مہدی بارواں امام دُنیا میں آئے گا فرق صرف یہ ہے۔ کہ شیعہ کہتے ہیں کہ پیدا ہو چکا ہے اور غائب ہے اور دوسرے بزرگ فرماتے ہیں۔ کہ پیدا ہو گا بہرحال آنے والے کی انتظار تو سبھی کر رہے ہیں میں کہتا ہوں مسلمانو انتظار کیوں کر رہے ہو بارواں ۱۲ خود جمہوری طریقے سے بنالو ووٹ ڈالو اور منتخب کر لو ارے گیارہ ۱۱ جو تم نے خود بنا لئے بارواں ۱۲ بھی بنا لو۔ کیوں انتظار کر رہے ہو۔ کہتے ہیں کہ بارواں ۱۲ ہم نہیں بنا سکتے کہ خدا بنا کر بھیجے گا مسلمانو جب تم آج ایک اور ایک انسان مل کر مصطفےٰ کا بارواں نائب نہیں بنا سکتے تو تم نے مصطفےٰ کا پہلا نائب کیسے بنا لیا۔ جب بارواں ایک اور ایک انسانوں سے نہیں بنتا تو بھلا پہلا چار بندوں سے کس طرح بن سکتا ہے۔ میں نے عرض کی مولانا بارواں کس خاندان سے ہو گا ہاشمی ہو گا یا بنی عدی ہو گا یا تیمی ہو گا یا اموی ہو گا فرمایا بارواں بنی ہاشم سے ہو گا بتولؑ کا بیٹا ہو گا کیوں مسلمانو جب خالق نے چودہ ۱۴ سو سال کے بعد بھیجا تو بھی سید بھیجا بتولؑ

کا بیٹا بھیجا تو جس اللہ نے چودہ سو سال کے بعد بھی بتولؑ کو نہیں بھلایا تو ابن اللہ نے

نے پہلے دوسرے اور تیسرے کے بارے میں بتولؑ کو کس طرح فراموش کر دیا۔ مسلمانو بار وال آئے گا اور تم سے منوا کر آئے گا کہ تم کہنے لگو گے پالنے والے تو بھیج دے ہم نے جن کو بنایا تھا وہ ہماری محنت کا نتیجہ تھا تیرے بھیجے ہوئے کے بغیر کام نہیں چل سکتا تو آج مان جاؤ کہ جن کو ہم نے بنایا وہ درست نہ تھے اللہ کا بنایا ہوا آج آجائے گا۔ مولوی صاحبان فرماتے ہیں کہ غائب سے فائدہ کیا اور غائب پر ایمان لانا کیوں کر ضروری ہے۔ جواباً میری عرض ہے کہ فرماؤ اگر غائب پر ایمان لانا ضروری نہیں تو اللہ غائب ہے تم اس پر ایمان نہ لاؤ۔ فرشتے غائب ہیں ان پر ایمان نہ لاؤ۔ قیامت غائب آئے گی ایمان نہ لاؤ۔ الٓمٓ ج ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ ۛ فِيْهِ ۛ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ۙ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ پارہ ۱ رکوع ۱ ترجمہ الم۔ یہ کتاب ایسی ہے کہ جس میں کسی قسم کا شک نہیں ان پرہیز گاروں کے لئے ہدایت ہے جو غائب پر ایمان لائیں۔ فرماؤ غائب پر ایمان لانے کا حکم ہے یا کہ نہیں فرماؤ حضرت خضرؑ غائب ہے کہ نہیں حضرت الیاسؑ غائب ہے یا نہیں فرماتے ہیں کہ اگر امام غائب ہے تو ہمیں کیا فائدہ پہنچا سکتا ہے جواب سنو اور فیصلہ دو صبح اٹھ کر ہر مسلمان نماز شروع کرنے سے پہلے پڑھتا ہے۔ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ۔ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ میں نے عرض کی تو فرمایا کہ شیطان ملعون خدا کے بندوں کو گمراہ کرتا ہے جب شیطان غائب میں رہ کر خدا کی مخلوق کو گمراہ کر سکتا ہے تو یہ عین ممکن عدالت خداوندی میں ہوگا کہ ایک امام غائب میں رہ کر مخلوق کی مدد کرے اگر ایک دشمن غائب میں رہ کر دشمنی کرے تو ایک دوست کا غائب میں رہ کر مدد کرنے کے لئے ہونا ضروری ہے۔ ایک یہ بھی اعتراض ہوتا ہے کہ امام زمانہ اگر پیدا ہو چکے ہیں تو اتنی طویل عمر ناممکن ہے بھلا بارہ سو سال تک بھی کوئی انسان زندہ رہ سکتا ہے۔ جواباً عرض ہے کہ فرماؤ حضرت خضرؑ کی کتنی عمر ہے۔ حضرت الیاسؑ کی کتنی عمر ہے فرشتوں کی کتنی عمر ہے حوروں کی کتنی عمر ہے غلمان کی کتنی عمر ہے۔ حضرت عیسیٰؑ کی کتنی

عمر ہے۔ فرماؤ اصحاب کہف کی کتنی عمر ہے میں کہتا ہوں اصحاب کہف کے کُتے کی کتنی عمر ہے فرماؤ ابلیسؑ کی کتنی عمر ہے بس اپنی اپنی قسمت ہے کہ کوئی ابلیسؑ کے غائب اور طویل العمر ہونے کا قائل ہے اور کوئی امام کے غائب اور طویل العمر ہونے کا قائل ہے۔ تو آپ پیغمبر کا حکم سُنیں کہ میزان العمل کون ہے حدیث یَا عَلِیُّ اَنْتَ صِرَاطُ الْمُسْتَقِیْمُ وَ مِیْزَانُ الْاَعْمَالِ مصباح المجالس جلد۲ صد ۱۳۵ اے علیؑ تم ہی صراط مستقیم اور میزان الاعمال ہو۔ تو بس قیامت کو علیؑ کی ولا پر اعمال تلیں گے۔ اسی طرح اہلسنت کے ہاں بھی ایک حدیث ہے۔ عَنْ اِبْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم۔ اَنَا مِیْزَانُ الْعَمَلِ وَعَلِیٌّ کَفْتَاہُ وَالْحَسَنُ وَالْحُسَیْنُ خُیُوْطُہٗ وَالْفَاطِمَۃُ عِلَاقَتُہٗ وَالْاَئِمَّۃُ مِنْ بَعْدِیْ عَمُوْدُہٗ یُوْزَنُ الْاَعْمَالُ لِلْمُحِبِّیْنَ لَنَا وَالْمُبْغِضِیْنَ عَلَیْنَا مودۃ القربیٰ صد ۲۲ فرمایا میں عمل کی میزان ہوں علیؑ اُس کے پلڑے ہیں حسنؑ اور حسینؑ ان کی ڈوریاں ہیں فاطمہؑ اس کا علاقہ یعنی چوٹی ہے اور بعد میں آنے والے ائمہ اس کے عمود ہیں اسی میزان پر ہمارے دوستوں اور دشمنوں کے اعمال وزن کئے جائیں گے۔ روایت میں ہے کہ کسی انسان کا کوئی عمل قبول نہیں ہوگا۔ جب تک کہ علیؑ کی ولا ساتھ نہ ہو گی۔ لَنْ یَتَقَبَّلَ اللّٰہُ تعالیٰ لِغَرَضٍ اِلَّا بِحُبِّ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ جب لوگ نجف اشرف زیارتِ مولائے کونین جناب امیر علیہ السلام وارد ہوتے ہیں اور جس وقت مولا کے روضے انوار پر نگاہ پڑتی ہے تو زائر سب سے پہلے یہی کہتا ہے اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا مِیْزَانَ الْاَعْمَالِ اے اعمال کی میزان ہمارا اسلام قبول کر۔ میں اپنے بیان کو سمیٹتے ہوئے واضح کرنا چاہتا ہوں کہ دُنیا کا کوئی کمال ایسا نہیں جو محمدؐ و آلِ محمدؐ کے دروازے پر نہ گئے اور پھر کمال بن جائے ہر کمال کی آخری منزل حد محمدؐ و آلِ محمدؐ کا دروازہ ہے سنو ہر کمال چھ منزلیں طے کر کے مکمل ہوتا ہے۔ کیوں کہ فطرت چھ پر مشتمل ہے یوں تو یہی ایک لاکھ کئی ہزار ہیں مگر اولی العزم نبی چھ ہی ہیں۔ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ آدَمُ صَفِیُّ اللّٰہ

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ نوح نجی اللہ۔ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ابراہیم خلیل اللہ۔ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ موسیٰ کلیم اللہ۔ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ عیسٰے روح اللہ۔ اور لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰہِ۔ بس نبوت مکمل ہوگئی۔ المجالس المرضیہ صہ ۲۹۹ میرا خالق لفظ کن سے کروڑوں کائنات پیدا کرسکتا ہے مگر اس نے بھی زمین و آسمان کو چھ دن میں بنایا۔ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِیْ سِتَّۃِ اَیَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ پارہ ۱۱ رکوع ۶ کہ پیدا کیا آسمان و زمین کو چھ دن میں پھر عرش کو بلند کیا۔ تو کائنات بھی چھ دن میں قدرت نے پیدا فرمائی۔ اور سنو انسان کی پیدائش کی بھی چھ منزلیں قرار دیں قرآن وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ سُلٰلَۃٍ مِّنْ طِیْنٍ ۚ ثُمَّ جَعَلْنٰہُ نُطْفَۃً فِیْ قَرَارٍ مَّکِیْنٍ ۝ ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَۃَ عَلَقَۃً فَخَلَقْنَا الْعَلَقَۃَ مُضْغَۃً فَخَلَقْنَا الْمُضْغَۃَ عِظٰمًا فَکَسَوْنَا الْعِظٰمَ لَحْمًا ۗ ثُمَّ اَنْشَاْنٰہُ خَلْقًا اٰخَرَ ۭ فَتَبٰرَکَ اللّٰہُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِیْنَ پارہ ۱۸ رکوع ۱ ترجمہ اور ہم نے آدمی کو گیلی مٹی کے جوہر سے پیدا کیا پھر ہم نے اس کو ایک محفوظ مقام میں نطفہ بنا کر رکھا پھر ہم نے نطفہ کو جما ہوا خون بنایا پھر ہم ہی نے منجمد خون کو گوشت کا لوتھڑا بنایا پھر ہم نے ہی لوتھڑے کی ہڈیاں بنائیں پھر ہم نے ہی ہڈیوں پر گوشت چڑھایا پھر ہم نے ہی اس کو روح ڈال کر پیدا فرمایا پس خدا بابرکت ہے جو سب بنانے والوں سے بہتر ہے ۱ مٹی ۲ نطفہ ۳ علقہ ۴ مضغہ ۵ ہڈیاں ۶ گوشت۔ کتاب مواعظ حسنہ صہ ۲۱۲ اور سنو سیادت کی بھی چھ ہی منزلیں ہیں۔ پہلا سید ہر نبی قرآن سَیِّدًا وَّحَصُوْرًا پارہ ۳ رکوع ۱۲ دوسرا حضرت ہاشم کہ جن کا خطاب تھا سید القوم۔ تیسرا سید البطحٰی حضرت عبدالمطلب کا خطاب۔ چوتھا سید العرب والعجم حضرت عبداللہ اور جناب ابو طالب کا خطاب تھا۔ پانچواں یٰسٓ ۝ وَالْقُرْاٰنِ الْحَکِیْمِ مصطفٰے اور حضرت علیؑ چھٹا درجہ سید کا سَیِّدَۃُ النِّسَاۗءِ الْعٰلَمِیْنَ حضرت بتولؑ ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ پانچویں درجے کا سید احتراماً چھٹے درجے کے سید کے دروازے پر تشریف لے جا کر سلام کرتا ہے۔ غنیۃ الطالبین

ص۳۶ تفسیر حسینی قادری جلد ۲ ص۲۶۳ کربلا کی شیر دل خاتون ص۳۰ اور سنو صبر کی بھی
چھ منزلیں ہیں، اوّل حضرت نوحؑ دوسرے حضرت خلیلؑ ۔ تیسرے حضرت اسماعیلؑ
چوتھے حضرت ایوبؑ ۔ پانچویں حضرت زکریاؑ اور چھٹے حضرت امام حسنؑ علیہ السلام ہر
ایک کی تشریح کے لئے یہاں گنجائش نہیں ہے کہ حضرت نوحؑ ہزار سال تک پتھر کھائے پھر
صبر فرمایا حضرت خلیلؑ نے نار نمرود میں جلنے کے علاوہ بچے کی گردن پر چھری چلائی اور صبر
کیا حضرت اسماعیلؑ نے ذبح ہونا قبول فرمایا حضرت ایوبؑ اٹھارہ سال تک مصیبت
اور وہ بھی ہر طرح کی برداشت کی پھر صبر کیا حضرت زکریاؑ کے سر سے آرے نے چیرنا شروع
کیا مگر حضورؑ نے خدا کی حمد کی حضرت امام حسنؑ کو کئی مرتبہ زہر دیا گیا مگر آپ نے قاتل
کا نام تک نہ بتایا اور نہ ہی انتقام کی وصیت فرمائی ۔ اور سنو نوحہ کی بھی چھ منزلیں ہیں
پہلا حضرت آدمؑ جو سینکڑوں برس تک روتے رہے ۔ دوسرے حضرت نوحؑ کہ نام عبدالغفار
تھا اتنا نوحہ کیا کہ نام ہی نوحؑ پڑ گیا ۔ تیسرے حضرت یعقوبؑ کہ رو رو کے آنکھیں دے
بیٹھا ۔ چوتھے حضرت یحییٰؑ کہ ساری زندگی نہیں مسکرائے ۔ پانچویں حضرت بتولؑ نے فرمایا
کرتی تھیں ۔ صُبَّتْ عَلَیَّ مَصَائِبُ لَوْ اَنَّھَا ۔ صُبَّتْ عَلَی الْاَیَّامِ صِرْنَ لَیَا
لِیَا ۔ محافل مجالس ص۲۶ اور چھٹے درجے کا نوحہ ہے حضرت سجادؑ کا کہ ساری زندگی
خون روتے رہے ۔ کربلا کی شیر دل خاتون ص۱۱۹ اسی طرح طہارت کی بھی چھ منزلیں
ہیں ۔ پہلی منزل گھر وغیرہم کہ انسان ہر جگہ نماز ادا کر سکتا ہے ۔ دوسری قسم مسجد کہ ایک
نماز کا پچیس نمازوں کا ثواب تیسری مسجد نبوی کہ اس سے جنب والا گذر بھی نہیں سکتا ۔ چوتھا
مقام حرم ۔ پانچواں مسجد الاحرام اور چھٹا مقام طہارت ہے کعبہ یعنی علیؑ کا زچہ خانہ ۔
اور سنو شرافت کی بھی چھ منزلیں ہیں ۔ پہلا شریف ۔ جیسا کہ پاکپتن شریف ۔ سیال
شریف ۔ اجمیر شریف ۔ گولڑہ شریف ۔ خدا کرے کوئی شریف ہو ۔ دوسرا اشرف کہ
نجف اشرف ہے نجف شریف نہیں تیسرا مقدس کہ مشہد مقدس ہے ۔ چوتھا منورہ کہ
مدینہ منورہ ہے پانچواں معظمہ کہ مکہ معظمہ ہے اور چھٹا معلّٰی کہ کربلا معلّٰی ہے بس کائنات

ہیں دو معلّیٰ ہیں۔ نانے نے عرش کو معلّیٰ کہا تو اسے نے فرش پر معلّیٰ بنایا۔ اور سنو فقہ کی بھی چھ منزلیں ہیں اہلسنت کی چھ کتابیں ۱۔ بخاری ۲۔ مسلم ۳۔ ترمذی ۴۔ ابن ماجہ ۵۔ نسائی ۶۔ ابو داؤد یعنی صحاح ستہ۔ اور شیعہ حضرات کی فقہ بھی جعفریہ چھٹے امام پر ختم ہے۔

ہمارے ملک میں شجاعت کی بھی چھ منزلیں ہیں ۱۔ امتیازی نشان ۲۔ تمغۂ جرأت ۳۔ تمغۂ قائد اعظم ۴۔ ستارہ جرأت ۵۔ ہلال جرأت ۶۔ نشانِ حیدر اب نتیجہ بھی سن لو۔ نبوت تو رسول اللہ پر ختم۔ طہارت کعبہ پر یعنی علیؑ کے زچہ خانہ پر مکمل۔ سیادت بتولؑ پر کامل۔ صبر امام حسنؑ پر اکمل۔ عظمت مولا حسینؑ پر مکمل۔ توجہ حضرت سجادؑ پر ختم۔ شجاعت حیدرؑ کرار پر ختم اور فقہ امام جعفر صادقؑ پر مکمل۔ پس ہر کمال ان کے دروازے کا محتاج یوں سمجھو کہ کمال ان کی محبت کا نام ہے اور زوال ان کی دشمنی کا نام ہے۔ میں ایک مرتبہ ریل گاڑی میں سفر کر رہا تھا کہ خانیوال اسٹیشن پر گاڑی رکی تو ایک ملنگ میرے والے ڈبے میں داخل ہوا۔ اتفاق سے ریل میں میرے ساتھ دو تین میرے سابقہ ساتھی بھی تشریف فرما تھے کہ ملنگ نے آتے ہی کہہ دیا۔ یا علیؑ مدد یہ سن کر مولوی صاحبان بگڑ گئے کہ السلام علیکم کیوں نہیں کہا ملنگ نے فرمایا مولانا میں پہلے میزان پر وزن کرتا ہوں کہ کوئی منافق تو نہیں علیؑ کا نام لے کر نشانیاں دیکھتا ہوں اگر علیؑ کے نام سے خوش ہو تو کہتا ہوں السلام علیکم اور اگر علیؑ کے نام کو سن کر بگڑا تو اس کے لئے بربر کا مصالحہ ہے۔ خدا کی قسم صحابہ کرام بھی یہی کرتے کُنَّا نَعْرِفُ الْمُنٰفِقِیْنَ بِبُغْضِھِمْ عَلِیَّ ابْنَ اَبِیْ طَالِبٍ صواعق المحرقہ صـ۱۲ علیؑ کا ذکر چھیڑ کر صحابہ معلوم کر لیا کرتے تھے کہ مومن کون ہے۔ اور منافق کون ہے دو منافق ہی تھے کہ مرتضیٰؑ کا گھر اجاڑ دیا یحییٰ وارثی کا بیان ہے کہ میں مدت مدید تک مدینہ منورہ میں حضرت علیؑ کے جوار میں رہا مگر میں نے کبھی نہ تو بتولؑ کی ہچکیوں کی آواز سنی اور نہ ہی ان کو باہر جاتے دیکھا سعادت دارین صـ۵۲۷ مگر مسلمانو تم نے انہیں کوفہ شام کے بازار میں پھرایا یہ روایت میں ہے کہ جب مولا علیؑ کوفہ میں سکونت پذیر تھے تو کوفہ کی شہزادیوں نے درخواست کی کہ ہم

بتولؑ کی بچیوں کی زیارت کرنا چاہتی ہیں مولا علیؑ نے ان کی درخواست منظور فرمائی اور کوفہ کی عورتیں زینبؑ و کلثومؑ کی زیارت کو آئیں جناب ثانی زہراؑ نے انہیں چند نصیحتیں فرمائیں کہ اگر کوئی مظلوم ملے تو اس کا تماشہ نہ دیکھنا۔ ایک عورت نے عرض کی نبی زادی کیا ہمیں کبھی پھر بھی آپ کی زیارت کا شرف نصیب ہوگا۔ عزادارو یہ سن کر جناب زینبؑ نے فرمایا اے کوفہ کی رہنے والیو مجھے اچھی طرح پہچان لو کہ میں تمہارے اس شہر میں پھر بھی آؤں گی مجھے پہچاننے کی کوشش کرنا۔ ہائے زینبؑ جب دوبارہ کوفہ میں آئی تو اب چادر سر پر نہ تھی۔ شہر کی عورتیں اپنے مکانوں کی چھتوں پر چڑھی ہوئی آلِ نبی کا تماشہ دیکھ رہی تھیں کہ ایک عورت نے مولا حسینؑ کے سر سے قرآن سنا تو دوڑ کر ام حبیبہ کے پاس آکر اسے کہا کہ بازار میں چند قیدی ہیں۔ کہ ان کے کٹے ہوئے سروں سے قرآن کی آواز آتی ہے اُم حبیبہ نے اپنے مکان کی چھت پر چڑھ کر دیکھا تو حیرت سے سوچنے لگی کہ یہ قیدی تو میرے کہیں دیکھے ہوئے ہیں۔ اتنے میں عورتوں نے قیدیوں پر صدقے کی کھجوریں پھینکی تو حضرت زینبؑ نے فرمایا۔ يَا أَيُّهَا النَّاسُ نَحْنُ بَنَاتُ رَسُولِ اللهِ اِنَّ صَدَقَةٌ عَلَيْنَا حَرَامٌ یہ سن کر ایک عورت نے کہا کہ اے قیدی بی بیو بتاؤ تم کون ہو فرمایا کیا تم نے ہمیں نہیں پہچانا میں زینبؑ ہوں اور یہ ام کلثومؑ ہے۔ عزادارو جب اس مومنہ نے زینبؑ کا نام سنا تو حیرت سے کہا ہائے عباسؑ اور غش کھا کر مکان کی چھت سے گری اور انتقال کر گئی۔ جناب زینبؑ نے فرمایا بیٹا سجادؑ اشقیا سے کہہ دو ہمارا ایک اور قضیہ ہو گیا۔ مصباح المجالس جلد ۲ ص ۲۳۵) الا لعنت اللہ علی القوم الظالمین۔

تیرھویں مجلس

ہر صاحب کمال اپنے کمال پہ نازاں ہے۔ بارگاہ الٰہی میں نبی اکرمؐ کی درخواست بیت اوّل کی تشریح۔ حضرت فاطمہؓ بنت اسد کی دعا۔ حضرت ابو طالبؑ اور مثرم بن وعیب کی گفتگو۔ جناب رسول کریمؐ کی گود میں حضرت علیؑ کا قرآن سُنانا۔ جناب نبی اکرمؐ کی زبان مبارک سے حضرت علیؑ کا تعارف۔ ہر بچہ فطرت اسلام پر پیدا ہوتا ہے۔ حضرت علیؑ کا ابو جہلؑ سے سلوک حضرت علیؑ کا بطن مادر میں حضرت نبی اکرمؐ کی تعظیم کرنا۔ حضورؐ کا حضرت علیؑ کے نام کی تجویز بتانا۔ خدا اور نبیؐ کے حضرت علیؑ پر انعامات۔ خلقاً حق۔ مصائب۔

حضرت عبداللہؓ ابن عفیف کی شہادت۔

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ ؕ

وَقُلۡ رَّبِّ اَدۡخِلۡنِيۡ مُدۡخَلَ صِدۡقٍ وَّ اَخۡرِجۡنِيۡ مُخۡرَجَ صِدۡقٍ وَّ اجۡعَلۡ لِّيۡ مِنۡ لَّدُنۡكَ سُلۡطٰنًا نَّصِيۡرًا ۞ پارہ ۱۵ رکوع ۹ اور کہہ میرے اللہ مجھے سچائی سے داخل کر اور سچائی سے نکال اور اپنے ہاں سے مجھے ایک سلطان عطا فرما جو میری مدد کرے۔

دُنیا کا دستور ہے کہ ہر صاحب اپنے کمال پہ ناز کرتا ہے جس فن کا جو ماہر ہوگا وہ اپنی قابلیت وکمال پہ ناز کرے گا میں کہتا ہوں کہ دُنیا کا ہر صاحبِ کمال اپنے کمال پہ نازاں ہے۔ کسی کو اپنے علم پہ ناز ہے۔ کسی کو اپنے حلم پہ ناز ہے۔ کسی کو اپنے جاگنے پہ ناز ہے۔ کسی کو میدان سے بھاگنے پہ ناز ہے کسی کو اپنے سوتے پہ ناز ہے۔ کسی کو اپنے روتے پہ ناز ہے کسی کو اپنے ڈرنے پہ ناز ہے کسی کو میدان میں جم کے لڑنے پہ ناز ہے۔ کسی کو اپنی دغا پہ ناز ہے۔ کسی کو اپنی دغا پہ ناز ہے۔ جب کمزور انسان اپنے کمالات پہ ناز کرنے لگا تو خالق کائنات عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡر نے بھی فخر سے فرمایا کہ میرے پاس ایک سلطان ہے کہ جس پر توحید کو ناز ہے حد یہ ہے کہ اپنے سلطان کی ہر ادا کو قرآن بنایا اسے میدان میں لڑتے دیکھا تو فخر سے فرمایا۔ كَاَنَّهُمۡ بُنۡيَانٌ مَّرۡصُوۡصٌ ۞ پارہ ۲۸ رکوع ۹ گویا کہ وہ عمارت ہے سیسہ پلائی ہوئی جب اس کے علم پر نگاہ پڑی تو فخر سے فرمایا۔ وَمَنۡ عِنۡدَهٗ عِلۡمُ الۡكِتٰبِ پارہ ۱۳ رکوع ۱۱ وہ شخص کہ پاس اس کے ہے علم پوری کتاب کا۔ اور اگر اس کی طہارت پر نگاہ پڑی تو ناز سے پورے اس کے کنبہ کے لئے کہہ دیا۔ اِنَّمَا يُرِيۡدُ اللّٰهُ لِيُذۡهِبَ عَنۡكُمُ الرِّجۡسَ اَهۡلَ الۡبَيۡتِ وَيُطَهِّرَكُمۡ تَطۡهِيۡرًا ۞ پارہ ۲۲ رکوع ۱ سوائے اس کے نہیں کہ یہی ارادہ ہے اللہ کا اے اہلبیت مصطفٰے کہ تم کو پاک

لکھے کہ جیسے پاک رکھنے کا حق ہے۔ اس گھر کی ایک بچی کی شان میں رباعی عرض ہے

کس قدر اونچا ہے زینبؑ کی طہارت کا مقام
لکھ گئے تاریخ میں اپنے پرائے خاص و عام
زندگی بھر فاطمہؑ زہرہ مولا مرتضےؑ
پڑھ کے بسم اللہ لیتے تھے سدا زینبؑ کا نام

خالق نے اگر اپنے سلطان کو بستر رسولؐ پر سویا ہوا دیکھا تو محبت سے فرمایا ——— وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْرِىْ نَفْسَهُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ ط وَاللّٰهُ رَءُوْفٌۢ بِالْعِبَادِ ہ پارہ ۲ رکوع ۹ اور وہ تو بس وہ انسان ہے کہ اپنے نفس کو راہ خدا میں بیچتا ہے اور خدا کی رضا چاہتا ہے۔ بس اللہ اپنے بندوں پر نہایت مہربان ہے۔ فرماؤ جس کا سونا رضائے الٰہی ہو اس کا جاگنا کیا ہوگا پھر فرماؤ اس کی عبادت کیسی ہوگی اور اگر خالق کی سلطان کی سخاوت پر نگاہ پڑی تو فرمایا۔ اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ رٰكِعُوْنَ ہ پارہ ۶ رکوع ۱۲ سوائے اس کے نہیں کہ اللہ تمہارا ولی ہے اور اس کا رسولؐ ولی ہے اور وہ مومن ولی ہیں کہ جو قائم کرتے ہیں نماز کو اور ادا کرتے ہیں زکوٰۃ کو حالانکہ وہ رکوع میں ہیں اس سلطان کے بارے میں چند اشعار ملاحظہ فرمادیں۔

ہو ضرب جس کی عبادت کل ہو سونا جس کا رضا خدا کی
لقب ہے جس کا قرآن ناطق ہو شاک جس کی ہے انما کی
آئے اللہ کے گھر میں اترے جنا اللہ کے گھر ہے حاجی
اور ساری صورل انبیاءؑ کے ثنا ہو کیا ایسے پیشوا کی
علیؑ کا ثانی بتائے کوئی۔ تو رشتے ایسے دکھائے کوئی
بتولؑ مادر۔ بتولؑ زوجہ۔ بتولؑ دختر ہے مرتضےؑ کی

صلوٰۃ۔ بیٹے کے بارے میں حضرت انیسؒ فرماتے ہیں۔ رباعی۔

نہ اکسیر کو دیکھا نہ طلا کو دیکھا۔
بے سود انیسؒ ہر دوا کو دیکھا
ہر درد کے واسطے سریع الاثر۔
دیکھا تو اک خاک شفا کو دیکھا۔

توحید کی ربانی سلطان کی کہانی کہ پیغمبر کے دل میں خیال آیا کہ اگر یہ سلطان مجھے مل جائے تو دین کی تکمیل ہو جائے گی۔ کہ جو کام ایک لاکھ کئی ہزار نبی نہ کر سکے اس سلطان کی مدد سے میں کر لوں گا اور خالق سے کہلوا لوں گا کہ حبیب دین تکمیل ہو گیا۔ اس پر قدرت کی آواز آئی میرے حبیب ہم نے ہر شرف تجھے بن مانگے عطا کیا کہ آپ توحید کا کل سرمایہ ہیں مگر حبیب یہ سلطان بن مانگے نہ ملے گا۔ حبیب ہم نے بن مانگے لولاک لما خلقت الافلاک کا تاج آپ کو عطا فرمایا قصص الانبیاء ص ۴ کہ میرے حبیب اگر تجھے پیدا نہ کرتا۔ تو کائنات کی کوئی شئی پیدا نہ کرتا۔ رحمت للعالمین کی سند بے مانگے عطا کی۔ خاتم النبیین بن مانگے بنایا قرآن جیسی کتاب بن مانگے عطا کی۔ حبیب ہم نے آپ کو عرش کی سیر بن مانگے کرائی اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ پارہ ۲۹ رکوع ۳ کا تاج بن مانگے آپ کے سر انور پر سجایا۔ مگر یہ سلطان بڑا بلند ہے بن مانگے نہ ملے گا بلکہ بارگاہ الٰہی میں اس کے لئے درخواست کرنی پڑے گی تاکہ دنیا کی نگاہوں میں سلطان کی عظمت اور واضح ہو جائے عرض کی پالنے والے تیرے سلطان کو حاصل کرنے کے لئے تیری بارگاہ میں کس مضمون کی درخواست ہو میرے اللہ درخواست کا انداز طریقہ تو بتا دے قدرت کی آواز آئی سنو وَقُلْ رَّبِّ اَدْخِلْنِیْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّاَخْرِجْنِیْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّاجْعَلْ لِّیْ مِنْ لَّدُنْکَ سُلْطٰنًا نَّصِیْرًا ۝ پارہ ۱۵ رکوع ۹ میرے حبیب یوں کہہ کہ میرے اللہ مجھے داخل کر سچائی سے اور نکال مجھے سچائی سے اور مجھے اپنے ہاں سے سلطان عطا فرما جو میری نصرت کرے بس اس درخواست کا بارگاہ الٰہی میں پیش ہونا تھا کہ عالم الغیب نے سلطان کے لئے پہلے سے انتظام کر رکھا تھا آواز آئی خلیلؑ ہم نے اپنے حبیب کو اپنے ہاں سے ایک سلطان دینا ہے تم ایک گھر بنا دو کہ تاکہ سلطان میرے گھر سے میرا حبیب لے جائے۔ کہتا جو ہے کہ اپنے ہاں سے عطا کر۔ حضرت خلیلؑ بحکم خدا۔ اس کا گھر بنانے کے لئے

تیار ہو گئے۔ ممکن ہے کہ خلیلؑ نے عرض کی ہو کہ میرے اللہ آپ کا گھر کسی سر سبز علاقے میں نہ بتا دوں کہ لوگ آئیں تو سیر کی سیر بھی ہو جائے اور آپ کے گھر کی زیارت بھی کر جائیں حکم ہوا نہیں بلکہ بِوَادٍ غَیْرِ ذِیْ زَرْعٍ پارہ ۱۳ رکوع ۱۸ بیچ اس میدان کے کہ جہاں کوئی کھیتی سبزہ نہ ہو۔ کیونکہ معصوم کا کام ہے غیر آباد جگہ کو آباد کرنا کوئی مکہ کو آباد کرے گا کوئی نجف کوئی کربلا کوئی سامرہ۔ کوئی مشہد اور کوئی کاظمین۔ خلیلؑ نے عرض کی ہو گی پالنے والے تیرا گھر بنانا ہے کوئی بہترین معمار بلا لوں تاکہ بڑا خوبصورت مکان بن جائے قدرت کی طرف سے آواز آئے گی خلیلؑ معصوم کی جائے ولادت ہے غیر معصوم ہاتھ نہ لگائے بھائیو قدرت کی بارگاہ میں خوبصورت کی قدر نہیں بلکہ خوب سیرت کی قدر و عزت ہے۔ میں کہتا ہوں جب غیر معصوم۔ جائے ولادت معصوم نہ بنا سکا تو غیر معصوم مقام معصوم پر کسی طرح بیٹھ سکتا ہے۔ سنو جیسے خلیلؑ نے اٹھایا وہ بنا بیت اللہ تو فرماؤ جسے مصطفٰےؐ کعبہ میں اٹھائے وہ کیا ہو گا۔ فَاعْتَبِرُوْا یٰۤاُولِی الْاَبْصَارِ پارہ ۲۸ رکوع ۴ جن کو اللہ نے آنکھیں عطا کی ہیں وہ ذرہ غور تو کریں۔ ہاں ایک بات کو واضح کرتا جاؤں کہ کعبہ کو حضرت خلیلؑ نے ابتداء سے نہیں بنایا۔ بلکہ خلیلؑ کے بارے میں حکم ہے۔ وَاِذْ یَرْفَعُ اِبْرٰهٖمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَیْتِ پارہ ۱ رکوع ۱۵ اور جب وقت ابراہیمؑ اس کی گھر کی بنیادیں اٹھاتا تھا۔ معلوم ہوا کہ ابراہیمؑ نے اس گھر کو ابتداء سے نہیں بنایا کیونکہ قرآن مجید میں ایک مقام پر واضح حکم ہے۔ اِنَّ اَوَّلَ بَیْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِیْ بِبَکَّةَ مُبٰرَكًا وَّهُدًى لِّلْعٰلَمِیْنَ پارہ ۴ رکوع ۱ فرمایا یقیناً سب سے پہلا گھر جو مکہ میں ہے وضع کیا گیا واسطے انسانوں کے وہ مبارک ہے اور ہدایت واسطے عالمین کے ہے۔ جابر بن یزید نے کہا کہ مجھ سے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ شاید تم یہ سمجھتے ہو کہ خداوند عالم نے

فقط اسی عالم کو پیدا فرمایا ہے کہ جس میں تم ہو اور سوائے تم لوگوں کے کسی
بشر کو پیدا نہیں کیا۔ ایسا نہیں ہے بلکہ خالق کائنات نے اسی طرح
کے دس لاکھ عالم اور دس لاکھ آدم پیدا کئے ہیں جن میں سے تم لوگ
آخر عالم اور آخر آدمؑ کی اولاد ہو۔ کتاب لواعج الاحزان جلد ۲ ص ۳۶۷
اس سے معلوم ہوا کہ دس لاکھ آدم پیدا ہوئے تو ان کے بھی تو گھر مکان ہوں
گے مگر قرآن مجید سے ثابت ہے کہ اِنَّ اَوَّلَ بَیْتٍ کہ مکہ والا گھر سب سے
پہلا گھر ہے اور یہ لفظ اوّل تو اس وقت اس پر صادق آئے گا جبکہ تمام
مکانوں سے یہ پہلا ہو۔ اور سنو کہ ایک ہندو مسمی لالہ لیکھ رام تاریخ
کشمیر حصہ دوم صفحہ ۷ پر اور کلیات آریہ مسافر ص ۲۹۸ پر تحریر فرماتے
ہیں کہ حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام مصر کے بازار سے گزر رہے
تھے کہ ایک مقام پر ایک ملبہ کا ڈھیر پڑا تھا۔ ایک آدمی نے عرض کی یا
امیرالمومنینؑ کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ یہ مکان کتنے عرصہ سے منہدم ہے
حضرت علیؑ نے فرمایا کہ جس آدم کی تم اولاد ہو اس سے پچیس ۲۵ ہزار سال
پہلے کا یہ مکان ہے تو اس سے ثابت ہوا کہ ہمارے والے آدم سے پہلے
بھی اربوں مخلوق گذر چکی ہے اور ان کے مکانات بھی تھے تو مکہ والا گھر
اوّل بیت تو تب ہوگا جب خالق کائنات کی اوّل مخلوق سے بھی اوّل تسلیم
کیا جائے۔ فرماؤ مسلمانو جب بیت اوّل ہے تو اھل البیت کب کے ہوں
گے۔ کیوں کہ ظرف کسی ظروف کا پتہ دیتا ہے۔ گلاس بتاتا ہے کہ پانی
ہے۔ قمیص شلوار سے معلوم ہوتا ہے کہ کوئی پہننے والا ہے کہ جس کی خاطر یہ
تیار کی گئی ہیں۔ ماننا پڑے گا کہ اگر گھر تمام کائنات کے گھروں میں سے اوّل
ہے تو اس گھر والے تمام مخلوقات سے اوّل مخلوق ہوں گے۔ روایت میں
ہے کہ جب حضرت آدمؑ جنت سے زمین کی طرف مراجعت فرما ہوئے (خدا

جانے کس آدمؑ کی بات ہے) تو حضرت آدمؑ اپنے ساتھ ایک خیمہ لائے جس مقام پر حضرت آدمؑ نے اسے نصب فرمایا اسے کہتے ہیں بیت اللہ آج کعبہ اسی مقام پر ہے جس مقام پر حضرت آدم علیہ السلام نے خیمہ نصب فرمایا تھا۔ اور جہاں تک اس خیمہ کا سایہ گیا اُسے کہتے ہیں۔ مسجد الاحرام اور اس خیمہ کے اوپر وسط میں حضرت آدمؑ نے ایک قندیل لگائی تھی۔ جہاں تک اس قندیل کی روشنی گئی اسے کہتے ہیں مقام حرم تو معلوم ہوا کہ بیت اللہ اور ہے مسجد الاحرام اور ہے اور مقام حرم اور ہے۔ حضرت اسی کعبہ کی طرف مُنہ کر کے نماز ادا فرمایا کرتے تھے تو نتیجہ یہ ہوا کہ فرشتوں کا کعبہ ہے حضرت آدمؑ اور حضرت آدمؑ کا کعبہ ہے۔ حیدر کرارؑ کا زچہ خانہ ارے جس کا زچہ خانہ انبیاء کا کعبہ بنے وہ خود کیسا ہوگا یہ اوّل گھر ہے کہ جس کی طرف انبیاء علیہ السلام مُنہ کر کے نماز ادا فرمایا کرتے تھے۔ جیسے طوفان نوحؑ کے وقت خالق نے اُٹھا لیا تھا اور بعد میں حضرت خلیلؑ کو اسی مقام پر کعبہ تعمیر کرنے کا حکم دیا گیا تھا مسلمانو بیت اللہ ایک ایسا مقام عظمت ہے کہ ہر وقت اس کی طرف لاکھوں گردنیں جھکی ہوئی نظر آتی ہیں کوئی لمحہ ایسا نہیں کہ اس کی طرف انسان مُنہ کر کے خدا کا سجدہ نہ کرتے ہوں لاکھوں سر اس کو ہر وقت جھکتے رہتے ہیں جس کی تشریح اس طرح کئے دیتا ہوں کہ جب پاکستان میں ساڑھے گیارہ ہوتے ہیں تو اُسی وقت بھارت میں بارہ ہوتے ہیں۔ امریکہ میں ڈیڑھ لندن میں صبح کے ساڑھے چھ۔ فرانس میں ساڑھے سات اٹلی میں صبح کے آٹھ مصر میں ساڑھے آٹھ مکہ میں سوا نو۔ ایران میں ساڑھے دس کابل میں دن کے گیارہ۔ اسی طرح دُنیا میں کسی نہ کسی مقام پر کسی نہ کسی نماز واجب کا وقت ہوتا ہے اور جب بھی کہیں کوئی نمازی ادائے نماز کے لئے کھڑا ہوتا ہے تو

بیت اللہ ہی کی طرف منہ کرکے نماز پڑھتا ہے اور بیت اللہ ہے میرے مولا کا زچہ خانہ۔ کہیں مسلمان مولا علیؑ کے زچہ خانہ کو اپنے گھروں جیسا نہ خیال فرما دیں۔ سُنو ساری زمین قدرت نے پاک قرار دی ہے جہاں ظاہری نجاست نہ ہو۔ وہاں مسلمان نماز ادا کر سکتا ہے بھائیو! یوں تو ہمارے مکان گھر بھی پاک مگر گھر سے مسجد زیادہ پاک ہے کہ اس میں جنب والا انسان بیٹھ نہیں سکتا مگر بوقت ضرورت مجبوری جنابت والا انسان مسجد سے گزر سکتا ہے مگر مسجد نبوی سے ایسا انسان گزر بھی نہیں سکتا اس کے بعد ہے مقام حرم کی طہارت اور مقام حرم کے بعد مسجد الاحرام کا مقام اور اس کے بعد بیت اللہ کی طہارت و پاکیزگی فرماؤ جو بچہ کعبہ میں پیدا ہو وہ کتنا پاک ہوگا مسلمانو جس نے آدمؑ کی تعظیم نہ کی وہ بنا ابلیس لعین تو جو آدمؑ کے کعبہ کی تعظیم نہ کرے اُسے کیا ہونا چاہیئے اور یہ یاد رہے کہ کعبہ کی طہارت ذاتی ہے کسی کے پاک کرنے سے نہ پاک ہوتا ہے اور نہ کسی کم بخت کے نجس کرنے سے یہ نجس ہوتا ہے اس کی مختصر سی وضاحت یوں ہے کہ بیت اللہ میں سینکڑوں برس تک بُت پڑے رہے جو نجس تھے مگر نجس نجس رہے اور کعبہ کعبہ رہا۔ قرآن اَفَرَءَیْتُمُ اللّٰتَ وَالْعُزّٰی ۙ وَمَنٰوةَ الثَّالِثَةَ الْاُخْرٰی ○ پارہ ۲۷ رکوع ۵ کیا پس دیکھا تم نے لات اور عزیٰ کو اور منات تیسرے پچھلے کو قرآن مجید کی زبان سے تو تین بُت ثابت ہیں مگر تمام مسلمان اس کے قائل ہیں کہ یہ تین بڑے تھے ویسے کعبہ میں تین سو ساٹھ بُت لٹکے گئے تھے شواہد النبوۃ صـ ۱۶۳ مگر جب نکالے گئے تو بُت بُت تھے اور کعبہ کعبہ تھا نہ بُت پاک ہوئے اور نہ کعبہ نجس ہوا پس یہ مختصر سا تعارف تھا علیؑ کے زچہ خانہ کا جو میں نے آپ کے گوش گزار کیا۔ خدا کے حبیب نے عرض کی تھی کہ اپنے ہاں سے دے تو رب نے گھر تے اپنے لئے گھر بنوایا اور تیرہ ۱۳ رجب کو سیّدوں کا قلام بھیج کر فاطمہ بنت اسد کو کعبہ میں بلوایا کہ میں نے اپنے گھر سے اپنے حبیب کو سلطان دینا ہے۔ لوگ کہتے ہیں کہ علیؑ کی ماں کو وحی کیسی آئے

وحی تو سوائے نبی کے کسی کو نہیں آتی سنو قرآن وَ اَوْحَیْنَآ اِلٰٓی اُمِّ مُوْسٰی
پارہ ۲۰ رکوع ۴ اور وحی کی ہم نے موسیٰؑ کی ماں کو فرماؤ مسلمانو کیا موسیٰؑ کی ماں
نبی ہے سنو اگر موسیٰؑ کی ماں کو وحی ہو سکتی ہے تو حیدر کرارؑ کی ماں کو بھی وحی ہو سکتی
ہے۔ اگر سانپ سے ڈرنے والے کی ماں کو وحی ہو سکتی ہے تو جھولے میں چیرنے
والے کی ماں کو بھی وحی ہو سکتی ہے۔ وَاَوْحٰی رَبُّکَ اِلَی النَّحْلِ پارہ ۱۴ رکوع ۱۴
اور وحی بھیجی تیرے پروردگار نے طرف شہد کی مکھی کے فرماؤ کہ کیا مکھی نبی ہے۔
مسلمانو قرآن کا اعلان ہے۔ اِنَّمَا الْمُشْرِکُوْنَ نَجَسٌ فَلَا یَقْرَبُوا
الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ پارہ ۱۰ رکوع ۱۰ سوائے اس کے نہیں کہ مشرک
نجس ہیں کہ مسجد الحرام کے قریب نہ آویں اور حیدر کرارؑ کی والدہ گرامی کو بلانا اس
بات کی دلیل ہے کہ فاطمہ بنت اسد پاک و طاہر تھیں۔ رباعی سنو

حق کے چہرے پہ جگمگاہٹ آئی — دیوار میں در کھلنے کی آہٹ آئی
آنے والے کی شان اللہ اللہ — کعبہ کے لبوں پہ مسکراہٹ آئی

مسلمانو صرف شیعہ حضرات کا ایمان و اعلان ہی نہیں کہ علیؑ کعبہ میں پیدا بلکہ اہل سنت کے علمائے کرام
نے بھی فخر سے تسلیم کیا ہے کہ علیؑ کعبہ میں پیدا ہوئے۔ سنو حضرت شاہ ولی اللہ محدث
دہلوی ارشاد فرماتے ہیں۔ کہ فضائل او بسیار است و مناقب او بے شمار اوّل
ہاشمی است او را ہاشمیہ بزاد و تولد او در خانہ کعبہ بود۔ قرۃ العین فی سیرت
شیخین صہ ۱۳۸ اور سنو فی مُسْتَدْرَکِ حَاکِمِ تَوَاتَرَتِ الْاَخْبَارُ اَنَّ فَاطِمَۃَ
بِنْتَ اَسَدٍ وَلَدَتْ اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ عَلِیَّ بْنَ اَبِیْ طَالِبٍ کَرَّمَ اللّٰہُ
وَجْھَہٗ فِیْ جَوْفِ الْکَعْبَۃِ تفسیر انوار النجف جلد ۴ صہ ۱۶ سیرت امیر صہ ۱۱۴ احادیث
میں یہ بات تواتر سے پہنچی ہے کہ حضرت امیر المومنین علیؑ ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ کعبہ میں
پیدا ہوئے۔ بحار الانوار سے مروی ہے کہ سعید بن جبیر یزید بن قعنب سے روایت کرتا ہے
کہ میں اور عباس بن عبد المطلب بیت اللہ کے سامنے بیٹھے تھے کہ اچانک ہم نے والدہ

امیرالمومنین علی علیہ السلام فاطمہ بنت اسد کو آتے دیکھا اور ان کی زبان پر یہ دعا جاری تھی کہ اے پروردگار میں تیرے اوپر ایمان رکھتی ہوں میرے اللہ میں تیرے رسولوں اور تیری کتابوں کو مانتی ہوں اور اپنے جد حضرت خلیل اللہ کی تصدیق کرتی ہوں جنہوں نے بیت اللہ کی تعمیر کی پس مجھے اس گھر کی تعمیر کرنے والے کے حق کا واسطہ اور اس بچے کے حق کا واسطہ جو میرے بطن میں ہے مجھ پہ ولادت کو آسان کر دے یزید بن تعنب کہتا ہے کہ ہم نے دیکھا کہ دیوار کعبہ پشت کی طرف سے شق ہوئی اور فاطمہ اندر داخل ہو کر ہماری نظروں سے غائب ہو گئیں اور دیوار پہلے کی طرح متصل ہو گئی ہم نے سامنے آکر قفل کھولنا چاہا لیکن ہمیں ناکامی ہوئی۔ پس ہم سمجھ گئے کہ یہ قدرتی راز ہے اس کے بعد چوتھے روز فاطمہ بن اسد علیؑ کو ہاتھوں پر لیئے ہوئے کعبہ سے برآمد ہوئی۔ تفسیر انوار النجف جلد ۲ صـ ۱۷ اس واقعہ کو پڑھنے کے بعد مسلمان فیصلہ دیں کہ ان کی ماں کب سے مسلمان ہے۔ بھائیو! ادھر علیؑ کعبہ میں پیدا ہوئے اُدھر جبرائیل کی ندا آئی رباعی

زینت انجمن ارض و سما آپہنچا   ناصر دین نبیؐ عقدہ کشا آپہنچا
کہہ دو کعبہ میں برہمن کے خداؤں کو   بھاگ جاؤ کہ محافظ خدا آپہنچا

کہتے ہیں بنی ہاشم تین دن تک خاموش رہے چوتھے روز رسول اللہ تشریف لائے تو کعبہ نے جھک کر سلام کیا آپ نے اشارہ فرمایا تو دروازہ کھل گیا پیغمبر نے آگے بڑھ کر چچی کو سلام کیا تو فاطمہ بنت اسد نے مایوسی کے عالم میں نبیؐ کو سلام کا جواب دیا۔ نبیؐ نے فرمایا چچی کیا وجہ ہے کہ آپ مایوس ہیں فرمایا یا رسول اللہ خالق نے دیا تو چاند سے بھی خوبصورت بچہ ہے۔ مگر مجھے یہ خوف ہے کہ یہ بچہ زندہ نہیں رہے گا۔ فرمایا کیوں عرض کی کہ مولا بچے کے زندہ رہنے کی تین علامتیں ہوا کرتی ہیں۔ تو میں تو اس بچے میں ان تین میں سے ایک علامت بھی نہیں پاتی فرمایا کونسی علامتیں جن سے زندگی کا پتہ چلتا ہے عرض کی کہ ایک یہ کہ ہر بچہ پیدا ہوتے ہی روتا ہے تین دن گزر گئے یہ بچہ رویا تک نہیں۔ دوسرا یہ کہ ہر بچہ پیدا ہونے کے بعد آنکھیں کھول

دیتا ہے مگر اس نے ابھی تک تو آنکھیں بھی نہیں کھولیں اور تیسرا یہ کہ بچے کو جب دودھ پلایا جائے تو دودھ پینا شروع کر دیتا ہے مگر اس بچے نے ابھی تک باوجود کوشش کرنے کے دودھ تک نہیں پیا تو یہ کیسے زندہ رہے گا۔ پیغمبر نے فرمایا چچی گھبرائیں نہیں یہ بچہ تو کائنات کی زندگیوں کا فیصلہ کرنے والا ہے۔ اسی کی تلوار سے تو حق و باطل کا فیصلہ ہوگا چچی ایک بات تو میں بتا دیتا ہوں اور دو باتیں ابھی اس سے دریافت کریں گے

شعر:۔

بتوں کو کیوں دیکھتا یہ میرا وزیر ہے دارین میں یہ آپ ہی اپنی نظیر ہے

چچی بیت اللہ میں ہر طرف بت پڑے تھے اور یہ پہلی نظر بتوں پے نہیں ڈالنا چاہتا بلکہ تمنا میری زیارت کی ہے۔ یہ کہہ کر رسول اللہ نے ہاتھ بڑھائے تو مولا علیؑ نے ماں کی گود چھوڑی اور رسول اللہ کے ہاتھوں پر آ گئے۔ پس نبیؐ کے ہاتھوں پر آتے ہی مرتضیٰؑ نے آنکھیں کھول دیں اور مصطفیٰؐ کی پہلی زیارت فرمائی اور حضورؐ کو سلام کیا پیغمبر نے سلام کا جواب دے کر فرمایا اے علیؑ امی جان پریشان ہے کہ آپ روئے نہیں عرض کی مولا یہ بھی کوئی رونے کا مقام ہے کہ بیت اللہ کا دروازہ بند مکان میں اندھیرا ہی اندھیرا بس یوں سمجھو کہ غار کی طرح کا ماحول اگر رو دیتا تو کہیں خدا نہ کہہ دیتا لاتحزن مولا یہ رونے کا مقام نہ تھا بلکہ خاموشی کا مقام تھا حضورؐ نے فرمایا علیؑ امی جان فرماتی ہیں کہ آپ نے تین دن سے دودھ نہیں پیا۔ عرض کی یا رسول اللہ میں تو آپ کا نام مددگارین کے آیا ہوں کام آپ کا غلامی حضورؐ کی اور خوراک فاطمہ بنت اسد سے بس جس کی غلامی کرنی ہے خوراک کو بھی اسی سے لینا ہے۔ کہتے ہیں کہ نبی اکرمؐ نے انگشت مقدس بڑھا کر فرمایا لو اگر مجھ ہی سے خوراک لینی ہے تو میری انگلی منہ میں ڈالو کوثر جاری ہوگا مولا علیؑ نے عرض کی مولا ایک دو دن کا بچہ ہوں انگلی ذرہ سخت ہے مجھے نرم غذا چاہیئے بس یہ سن کر رسول اللہ جھکے اور اپنی لسان اطہر مولا علیؑ کے منہ میں ڈال کر فرمایا لو نرم غذا لو مسلما تو پہلے ہی روز نبیؐ کی زبان علیؑ کے منہ میں تو مجھے کہنے دو کہ میرا مولا حیدر کرار وہ ہے جسے نبوت گھٹی میں ملی یا یوں کہ گھٹی میں نبوت نصیب

ہوئی۔ پس علیؑ نے جو سنا شروع کیا۔ خدا جانے مولود کعبہ کی پہلی غذا لعاب رسولؐ تھا، یا سرچشمہ علم ہدایت ایک سینے سے دوسرے سینے میں جا رہا تھا۔ شعر۔

این سعادت بزور بازو نیست — تا نہ بخشند خدائے بخشندہ

اس کے بعد مولا علیؑ کو ہاتھوں پر لئے ہوئے رسول اللہ بیت اللہ سے برآمد ہوئے۔ رباعی

یوں تو ہے علیؑ ہر بشر سے پایا — کعبہ نے شرف علیؑ کے در سے پایا
ہاتھوں پہ لئے مصطفےؐ آئے یہ کہتے ہیں — لو میں نے وصی خدا کے گھر سے پایا

کہتے ہیں کہ جب مولا علیؑ زبان مصطفےؐ چوس چوس کر سیر ہو گئے تو نبیؐ نے فرمایا علیؑ اب تم سیر ہو گئے ہو اب تو میری زبان چھوڑ دو۔ مولا علیؑ نے عرض کی نہیں یا رسول اللہ خدا کے گھر سے اپنے گھر تک اپنی زبان میرے منہ میں رہنے دو تاکہ دنیا دیکھ لے کہ محمدؐ کی زبان پہلے ہی روز علیؑ کے منہ میں ہے اور شریف زبان دے کر واپس نہیں لیا کرتے تو جب نبیؐ کی زبان علیؑ کے منہ میں ہے تو پھر جب بھی علیؑ کوئی بات کہے گا تو بس یوں سمجھو کہ نبیؐ کی زبان ہے۔ اور جو علیؑ کے فرمان کا انکار کرے گا تو گویا اس نے نبیؐ کی زبان کا انکار کیا ہے۔ ایک اور واقعہ سنو جو یہاں بیان کرنا نہایت ضروری سمجھتا ہوں۔ روایت میں ہے کہ حضرت ابو طالبؑ نے ایک مرتبہ یمن کی طرف سفر اختیار کیا تو راستہ میں انہیں ایک راہب ملا جس کا نام مثرم بن وعیب تھا اس نے حضرت ابو طالبؑ کے ہاتھوں کے بوسے لئے اور خدا کا شکر ادا کیا کہ خالق نے میری دعا قبول فرمائی۔ راہب نے حضرت ابو طالبؑ سے پوچھا کہ آپ کہاں کے رہنے والے ہیں فرمایا کہ مکہ کا عرض کی کہ کس خاندان سے واسطہ ہے فرمایا بنی ہاشم سے راہب نے دوبارہ آپ کے ہاتھوں کے بوسے لئے اور کہا کہ کیا آپ عبداللہ ہیں فرمایا نہیں عبداللہ میرا بھائی تھا جو کافی عرصہ سے انتقال کر چکا ہے۔ راہب نے کہا اگر آپ عبداللہ نہیں تو ابو طالبؑ ضرور ہیں فرمایا ہاں میں ابو طالبؑ ہوں راہب نے عرض کی کہ جب آپ مکہ میں

تشریف لے جائیں تو اپنے بھتیجے محمد مصطفےٰ کو میرا اسلام کہنا اور میری طرف سے عرض کرنا کہ میں آپ پر ایمان رکھتا ہوں مولا اگر میں آپ کے اعلان نبوت تک زندہ رہا تو حاضر ہو کر حضورؐ کی غلامی کا حق ادا کروں گا اور اگر مجھے موت آجائے تو قیامت کے دن میری شفاعت کر دینا۔ کہ میں آپ کی ولا پر مروں گا اس کے بعد راہب نے عرض کی کہ دوسری میری درخواست ہے کہ اپنے بیٹے علیؑ کو میرا اسلام کہنا اور میری طرف سے عرض کرنا کہ مولا اگر زندگی نے وفا کی تو حاضر خدمت ہو کر اعلان غلامی کروں گا اور اگر مجھے موت آجائے تو اے ساقی کوثر مجھے محشر کے روز نہ بھلانا حضرت ابو طالبؑ نے فرمایا اے راہب میرا بیٹا علیؑ تا حال کوئی نہیں ہے۔ راہب نے قسم اٹھا کر فرمایا کہ یقیناً آپ کے ہاں علیؑ پیدا ہوگا جب پیدا ہو تو میرا اسلام پیغام اسے پہنچا دینا فرمایا اچھا۔ ادھر رسول اللہ کعبہ سے مولا علیؑ کو گھر لا رہے تھے کہ حضرت ابو طالبؑ نے بڑھ کر علیؑ کے چہرے پر نگاہ ڈالی اور حضورؐ سے کہا کہ مصطفےٰ مبارک ہو۔ آپ کا بھائی واقعہ ہی معجزہ ہے اس پر حضرت علیؑ نے کروٹ بدل کر فرمایا بابا پہلے مثرم بن وعیب کا سلام تو پہنچا لو۔ اللہ اکبر مجمع الفضائل ج ۲ صـ۱۲۱ جلاء العیون جلد ۱ صـ۲۴۶ المجالس المرضیہ صـ۱۷۴ سید الاوصیا صـ۱۳ کوکب دری صـ۲۲۴۔ عبدالرحمٰن جامی نے کیا خوب کہا ہے۔ سنو اور اپنے ایمان کو تازہ کرو۔ بسوئے کعبہ رود شیخ دمن براہ نجف بحق حق کہ مراست از و ہزار شرف۔ تفاوتے کہ میان من است داد ایں است ۔ کہ من بسوئے گوہر رفتم او بسوئے صدف۔

لکھا ہے کہ جب امیر المومنین علیہ السلام پیدا ہوئے تو نبی کریمؐ نے دست نبوت پر لے کر فرمایا اے علیؑ کچھ سناؤ۔ عرض کی یا رسول اللہ کیا سناؤں تورات سناؤں یا انجیل۔ زبور سناؤں یا قرآن فرمایا علیؑ قرآن سناؤ تو مولا کریمؑ نے پڑھا بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ قَدْ أَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ الخ نبیؐ نے فرمایا علیؑ سارے قرآن سے یہی سورۃ اور اسی آیت کو کیوں تلاوت کیا۔ عرض کی یا رسول اللہ میں مومنین کو مبارک دے رہا ہوں کہ تم فلاح پا گئے فرمایا کیسے عرض کی کہ میں جو امیر المومنین آ گیا

ہول المجالس المرضیہ ص۱۲۷ مجمع الفضائل جلد ۲ ص ۱۲۳۔ یہاں پر میرا ایک سوال ہے وہ یہ کہ۔ علمائے حق نے لکھا ہے کہ حضرت علیؑ نے دنیا میں آتے ہی پیغمبرؐ اسلام کو قرآن سُنایا مولا علیؑ کے پیدا ہوتے ہی قرآن سنانے سے کسی شیعہ عالم کو انکار نہیں ہے۔ تو پھر عرض یہ ہے کہ حضور نبی کریم نے اعلان نبوت اس وقت فرمایا جبکہ علیؑ دس بارہ برس کے تھے اور قرآن مجید کی پہلی آیت اقراء باسم الخ مکہ میں اس وقت نازل ہوئی۔ جبکہ حضورؐ کی عمر شریف چالیس برس کی تھی تو اس وقت مولا علیؑ دس بارہ سال کے تھے کہ قرآن مجید کی پہلی آیت نازل ہوئی اے قرآن مجید تو بارہ سال کے بعد نازل ہوگا۔ آج علیؑ رسول اللہ کے ہاتھوں پر قرآن پڑھ رہا ہے۔ فرمائیں علیؑ کہاں سے دیکھ کر اُستاد کو قرآن سُنا رہا ہے یہاں پہنچ کر پڑھیں اَلرَّحْمٰنُ ۙ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ ؕ خَلَقَ الْاِنْسَانَ ۙ عَلَّمَهُ الْبَیَانَ ۝ پارہ ۲۷ رکوع ۱۱ رحمٰن نے علم دیا قرآن کا پھر انسان کو پیدا فرمایا اور بیان کرنا سکھایا۔ یہ ہے مولائے کائنات کا قرآن پڑھنا کہ ہم محتاج ہیں قرآن کے اور حیدر کرارؑ وہ انسان ہے کہ قرآن اس کی زبان ہے کہتے ہیں کہ رسولِ خداؐ حضرت علیؑ کو گھر لائے تو قریش مکہ نے آکر دریافت فرمایا کہ اے محمدؐ فرما دیں آپ کے بھائی کی آنکھیں کیسی ہیں آپ کے بھائی کا چہرہ کیسا ہے آپ کے بھائی کا ناک کیسا ہے آپ کے بھائی کے ہاتھ کیسے ہیں۔ انہیں گمان تھا کہ فاطمہ بنت اسد نے کعبہ میں بچہ جننے کی جسارت کی ہے۔ لہذا بچے کی شکل صورت اچھی نہ ہوگی قریش کے دریافت کرنے پر حضورؐ خاموش رہے تو انہیں یقین ہو گیا کہ بچہ صورت کے لحاظ سے بہتر نہیں ہے ورنہ اس کا بھائی بتا دیتا حضرت کی خاموشی پر قدرت کی آواز آئی میرے حبیب انہیں بتاتے کیوں نہیں کہ یہ کیسا ہے عرض کی ہوگی پالنے والے کیا بتاؤں کہ قاعدہ ہے کہ ہر بچہ گھر والوں کی شکل پر پیدا ہوتا ہے۔ یہ واقعی ٹھیک ہے کہ پیدا ہونے والا بچہ یا ننھیال یا ددھیال کی شکل پر پیدا ہوتا ہے اگر بچہ خوبصورت ہوا تو ماں نے کہا دیکھو میرے لال کا ناک اس کے ماموں کی

طرح کا ہے آنکھیں تو دیکھو نانے کی طرح ہیں پیشانی نانی کی طرح ہاتھ کی ہتھیلی خالہ جان کی طرح ہے اور اگر بچہ بدشکل ہوا تو ناک چڑھا کر کہہ دیا اس نامراد کا ناک چاچے کی طرح۔ رنگ دادے جیسا آنکھیں دادی کی طرح کا ہے یعنی ہر بچہ گھر والوں کی ہی صورت پر تو علیؑ پیدا ہوا خدا کے گھر میں تو نبیؐ کیا بتائے کہ کیسا ہے قدرت کی آواز آئی حبیب علیؑ پیدا ہوا میرے گھر میں اگر قریش مکہ ہاتھ پوچھیں تو کہہ دو یداللہ ہیں۔ آنکھیں پوچھیں تو کہہ دو عین اللہ ہیں ناک پوچھیں تو کہہ تو۔ انف اللہ ہے۔ کان پوچھیں تو کہہ دو اذن اللہ ہیں۔ چہرہ پوچھیں تو کہہ دو وجہہ اللہ ہے۔ زبان پوچھیں تو کہہ دو لسان اللہ ہے۔ پورا جسم پوچھیں تو کہہ دو کہ ولی اللہ ہے میرے گھر میں پیدا ہوا میری طرف منسوب کرتے جاؤ۔ اس پر حضورؐ نے اعلان کر دیا کہ علیؑ کی آنکھیں عین اللہ ہیں۔ علیؑ کی زبان لسان اللہ ہے۔ علیؑ کے ہاتھ یداللہ ہیں۔ علیؑ کا چہرہ وجہہ اللہ ہے۔ علیؑ کا پورا جسم ولی اللہ ہے۔ بھائیو کعبہ علیؑ کی آن بتا رہا ہے۔ قرآن علیؑ کی شان بتا رہا ہے۔ خدا علیؑ کو اپنی زبان بتا رہا ہے۔ اور مصطفےؐ علیؑ کو کل ایمان بتا رہا ہے۔ اور نعیمی علیؑ کو نجات کا سامان بتا رہا ہے۔ چلو ایک حدیث سے تشریح کئے دیتا ہوں فرمایا کُلُّ مَوْلُوْدٍ یُوْلَدُ عَلٰی فِطْرَۃِ الْاِسْلَامِ ثُمَّ اَبَوَاہُ یُہَوِّدَانِہٖ اَوْ یُمَجِّسَانِہٖ اَوْ یُنَصِّرَانِہٖ احسن الفوائد صـ۴۳۔ اسرار المعرفت صـ۱۵۳ فرمایا ہر بچہ فطرت اسلام پر پیدا ہوتا ہے۔ پھر اس کے ماں باپ یہودی ہوئے تو بچہ یہودی ہو گیا۔ مجوسی ہوئے تو بچہ مجوسی ہو گیا اور اگر بچے کے ماں باپ نصرانی ہوئے تو۔ بچہ نصرانی ہو گیا۔ یعنی ہر بچہ فطرت اسلام پر پیدا ہوتا ہے اور گھر والے اپنے رنگ میں اسے رنگ لیتے ہیں یہ درست ہے کہ پنجاب کا بچہ پنجابی رنگ میں رنگا جائے گا۔ ایران کا بچہ ایرانی رنگ میں عرب کا عربی رنگ میں تو جب ہر انسان اپنے گھر میں پیدا ہونے والے پر اپنا رنگ چڑھاتا ہے تو حیدر کرارؑ پیدا ہوا خدا کے گھر میں تو ماننا پڑے

گا کہ توحید نے اپنا رنگ چڑھایا اور علیؑ نے پرورش پائی مصطفٰےؐ کی گود میں مصطفٰےؐ نے اپنا رنگ چڑھایا یہی وجہ ہے کہ توحید کے رنگ کو دیکھ کر نصیری نے خدا کہا اور مصطفٰےؐ کا رنگ دیکھ کر شب ہجرت مشرکین مکہ نے مصطفٰےؐ کہا یہ رنگ ہے۔

میں کہا کرتا ہوں اگر مولائے کائنات کے تمام فضائل لوگ فراموش کر دیں اور اس فرمان مصطفٰےؐ پر ایمان لے آویں تو علیؑ کو علیؑ ثابت کرنے کے لئے یہی ایک حدیث کافی ہے۔ بخاری جلد ۱ صفحہ ۹۰، ابن کثیر جلد ۱ صفحہ ۱۰۳ لکھا ہے کہ مکہ میں یہ رواج تھا کہ جب کسی کے ہاں کوئی بچہ پیدا ہوتا تو حضرت ابو جہلؑ جو مکہ کا رئیس اور مفتی تھا بتوں کے قدموں کی مٹی لا کر اس بچے کی پیشانی پر لگاتا اور ان کا خیال یہ تھا کہ یہ طریقہ مبارک ہے کہ یہ بچہ ساری زندگی بتوں کا ادب و احترام کرتا رہتا ہے ظاہر ہے کہ ابو جہلؑ جو اس کام کو انجام دیا کرتا تھا تو اس کی صورت بزرگ کی یا مولوی صاحب کی ہوا کرتی تھی حضرت امیر علیہ السلام کی ولادت پر ابو جہلؑ نے بتوں کے قدموں کی مٹی لی اور رسول اللہ کے پاس آ کر کہنے لگا کہ مجھے اس بچے کی پیشانی پر بتوں کے قدموں کی مٹی لگانا ہے تاکہ یہ بچہ بتوں کا پجاری رہے اور یہ ہماری مذہبی رسم ہے اے عبداللہ کے بیٹے ہم یہ رسم آپ پہ نہ کر سکے تو آج تک قوم کو شکایت ہے کہ آپ نے کبھی بتوں کی تعظیم نہیں کی بلکہ آپ انہیں نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں جس کا ہمیں بڑا قلق ہے۔ حضورؐ نے فرمایا اے ابو جہلؑ بچہ حاضر ہے مٹی لگا اور انعام وافر لے ادھر ابو جہلؑ مٹی لے کر آگے بڑھا اُدھر رسول اللہ نے مولا علیؑ کو اشارہ کیا کہ علیؑ پہلا شکار ہے بس ابو جہلؑ کا مٹی لے کر مولا علیؑ کے قریب جانا تھا کہ دست یداللہ حرکت میں آگیا وہ طمانچہ مارا کہ رہے نام داتا کا کہتے ہیں کہ علیؑ نے اس انداز سے ملعون کی مرمت فرمائی کہ ابو ایک طرف اور جہل ایک طرف ہو گیا اس کے بعد ساری زندگی اس کی اس طرح گذری کہ چلتا مشرق کو تو اس کا منہ مغرب کو ہوتا تھا۔ کوکب دری صفحہ ۲۲۳ ادھر ابو جہلؑ کی مولا نے مرمت فرمائی تو ادھر مکہ میں دوہائی مچ گئی کہ ابو طالبؑ

کے بچے نے ہمارے بزرگ کی طبیعت صاف کردی۔ میں کہا کرتا ہوں کہ دنیا لاتی کوشش کرلی مگر علیؑ کی پیشانی پر بتوں کی مٹی نہ لگا سکے وہ انسان علیؑ کا کیا مقابلہ کریں گے جو چالیس برس تک بتوں کو سجدے کرتے رہے ارے علیؑ تو شکم مادر میں بھی رسالت کو پہنچانتے تھے اور تعظیم کے لئے ماں کو کھڑا کر دیتے تھے۔ ایک روایت میں آیا ہے کہ والدہ امیر علیہ السلام کو جمال محمدی کے مشاہدے سے بیٹھنے کی طاقت نہ رہتی تو تعظیم کے طور پر کھڑی ہو جاتیں۔ ایک دن حضرت ابو طالبؑ نے فرمایا کہ محمدؐ مصطفٰے تو تمہارے بیٹوں کے مانند ہے تم اس قدر اس کی تعظیم تکریم کیوں کرتی ہو۔ اس معظمہ نے جواب دیا کہ یہ تعظیم و تواضع جو میری طرف سے ظاہر ہوتی ہے اختیاری نہیں ہے بلکہ مجبوری ہے کہ جس وقت محمد مصطفٰےؐ میری طرف آتا ہے تو میرے بطن کا بچہ مجھے تعظیم مصطفٰےؐ کے لئے مجبور کرتا ہے۔ ابو طالبؑ نے کہا کہ یہ بات بغیر دلیل و برہان کے قبول نہیں کی جا سکتی پس ابو طالبؑ اور حمزہؓ متفق ہو کر اپنے ہاتھ اسد اللہ الغالب کی والدہ ماجدہ کے کاندھے پر خوب جمالئے اور سید کائنات کو باہر سے بلایا جونہی مصطفٰےؐ نے اس طرف توجہ فرمائی اور ان کے نور جمال پہ والدہ امیرؑ کی نگاہ پڑی تو وہ معظمہ بتائید صمدی و قوت مرتضوی سیدھی کھڑی ہوگئیں کوکب دری صا۲۲ کیا اس علیؑ کا مقابلہ وہ لوگ کریں گے جو مصطفٰےؐ کو قتل کرنے گھر سے چلے تھے۔ ہاں میں عرض کر رہا تھا کہ ابو جہلؔ کا جب منہ ٹیڑھا ہو گیا تو اس کی حمایت میں مکہ کے لوگوں نے جلوس نکالے کہ اس بچے کی زیادتی ہے کہ ہمارے چوہدری صاحب کا خانہ خراب کر دیا۔ اس پر نبی اکرمؐ نے فرمایا کہ علیؑ مومنو کا مولا امیر دستگیر ہے اور مشرکین کفار منافقین کے لئے چمکتی ہوئی شمشیر ہے روایت میں ہے کہ ایک روز حضرت امیرؑ کی والدہ گرامی حضرت علیؑ کو جھولے میں ڈال کر کسی کام کو باہر چلی گئیں۔ تو ایک سانپ آیا اور پھنکارنے لگا جناب امیرؑ نے ہاتھ بڑھا کر اسے پکڑ لیا اور یہاں تک کہ وہ آپ کے ہاتھوں ہی میں مر گیا۔ جب آپ کی والدہ واپس آئیں تو علیؑ کی

گرفت میں مردہ سانپ دیکھ کر کہنے لگیں حَبَّاکَ اللّٰہُ یَاحَیْدَرَۃ اے میرے شیر خدا تجھے زندہ رکھے۔ سیرت امیر مفتی جعفر ص۱۳ ارجح المطالب صفا شعر۔

مہد میں کلّہ اژدر کو چیرنے والے — یہ بچپنا ہے تو عہد شباب کیا ہوگا

روایت میں ہے کہ جناب امیرؑ کے نام کے بارے میں حضرت ابو طالبؑ اور فاطمہ بنت اسد میں باہم تکرار ہونے لگا کہ فاطمہ نے کہا کہ اس کا نام میں نے اپنے والد کے نام پر اسد رکھا ہے حضرت ابوطالبؑ نے فرمایا کہ اس کا نام ہمارے جد اعلیٰ جامع قبائل عرب قصیٰ کے نام پر زید رکھنا چاہیئے۔ حضورؐ نے فرمایا جھگڑا کیسا کہ یہ بچہ جس کے گھر میں پیدا ہوا اسی سے دریافت کرلو کہ اس کا نام کیا ہونا چاہیئے۔ لہٰذا گھر کے افراد بیت اللہ تشریف لائے اور بارگاہ الٰہی میں عرض کی بَیِّنْ لَنَا بِحُکْمِکَ الْمَرْضِیِّ مَاذَا تَرٰی مِنْ اِسْمِ ھٰذَا الصَّبِیِّ۔ اے خدا اس بچے کا نام کے بارے میں جو تری رضا ہو اس سے آگاہ فرمائیے۔ اس پر خانۂ خدا سے آواز آئی۔ فَاسْمُہٗ مِنْ شَامِخٍ عَلِیٍّ۔ عَلِیٌّ اِشْتُقَّ مِنَ الْعُلِیِّ کہ اس کا نام بلند چوٹی سے علیؑ ہے جو کہ عُلیٰ سے مُشتق۔ المجالس المرضیہ ص۱۰۴ کوکب دری ص۲۲۶ ارجح المطالب ص۱۱ فرماؤ مسلمانو جس مولود کے نام رکھنے میں بھی قدرت کا فیصلہ ضروری سمجھا گیا ہو۔ اس مولود کا مقابلہ وہ حضرات کریں گے جن کا نام معنی کے لحاظ ۔۔۔ بھی پُرعیب ہو۔ یہ امر تسلیم شدہ ہے کہ دنیا میں حضرت علیؑ ہی پہلا انسان ہے کہ جس کا نام علیؑ محفوظ رہا۔ جو لوگ علیؑ کے نام کا مقابلہ نہ کرسکے وہ علیؑ کے کام کا کیا مقابلہ کرسکیں گے۔ بس یوں سمجھو کہ علیؑ کعبہ میں آئے تو اسلام کی زینت میدان میں اُترا تو ایمان کی زینت۔ آیتوں میں آیا تو قرآن کی زینت۔ منبر پہ بیٹھا تو بیان کی زینت۔ بستر رسولؐ پر سویا تو خاندان کی زینت۔ شب معراج لہجۂ علیؑ بنا تو رب رحمٰن کی زینت۔ مُلاں لوگ کہتے ہیں کہ شیعہ حضرات حضرت علیؑ کے فضائل زیادہ بیان کرتے ہیں۔ اتنے فضائل تو یہ لوگ حضور نبی اکرمؐ کے بھی

بیان نہیں کرتے جتنے یہ مولا علیؑ کے بیان کرتے ہیں۔ سو عرض ہے کہ ہم کسی کو نہ تو بڑھاتے ہیں اور نہ ہی کسی کو گھٹاتے ہیں۔ جس کو خدا نے نبی کہا ہم اسے نبی مانتے ہیں جس کو ولی کہا ہم اسے ولی مانتے ہیں جس کو خدا نے علیؑ کہا ہم اسے علیؑ مانتے ہیں۔ اور جسے اللہ نے کچھ نہیں کہا ہم اسے کچھ نہیں مانتے۔ رہی یہ بات کہ مولا علیؑ کے خطابات زیادہ بیان کرنا تو یہ حقیقت ہے کیونکہ خطاب وہ دیتا ہے جو بڑا ہو۔ حضور نبی کریمؐ کو تو خطاب دینے والا ایک ہی ہے کیونکہ تاجدار رسالت سے بڑی تو صرف اور صرف خدا کی ہی ذات ہے۔ مولا علیؑ تو محمد مصطفےٰؐ کا غلام ہے اور علیؑ سے بلند دو ہستیاں ہیں ایک خدا کی ذات دوسری مصطفےٰؐ کی ذات پس نبیؐ کو تو خطاب ایک ذات باری تعالےٰ نے ہی دیئے اور علیؑ کو خدا نے اور مصطفےٰؐ نے خطاب دیئے کیونکہ خطاب بڑا دیتا ہے مثال کے طور پر اگر گاؤں کا چوکیدار آپ سے فرمائے کہ میں آپ کو خان بہادر کا خطاب دیتا ہوں تو آپ اس کے گلے پڑ جائیں گے کہ اس نے میری توہین کی ہے۔ اور اگر کمشنر صاحب آپ کو بلا کر خان بہادر کا خطاب دیں تو عزت اور خوشی ہو گی۔ دوست آکر مبارک باد دیں گے کہ آپ تو صاحب خان بہادر بن گئے۔ بھائیو خطاب ہمیشہ بڑا دیتا ہے تو نبیؐ سے بڑا ایک ہے اور علیؑ سے بڑے دو ہیں۔ دونوں نے بڑھ چڑھ کر خطاب دیئے تو علیؑ کے خطاب بڑھ گئے سنو خدا نے کہا کہ شکل دیتا ہوں نبیؐ نے کہا عقل دیتا ہوں۔ خدا نے کہا کہ میں قرآن دیتا ہوں محمدؐ نے کہا کہ میں زبان دیتا ہوں۔ خدا نے کہا میں ذوالفقار دیتا ہوں محمدؐ نے کہا کہ میں راہوار دیتا ہوں۔ خدا نے کہا کہ علم دیتا ہوں۔ محمدؐ نے کہا کہ علم دیتا ہوں۔ خدا نے کہا کہ میں نام دیتا ہوں۔ محمدؐ نے کہا کہ اپنے دوش پر مقام دیتا ہوں۔ خدا نے کہا کہ میں گھر دیتا ہوں۔ محمدؐ نے کہا کہ میں گھر والی دیتا ہوں۔ خدا اور رسولِؐ نے اپنے اپنے مقام پر مولا علیؑ کو نوازا اس لئے حیدر کرارؑ

کے خطابات زیادہ ہو گئے۔ رہی مولا علیؑ کی حقیقی پوزیشن تو حضورؐ خود مولا علیؑ فرماتے ہیں کہ جو مجھے چار خلیفوں میں سے چوتھا خلیفہ نہ کہے تو اس پر اللہ کی لعنت ہے بس میں تو صرف چوتھا ہی خلیفہ ہوں۔ حسن بن زید کہتا ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کی کہ فرزند رسولؐ آپ تو اس کے علاوہ کچھ اور فرماتے ہیں تو حضرت صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ یہ حدیث درست ہے کہ علیؑ چوتھا خلیفہ ہے کیونکہ خداوند کریم نے اپنی کتاب میں فرمایا ہے۔ وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً ؕ پارہ ۱ رکوع ۲ میرے حبیب وہ وقت یاد کرو کہ جب تیرے پروردگار نے ملائکہ سے فرمایا کہ میں زمین میں خلیفہ بنانے والا ہوں۔ تو خالق کی طرف سے حضرت آدمؑ پہلا خلیفہ ہے۔ اور قرآن سنو یٰدَاوٗدُ اِنَّا جَعَلْنٰكَ خَلِیْفَةً فِی الْاَرْضِ پارہ ۲۳ رکوع ۱۱ اے داؤدؑ تحقیق کیا ہم نے تجھ کو خلیفہ بیچ زمین کے۔ تو حضرت داؤدؑ قرآن کی رُو سے دوسرے خلیفہ ہوئے اور قرآن سنو وَقَالَ مُوْسٰی لِاَخِیْهِ هٰرُوْنَ اخْلُفْنِیْ فِیْ قَوْمِیْ پارہ ۹ رکوع ۷ اور کہا موسیٰؑ نے ہارونؑ سے کہ تم میری قوم میں خلیفہ ہو۔ تو حضرت ہارونؑ قرآن کی رُو سے تیسرے خلیفہ ہیں اور چوتھے خلیفہ میرے جد امیرالمومنینؑ ہیں دنیا کی طرف سے چوتھے نہیں بلکہ خدا کی طرف سے چوتھے خلیفہ ہیں۔ تفسیر انوار النجف جلد ۲ صفحہ ۹۸ اگر لوگ حق کے بنائے ہوئے خلفا کی پیروی کرتے تو محمدؐ کی بیٹیاں بازاروں میں نہ پھرائی جاتیں۔ روایت میں ہے کہ جب محمدؐ کی بیٹیاں اُجڑ کر کوفہ میں آئیں تو ابن زیاد ملعونؑ نے لوگوں کو مسجد میں جمع کیا اور منبر پر جا کر بنی اُمیہ کی تعریف کی اور علیؑ اور اولاد علیؑ کی توہین کی۔ جناب عبداللہ ابن عفیف ازدی جو مولا علیؑ کے حبداروں میں سے تھا اس کی ایک آنکھ جنگ جمل اور دوسری آنکھ جنگ صفین میں ضائع ہو گئی تھی یہ مسجد ہی میں رہتا تھا۔

کھڑا ہو گیا اور غصے سے فرمایا۔ او ملعونؑ ابن ملعونؑ تو فرزند رسولؐ کی توہین کرتا ہے اور خبیث ابن خبیث کی تعریف کرتا ہے کاش کہ میری اس وقت آنکھیں ہوتیں تو میں تجھ پر عرصۂ حیات تنگ کر دیتا۔ ابن زیادؑ نے حکم دیا اس کو پکڑ کر میرے پاس لاؤ۔ لوگ اس کی طرف دوڑے کہ گرفتار کر کے ابن زیادؑ کے پیش کریں تو قبیلہ ازد کے اشراف کھڑے ہو گئے اور عبداللہ ابن عفیف کو چھڑا کر گھر پہنچا دیا ابن زیادؑ نے محمد ابن اشعث کو فوج دے کر بھیجا کہ عبداللہ کو گرفتار کر کے لاویں۔ جناب عبداللہ کے گھر میں صرف ایک ہی بچی تھی جب فوج دروازے پر پہنچی تو بچی نے عرض کی بابا دشمن آ گئے عبداللہ نے تلوار لی اور بچی سے فرمایا کہ تو مجھے بتلائے جا تا کہ دشمن کس طرف سے حملہ کرتا ہے۔ جناب عبداللہ چاروں طرف تلوار گھماتے جاتے تھے۔ عزادارو کافی دیر تک لڑائی ہوئی آخر اشقیاء نے عبداللہ کو گرفتار کر لیا اور دربار کی طرف لے کر چلے۔ کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ کی لڑکی نے برقعہ لیا۔ اور قیدی باپ کے ساتھ دربار کی طرف چلی جب دربار کا دروازہ آیا تو رو کر بچی نے کہا بابا خدا حافظ میری غیرت گوارا نہیں کرتی کہ ملعونؑ کے دربار میں جاؤں۔ عزادارو بچی رکی ہی تھی کہ دربار کے ایک کونے سے آواز آئی پھپھی جانی آ جاؤ۔ بچی نے حیرت سے پوچھا کہ آپ کون ہیں جو مجھے پھپھی جانی کہہ رہی ہو۔ فرمایا میں سکینہؑ بنت الحسینؑ ہوں کہا کہ سکینہؑ زینبؑ کہاں ہے فرمایا ہم سب بیبیاں قید ہو گئیں۔ عزادارو عبداللہ نے جب سُنا کہ مصطفےٰ کی بیٹیاں قید ہیں تو تڑپ کر فرمایا۔ غازی کہاں چلا گیا۔ علی اکبرؑ کو کیا ہو گیا۔ حضرت سجادؑ نے فرمایا وہ سارے شہید ہو گئے۔ اس کے بعد ابن زیاد نے عبداللہ سے دریافت کیا کہ حضرت عثمان کے بارے میں تو کیا کہتا ہے۔ عبداللہ نے فرمایا او ملعون تجھے عثمان سے کیا واسطہ اس کا معاملہ خدا کے سپرد ہے۔ تو اپنے اور اپنے باپ کے بارے میں دریافت کر تو مجھ سے یزیدؑ اور معاویہ

کے بارے میں دریافت کر۔ کہ ان کا تعارف کراؤں۔ اس کے بعد ابن زیادؒ غصے سے کانپنے لگا اور حکم دیا کہ اسے قتل کر دو۔ اس دشمن کی تلوار چلی۔ ادھر مصطفےٰ کی بچیوں کی فریاد بلند ہوئی۔ لہوف ابن طاؤس ص۱۱۱ بحار الانوار جلد ۱۰ حصہ ۲ ص۲۳۳ سعادۃ الدارین ص۴۹۶ الا لعنت اللہ علی القوم الظالمین

چودہویں مجلس

جتنا بات کرنے والے کا مقام بلند اُتنا بات میں وزن زیادہ حضرت علیؑ کے گھوڑے کے دوڑنے کا قصیدہ قرآن مجید سے اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ کی تشریح۔ اصحاب اور آل میں فرق۔

جناب سیّد الانبیاءؐ کا چاند کو دو ٹکڑے کرنا اور حضرت علیؑ کا سورج کو پلٹانا۔ شب ہجرت کا منظر۔

منزل صحابہ اور آلِ محمدؐ کا مقام۔ مصائب آلِ رسولؐ کا لُٹا ہوا قافلہ بازار کوفہ میں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ؕ

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ؕ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا ؗ سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ؕ ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِى التَّوْرٰىةِ ۛۚ وَمَثَلُهُمْ فِى الْاِنْجِيْلِ ۚ قف پارہ ۲۶

رکوع ۱۲ ترجمہ محمدؐ اللہ کا رسول اور جو لوگ اس کے ساتھ ہیں اوپر کفار کے سخت ہیں اور آپس میں رحمدل ہیں دیکھتا ہے تو ان کے رکوع کرتے والے سجدہ کرتے والے اور چاہتے ہیں فضل خدا کا اور رضامندی اس کی ان کے چہرے سجدے کی وجہ سے روشن ہیں۔ ان کی مثالیں توراۃ میں بھی بیان کردی گئی ہیں اور انجیل میں بھی ان کی مثالیں موجود ہیں۔ دنیا میں شعر و شاعری کا عام رواج ہے۔ اکثر لوگ اشعار پسند کرتے ہیں۔ اسی لئے تو ذاکرین حضرات۔ قصیدے اور رباعیات وغیرہ پڑھ کر سامعین کو خوش کر لیتے ہیں اور آپ لوگوں سے وافر داد وصول کر لیا کرتے ہیں۔ لو آج تو میں بھی قصیدہ ہی پڑھوں گا مگر میرا قصیدہ نرالا ہوگا وہ یہ کہ آپ کے سامنے ذاکرین حضرات میں سے کوئی تو انیسؔ کا قصیدہ تیار کیا ہوا پڑھتا ہے تو کوئی دبیرؔ کا بنایا ہوا قصیدہ پڑھتا ہے۔ کوئی جوشؔ کا کوئی ہوشؔ کا کوئی فداؔ کا کوئی گداؔ کا کوئی شوقؔ کا کوئی ذوقؔ کا کوئی نذیرؔ کا کوئی جھنڈیرؔ کا کوئی بہارؔ کا کوئی انوارؔ کا کوئی نیازیؔ کا کوئی قاضیؔ کا کوئی رازیؔ کا کوئی تصدقؔ شیرازی کا مگر میں آج قصیدہ فرش والوں کا بنایا ہوا نہیں پڑھوں گا۔ بلکہ عرش والوں کا بنایا ہوا بیان کروں گا میرا قصیدہ وہ ہوگا کہ بنایا خدا نے ہوگا اور پڑھ کے سنایا اور سمجھایا مصطفےٰ نے ہوگا سنو ہر قصیدے کا وزن ایک جیسا نہیں ہوا کرتا بلکہ جتنا کہنے والا بلند ہوگا اتنا ہی اس قصیدے کا وزن بلند ہوگا۔ میں ایک مثال سے اپنے مقصد کو واضح کرتا ہوں مثال کے طور پر چار پانچ آدمی کسی مقام پر تشریف فرما تھے کہ دوران گفتگو میں بحث آگئی کہ نماز اچھی چیز

ہے تو سننے والے کہیں گے کہ فلاں مقام پر چند آدمی گفتگو کر رہے تھے کہ نماز اچھی شئی ہے اور اگر گاؤں کا نمبردار یا محلے کا سربراہ کہہ دے کہ نماز پڑھو نماز اچھی شئی ہے تو لوگ کہیں گے کہ آج نمبردار نے حکم کیا ہے کہ نماز پڑھو نماز اچھی شئی ہے۔ اور اگر مولوی صاحب ارشاد فرمادیں کہ نماز اچھی شئی ہے نماز پڑھو تو آپ فرمادیں گے۔ مولوی صاحب نے مسئلہ کیا ہے کہ نماز پڑھو نماز اچھی شئی ہے اسی طرح اگر مفتی صاحب فرمادیں کہ نماز پڑھو نماز اچھی شئی ہے تو لوگ کہیں کہ مفتی صاحب نے فتویٰ دیا ہے کہ نماز پڑھو اور اگر معصوم فرمائے کہ نماز پڑھو تو آپ فرمادیں گے کہ معصوم کی حدیث ہے کہ نماز پڑھو اور اگر خالقِ کائنات فرمائے کہ نماز پڑھو تو آپ فرمادیں گے کہ قرآن کی آیت ہے کہ نماز پڑھو۔ ارے بات تو ایک ہے مگر جوں جوں کہنے والے بدلتے گئے بات کا معیار بدلتا گیا چند آدمیوں نے کہا تو بنی بات نمبردار نے کہا تو بنا حکم مولوی صاحب نے کہا تو بنا مسئلہ مفتی صاحب نے فرمایا تو بنا فتویٰ۔ معصوم نے کہا تو بنی حدیث اور اگر خالق کائنات نے ارشاد فرمایا تو بنی قرآن کی آیت حقیقت میں بات تو ایک ہی ہے کہ نماز پڑھو مگر وزن کہنے والے کی منزلت کے مطابق ہوتا گیا۔ اسی طرح میرا اور آپ کا حیدر کرارؑ کی شان میں قصیدہ کہنا اور بات ہے اور خالق کائنات کا علیؑ کی شان میں قصیدہ کہنا اور بات ہے۔ تو قصیدہ کی تمہید یوں ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ایک جماعت قبیلہ بنو سلیم میں سے مجتمع ہو کر آمادہ جنگ پیکار ہوئی کہ بارہ ۱۲ ہزار آدمی وادی الرمل میں جمع ہوئے اور قسمیں کھائیں کہ شمع نبوت اور قمر امامت کو جب تک صفحۂ ہستی سے نہیں مٹادیں گے ہم اپنی نسل کو آگے نہیں بڑھائیں گے ہاں اگر دونوں کو قتل شہید نہ کرسکیں تو کم از کم ایک کو تو ضرور قتل کریں گے اور اگر پھر ایک ۱ بچ گیا تو کوئی ہرج نہیں کہ اگر ان میں ایک ہو تو خاموش رہتا ہے۔ اور یہ ہے بھی حق کہ ا۔ خاموش ہی رہتا ہے۔ کہ رحمتہ للعالمین چالیس برس تک خاموش رہا۔ دُنیا گناہ ہوتے رہے آمنہؑ کا لال آنکھوں سے دیکھتا رہا اور خاموش رہا۔ بچیاں

زندہ درگور ہوتی رہیں۔ عورتیں مرد برہنہ ہو کر بیت اللہ کا طواف کرتے رہے۔ شراب کے دور چلتے رہے۔ باپ کے مرنے کے بعد باپ کی بیوی بچے کی ملکیت ہوا کرتی تھی یعنی ایک عورت ماں بھی ہے اور بیوی بھی ہے اور بہو بھی ہوا کرتی تھی بس یہ تو مصطفیٰ کا کام ہے کہ اس نے ماں اور بیوی میں تمیز کرادی۔ ورنہ خدا کی قسم عرب کے بدوں کی نسلیں بھی صحیح نہ تھیں۔ یہ سب کچھ ہوتا رہا اور مصطفیٰ دیکھتے رہے پر چالیس سال تک خاموش رہے۔ کیا وجہ ہے کہ مصطفیٰ خاموش رہے۔ جبکہ نبی کا امتی تو بالغ ہوتے ہی بارہ برس کی حدود میں داخل ہو جاتا ہے احکامات شرعیہ امتی پر تو چودہ سال کے بعد واجب اور خود حضورؐ چالیس برس تک خاموش رہا اس کی وجہ صرف یہ بھی کہ اکیلا کام نہیں کرنا اگر کہتا کہ میں نبی ہوں تو نبوت کا گواہ کہاں سے لا کر پیش کرتا اسی لئے میں جہاں چالیس برس خاموشی سے نکال دیئے ادھر علیؑ نے مصطفیٰ کی گود میں آنکھ کھولی تو پیغمبر نے کام شروع کر دیا اور ایک دن مصطفیٰ نے علیؑ کی آغوش میں آنکھ بند کی تو اب علیؑ خاموش ہو گئے۔ بھائیو اگر مصطفیٰ چالیس برس تک خاموش رہ کر مصطفیٰ رہ سکتا ہے تو مرتضیٰ بھی خاموش رہ کر مرتضیٰ رہ سکتا ہے جو علیؑ سے اعتراض کا جواب چاہتا ہے وہ نبیؐ سے جواب وصول کرے ہاں میں عرض کر رہا تھا۔ کہ وادی یابس کے لوگ بارہ ہزار جمع ہو کر مدینہ کی طرف بڑھے کہ خدا نے فرمایا میرے حبیب قبیلہ بنو سلیم کے لوگ جنگ کرنے کو آ رہے ہیں۔ انہیں راستہ میں ہی روکئے تو پیغمبر نے چار ہزار جوان ان کے مقابلہ کو بھیجے کہ علم ایک بزرگ کے حوالے کیا مگر وہ بزرگ چار ہزار جوان کو صحیح سالم ہی واپس لایا۔ کہ قبیلہ بنو سلیم کی تاب نہ لا سکا۔ حضورؐ نے پھر علم دوسرے بزرگ کے حوالے فرمایا اور وہ چار ہزار کا لشکر لے کر جو کڑیاں بھرتا ہوا وادی الرمل میں پہنچا مگر قسمت کی بات کہ وہ بزرگ بھی میدانِ جہاد میں جم کے نہ لڑ سکا اور مجبوراً واپس آنا پڑا۔ جب پیغمبر کو اس کے واپس آنے کی خبر ملی تو آپ نے صحابہ کرام کو جمع فرمایا اور حالات سے آگاہ کیا اس پر عمرو بن عاص نے عرض کی۔ یا

رسول اللہ مجھے موقعہ دیجئے کہ میں ان کو اپنے مکر و فریب سے شکست دے دوں کہ میں اس سلسلہ میں نہایت ہی مہارت رکھتا ہوں اس پر حضورؐ نے علم عمرو بن عاص کو دیا اور وہ بھی چار ہزار جوان لے کر مقابلہ کو نکلا مگر قبیلہ بنو سلیم کے جوانوں نے اس بزرگ کو بھی بھاگنے پر مجبور کر دیا کہ وہ بھی واپس تشریف لے آیا۔ معاملہ بڑا مشکل ہو گیا تو قدرت کا ارشاد ہوا میرے حبیب اگر مشکل ہے تو مشکل کشا کو بھیج دے بس پیغمبر اسلام نے حضرت علیؑ کو میدان میں جانے کا حکم دیا اور پہلے تین سپہ سالاروں کو حضرت علیؑ کے ماتحت فرمایا حضرت علیؑ رات کو سفر فرماتے اور دن کو قیام کرتے ایک مقام پر پہنچ کر حضرت علیؑ نے راستہ چھوڑ دیا اور جنگل کی طرف چلنے کا حکم دیا حضرت عمرو بن عاص جو پہلے ناکام واپس آچکے تھے اُس نے خیال کیا کہ علیؑ تو یقیناً فاتح بنے گا۔ حضرت علیؑ سے آکر کہا کہ حضور اس راستہ میں تو شیر اور بھیڑیئے ہیں اور ہمیں جان کا خوف ہے آپ نے توجہ نہ کی تو اس نے حضرت ابو بکر سے جاکر کہا کہ اس راستہ میں ہم محفوظ نہیں ہیں آپ حضرت علیؑ سے فرمادیں کہ وہی راستہ اختیار کریں کہ جس راستہ میں خطرہ کا امکان نہیں ہے حضرت ابو بکر نے بھی حضرت علیؑ سے فرمایا مگر آپ خاموش ہی رہے پھر عمرو بن عاص نے حضرت عمر سے جاکر کہا کہ آپ حضرت علیؑ کو معروف راستہ سے چلنے کا مشورہ دیں تاکہ شیر اور بھیڑیوں سے ہم محفوظ رہ سکیں تو حضرت عمر کے کہنے پر بھی علیؑ نے راستہ نہ بدلا ابن نے عرض کیا کہ لشکر کو حضرت علیؑ رات کے وقت چلنے کا حکم دیتے تھے اور دن کو قیام ہوتا تھا۔ لکھا ہے کہ اس طریقہ سے حضرت علیؑ علی الصبح یکایک دشمنوں کے سر پر پہنچ گئے اور اس قوم بد انجام پر تیغ انتقام کھینچ کر حملہ کیا اور بڑھ بڑھ کر کفار کو قتل کرنا شروع کیا وہ قوم لشکر اسلام کے مقابلہ کی تاب نہ لاسکی اور چمگادڑ کی طرح آفتاب اسلام کے لشکر کی شعاعوں سے فرار اختیار کیا ادھر لشکر کے گھوڑے میدان میں دوڑے اُدھر قدرت نے قلم اٹھایا اور لکھا۔ وَالْعٰدِيٰتِ ضَبْحًا ۙ فَالْمُوْرِيٰتِ قَدْحًا ۙ فَالْمُغِيْرٰتِ صُبْحًا ۙ

فَاَثَرْنَ بِهٖ نَقْعًا لا فَوَسَطْنَ بِهٖ جَمْعًا لا پارہ نمبر ۳۰ رکوع ۲۵ قسم ہے گھوڑوں دوڑنے والوں کی ہانپ کر۔ پھر آگ نکالنے والوں کی پتھر جھاڑ کر۔ پس گاؤں پر حملہ کرنے والے صبح کو پس اُٹھاتے ہیں ساتھ اس کے غبار کو پس حملہ کرتے ہیں جماعت بن کر مسلمانو یہ حضرت علیؑ کے لشکر کے بارے میں ہے فرماؤ جب علیؑ کا لشکر ایسا تو خود علیؑ کا گھوڑا کیسا ہوگا اور جب گھوڑا ذہن میں آجائے تو گھوڑے کا سوار علیؑ کیسا ہوگا روایت میں ہے اسی جنگ کی کامیابی پر آنحضرتؐ نے فرمایا کہ اے علیؑ مجھے اندیشہ ہے کہ لوگ تیرے بارے میں وہی کچھ نہ کہہ دیں کہ جو عیسےٰؑ کے بارے میں نصارٰی کہتے ہیں ورنہ میں تیرے بارے میں وہ کچھ بیان کرتا کہ لوگ تیرے قدموں کی مٹی سے شفا حاصل کرتے۔ کوکب دری صفحہ ۵۶ المجالس المرضیہ صفحہ ۹۶ نفس رسول جلد ۲ صفحہ ۳۹۵ تفسیر عمدۃ البیان جلد ۳ صفحہ ۵۳۶ قرآن مجید حاشیہ فرمان علی صفحہ ۹۵۵۔ رُباعی

الفت کے واسطے ہو کہ عظمت کے واسطے
یا اہل دیں کی خاص عبادت کے واسطے
ہم تو یہی سمجھتے ہیں اے مرتضیٰؑ علیؑ
کعبہ بنا تھا تیری ولادت کے لیے

چند اشعار اور ملاحظہ فرماویں۔

علیؑ اخی محمدؐ۔ علیؑ خدا کا ولی۔
علیؑ کا نام ہے نام خدائے لم یزلی
علی کے ذکر سے دین نبیؐ کی بات چلی
لکھا ہے باب ارم پر بخط سبز جلی۔

خدا کے بعد نبیؐ ہے نبی کے بعد علیؑ

وہ کون ہے در حیدرؑ کا جو نہیں سائل۔ کہا جو حیدر کرارؑ تو حل ہوئی مشکل۔
ہیں ضرب حیدری کے جبرئیلؑ بھی قائل۔ ہیں اس حدیث پیمبرؐ کے شافعی ناقل
خدا کے بعد نبیؐ ہے نبیؐ کے بعد علیؑ

علیؑ ہے فخر پیمبر علیؑ ہے نفس رسولؐ۔ علیؑ ہے جان محمدؐ علیؑ ہے زوج بتولؑ
عدو علیؑ کا ہے بے شبہ گروہ جہول۔ یہ سُن کے شاد ہے مسلم تو خارجی ہے ملول
خدا کے بعد نبیؐ ہے نبیؐ کے بعد علیؑ

جس آیت کے بارے میں دنیا والوں کو ناز ہے کہ یہ آیت ہمارے بزرگوں کے فضائل میں نازل ہوئی ہے آج اُسی آیت کے بارے میں مجھے عرض کرنا ہے سنو بڑے فخر سے مسلمان دو آیتیں پیش کرتے ہیں ایک غار والی آیت اور ایک یار والی آیت تو آج میں بھی یار والی آیت پر بحث کرنا چاہتا ہوں سنو مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کہ محمدؐ اللہ کا رسولؐ تو محمدؐ صفت اور رسول موصوف مل کر مُبتدا ہوئے۔ یعنی محمدؐ اللہ کا رسول وَ الَّذِیْنَ مَعَہٗ یعنی محمدؐ اللہ کا رسول اور اس کے ساتھی سنو مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ہے مُبتدا۔ اوّل اور وَالَّذِیْنَ مَعَہٗ یہ ہے مُبتدا ثانی کہ محمدؐ رسول اللہ اور جو لوگ اس کے ساتھ ہیں یہ دونوں پارٹیاں مل کر آگے خبر ہے۔ اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ یعنی محمدؐ رسول اللہ اور وہ لوگ جو اس کے ساتھ ہیں۔ دونوں پارٹیاں کافروں پر سخت ہیں۔ جیسے مصطفیٰؐ کافروں پر سخت ہیں ویسے مصطفیٰؐ کے ساتھی بھی کافروں پر سخت ہیں تو نتیجہ نکلا کہ جو مصطفیٰؐ کی طرح کافروں پر سخت ہوگا۔ وہ مصطفیٰؐ کا ساتھی ہوگا اور جو کافروں سے ڈر کر میدان سے فرار فرما جائے وہ اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ کیسے ہوگا مسلمانو جھگڑا نہ کرو جو مصطفیٰؐ کی طرح میدان میں جم کر لڑے وہ محمدؐ رسول کا ساتھی ہے اور جو بزرگ احد کے میدان سے اس طرح بدحواس ہو کر بھاگے کہ تیسرے روز واپس مدینہ پلٹے کیا وہ اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ کا خطاب پا سکتا ہے۔ دیکھو طبری جلد ۱ صفحہ ۲۲۱ تذکرۃ الخواص صفحہ ۶۶ ہاں اگر کافروں سے ڈرنے والا اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ نہیں ہو سکتا تو فرماویں کہ جو بزرگ رسول اللہ سے کہہ رہا ہے کہ حضورؐ مجھے مکہ نہ بھیجیں مجھے اپنی جان کا خوف ہے بلکہ آپ عثمان کو مکہ بھیجیں کہ اس کے رشتہ دار حمایتی وہاں موجود ہیں اور میرے قبیلہ والوں میں سے کوئی مکہ میں نہیں کہ جو میری حمایت کر سکے فرماؤ یہ بزرگ کفار سے گھبرا رہا ہے۔ یا اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ کا تمغہ پا رہا ہے دیکھو تاریخ طبری ج ۱ صفحہ ۲۳۳ الفاروق صفحہ ۱ شبلی نعمانی۔ حضرت ابو قتادہ سے مروی ہے کہ بروز حنین مسلمان پسپا ہو کر بھاگ

تو میں بھی ان کے ساتھ تھا ناگاہ کیا دیکھتا ہوں کہ مفرورین میں حضرت عمر بن الخطاب بھی ہیں میں نے ان سے عرض کیا کہ کیا حال ہے ہم مسلمانوں کا کہ بھاگ کھڑے ہوئے انہوں نے فرمایا کہ خدا کی مشیت بعدازاں ہم سب لوگ رسول اللہ کے پاس آ گئے تاریخ احمدی صـ۲ے بخاری جلد ۳ صـ۲۵ علامہ وحید الزمان بخاری شریف کی تیسری جلد ۳ صـ۱۳۵ کے حاشیہ پر تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر خیبر کے میدان میں کامیاب نہ ہو سکے فرماؤ یہ بزرگ اَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ کس طرح کہلا سکتے ہیں مسلمانوں تم پیغمبر کی زندگی کا ایک ہی واقعہ بتاؤ کہ حضورؐ کفار سے گھبرا گئے ہوں پوری کوشش کرنے کے باوجود کوئی مسلمان ایسا جنگ پیش نہیں کر سکتا کہ جس سے رحمۃ للعالمینؐ کی گھبراہٹ ثابت ہو۔ تو ثابت ہوا کہ نبی کا ساتھی صفت اَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ میں وہ ہوگا جو نبی کی طرح میدان جنگ میں ثابت قدم رہے میں کہتا ہوں قرآن مجید کے اس فرمان کا کیا جواب ہے۔ اِذْ تُصْعِدُوْنَ وَلَا تَلْوٗنَ عَلٰٓى اَحَدٍ وَّ الرَّسُوْلُ يَدْعُوْكُمْ فِيْٓ اُخْرٰىكُمْ پارہ ۴ رکوع ۷ اس وقت کو یاد کرو کہ جب بدحواس ہو کر پہاڑ کی طرف بھاگے چڑھے جاتے تھے اور ہمارا رسولؐ تم کو پیچھے سے پکارتا اور تم مڑ کر بھی نہ دیکھتے تھے۔ رباعی

جہاد راہ حق اسلام کی عظمت بڑھاتا ہے — لڑائی میں لڑو جان دو قرآن سکھاتا ہے
مسلمان اور کافر میں یہی ہے فرق بنیادی — وہ جنگ میں جان دیتا ہے یہ جنگ سے بھاگ جاتا ہے

۔ ایک بات یاد رہے کہ میں

صحابہ کرام کا غلام ہوں بلکہ پوری اُمت مصطفےٰؐ صحابہ کرام کی غلام ہے ورنہ اسلام صحیح نہ ہوگا۔ مگر اہلبیت اور ہیں اور صحابہ کرام اور ہیں۔ میں صحابہ کرام کو دودھ کی مانند سمجھتا ہوں اور اہلبیت کو پانی کی مانند مانتا ہوں۔ دیکھو خود دودھ پاک ہے۔ قیمتی ہے اس کے پینے سے جسمانی قوت میں اضافہ ہوتا ہے مگر دودھ کسی کو پاک نہیں کر سکتا۔ دیکھو پانی خود بھی پاک ہے اور جو اس کے دامن میں آ جائے

وہ بھی پاک ہو جاتا ہے۔ میں کہتا ہوں اگر دودھ کا تالاب ہزار من کا ہی کیوں نہ ہو پاک ہے مگر کسی کو پاک نہیں کر سکتا خدا نہ کرے اگر دودھ کے تالاب میں ایک قطرہ نجاست کا پڑ گیا تو سارے دودھ کا بیڑا غرق کر دے گا۔ اور اگر پانی کے تالاب میں نجاست گر جائے تو دامن رحمت میں لا کر پانی اُسے پاک کر دے گا چاہے حرؓ جیسا ہی گنہگار کیوں نہ ہو۔ اہلبیت کے درواز پر آیا تو انہوں نے دامن رحمت میں جگہ دے کر سب سے پہلے جنّت میں پہنچا دیا۔ مسلمانو صحابہ کرام کی بڑی عزت عظمت ہے مگر آل مصطفٰے کا مقام اور، میں فرق یوں سمجھو کہ صحابہ کرام جنّت میں جائیں گے اور آلِ محمدؐ جنّت میں لے جائے گی۔ صحابی بخشے جائیں گے آل بخشوائے گی۔ صحابی کوثر پیئیں گے آلِ کوثر پلائے گی۔ صحابی قبر کے عذاب سے بچیں گے۔ آلِ قبر کے عذاب سے بچائے گی۔ بھائیو صحابی جنتی ہو سکتا ہے مگر سیّد اشباب اهل الجنۃ نہیں سکتا صحابی کلمہ پڑھ کر مومن تو بن سکتا ہے مگر کُل ایمان نہیں بن سکتا صحا دیندار تو کہلا سکتا ہے کُل دین نہیں بن سکتا۔ صحابی قرآن کی سورۂ بقر بارہ سال میں یاد تو کر سکتا ہے مگر ایک قدم رکاب میں رکھ کر دوسرے قدم تک قرآ ختم نہیں کر سکتا۔ صحابی کوثر تو پی سکتا ہے مگر ساقیٔ کوثر نہیں بن سکتا۔ صحا عبادت کر کے عابد تو بن سکتا ہے مگر زین العابدینؑ نہیں بن سکتا صحابی سجد کر کر کے ساجد تو کہلا سکتا ہے مگر سید الساجدین نہیں بن سکتا صحابی علم کر خیبر میں جا سکتا ہے مگر فاتح خیبر نہیں بن سکتا۔ صحابی سقیفہ میں جا کر اجماعی دُولا تو بن سکتا ہے مگر ایک لاکھ کئی ہزار صحابہ کے مجمع میں نبیؐ کے ہاتھوں من کنت مولا فھذا علیؑ مولا نہیں بن سکتا بس صحابی کا مقام عظمت اور ہے اور آلِ کا مقام رفعت اور ہے مسلمانو۔ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ مُبتدا اوّل، اور وَالَّذِیْنَ مَعَہٗ مُبتدا ثانی ہے آگے تمام اس کی خبر ہے یعنی جیسے محمدؐ

کافروں پر بھاری ویسے ساتھی بھی کافروں پر بھاری۔ جیسے محمدؐ آپس میں رحمدل ویسے ساتھی بھی آپس میں رحمدل جیسے محمدؐ رکوع سجود کرنے والے ویسے ساتھی بھی رکوع سجود کرنے والے جس طرح محمد مصطفٰےؐ خدا کا فضل اور رضا چاہتے ہیں اسی طرح ساتھی بھی اس کی رضا اور فضل کے مستحق ہیں جس طرح مصطفٰےؐ کا چہرہ روشن ہے اسی طرح ساتھیوں کا چہرہ بھی روشن ہے اور جس طرح مصطفٰےؐ کی مثالیں توراۃ انجیل میں ہیں اسی طرح ساتھیوں کی مثالیں بھی توراۃ انجیل میں ہوں گی۔ بس فیصلہ ہوا کہ جو بشر مصطفٰےؐ کی صفات میں شریک ہے وہ ساتھی ہے اور دوسرا ساتھی نہیں ہے۔ سنو ساتھی دو طرح کے ہوتے ہیں ایک ذات کا ساتھی اور دوسرا صفات کا ساتھی ان دونوں کی قدرے تشریح کئے دیتا ہوں مسلمانو معیّت مکانی اور معیّت ایمانی دونوں میں غور فکر کرو کہ حضورؐ کا کون ساتھی ہے۔ لو تفصیل یہ ہے کہ مصطفٰےؐ نے دعوےٰ کیا۔ کُنْتُ نَبِیًّا وَّ اٰدَمُ بَیْنَ الْمَآءِ وَالطِّیْنِ ینابیع المودۃ صفہ فرمایا میں اس وقت نبی تھا کہ آدمؑ مٹی اور پانی میں تھے مسلمانو لاؤ مصطفٰےؐ کا ساتھی ارے مکہ کا ساتھی تو ابو جہل لعؔ بھی بن بیٹھے گا کہ عبداللہ کا بیٹا بھی مکہ میں پیدا ہوا۔ اور میں ابو جہل لعؔ بھی مکہ میں پیدا ہوا۔ بھائیو نبیؐ کا دعوےٰ ہے کہ آدمؑ مٹی اور پانی میں تھے کہ میں نبیؐ تھا اور نبی تب ہوتا ہے کہ جب اس کی کوئی اُمت ہو تو رسول اللہ کی اُمت اس وقت کون لوگ تھے جبکہ نسل انسانی تو آدمؑ سے چلی اگر مصطفٰےؐ اس وقت نبی تھے تو اُمت ملائکہ ہوں گے کہ ان پر حضورؐ کی نبوت رسالت جاری تھی یہی وجہ ہے کہ ملائکہ پیغمبر کے بچوں کی غلامی کیا کرتے تھے فرماؤ جب مصطفٰےؐ آدمؑ سے پہلے درجۂ نبوت پر فائز تھا تو ساتھی کیا ہونا چاہیئے کیا وہ ساتھی ہوگا۔ جو چالیس برس تک بتوں کی خدائی کا قائل رہا ہو لو میں ساتھی بتاتا ہوں کہ ادھر نبیؐ نے دعوےٰ کیا کہ میں اس وقت نبیؐ تھا کہ آدمؑ مٹی اور پانی میں تھے تو اُدھر علیؑ نے ارشاد فرمایا کُنْتُ وَصِیًّا وَّ اٰدَمُ بَیْنَ الْمَآءِ وَالطِّیْنِ۔ میں اس وقت وصی تھا

جب آدمؑ مٹی اور پانی میں تھے مودۃ القربیٰ ص۳۶ کوکب دری ص۱۸۹ مسلمانو کسی ایک صحابی کا ایسا دعوےٰ دیکھا دو ہم ماننے کے لئے تیار ہیں میرے مولا حیدر کرارؑ کو صحابہ کرام میں شمار کرنے والو دنیا کی کسی کتاب سے کسی صحابہ کا ایسا دعوےٰ تلاش کر کے لاؤ اور انعام پاؤ۔ اور سنو نبی اکرمؐ نے فرمایا اَوَّلُ مَاخَلَقَ اللّٰهُ نُوْرِیْ ینابیع المودۃ ص۱ فرمایا کہ میرے خالق نے سب سے پہلے میرے نور کو پیدا فرمایا اور سنو۔ اَوَّلُ مَاخَلَقَ اللّٰهُ رُوْحِیْ ینابیع المودۃ ص۱ فرمایا کہ سب سے پہلے اللہ نے میرے روح کو خلق فرمایا لاؤ مسلمانو نبیؐ کا ساتھی ہرگز نہیں ملے گا خدا کی قسم سوائے حیدر کرارؑ کے کوئی بھی نہیں ملے گا اور کوئی صاحب ثبوت طلب فرمائے تو سنیے کہ پیغمبر اسلام نے خود فرمایا۔ وَقَالَ لِعَلِیٍّ اَنْتَ مِنِّیْ وَاَنَا مِنْکَ فرمایا اے علیؑ تو مجھ سے ہے اور میں تجھ سے ہوں بخاری شریف جلد ۲ ص۲۰۸ دوسرے مقام پر فرمایا اَنَا وَعَلِیٌّ مِنْ نُوْرٍ وَّاحِدٍ فرمایا کہ میرا اور علیؑ کا نور ایک ہے مودۃ القربیٰ ص۲۷ اسرار المعرفت ص۳۴ اور سنو کہ حضورؐ پرنور نے ارشاد فرمایا کہ میں نے پوری زندگی میں ایک لمحہ بھی بتوں کو سجدہ نہیں کیا۔ فرماؤ مسلمانو کیا پیغمبر اسلام نے کبھی بتوں کی حمایت کی ہے۔ کہتے جو ہو کہ چالیس برس کے بعد اعلان نبوت کیا تو کیا چالیس برس تک کفار کے ہمنوا رہے یا انداز نبوت کو اپنائے رکھا۔ ارے یہ تو دشمن بھی مانتا ہے کہ محمدؐ مصطفٰے نے کبھی بھی بتوں کی تعظیم نہیں کی اگر ایسا ہے یقیناً ایسا ہے تو لاؤ مصطفٰے کا ساتھی کہ جو اعلان کرے کہ میں نے تمام زندگی بتوں کے سامنے سر نہیں جھکایا سوائے حیدر کرارؑ کے کون ہے کہ جو یہ دعوےٰ کرے کہ یا رسول اللہ دنیا نے بتوں کے سامنے ہاتھ جوڑے اور میں نے اپنے ہاتھوں سے بت توڑے۔ فرماؤ مسلمانو کیا رسول اللہ کا ساتھی وہ بزرگ بن سکتا ہے جو چالیس برس تک بتوں کے سامنے ہاتھ جوڑتا رہا ہو۔ میرے مولا کے بارے میں تو تمام مسلمانو کا ایمان ہے کہ علیؑ کا چہرہ کبھی بتوں کے سامنے نہیں جھکا اسی لئے تو آپ کو دنیا کرم اللہ وجہہ کے لقب سے یاد کرتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ صحابہ رضی اللہ ہیں اور

مولا علیؑ کرم اللہ وجہہ ہے۔ چلو اگر پیغمبرؐ کی ذات کا ساتھی نہ مل سکے تو صفات کا ساتھی ہی کوئی دکھلا دو کہ جو حضورؐ کی صفات میں شریک ہو۔ پیغمبرؐ کی صفات ملاحظہ ہو کہ حضورؐ نے دعوے فرمایا کہ میں نے چاند کے دو ٹکڑے کرکے بُلایا عَنْ اَنَسٍ قَالَ اِنَّ اَھْلَ مَکَّۃَ سَاَلُوْا رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اَنْ یُّرِیَھُمْ اٰیَۃً فَاَرَاھُمُ الْقَمَرَ شِقَّتَیْنِ حَتّٰی رَاَوْ حِرَاءً بَیْنَھُمَا مشکوٰۃ جلد ۳ صہ ۱۶۲ حضرت انس کہتے ہیں کہ مکہ کے کافروں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا کہ اگر آپ نبی ہیں۔ تو کوئی معجزہ دکھائیں۔ آنحضرتؐ نے چاند کے دو ٹکڑے کرکے دکھا دیئے۔ یہ حدیث بخاری اور مسلم میں بھی ہے۔ لاؤ مسلمانو رسول اللہ کا ساتھی جو ایسا کام کرکے دکھلائے سوائے ابوطالبؑ کے لال سے کون ملے گا صرف علیؑ المرتضٰی کی ذات ہے کہ جس نے ڈوبے ہوئے سورج کو پلٹا کر نماز ادا فرمائی۔ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جب جناب امیرالمومنین علیؑ ابن ابی طالبؑ نہروان کی لڑائی سے واپس تشریف فرما ہوئے تو بغداد شہر کہ ابھی اس کی بنیاد نہیں پڑی تھی۔ حضرت جب براثا کے علاقہ میں پہنچے تو آپ نے لوگوں کے ساتھ نماز ظہر ادا فرمائی۔ نماز ادا فرمانے کے بعد آپ نے کوچ کیا اور سرزمین بابل میں داخل ہوگئے اور وقت عصر کی نماز کا ہوگیا لوگوں نے چلانا شروع کیا کہ اے امیرالمومنین نماز عصر کا وقت ہوگیا ہے حضرت نے فرمایا کہ یہ زمین تین دفعہ پہلے تباہ ہوچکی ہے اور ایک مرتبہ پھر تباہ ہوگی وصی کے لئے جائز نہیں ہے کہ وہ اس سر زمین پر نماز ادا کرے تم میں سے جو شخص نماز پڑھنا چاہے وہ نماز پڑھ لے۔ منافقین نے کہنا شروع کیا کہ علیؑ نماز تو پڑھتے نہیں اور نماز پڑھنے والوں کو قتل کرتے ہیں۔ منافقین کی مراد نہروان والے لوگ تھے جن کو مولا نے قتل کیا تھا۔ جویریہ بن مسہر عبدی کا بیان ہے کہ میں حضرت کے ساتھ رہا۔ میں نے قسم کھا رکھی تھی کہ جب تک امیر علیہ السلام نماز نہیں پڑھیں گے میں نماز نہیں پڑھوں گا۔ حضرت نے غروب آفتاب کے قریب زمین بابل کا سفر طے کیا سورج غروب ہوگیا تھا افق پر سرخی ظاہر ہوگئی تھی تو حضرت نے مجھ سے فرمایا اے

جویریہ پانی لاؤ تو میں نے پانی کا برتن حضرت کی خدمت میں پیش کیا حضرت نے وضو فرمایا اور کہا کہ جویریہ آذان کہو میں نے کہا حضرت آذان کے بعد عشا کی نماز ہوگی فرمایا نہیں عصر کی نماز کی آذان کہو میں نے آذان کہی فرمایا اب اقامت کہو۔ میں نے اقامت کہی کہ میں ابھی اقامت کہہ ہی رہا تھا کہ حضرت کے دونوں ہونٹ متحرک ہوئے آپ کے دہن اقدس سے ایسا کلام جاری ہوا جس کو میں نہ سمجھ سکا ایسا معلوم ہوا کہ آپ ابابیلوں کی بولی بول رہے ہیں اسی اثناء میں سورج پورے کا پورا لوٹ کر عصر کے مقام پر آگیا حضرت نماز کے لئے کھڑے ہو گئے تکبیر کہی اور نماز پڑھی۔ ہم نے بھی حضرت کی اقتدا میں نماز ادا کی جب نماز سے فارغ ہوئے تو سورج اس طرح غروب ہوا کہ جیسے کوئی چراغ طشت میں رکھے ہوئے غائب ہو جائے پس ستارے نکل آئے تو حضرت میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا اے ضعیف الیقین عشاء کی آذان کہو۔ عیون المعجزات ص۹ رباعی۔ یا علیؑ ذکر تیرا کب ہے کہانی کی طرح۔ حل کیا عقدۂ لاحل کو پانی کی طرح

ڈوب کر شمس اشارے سے تیرے مغرب کے — پھر پلٹ آیا زلیخا کی جوانی کی طرح

صلواۃ بر محمد و آلِ محمد اور سنو کہ حضور پر نور نے دعوےٰ کیا کہ میں رات کو رات عرش کی سیر کر کے پلٹا لاؤ کوئی حضورؐ کا ساتھی۔ کہاں ملے گا۔ اگر حضورؐ دعوےٰ کرے کہ میں نے رات کو معراج کیا تو میرے مولا نے عرض کی یا رسول اللہ فرمادیں وہاں کس کی آواز آئی تو پیغمبر کو کہنا پڑا۔ خَاطَبَنِیْ بِلُغَاتِ عَلِیِّ ابْنِ اَبِیْ طَالِبٍ ارجح المطالب ص۴۲۹ فرمایا وہاں قدرت نے میرے ساتھ علیؑ کے لہجے میں گفتگو فرمائی۔ رباعی

معراج سے پھر کر جو حضرت کی سواری آئی — حیدرؑ کے ملاقات کی باری آئی
پوچھا جو طرزِ ارشادِ خدا — فرمایا علیؑ آواز تمہاری آئی

آگے قرآن کا حکم ہے سِیْمَاهُمْ فِیْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ان کے چہرے سجدہ کرنے کی وجہ سے روشن ہیں مسلمانو یہ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ اور وَالَّذِیْنَ مَعَهٗ کی خبر ہے تو جس طرح مصطفےٰ کا چہرہ ہے اسی طرح اس کے ساتھیوں کے چہرے ہیں لاؤ کوئی ساتھی کہ جو دعوےٰ کرے کہ میرا

چہرہ رسول اللہ کے چہرے سے ملتا جلتا ہے۔ پیغمبر کے بارے میں ہے هُوَ اَحْسَنُ
عِنْدِیْ مِنَ الْقَمَرِ مشکواۃ شریف جلد ۳ ص ۱۳۶ جابر بن سمرہ کہتے ہیں کہ میں نے
رسول اللہ صلعم کو چاندنی رات میں دیکھا کبھی میں آپ کی طرف دیکھتا تھا اور کبھی چاند کی
طرف آپ اس وقت سرخ لباس پہنے ہوئے تھے اور میرے نزدیک آپ کا حسن و جمال
چاند سے بہتر تھا۔ جناب ام المومنین حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ ایک روز میں گھر میں
رات کے وقت سوئی سے کپڑا سی رہی تھی کہ میرے ہاتھ سے سوئی گر گئی اور میں پریشان
تھی کہ دامن لگا اور چراغ بھی خاموش ہو گیا اسی اثنا میں حضورؐ نبی کریم تشریف لائے پس
حضورؐ کے چہرہ انور کے نور سے میں نے سوئی میں دھاگا ڈال لیا۔ مجمع الفضائل جلد ۱
ص ۴۷ مسلمانو فرماؤ نبیؐ کا ساتھی کیسا ہونا چاہیئے۔ حضورؐ تو جس گھر میں ہوا کرتے
تھے رات کے وقت دریافت کرنے کی ضرورت ہی نہ ہوا کرتی تھی کہ پیغمبر کہاں ہیں۔
بلکہ اس گھر سے نور ظاہر ہوا کرتا تھا کہ آسانی سے معلوم ہو جاتا تھا کہ فلاں مقام پر
رحمتہ عالم تشریف فرما ہیں۔ اب میری ادب سے گذارش ہے کہ صحابہ کرام میں کوئی آدمی
دکھلاؤ جو سِیْمَاهُمْ فِیْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ میں پیغمبر اسلام کا ساتھی
ہو۔ یہ مسئلہ بڑا مشکل ہے۔ بغیر مشکل کشا کے حل نہ ہوگا۔ آؤ شب ہجرت میں اس
مسئلہ کو حل کریں۔ رسول اللہ تریپن ۵۳ برس مشرکین مکہ میں گزارتے ہیں وہ حضورؐ
کی شکل صورت سے اچھی طرح واقف تھے کہ مصطفےٰ اتنا حسین ہے کہ اگر ہماری
طرح کا ہوتا تو اپنے بستر پر علیؑ کو نہ سلاتا بلکہ بستر پر موٹی لکڑی رکھ کر اس
پر کپڑا ڈال کر بھائی کو لے کے نکل جاتا کون شریف بھائی ایسا ہے کہ اپنی جان
بچائے اور معصوم بھائی کو تلواروں کے سائے میں سلائے بظاہر تو یہ خلق
عظیم کی شان کے خلاف ہے مگر ایسا کرنے کے بغیر چارا کار نہ تھا کہ اگر بستر
پر کوئی اور چیز رکھ جاتے تو لوگ فوراً سمجھ جاتے کہ وہ نور بستر پہ نہیں ہے۔
نبیؐ کے لئے ضروری تھا کہ اس کو بستر پر سلائیں کہ جس کے چہرہ انور سے اسی طرح

کا نور ظاہر ہو جس سے معلوم ہو کہ مصطفیٰؐ بستر پر آرام فرما رہا ہے ۔ یہی وجہ ہے کہ مشرکین ساری رات دروازے پر کھڑے رہے اور سمجھتے رہے کہ بستر پر محمدؐ سویا ہویا ہے ۔ مسلمانو مشرکین مکہ کا ساری رات بستر رسولؐ پر علیؑ کو سویا ہوا دیکھ محمدؐ سمجھتے رہنا اس بات کی بین دلیل ہے کہ رسول اللہ اور علیؑ کا چہرہ ایک جیسا تھا ۔ حضرت عثمان کا فرمان ہی سن لو فرمایا ۔ خَلَقَ اللّٰهُ مِنْ نُوْرِ وَجْهِ عَلِیِّ ابْنِ اَبِیْ طَالِبٍ سَبْعِیْنَ اَلْفَ مَلَكٍ یَسْتَغْفِرُوْنَ لَهٗ وَلِمُحِبِّیْهِ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَةِ کوکب دری ص۱۷۶ ابوتراب جلد ۱ ص۲۲۸ فرمایا اللہ تعالےٰ نے علیؑ کے چہرے کے نور سے ستر ہزار ملائکہ پیدا فرمائے جو ان کے لئے اور ان کے محبوں کے لئے قیامت تک دعا کرتے رہیں گے ۔ بھائیو شب ہجرت کا منظر عجیب ہے ۔ کہ پیغمبر اپنے ہاتھوں سے علیؑ کو محمدؐ کی شبیہہ بنا رہا ہے ۔ اور ایسی کامل شبیہہ کہ کسی کو شبیہہ میں اور اصل میں پہچان نہ ہو سکی ۔ یا یوں سمجھو کہ جہاں لوگ مر مر کے نہ پہنچے وہاں علیؑ لڑ لڑ کے پہنچ گیا اور جہاں دنیا والے رو رو کے نہ پہنچ سکے وہاں علیؑ سو سو کے پہنچ گئے ۔ ہاں ٹھیک ہے کہ ہجرت کی رات دو طرح سے کٹتی ہے ۔ کسی نے سو سو کے گزاری اور کسی نے رو رو کے گزاری ۔ ادھر علیؑ بستر رسولؐ پہ سویا تو ادھر قدرت کی آواز آئی ۔ اے جبرائیلؑ اور میکائیلؑ جاؤ اور اس بندے کی حفاظت کرو ۔ دونوں فرشتے آئے ۔ حضرت جبرائیلؑ سرہانے اور میکائیلؑ پائنتی کھڑے ہوئے اور حضرت علیؑ کو مبارک دینے لگے کہ آپ جیسا کون ہے کہ اللہ تعالےٰ آپ کی وجہ سے ملائکہ میں فخر مباہات کر رہا ہے اس کے بعد قدرت کا حکم ہوا کہ اے جبرائیلؑ و میکائیلؑ میں نے تم دونوں میں بھائی چارہ کیا اور ایک کی عمر دوسرے سے زیادہ کی مگر تم دونوں میں کون ہے جو اپنی جان اپنے بھائی کو دے دے تو دونوں نے انکار کیا کہ یہ ہمیں منظور نہیں تو قدرت نے فرمایا ۔ دیکھو اکیس ۲۱ برس کا جوان اپنی جان کس طرح ترپن ۵۳ برس کے بھائی پر قربان کر

رہا ہے۔ قرآن ناطق صے ۱۷۷ سیرت النبی شبلی جلد ۱ صے ۱۹۷ تمام رات علیؑ کو مشرکین محمدؐ سمجھتے رہے اس لئے نہ پہچان سکے کہ علیؑ تین پردوں میں تھے۔ ایک رات کا پردہ دوسرا دیوار کا پردہ اور تیسرا چادر کا پردہ ہاں اگر علیؑ تین پردوں میں ہو تو پہچان نہیں ہوتی اگر علیؑ کو پہچاننا ہے تو تین پردوں کو ہٹا کے علیؑ کو دیکھو مکمل معرفت ہو جائے۔ میں کہا کرتا ہوں اگر علیؑ چہرے پر نقاب ڈال کے سو جائے تو دنیا محمدؐ سمجھتی ہے اور اگر چہرے سے نقاب الٹے تو نصیری خدا سمجھتا ہے۔ بس تمام رات میرا مولا چین سے سویا رہا۔ اور فرمایا کرتے تھے ایسی چین کی نیند پھر نصیب نہ ہو سکی شعر عرض ہے۔

اِک رات کی دونوں باتیں ہیں اِک تنہا سونیوالا ہے اک ساتھ بھی رونے والا ہے
یا من لیشرئ بھی لاتحزن بھی

مسدس۔ شب ہجرت علیؑ کو موت کے بستر پہ سونا تھا
یقین و معرفت کے امتحان میں پاس ہونا تھا
نبی کی سبز چادر تھی نبوّت کا بچھونا تھا
دلوں میں اہل ایماں کے وفا کا بیج بونا تھا
بہت بے مثل مُرقع یہ وفا کا ہے
کسی کو حزن پہ لاتحزن کوئی مالک وفا کا ہے

بس علیؑ اس انداز سے سوئے کہ قدرت کی آواز آئی سونے والے تیرا سونا بڑا عجیب ہے۔ کہا کیا تو اپنا سونا بیچنا چاہتا ہے سونے والے کی آواز آئی کہ پالنے والے میرا سونا بڑا کار آمد ہے کیا تیری ذات میرا سونا خریدنا چاہتی ہے فرمایا ہاں اس سونے کی ضرورت ہے عرض کی کہ امتحان لے کے دیکھ لے پورے بارہ ماشے ہے۔ فرمایا سونے کا کیا لوگے۔ بیچنے والے نے کہا کہ تیری مرضی بس لفظ مرضی سونے والے کی زبان پر آنا تھا کہ فوراً کہہ دیا وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْرِيْ نَفْسَهُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ ۗ وَاللّٰهُ رَءُوْفٌۢ بِالْعِبَادِ ۝ پارہ ۲ رکوع ۹ اور لوگوں میں سے خدا کے بندے کچھ ایسے ہیں کہ جو خدا کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے اپنی جان تک بیچ ڈالتے ہیں اور خدا ایسے بندوں پر بڑا ہی شفقت والا ہے۔ کشف المحجوب اردو صے ۲۷۲ پر جبرائیلؑ و میکائیلؑ کی داستان

بھی ہے یہ ہے۔ سِیْمَاهُمْ فِیْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ۔ حضرت اُم المومنین
جناب عائشہ کا بیان ہے کہ میں وجہہ فاطمہ زہراؑ کے نور سے رات کو سُوئی میں دھاگا
ڈال لیا کرتی تھی المجالس المرضیہ صـ۱۷۳ اور سنو حضرت عبدالعزیز محدث دہلوی نے
اپنی کتاب سر الشہادتین پوری اسی موضوع پر تحریر فرماتی ہے کہ حضرت امام حسن
علیہ السلام سرا تور سے لے کر ناف تک رسول اللہ کے مشابہ تھے اور حضرت امام حسین
علیہ السلام ناف سے پائے اقدس تک رسول اللہ کے مشابہ تھے یعنی دونوں
بھائی اگر مل جائیں تو پورا رسول بنتا ہے ان دونوں بھائیوں کی شہادت درحقیقت
شہادت رسولؐ ہے دیکھو سر الشہادتین صـ۳۳ تا صـ۱۱ پس ثابت ہوا کہ محمدؐ مصطفےٰ
کی ذات اور صفات میں صرف اور صرف علیؑ۔ فاطمہؑ۔ امام حسنؑ اور امام حسین علیہم
السلام ہی ساتھی ہیں۔ مسلمانو پیغمبر اسلام کے زمانہ میں صرف تین گروہ تھے ایک
اہلبیت مصطفےٰ دوسرے صحابہ کرام اور تیسرے ازواج رسولؐ اصحاب مصطفےٰ بے
شک بلند برتر ارفع و اعلیٰ ہیں ان کی جانثاریاں ہمارے سامنے ہیں ان کا کردا
اس بات کی غمازی کرتا ہے کہ ان کی سیرت کو اپنایا جائے کیوں کہ صحابہ کرام
نہایت ہی مخلص اور جانثار تھے ایک واقعہ سنو۔ منقول ہے کہ جس وقت اللہ
نے غزوۂ احد میں سختی اور مشقت کے ذریعہ مسلمانوں کا امتحان لیا ایک انصاری
ماآب عورت شربت کا پیالہ لے کر آئی تاکہ کسی مجروح کو پلائے۔ وہ بیان کرتی ہے
کہ میں نے میدان جنگ میں ایک بزرگ صحابی کو زخموں سے چور دیکھا جو گنتی کے سا
پورے کر رہا تھا اس نے اشارہ کیا کہ مجھے پانی دو جب میں پانی لے کر اس کے قر..
پہنچی تو دوسرے زخمی نے پکارا کہ مجھے پانی دو۔ پہلے زخمی نے پانی نہ پیا اور مجھے کہا
کہ اس کے پاس لے جاؤ جب میں اس کے پاس پہنچی تو تیسرے زخمی نے پکارا کہ
پیاس تو اس نے کہا کہ پانی اس کو جا کر پلا دو۔ یہاں تک کہ میں اس طرح سات
زخمیوں کے پاس پہنچی جب میں ساتویں کے پاس پہنچی تو وہ پانی پینے سے پہلے جاں

بھی ہو گیا پھر میں پیچھے کے پاس پانی لے کر آئی تو وہ بھی انتقال فرما چکا تھا۔ اسی طرح میں ہر ایک کے پاس واپس پلٹی تو وہ تمام کے تمام انتقال فرما چکے تھے۔ کشف المحجوب ص۲۷۳ فرماؤ مسلمانو جو انسان ایسے صحابہ کرام کو نہ مانے کیا وہ بھی مسلمان کہلانے کا حقدار ہے۔ پس صحابہ کرام کی پیروی تو پیروی رسولؐ ہے مگر صحابی کی منزل مقام یہ ہے کہ وہ مصطفٰےؐ کے ساتھ رہ سکتا ہے۔ کہاں تک مسجد میں۔ میدان میں۔ بازار میں۔ جنگل میں۔ دربار میں۔ غار میں اور جب حضورؐ پُر نور گھر تشریف لادیں گے تو صحابی کی منزل ختم۔ کہ صحابی رسولؐ کے ساتھ رسول اللہ کے گھر میں نہیں آ سکتا ادھر پیغمبر کے گھر کی چار دیواری آئی تو صحابی کی منزل ختم دوسری ازواج ہے کہ رسول اللہ کے ساتھ رہ سکتی ہیں مگر گھر میں عورت کی آخری منزل گھر کا دروازہ ادھر ڈیوڑھی کا دروازہ آیا تو عورت کی منزل ختم ہوگی۔ صحابی گھر سے باہر نبیؐ کے ساتھ رہ سکتا ہے مگر گھر میں نہیں ازواج گھر میں ساتھ رہ سکتی ہے مگر میدان میں نہیں مگر اہلبیت وہ ہے کہ ہر مقام پر مصطفٰےؐ کے ساتھ رسولؐ مسجد میں ہو تو آل ساتھ رسولؐ میدان میں ہو تو آل ساتھ رسولؐ نماز میں ہو تو آل ساتھ رسولؐ درود میں ہو تو آل ساتھ کلمہ میں ہو تو آل ساتھ رسولؐ فرش پہ ہو تو آل ساتھ رسولؐ عرش پہ ہو تو آل ساتھ رسولؐ قرآن میں ہو تو آل ساتھ رسولؐ۔ اذان میں ہو تو آل ساتھ رسولؐ مباہلہ میں ہو تو آل ساتھ اور اگر رسولؐ چادر تطہیر میں ہو تو آل ساتھ مسلمانو فرماؤ کیا خوراک طعام میں صحابہ یا ازواج رسولؐ نبی کا ساتھ دے سکتے ہیں ہرگز نہیں پیغمبرؐ کی خوراک اور ہے مگر ازواج او اصحاب کی خوراک اور ہے۔ آپ کو کتابوں میں یہ تو ضرور وافر مل جائے گا کہ حضورؐ اکثر فاقہ میں رہتے تھے مگر ازواج مصطفٰےؐ کے بارے میں کہیں نہیں لکھا ہوا کہ وہ بھی فاقہ میں رہا کرتی تھیں۔ کیوں کہ صحابہ کرام اور ازواج رسولؐ کی خوراک پاک ہوا کرتی تھی وہ پاک خوراک کھاتے تھے اور مصطفٰےؐ کی خوراک صرف پاک ہی نہیں بلکہ طاہر ہوا کرتی

تھی۔ مثال کے طور پر مسلمان کے ہاتھ سے کھانا جائز اور پاک ہے بہ ضروری نہیں کہ تحقیق کی جائے کہ کیا مال سے زکوٰۃ خمس وغیرہ ادا کیا ہوا ہے اس طرح کرنے سے تو معاشرہ معطل ہو کہ رہ جائے گا پس مسلمان سے لے کر کھانا پاک ہے مگر مصطفےٰ کی خوراک طاہر ہوا کرتی تھی بخاری شریف کی ایک حدیث ملاحظہ ہو۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اُتِیَ بِطَعَامٍ سَاَلَ عَنْهُ اَهَدِیَّةٌ اَمْ صَدَقَةٌ فَاِنْ قِیْلَ صَدَقَةٌ قَالَ لِاَصْحَابِهٖ کُلُوْا وَلَمْ یَاْکُلْ وَاِنْ قِیْلَ هَدِیَّةٌ ضَرَبَ بِیَدِهٖ صلی اللہ علیہ وسلم فَاَکَلَ مَعَهُمْ۔ ابو ہریرہ نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جب کوئی کھانا آتا تو آپ پوچھتے کہ یہ ہدیہ ہے یا صدقہ اگر کہتے صدقہ ہے تو آپ صحابہ سے فرماتے کہ تم کھالو اور خود نہ کھاتے اور جو کہتے ہدیہ تحفہ ہے تو آپ بھی ان کے ساتھ تناول فرمایا کرتے تھے بخاری شریف ۲ صـ۶۴۸ تو آخر میں ایک واقعہ پیش کر کے دامن تقریر سمیٹتا ہوں کتاب مناقب اہلسنت سے منقول ہے۔ محمد بن کعب کہتا ہے کہ میں مقام جحفہ میں جو میقات اہل شام سے ہے سو رہا تھا۔ کہ خواب میں جناب رسولخداؐ کو دیکھا کہ ایک مقام پر تشریف رکھتے ہیں۔ میں پاس گیا تو فرمایا اے شخص جو سلوک نیک تو میری اولاد سے کرتا ہے اس سے میں بہت خوش ہوں میں نے عرض کی اگر میں دنیا میں ان کے ساتھ نیکی نہ کروں گا تو پھر کس کے ساتھ کروں گا فرمایا آخرت میں۔ میں اس کا عوض تجھے دوں گا اور حضرت کے سامنے ایک طشت میں مدینہ کے خرمے تھے۔ حضورؐ نے ایک مٹھی خرمے مجھے عنایت فرمائے۔ میں نے شمار کئے تو اٹھارہ تھے۔ اس کے بعد میں بیدار ہو گیا۔ میں نے اس کی تعبیر یہ دی کہ میں اٹھارہ برس زندہ رہوں گا تھوڑے دنوں کے بعد میں نے سُنا کہ جناب امام رضا علیہ السلام مدینہ منورہ سے تشریف لائے ہیں میں بھی زیارت کو گیا دیکھا کہ لوگوں کا ہجوم ہے اور وہ حضرت اُسی جگہ بیٹھے ہیں جہاں میں نے خواب میں پیغمبر خدا کو دیکھا تھا۔ اور ویسے ہی چٹائی ہے جس پر پیغمبرؐ خدا تشریف رکھتے تھے اور سامنے حضرت

کے ایک طبق میں صیحانی خرمے رکھے ہیں میں نے سلام کیا آپ نے جواب دیا اور ایک مٹھی خرمے اٹھا کر مجھے عنایت فرمائے میں نے جو گنے تو وہی اٹھارہ خرمے تھے میں نے عرض کی کہ یا ابن رسول اللہ اور بھی دیجیئے فرمایا اگر میرے جد نے اس سے زیادہ دیئے ہوئے تو میں بھی زیادہ دیتا۔ لوائج الاحزان جلد ۱ صفحہ ۴۶۳ یہ ہے معیت ایمانی کی مثال بے مثل یہی وجہ ہے کہ پیغمبر کے اسلام کو بچانے کی خاطر پیغمبر کے ساتھیوں نے ہر ممکن کوشش کر کے دین کی کشتی کو کنارے لگا دیا۔ مسدس

مظلومیت کے چرچے تا حشر کم نہ ہوں گے — اہل عزا رہیں گے اہل ستم نہ ہوں گے
حق ہی رہے گا قائم حق ہی رہے گا دائم — حق کو مٹانے والے حق کی قسم نہ ہوں گے
نام حسینؑ تب تک وردِ زباں رہے گا — جب تک یہ سر ہمارے تن سے قلم نہ ہوں گے

مسدس۔ دشواریوں سے ہو نہ سکا دل ہیں تو ملول — کانٹوں کو تیرے عزم نے سمجھا ہمیشہ پھول
شب ہجرت جو ملا تجھے بستر رسولؐ — کیا نفس مطمئن تھا جو ہنس کر کیا قبول
املائے ایزدی کی ادا بھا گئی تجھے — پر ہول خواب گاہ میں نیند آ گئی تجھے

اب ذرہ قیدیوں کا حال سنو۔ روایت میں ہے کہ جب یہ لٹا ہوا قافلہ کوفہ میں پہنچا تو جناب زینبؑ نے فضہؓ سے فرمایا کہ شمرلعین سے جا کر کہو کہ اگر ہمیں ابن زیادؑ کے دربار میں لے ہی جانا ہے تو ہمیں چادریں دے دو کہ ہم اپنا منہ چھپالیں جناب فضہؓ کے کہنے پر شمرلعین نے کہا کہ اب چادریں کہاں اب تو محمدؐ کی بیٹیوں کو دربار ابن زیادلعین میں سر کھلے ہی جانا ہوگا۔ اس پر فضہؓ نے کہا کہ اگر تم لوگ ہمیں چادریں نہیں دیتے تو نبی زادی کہتی ہے کہ ہمارے ہاتھ کھول دو تاکہ ہم ہاتھوں اور بالوں سے چہروں پر پردہ بنا سکیں۔ اس پر شمرلعین ملعون نے کہا فضہؓ اپنی بی بی

سے کہہ دے کہ اب وہ کوفہ کی شہزادی نہیں بلکہ ابن زیادؑ کی قیدی ہے ہم جس طرح چاہیں گے دربار میں لے جائیں گے۔ عزادارو! جب جناب زینبؑ نے اس ملعون کی اس گفتگو کو سُنا تو جلال میں آکر فرمایا فضہؓ اس ملعون سے کہہ دو کہ زینبؑ دربار میں نہیں جائے گی۔ جب شمر ملعون نے سُنا کہ پیغمبر زادی دربار میں نہیں جاتی تو اس ملعون نے تازیانہ لیا اور حضرت سجادؑ کو اذیت دینے لگا اور کہا کہ پھوپھی سے کہو کہ دربار میں جانے کے لئے آگے بڑھے۔ عزادار حضرت سجادؑ نے پھوپھی سے عرض کی نانے کی نبوت صداقت کو بچانے کے لئے دربار میں چلی آؤ تو حضرت زینبؑ نے کہا امام زمانہ کجا زینبؑ اور کجا ابن زیادؑ کا دربار۔ منقول ہے کہ حضرت سجادؑ نے کہا پھوپھی اماں ذرہ میرے باپ کا سر تو دیکھو جب زینبؑ کی نگاہ نیزہ طویل پر پڑی تو کیا دیکھا کہ حضرت کی آنکھوں سے آنسو جاری ہیں۔ اور رو رو کر کہنے لگیں مظلوم برادر بہن تیری غربت دیکھے کسی کے نثار اس وقت رونے کا کیا سبب ہے حسین اکبرؑ کی یاد نے رُلایا یا برابر کے بھائی کے غم میں رو دیئے۔ سر مظلوم سے آواز آئی بہن زینبؑ محنت کو ضائع نہ ہونے دو جس طرح اشقیا لے جانا چاہیں چلی جاؤ بس یہ سُنتے ہی زینبؑ نے فرمایا سجادؑ ان ملعونوں سے کہہ دو جس طرح چاہو محمدؐ کی بیٹیوں کو درباروں میں لے جاؤ۔ ہائے زینبؑ اور کوفہ کا بازار۔ مصباح المجالس ج۱ صہ ۲۵۶

الا لعنت اللہ علی القوم الظالمین

پندرہویں مجلس

ہر شے برابر نہیں۔ حجر اسود کی کیفیت۔ حضرت سجادؑ کے اُونٹ کی موت۔ حضور نبی اکرمؐ کا مردے کو زندہ کرنا۔
بنی اسرائیل کے انبیاء سے اُمت مصطفےٰؐ کے علماء افضل ہونے کے اثبات۔ حضرت ابراہیمؑ کی دعا۔ لطیفہ ضد کا علاج نہیں۔ تین سائلوں کا دربار خلافت میں آنا۔ عظمت وصیٔ مصطفےٰؐ۔ واقعہ شب ہجرت۔ کُتے کا ناصبی کو کاٹنا۔ مصائب حضرت سکینہؑ کا اُونٹ سے گرنا۔ قبیلہ بنی اسد کا شہیدانِ کربلا کی لاشوں کو دفن کرنا۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ط

وَلَا تَتَمَنَّوۡا مَا فَضَّلَ اللّٰہُ بِہٖ بَعۡضَکُمۡ عَلٰی بَعۡضٍ پارہ ۵ ر ۲

مت آرزو کرو اس چیز کی کہ بزرگی دی ہے اللہ نے ساتھ اس کے بعضے تمہارے کو اوپر بعض کے (ترجمہ رفیع الدین) کتاب نفس رسولؐ جلد دوم قرآن ناطق علامہ سید علی حیدر صاحب نے اس آیت سے مولا علیؑ کی شان کا استدلال فرمایا ہے۔ کہ صحابہ کرام اکثر تمنا کیا کرتے تھے کہ ہمیں بھی وہ مقام نصیب ہو جائے جو علیؑ کو ملا ہے۔ حدیث معصوم سے ثابت ہے کہ اللہ تعالٰی نے اٹھارہ ہزار قسم کی مخلوق پیدا فرمائی ہے مگر ارضی مخلوق کی چار قسمیں زیادہ مشہور ہیں اکثر انہیں سے ہمارا واسطہ رہتا ہے ۱۔ جمادات ۲۔ نباتات ۳۔ حیوانات اور چوتھی قسم ہے انسان کی۔ اللہ تعالٰی نے ہر جنس کو مختلف نوعوں میں اور نوعوں کو مختلف صنفوں میں اور صنفوں کو ادنٰی اور اعلٰی پر تقسیم فرمایا ہے۔ یہ بالکل درست ہے کہ جمادات ایک مستقل جنس و مخلوق ہے مگر تمام جماد برابر تو نہیں کچھ ایسے پتھر بھی ہیں کہ زمین پر ٹھوکریں کھاتے پھرتے ہیں کوئی انہیں کوڑی کو بھی نہیں پوچھتا۔ اور کچھ ایسے پتھر بھی ہیں کہ لاکھوں سے میسر ہوا کرتے ہیں حضور انہیں پتھروں میں ہیرا بھی ہے کہ جو شہنشاہوں کے تاج کی زینت بنتا ہے اسے تمام پتھروں کو تو وہ برابر سمجھے گا جس کی عقل پر پتھر پڑے ہوں۔ مسلمانو صفا، مروا، حجر اسود بھی تو پتھر ہیں اور کعبہ بھی تو پتھروں کا بنا ہوا ہے۔ کیا یہ پتھر بھی دوسرے پتھروں کے برابر ہیں۔ ایسا اعتقاد رکھنے والوں کا ایک واقعہ سنو۔ حضرت عمر ایک مرتبہ طواف کعبہ کر رہے تھے کہ لوگوں کو دیکھا کہ وہ حجر اسود کے بوسے لے رہے ہیں تو آپ نے حکم دیا کہ تمام حاجی اپنے اپنے مقام پر رک جائیں اس پر تمام حاجی کھڑے ہو گئے تو حضرت عمر نے حجر اسود کی طرف اشارہ کر کے فرمایا اِنِّیْ اَعْلَمُ اَنَّکَ حَجَرٌ وَ اِنَّکَ لَا تَضُرُّ وَلَا تَنْفَعُ میں جانتا ہوں کہ تو ایک پتھر ہے نہ فائدہ پہنچا سکتا ہے نہ نقصان۔ اس کے بعد فرمایا کہ لو اب طواف کرو۔ اس پر حضرت علیؑ نے بڑھ کر فرمایا کہ لوگوں یہ پتھر فائدہ بھی پہنچا سکتا ہے اور نقصان بھی دے اس طرح کہ روز میثاق جب قدرت نے الست

بعد بحکم فرمایا تو جس جس انسان نے خدا کی توحید کا اقرار کیا تھا ان سب کے نام ایک اقرار نامے میں تحریر کئے گئے اور وہ نوشتہ اس پتھر کے سینے میں ہے اب جو آدمی حج بیت اللہ کرتا ہے اور اس پتھر کو بوسہ دیتا ہے اس کا یہ پتھر گواہ بن جاتا ہے کہ اس نے اپنا وعدہ توحید پورا کر دیا اور قیامت کو حاجی کی توحید پرستی کی حجر اسود گواہی دے گا۔ کہتے ہیں کہ حضرت عمر نے فرمایا لَوْلَا عَلِیٌّ لَهَلَكَ عُمَرُ۔ اگر آج علیؑ نہ ہوتا تو میں ہلاک ہو جاتا۔ الفاروق صہ ۵۴۳ تفسیر انوار النجف جلد ۶ صہ ۱۳۱ ثابت ہوا کہ تمام جمادات برابر نہیں بلکہ ان میں ادنیٰ اور اعلیٰ قدرت نے قرار دیئے ہیں۔ اسی طرح نباتات اپنے مقام پر ایک مستقل مخلوق جنس ہے مگر تمام نباتات برابر تو نہیں ہیں ان میں ہزاروں درجہ کے نباتات ہیں کہاں میوہ دار قیمتی درخت اور کہاں خار دار جھاڑیاں کہاں گلاب کا پھول اور کہاں اکڑا فضول۔ آپ ہزاروں قسم کے پھول دیکھیں گے مگر گلاب کے پھول کی شوکت ہر کسی کو نصیب کہاں۔ ہاں گلاب کے پھول کی نقل کر کے لوگوں نے کاغذ کے پھول تو بنا لئے مگر خوشبو کہاں سے لائیں۔ بعض لگا ہیں صرف رنگ دیکھ کر دھوکا کھا جائیں گی کہ کاغذ کے پھول کو اصلی کہنا شروع کر دیں گی مگر قوت مشام رہنمائی کرے گی کہ اصلی نہیں بلکہ نقلی ہے بے جا بیٹھا ہے پھول نہیں ہے کسی نے فول بنایا ہے۔ یہاں تو خالق کا بنایا ہوا اور ہوتا ہے اور بندوں کا بنایا ہوا اور ہوتا ہے۔ انسان لاکھ کوشش کرے ایک درخت کا پتہ نہیں بنا سکتا۔ ہاں رنگ تو بھرے گا مگر ڈھنگ کہاں سے لائے گا مثال کے طور پر ایک درخت سے پتہ گرا۔ ہم نے اس کی جگہ ایک بڑے پتے کو گانٹھ دیا عقلمند فوراً پہچان لیں گے کہ اصلی پتہ نہیں ہے کسی نے پتہ بازی کی ہے۔ بے جا بیٹھا ہے تھوڑی دیر کے بعد راز کھل جائے گا کہ ہوا کے چلنے سے اس کا چہرہ زرد ہو گیا چونکہ قدرتی تعلق نہ تھا اس لئے خشک ہو کر زمین بوس ہو گیا۔ ہاں میں عرض کر رہا تھا کہ تمام نباتات ایک جیسے نہیں ہیں کیا تمام نباتات عصا موسیٰؑ کا درجہ رکھتے ہیں ہرگز نہیں فرمائیے کیا ہر عصا، عصائے مصطفیٰؐ کہلائے گا۔ روایت میں ہے کہ پیغمبر اسلام جب مکہ

سے مدینہ تشریف لائے تو حضورؐ جمعہ کا خطبہ ایک کھجور کے ستون سے ٹیک لگا کر دیا کرتے تھے کچھ عرصے کے بعد صحابہ کرام نے لکڑی کا منبر بنا دیا اور حضورؐ سے عرض کی کہ آپ اس منبر پر رونق افروز ہوں اب جبکہ حضورؐ اس منبر پر تشریف لے جا کر خطبہ دینے لگے تو کھجور کے ستون سے رونے کی آواز آئی کہ تمام صحابہ نے اس آواز کو سنا اور تاجدار رسالت نے ازراہ شفقت ستون کو سینے سے لگایا اور کچھ ارشاد فرمایا کہ اس کے رونے کی آواز ختم ہوئی بخاری شریف جلد ۲ ص ۴۹۶ ترجمہ علامہ وحید الزمان۔ تو ثابت ہو گیا کہ تمام نباتات برابر نہیں ہوا کرتے میں کہتا ہوں کہ اسی طرح تمام حیوانات بھی برابر نہیں ہیں شیر کا مقام اور ہے اور گیدڑ شریف کا مقام اور ہے بیل کی عزت اور ہے گدھے کی عظمت اور ہے ناقہ صالح کی آبرو اور ہے ابوجہل لعین کی لومڑی اور ہے۔ حضرت اسماعیل کا دُنبہ اور ہے اور آج کے ریوڑ کا بکرا اور ہے شمر لعین کا گھوڑا اور ہے میرے مولا حسینؑ کا گھوڑا اور ہے۔ ناقہ قصوہ اور ہے۔ فرعون لعین کی ڈاچی اور ہے۔ علیؑ کا دُلدل اور ہے۔ معاویہ کا گھوڑا اور ہے مروان لعین کا اونٹ اور ہے۔ مولا حضرت سجادؑ کا اونٹ اور ہے۔ روایت میں ہے کہ چار جانور پیغمبر اسلام کے زمانے کے جنت میں جائیں گے ایک ناقہ قصوہ یعنی رسول اللہ کا ناقہ دوسرا حضرت علیؑ کا دُلدل تیسرا مولا حسینؑ کا گھوڑا جس نے حضور کی شہادت کی خبر سیدانیوں کو پہنچائی اور چوتھا حضرت سجادؑ کا اونٹ جنت میں جائے گا جو حضرت سجادؑ کے ساتھ ساری زندگی غم حسینؑ میں روتا رہا۔ لکھا ہے کہ جس طرح حضرت امام زین العابدین علیہ السلام روتے تھے اسی طرح حضور کا اونٹ بھی روتا تھا۔ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جب میرے والد کی شہادت ہوئی تو میرے باپ کے اونٹ نے شدت سے گریہ کیا۔ میرے باپ کے دفن کے دوسرے دن میں نے دیکھا کہ میرے باپ کا اونٹ میرے باپ کی قبر انور پر بیٹھ کر رو رہا ہے۔ میں اُسے پیار کر کے لایا مگر اس نے کھانا پینا چھوڑ دیا دوسرے روز بھی میں نے اسے اپنے باپ کی قبر پر روتا ہوا پایا۔ اور اسے پیار کر کے لے آیا امام فرماتے ہیں۔

اَلْاَوْلِیَآءِ اَبُو الْاَئِمَّۃِ الطَّاہِرِیْنَ۔ یہ محمدؐ ہیں سردار نبیوں کے اور یہ علیؑ ہیں سردار اولیاؤں کے اور باپ آئمہ طاہرین کے اور سنو حدیث وَعَنْ اَصْبَغَ بْنِ نُبَاتَۃَ عَنْ عبد اللّٰہ بن عباس قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ یَقُوْلُ اَنَا وَعَلِیٌّ وَالْحَسَنُ وَالْحُسَیْنُ وَتِسْعَۃٌ مِنْ وُلْدِ الْحُسَیْنِ مُطَہَّرُوْنَ مَعْصُوْمُوْنَ

مودۃ القربیٰ ص۸۳ اور اصبغ بن نباتہ نے ۔ ابن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ میں نے رسولِ خداؐ سے سنا ہے کہ فرماتے تھے کہ میں اور علیؑ حسنؑ اور حسینؑ اور نو امام جو اولاد حسینؑ سے ہوں گے پاک پاکیزہ اور گناہوں سے معصوم و محفوظ ہیں۔ اور سنو اس دور کے اہلسنت کے قطب الاقطاب سید قطب علی شاہ صاحب فرماتے ہیں

اشعار۔ یہ ہیں برج بارہ جو افلاک میں۔ رکن بارہ ہیں اُمت پاک میں۔

وہ ہیں یعنی اولاد خیر البشر۔ امامانِ معصوم اثنا عشر۔

کتاب اسرار المعرفت ص۵۹ لو اب ایک واقعہ سنو تاکہ پیغمبر اسلامؐ کی امت کے علماء معلوم ہو سکیں ۔ کہ کون انبیاء سے افضل ہیں۔ روایت میں ہے کہ شب معراج جب آسمان پر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے حضور پُر نور کی ملاقات ہوئی تو حضرت موسیٰؑ نے عرض کی یا رسول اللہ کیا آپ نے فرمایا ہے کہ میری اُمت کے علماء بنی اسرائیل کے انبیاء سے افضل ہیں۔ آنحضرتؐ نے فرمایا ہاں میری اُمت کے علماء بنی اسرائیل کے انبیاء سے ضرور افضل ہیں اس پر حضرت موسیٰؑ نے عرض کی یا رسول اللہ میں ہوں بنی اسرائیل کا نبی اگر اس وقت کوئی آپ کی اُمت کا عالم ہوتا تو میرے ساتھ علمی گفتگو کرتا اور آپ ہی فیصلہ فرما دیتے کہ کون افضل ہے ۔ اس پر تاجدار رسالت نے اشارہ فرمایا ۔ تو ایک جوان ظاہر ہوا اس نے دونوں صاحبان کو سلام کیا اور حضرت موسیٰ نے فرمایا مَا اسْمُکَ کہ فرماویں آپ کا نام کیا ہے تو اس جوان نے کہا کہ محمد بن حسینؑ بن علیؑ بن ابی طالب علیہم السلام موسیٰؑ نے فرمایا کہ یہ تو بے جا کلام ہے میں نے تو صرف آپ کا نام ہی دریافت کیا

کہ اس پہاڑ کے دامن میں تلاش کرو قاتل کہیں بیٹھے مال تقسیم کر رہے ہوں گے۔ صحابہ نے آگے بڑھ کر جو دیکھا تو وہ تینوں مال آپس میں بانٹ رہے تھے کہ صحابہ نے انہیں پکڑ کر حضورؐ کے پیش کر دیا آپ نے ان سے فرمایا کہ تم نے اس مسافر کو کیوں قتل کیا ہے انہوں نے انکار کیا کہ ہم نے اسے قتل نہیں کیا حضورؐ نے فرمایا کہ یہ اونٹ اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ تم ہی اس مقتول کے قاتل ہو۔ انہوں نے کہا کہ حیوان کی گواہی کسی نبی کی شریعت میں منظور مقبول ہے۔ اگر ہم قاتل ہیں تو کوئی گواہ لائیں۔ حیوان کی گواہی تو آپ کی شریعت میں بھی قابل اعتبار نہیں۔ روایت میں ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ کیا تم اس طرح قتل کے جرم سے اپنے آپ کو بری کر لوگے یہ کہہ کر حضورؐ پُر نور نے فرمایا۔ یَا تَارِخُ قُمْ بِاِذْنِ اللّٰہِ اے تارخ اللہ کے حکم سے اُٹھ کر بتا کہ تیرا قاتل کون ہے۔ یہ فرمان نبوی سن کر مقتول اُٹھ بیٹھا اور فرمایا کہ یا رسول اللہ ان لوگوں نے ہی مجھے قتل کیا ہے اور اتنا مال میرا چھین لیا جس میں سات سو اشرفی آپ کی تھی جو میرے باپ نے بطور ہدیہ آپ کی خدمت میں بھیجی ہے اور درخواست کی کہ مجھے اپنی اُمت میں شمار کیجئو لکھا ہے کہ تارخ اپنے باپ کا سلام اور درخواست و مال پیغمبر کو پہنچا کر واپس چلا گیا۔ تو یہ بھی ایک حیوان تھا جس نے اپنے مالک کی حقیقت کو نبی اکرمؐ کی بارگاہ میں پیش کیا اور مالک کے زندہ ہونے کا سبب بنا۔ سنو جمادات لاکھ کوشش کریں مگر نباتات نہیں بن سکتے اور نباتات کروڑ کوشش کریں حیوان نہیں بن سکتے اسی طرح حیوانات لاکھ کوشش کریں انسان نہیں بن سکتے مگر تمام انسان برابر تو نہیں اگر تمام انسان برابر ہوتے تو خالق کیوں کہتا کہ وَلَا تَتَمَنَّوْا مَا فَضَّلَ اللّٰہُ بِہٖ بَعْضَکُمْ عَلٰی بَعْضٍ ط پارہ ۵ رکوع ۳ خبردار ان کی برابری کی تمنا نہ کرو کہ جن کو ہم نے فضیلت کے تاج دیئے ہیں۔ میں کہتا ہوں لاکھ انسان کوشش کرے امام اور نبی نہیں بن سکتا اور نبی لاکھ کوشش کریں تو اولی العزم نبی نہیں بن سکتے اسی طرح اولی العزم نبی لاکھ کوشش کریں

محمدؐ وآل محمدؐ کے مقام کو نہیں پہنچ سکتے۔ اسی لئے تو اعلان کیا ہے کہ ان کی برابری کی تمنا نہ کرو کہ جن کو ہم نے فضیلت کے تاج دیئے ہیں۔ میں اپنے اس دعوے کو قرآن حدیث کی روشنی میں ثابت کرتا ہوں۔ شیعہ سنی حضرات بیان فرمایا کرتے ہیں کہ نبی اکرمؐ نے فرمایا۔ عُلَمَاءُ اُمَّتِی اَفْضَلُ مِنْ اَنْبِیَاءِ بَنِی اِسْرَائِیْلَ کہ میری امت کے علماء بنی اسرائیل کے نبیوں سے افضل ہیں اس حدیث رسولؐ کو مولوی صاحبان اپنے حق میں بیان فرماتے ہیں کہ ہم علماء نبی اسرائیل کے انبیاء سے افضل ہیں مسلمانو یہ کسی طرح بھی درست نہیں ہو سکتا ہے کہ مولوی صاحب انبیاء سے افضل ہوں۔ سنو نبی چاہے کتنا ہی چھوٹا کیوں نہ ہو۔ نبی معصوم ہوتا ہے۔ اور مولوی چاہے کتنا ہی بڑا کیوں نہ ہو غیر معصوم ہوگا بھلا غیر معصوم کا معصوم کے ساتھ مقابلہ کیا جا سکتا ہے۔ اور بنی اسرائیل میں تو اولی العزم نبی بھی ہیں فرماویں حضرت موسیٰؑ اور حضرت عیسےٰؑ کیا بنی اسرائیل کے انبیاء میں سے نہ تھے تو ان صاحب شریعت صاحب کتاب انبیاء سے مولوی صاحب کیسے افضل ہو سکتا ہے۔ ہاں یہ تو یقینی اور طے شدہ امر ہے کہ غیر معصوم تو انبیاء کا مقابلہ نہیں کر سکتا تو پھر فرمان مصطفےٰؐ کا کیا بنے گا۔ جو آنحضرتؐ نے فرمایا کہ عُلَمَاءُ اُمَّتِی اَفْضَلُ مِنْ اَنْبِیَاءِ بَنِی اِسْرَائِیْلَ ماننا پڑے گا کہ حضورؐ پرنور کی امت میں کچھ عالم ایسے بھی ہیں کہ جو نبی تو نہیں مگر نبیوں سے افضل صاحب کتاب نہیں مگر صاحب کتاب سے افضل صاحب شریعت نہیں مگر صاحب شریعت سے افضل اگر انبیاء معصوم ہیں تو وہ بھی معصوم ہوں گے۔ جناب مولانا عبدالحق محدث دہلوی جذب القلوب کے صفحہ ۲۸ پر فخر سے تحریر فرماتے ہیں کہ جابر رضی اللہ عنہ کی روایت سے ثابت ہے کہ ایک روز حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت علی المرتضیٰ سلام اللہ علیہ کا ہاتھ پکڑے ہوئے مدینہ کے بعض باغوں میں تشریف لے گئے یکایک درخت پر سے آواز آئی ھٰذَا مُحَمَّدٌ سَیِّدُ الْاَنْبِیَاءِ وَھٰذَا عَلِیٌّ سَیِّدُ

اَلْاَوْلِيَآءِ اَبُوْ الْاَئِمَّةِ الطَّاهِرِيْنَ۔ یہ محمدؐ ہیں سردار نبیوں کے اور یہ علیؑ ہیں سردار اولیاؤں کے اور باپ آئمہ طاہرین کے اور سنو حدیث وَعَنْ اَصْبَغْ بِنْ نَبَاتَہ عَنْ عبد اللہ بن عباس قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ یَقُوْلُ اَنَا وَعَلِیٌّ وَالْحَسَنُ وَالْحُسَیْنُ وَتِسْعَۃٌ مِنْ وُلْدِ الْحُسَیْنِ مُطَهَّرُوْنَ مَعْصُوْمُوْنَ

مودۃ القربیٰ ص۸۳ اور اصبغ بن نباتہ نے ۔ ابن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ میں نے رسول خداؐ سے سنا ہے کہ فرماتے تھے کہ میں اور علیؑ حسنؑ اور حسینؑ اور نو امام جو اولاد حسینؑ سے ہوں گے پاک پاکیزہ اور گناہوں سے معصوم محفوظ ہیں۔ اور سنو اس دور کے اہلسنت کے قطب الاقطاب سید قطب علی شاہ صاحب فرماتے ہیں اشعار۔ یہ ہیں برج بارہ جو افلاک میں۔ رکن بارہ ہیں امت پاک میں۔

وہ ہیں یعنی اولاد خیر البشر۔ امامانِ معصوم اثنا عشر۔

کتاب اسرار المعرفت ص۵۹ لو اب ایک واقعہ سنو تاکہ پیغمبر اسلامؐ کی امت کے علماء معلوم ہو سکیں ۔ کہ کون انبیاء سے افضل ہیں۔ روایت میں ہے کہ شب معراج جاتے آسمان پر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے حضور پُر نور کی ملاقات ہوئی تو حضرت موسیٰؑ نے عرض کی یا رسول اللہ کیا آپ نے فرمایا ہے کہ میری امت کے علماء بنی اسرائیل کے انبیاء سے افضل ہیں۔ آنحضرتؐ نے فرمایا ہاں میری امت کے علماء بنی اسرائیل کے انبیاء سے ضرور افضل ہیں اس پر حضرت موسیٰؑ نے عرض کی یا رسول اللہ میں ہوں بنی اسرائیل کا نبی اگر اس وقت کوئی آپ کی امت کا عالم ہوتا تو میرے ساتھ علمی گفتگو کرتا اور آپ ہی فیصلہ فرما دیتے کہ کون افضل ہے۔ اس پر تاجدار رسالت نے اشارہ فرمایا ۔ تو ایک جوان ظاہر ہوا اس نے دونوں صاحبان کو سلام کیا اور حضرت موسیٰ نے فرمایا مَا اِسْمُكَ کہ فرماویں آپ کا نام کیا ہے تو اس جوان نے کہا کہ محمد بن علی بن حسینؑ بن علیؑ بن ابی طالب علیہم السلام موسیٰؑ نے فرمایا کہ یہ تو بے جا کلام ہے میں نے تو صرف آپ کا نام ہی دریافت کیے

مگر آپ نے تو پورا شجرہ سُنا دیا۔ اس جوان نے کہا موسیٰؑ میں نے آپ کے سامنے
بے جا کلام کیا مگر آپ نے تو میرے خالق کے سامنے بے جا کلام کیا موسیٰؑ نے کہا
وہ کہاں۔ جوان نے کہا موسیٰؑ اس وقت کو یاد کرو کہ جب اللہ تعالیٰ نے آپ
سے دریافت کیا وَمَا تِلْكَ بِيَمِينِكَ يَا مُوسَىٰ تھا موسیٰؑ تیرے دائیں ہاتھ میں
کیا ہے۔ تو کہہ دینا کہ میرا عصا ہے تو نے کہا قَالَ هِيَ عَصَايَ أَتَوَكَّأُ
عَلَيْهَا وَأَهُشُّ بِهَا عَلَىٰ غَنَمِي وَلِيَ فِيهَا مَآرِبُ أُخْرَىٰ ۝ پارہ ۱۶
رکوع ۱۰ کہا یہ میرا عصا ہے اس کا سہارا لیتا ہوں اور درختوں کے پتے جھاڑتا
ہوں بکریوں کے لئے اور میرے اس میں اور فائدے بھی ہیں۔ فرمایا کہ آپ نے میرے
رب کے سامنے کیوں بے جا کلام کیا یہ سُن کر حضرت موسیٰؑ خاموش ہو گئے۔ تفسیر
انوار النجف جلد ۹ صفحہ ۱۷۱۔ حضرت امام علی زین العابدین علیہ السلام فرماتے ہیں۔
خدا کی قسم جو نور طور پر چمکا تھا کہ جس کی تاب حضرت موسیٰؑ نہ لا سکے ہمارے جد کے
نور کے اسّی حصوں میں سے ایک حصہ نور کا تھا۔ مقدمہ کوکب دری صفحہ ۱۵ فرماؤ
کُل نور حیدر کرار کتنا ہوگا یہ ہیں وہ لوگ جو پیغمبر کی اُمت کے انبیاء بنی اسرائیل
سے افضل ہیں۔ میں کہتا ہوں صرف بنی اسرائیل کے انبیاء سے ہی نہیں بلکہ خلیل اللہ
سے بھی وہ افضل ہیں۔ سنو اور فیصلہ دو۔ علامہ وحید الزمان جو اہلحدیث کے
امام اعظم ہیں۔ انہوں نے اپنے مذہب میں بڑا نام پیدا کیا ہے۔ تفسیر وحیدی
انہی کی ہے۔ لغات الحدیث۔ لغات القرآن کئی جلدوں میں ترتیب درج ہے۔
اور صحاح ستہ کا اردو میں پہلے ترجمہ اسی بزرگ نے فرمایا ہے۔ انہوں نے اپنی
کتاب لغات الحدیث کی جلد ۳ صفحہ ۱۶۳ کتاب شین پر لکھا ہے کہ آنحضرتؐ نے
صحابہ کرام سے فرمایا کہ معراج کی رات جب میں تیسرے آسمان پر پہنچا تو میرے لئے
ایک نور کا منبر رکھا گیا میں اس منبر پر بیٹھا اور حضرت ابراہیمؑ ایک سیڑھی نیچے
مجھ سے بیٹھے باقی سب پیغمبر منبر کے ارد گرد بیٹھے اتنے میں علیؑ نور کی ایک اونٹنی

پر سوار آئے ان کا چہرہ چاند کی طرح چمک رہا تھا اور ان کے ساتھی تاروں کی طرح ان کے ارد گرد تھے۔ تو ابراہیمؑ نے مجھ سے پوچھا یہ کون ہے کیا کوئی بڑا پیغمبر یا مقرب فرشتہ ہے میں نے کہا نہ پیغمبر ہے اور نہ مقرب فرشتہ ہے بلکہ یہ میرا بھائی میرے چچا کا بیٹا میرا داماد میرے علم کا وارث علیؑ ابن ابی طالب ہے۔ ابراہیمؑ نے کہا یہ لوگ جو اس کے ارد گرد ہیں تاروں کی طرح وہ کون ہیں میں نے کہا وہ اس کے شیعہ یعنی گروہ محبین علیؑ ہیں تو اس وقت حضرت ابراہیمؑ نے یہ دعا کی اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنْ شِیْعَۃِ عَلِیٍّ فَاَتٰی جِبْرِیْلُ بِھٰذِہِ الْاٰیَۃِ وَاِنَّ مِنْ شِیْعَتِہٖ لَاِبْرٰھِیْمَ۔ ترجمہ اے اللہ مجھے بھی علیؑ کے شیعوں میں سے کر۔ پس اسی وقت جبرئیلؑ یہ آیت لے کر آئے کہ تحقیق ابراہیمؑ بھی علیؑ کے شیعوں میں سے ہے یہ آیت قرآن مجید کے پارہ ۲۳ رکوع ۷ میں ہے۔ فرماؤ مسلمانو جب حضرت خلیلؑ جناب امیرؑ کے شیعوں میں سے ہونے کی دعا مانگتے تو اور کون ہے جو علیؑ کا مقابلہ کر سکے حدیہ ہے کہ حضرت خلیلؑ تو علیؑ کے شیعہ ہونے کی دعا مانگتا ہے مگر آج کا مسلمان حضرت علیؑ کو صحابہ کرام کا تابع دکھانے کی فکر میں ہے حالانکہ صحابہ کرام خود فرماتے ہیں کہ علیؑ ہم میں سے نہیں ہے۔ وَعَنْ ابی وائل عن عبد اللہ بن عمر قَالَ اِذَا عَدَدْنَا اَصْحَابَ النَّبِیِّ قُلْنَا اَبُوْبَکْرٍ وَّعُمَرُ وَعُثْمَانُ فَقَالَ رَجُلٌ یَا اَبَا عبد الرحمٰن فَعَلِیٌّ مَاھُوَ قَالَ عَلِیٌّ مِنْ اَھْلِ الْبَیْتِ لَا یُقَاسُ بِہٖ اَحَدٌ مودۃ القربیٰ ص۵۷ ابو وائل کہتا ہے کہ عبد اللہ بن عمر نے مجھ سے بیان کیا کہ ہم آنحضرتؐ کے اصحاب کو شمار کرتے تھے تو کہتے ابو بکر۔ عمر۔ عثمان۔ تب ایک شخص نے پوچھا کہ اے ابو عبد الرحمٰن علیؑ کس طرف ہیں تو ابن عمر نے جواب دیا علیؑ اہلبیت اطہار میں سے ہیں ان کے ساتھ کسی اور شخص کو قیاس نہیں کیا جا سکتا۔ پس انہی کے بارے میں فرمایا کہ خبردار ان کی برابری کی تمنا نہ کرنا۔ مگر ضد کا کیا کیا جائے ایک لطیفہ ہی سن لو ہمارے علاقہ میں عورت ہر ایک شئی کا نام تو لے

سکتی ہے مگر اپنے شوہر کا نام ہرگز نہیں لیتی چاہے شوہر کتنا ہی نیک دل اور شریف کیوں نہ ہو خدا جانے یہ عورتوں کو کس شریف زادی نے سمجھا دیا کہ خاوند۔ چاہے کتنا ہی مبارک کیوں نہ ہو اس کا نام نہیں لینا چاہیئے ہوا یوں کہ ہمارے ہاں ایک عورت کے شوہر کا نام رمضان تھا اور لڑکے کا نام محمد تھا بگاڑ کر اُسے ممو بلاتے تھے عورت کو جب کبھی اپنے شوہر کو بلانا ہوتا تو بیٹے کے نام کی نسبت سے خاوند کو بلاتی کہ ممو کا باپ۔ (اکثر عورتیں اپنے بچوں کے نام سے شوہر کو بلاتی ہیں) شوہر کا نام بھی رمضان اور روزوں کے مہینے کا نام بھی رمضان ایک مرتبہ اسلامی مہینے شمار کرنے کا اس عورت کو اتفاق ہوا تو اس نے یوں شمار کئے کہ محرم۔ صفر۔ ربیع الاوّل۔ ربیع الثانی۔ جمادی الاوّل۔ جمادی الثانی۔ رجب۔ شعبان اب آگے ہے رمضان اور شوہر کا نام بھی ہے رمضان تو عورت نے رمضان کی بجائے کہا کہ ممو کا باپ۔ شوال۔ ذیقعد۔ ذی الحجہ۔ یہ واقعہ اس کے شوہر نے سُنا تو اس سے کہا کہ ذرہ اسلامی مہینے تو سُنا اُس نے اسی طرح کہا کہ محرم۔ صفر۔ ربیع الاوّل۔ ربیع الثانی۔ جمادی الاوّل۔ جمادی الثانی۔ رجب۔ شعبان۔ ممو کا باپ۔ شوال۔ ذیقعد۔ ذی الحجہ۔ شوہر نے غصہ سے فرمایا کم بخت عورت میری۔ نکاح میرا۔ گھر میرا۔ خوراک میری۔ زیور میرے۔ لباس میرا۔ اولاد میری اور میرے ہی نام سے بیر۔ مسلمانو جنت علیؑ کی۔ کوثر علیؑ کا۔ قبر میں علیؑ۔ حشر میں علیؑ۔ محشر میں علم علیؑ کا۔ میزان پر علیؑ اور علیؑ کے ہی نام سے بیر۔ سارا دن جلسہ میں غیروں کی تعریف تمام کو دعا مانگی تو کہا الٰہی بحق پنجتن فاطمہؑ۔ کہ بر قول ایمان کنی خاتمہ۔ اب بھی تو ان کے واسطہ سے خدا سے جنت مانگ۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے۔ رباعی

وقت آفت نہ بہادری نہ جری یاد آئے
جن کو بھولے ہوئے بیٹھے تھے وہی یاد آئے
رہا دل کو سکون تو چلتے رہے مرحب کے چلن
سر پہ آئی جو مصیبت تو علیؑ یاد آئے

صلوٰۃ

بس قدرت کا اعلان ہے کہ ان کی برابری کی تمنا نہ کرو جن کو ہم نے فضیلت کے تاج دیئے ہیں تم سب کچھ ہو سکتے ہو مگر ان کے برابر نہیں ہو سکتے جو حدیث میں نے بیان کی ہے کہ عُلَمَاءُ اُمَّتِیْ اَفْضَلُ مِنْ اَنْبِیَاءِ بَنِیْ اِسْرَائِیْل۔ اسی حدیث کو سن کر تین عالم ایک حضرت موسیٰؑ کا اُمتی دوسرا حضرت داؤدؑ کا اُمتی اور تیسرا حضرت عیسےٰؑ کا اُمتی مدینہ منورہ آئے کہ اس نبی کو دیکھیں کہ جو دعوےٰ کرتا ہے کہ میری اُمت کے علماء بنی اسرائیل کے انبیاء سے افضل ہیں جب یہ لوگ مدینے پہنچے تو انہیں معلوم ہوا کہ مسلمانوں کا رسولؐ انتقال فرما چکا ہے۔ وہ مایوس ہو کر لوٹنے لگے کہ انہیں میں سے ایک نے کہا کہ اس نے جو اعلان کیا تھا کہ میری اُمت کے علماء بنی اسرائیل کے نبیوں سے افضل تو پتہ کریں شاید کوئی اس کی اُمت کا عالم مل جائے یہ سوچ کر وہ دربار خلافت میں حاضر ہوئے اور آداب بجا لانے کے بعد انہوں نے عرض کی کہ اے صاحب کیا یہ حدیث صحیح ہے کہ علماء اُمتی مِنْ اَنْبِیَاءِ بنی اسرائیل۔ تو حاکم وقت نے ارشاد فرمایا کہ ہاں یہ حدیث بالکل صحیح ہے انہوں نے عرض کی کہ کیا آپ اس اُمت کے علماء میں سے ہیں۔ فرمایا لوگ مجھے رسول اللہ کے بعد ساری اُمت سے افضل مانتے ہیں۔ اس کے بعد موسیٰؑ کا اُمتی آگے بڑھا اور عرض کی کہ میرا نبی حضرت موسیٰؑ عصا پھینک کر اژدہا بناتا تھا آپ بھی ایسا کر کے دکھائیں کہ میں کلمہ پڑھوں۔ حضرت داؤدؑ کے اُمتی نے کہا کہ میرا نبی حضرت داؤدؑ لوہا ہاتھ میں لے کر نرم کر کے تار کھینچ لیتا تھا آپ ایسا کریں کہ میں کلمہ پڑھوں۔ حضرت عیسےٰؑ کے اُمتی نے کہا کہ میرا نبی مردے زندہ کر دیا کرتا تھا۔ آپ کسی مردے کو زندہ کریں تاکہ میں اسلام قبول کروں بس ان تینوں کے سوالات جب پورے نہ ہوئے تو وہ یہ کہتے ہوئے دربار خلافت سے نکلے۔ شعر:

نکلنا خُلد سے آدمؑ کا سنتے آئے تھے لیکن — بڑے بے آبرو ہو کر تیرے کوچہ سے ہم نکلے

حضرت سلمان رضؓ فارسی جیسے رسولِ خداؐ نے سلمان رضؓ محمدی فرمایا تھا۔ اس نے سُنا

تو ان تینوں سے فرمایا کہ آؤ میں تمہاری رہبری کروں کہ تمہارے تمام سوالوں کا جواب تمہیں میسّر ہو سکے۔ جناب سلمانؓ انہیں ایک باغ میں لائے کہ وہاں حضرت امیر المومنین بیلچے سے کام کر رہے تھے حضرت سلمانؓ نے حضور کو دیکھ کر فرمایا کہ یہ ہر مشکل کا مشکل کشا ہے۔ اس سے سوال کرو اور جواب پاؤ۔ ان تینوں نے وہی سوال کئے جو دربار خلافت میں کر چکے تھے مولا علیؑ نے حضرت داؤدؑ کے اُمتی سے فرمایا اس بیلچے کو پکڑ اور چل اس نے ایک طرف سے بیلچہ پکڑا تو اس کے چلنے پر لوہے سے تار نکلنا شروع ہو گیا وہ چلتا رہا اور لوہے سے تار نکلتی گئی کافی دُور جا کر اس نے تار کو چھوڑا تو وہ ویسا ہی بیلچہ تھا۔ اس کے آپ نے حضرت موسیٰؑ کے اُمتی سے فرمایا کہ تیرا سوال کیا تھا۔ اس نے کہا کہ میرا نبی عصا کو پھینک کر اژدہا بنایا کرتا تھا کیا آپ بھی ایسا کر سکتے ہیں۔ حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا اس بیلچے کے دستہ کو زمین پر یہ کہہ کر پھینک کہ تجھے مصطفےٰ کا وصی حکم دیتا ہے کہ تو اژدہا بن جا حضرت موسیٰؑ کے اُمتی نے جب دستہ پھینکا تو وہ اژدہا بن گیا۔ اور حضرت موسیٰؑ کا اُمتی ڈرنے لگا آپ نے فرمایا کہ تیرا نبی بھی ڈر گیا تھا۔ حضرت امیرؑ نے آگے بڑھ کر اُسے پکڑا تو وہ ویسا ہی لکڑی کا دستہ تھا۔ جسے آپ نے بیلچے میں ڈال لیا۔ اس کے بعد آپ نے حضرت عیسےٰؑ کے اُمتی سے فرمایا۔ کہ تیرا مدعا کیا ہے اس نے کہا کہ حضور میں تو تسلیم کر چکا کہ آپ کے رسول نے سچ فرمایا کہ میری اُمت کے علماء بنی اسرائیل کے انبیاء سے افضل ہیں مگر اطمینان قلب کے لئے عرض ہے کہ میرا نبی مردے زندہ کیا کرتا تھا حضرت امیرؑ نے فرمایا کہ ایک مردہ زندہ کیا جائے کہ اس قبرستان کے سارے مردے زندہ کئے جائیں اس کے بعد آپ نے ایک قبر کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا اے صاحب قبر تجھے وصی مصطفےٰ حکم دیتا ہے کہ اللہ تعالےٰ کے حکم سے زندہ ہو جا بس قبر میں حرکت پیدا ہوئی اور قبر سے میت نے کھڑے ہو کر سر سے خاک جھاڑ کر کہا السلام علیک یا ولی اللہ اس کے بعد جناب امیر المومنینؑ نے فرمایا پلٹ جا تو وہ آپ کو سلام کر کے پلٹ گیا۔ پس

اس پر حضرت عیسٰےؑ کا اُمتی بھی صدق دل سے پیغمبر اسلام پر ایمان لایا اور دولت اسلام سے تینوں مالا مال ہو کر پلٹے - پس یہ ہیں وہ لوگ کہ جن کے متعلق حکم ہوا کہ ان کی برابری کی تمنا نہ کرنا تم سب کچھ تو بن سکتے ہو مگر ان کا مقابلہ نہیں کر سکتے - شہید ثالث نے ایک عجیب واقعہ مجالس المتقین میں درج کیا ہے جسے میں اضافہ ایمان کے لئے پیش کرتا ہوں - سنو روایت میں ہے کہ جب حضور پر نور نے ہجرت فرمائی تو اپنے ساتھی کے ہمراہ غار میں پہنچے یہ غار مکہ سے صرف تین میل دُور ہے -

بخاری شریف جلد ۳ صفحہ ۶۶۲ علامہ سبط ابن جوزی نے تذکرہ الخواص صفحہ ۶۱ پر اور تاریخ طبری کی جلد ۱ صفحہ ۱۳۱ پر مرقوم ہے کہ بعض راویوں نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ ابو بکر علیؑ کے پاس آئے اور ان سے نبی صلعم کو دریافت کیا علیؑ نے کہا کہ وہ غار ثور چلے گئے ہیں تم چاہو تو وہاں ان کے پاس چلے جاؤ - ابو بکر تیزی سے قدم بڑھاتے ہوئے رسول اللہ کے پیچھے چلے اور اثنائے راہ ہی میں آپ کے ساتھ آملے رسول اللہ نے رات کی تاریکی میں ابو بکر کی چاپ سُنی - آپ نے سمجھا کہ کوئی مشرک آرہا ہے - اس خیال سے آپ قدم بڑھا کر سُرعت سے چلنے لگے جس سے آپ کے جوتے کا اگلا حصہ پھٹ گیا اور ایک پتھر کی ٹھوکر سے پاؤں کا انگوٹھا زخمی ہوا جس سے بہت زیادہ خون بہنے لگا اور اب آپ نے رفتار میں اور تیزی کر دی ابو بکر کے دل میں خیال آیا کہ اس طرح میرے تعاقب سے آپ کو تکلیف ہو گی - انہوں نے بلند آواز سے آپ سے کلام کیا تو رسول اللہ نے ان کو پہچان لیا اور کھڑے ہو گئے جب وہ آپ کے پاس آگئے تو پھر دونوں چلے رسول اللہ کا پاؤں خون سے بھر گیا تھا - اسی طرح صبح ہوتے ہوتے آپؐ غار ثور میں پہنچے - اور اس کے اندر چلے گئے (طبری کی عبارت ختم) بعض لوگوں نے یہ مشہور کر رکھا ہے کہ حضرت ابو بکر رسول اللہ کو اُٹھا کر غار ثور تک لائے تھے جو بالکل خلاف عقل و نقل ہے ہجرت کے وقت رسول اللہ کی زندگی ترپن ۵۳ برس کی تھی - اور حضرت ابو بکر کی عمر پچاس سال سے زیادہ تھی اور مکہ سے غار ثور صرف تین میل ہے - بھلا خلق

عظیم کے مالک نے یہ کیسے گوارا کر لیا کہ تین میل کے سفر کی خاطر ایک ضعیف انسان پر سوار ہو گئے۔ یہ حضرت کے شان اخلاق سے بعید ہے۔ اور کہا جاتا ہے کہ اس لئے حضرت ابوبکر نے حضورؐ کو اُٹھایا کہ آنجناب کے نقش قدم زمین پر نہ لگیں تو اس سلسلہ میں عرض ہے کہ حضور نبی اکرمؐ کے نقش قدم زمین پر نہ لگتے تھے۔ دیکھو احسن المقالؒ صد ۱۵ اس صورت میں تو رسول اللہ کے لئے زیب تھا کہ وہ حضرت ابوبکر کو اٹھاتے کیونکہ ان کے پاؤں کے نقش زمین پر اُبھرتے تھے۔ خیر جیسے بھی ہوا رسولخداؐ حضرت ابوبکر کے ساتھ غار ثور میں پہنچ گئے دوسرے روز قریش مکہ پیغمبر کو تلاش کرتے ہوئے غار ثور کے قریب آنے ہی والے تھے کہ جبرائیلؑ نے بارگاہ الٰہی میں عرض کی پالنے والے کفار مکہ غار کی طرف بڑھ رہے ہیں حالات غار کے بھی کچھ ایسے ہیں کہ تیرا رسول پکڑا جائے گا میرے اللہ مجھے اجازت دے کہ میں تیرے رسولؐ کی مدد کروں۔ قدرت کی آواز آئی جبرئیلؑ جا اور میری قدرت کا کرشمہ دیکھ لکھا ہے کہ حکم خداوندی پا کر جبرئیلؑ نے پرواز کی تفسیر برہان میں ہے کہ ایک مرتبہ رسولخداؐ نے جبرائیلؑ سے دریافت فرمایا کہ کیا کبھی تجھے پرواز میں تھکان بھی ہوئی ہے تو عرض کی حضورؐ تین مرتبہ ایسا ہوا ہے۔ جب حضرت ابراہیمؑ کو آتش نمرودؑ میں پھینکا گیا تو خدا نے مجھے حکم دیا کہ جاؤ اور میرے خلیلؑ کی جلد خبر لو۔ مجھے اپنی عزت و جلال کی قسم اگر وہ تیرے پہنچنے سے پہلے آگ میں چلا گیا تو فرشتوں کے دفتر سے تیرا نام کاٹ دوں گا بس میں نے تعمیل کی اور ابھی تک آگ میں خلیلؑ نہ پہنچنے پائے تھے کہ میں نے ابراہیمؑ کو سنبھالا۔ اور عرض کی کہ کیا تیری کوئی حاجت ہے فرمایا اللہ تعالےٰ کے سوا کسی سے کوئی غرض نہیں ہے۔ دوسری مرتبہ جب حضرت ابراہیمؑ کو اپنے بیٹے اسماعیلؑ کے ذبح کرنے کا حکم ہوا اور انہوں نے چھری اٹھائی تو مجھے حکم خداوندی ہوا کہ فوراً پہنچو اور مجھے اپنی عزت جلال کی قسم اگر تیرے پہنچنے سے پہلے چھری اسماعیلؑ کے حلق تک پہنچ گئی تو تیرا نام فرشتوں کے دفتر سے خارج کر دوں گا بس میں فوراً پہنچا اور چھری کو اُلٹا کر دیا اور فدیہ لا کر چھری

کے نیچے لٹا دیا اور تیسری مرتبہ حضرت یوسفؑ کو کنوئیں میں پھینکا گیا تو خدا نے مجھے وحی فرمائی کہ اے جبرئیلؑ یوسفؑ کی خبر لو۔ اور مجھے اپنی عزت و جلال کی قسم اگر وہ تجھ سے کنوئیں کی تہ میں پہلے پہنچا تو تیرا نام فرشتوں کے دفتر سے خارج کر دوں گا۔ چنانچہ ابھی تک وہ کنوئیں کی تہ تک نہ پہنچے تھے کہ میں پہنچ گیا اور صحیح سالم کنوئیں میں ایک پتھر پڑا تھا اس پر بٹھا دیا پس مجھے تھکان محسوس ہوئی۔ تفسیر انوار النجف جلد ۸ صفحہ ۱۷۱۔ میں عرض کر رہا تھا کہ کفار مکہ ادھر غار ثور کی طرف بڑھے اُدھر جبرائیلؑ خالق کائنات سے اجازت لے کر غار کے منہ پر آئے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں۔ کہ غار کے دہن پر ایک درخت ببول کا خدا کے حکم سے نمایاں ہوا اور مکڑی نے اس پر جالا تن کر دہن غار کو بند کر دیا۔ کہتے ہیں کہ کبوتری نے وہاں انڈے بھی دے دیئے۔ روایت میں ہے کہ جبرئیلؑ کے آنے پر مکڑی نے پوچھا کہ جبرئیلؑ تم کیسے آئے ہو تو جبرئیلؑ نے کہا کہ حضورؐ پر نور کی حفاظت کے لئے قدرت نے بھیجا ہے۔ مکڑی نے کہا کہ آپ کی کوئی ضرورت نہیں ہم نے جالا تن دیا ہے کوئی اندر نہیں جا سکتا۔ جبرئیلؑ نے کہا کیا خوب اِنَّ اَوْهَنَ الْبُيُوْتِ لَبَيْتُ الْعَنْكَبُوْتِ ۔ پارہ ۲۰ رکوع ۱۶ کہ مکڑی کا گھر تمام کے تمام گھروں سے بودا ہوا کرتا ہے۔ مکڑی نے کہا جبرئیلؑ میں تیری طاقت سے واقف ہوں تو اگر چاہے تو پر مار کے ساری زمین کو الٹ دے مگر میں نے کسی کی ولا میں جالا تنا ہے تو توڑ کے دکھا دے پس جبرئیلؑ نے زور لگایا مگر تار نہ توڑ سکا۔ لواعج الاحزان جلد ۲ صفحہ ۳۱۲ کہتے ہیں کہ جب جبرئیلؑ سے تار نہ ٹوٹی اور پانی سر سے تار ہو گیا تو جالے میں ہاتھ ڈال کر کھینچا اور منہ سے کہا یا علیؑ مدد۔ مکڑی نے کہا جبرئیلؑ خاموش کہ اسی کا نام لے کر تو تنا ہے۔ فرمائیے مسلمانو جس علیؑ کے نام میں یہ برکت ہو تو وہ علیؑ خود کیسا ہو گا۔ پس خدا کا حکم ہے کہ ان کی برابری کی تمنا نہ کرو جن کو ہم نے فضیلت کے تاج دیئے ہیں (نورانی لطیفہ) ۱۹۴۲ء میں فیصل آباد کہ جس کا نام پہلے لائل پور تھا۔ گھوڑے دوڑانے کا ایک میلہ

لگا اس میلے کا منتظم ایک افسر انگریز تھا۔ سوار اپنے اپنے گھوڑوں کو لے کر آئے اور تیزہ بازی ہوتی رہی۔ جو بھی سوار کیلہ اُکھاڑنے کے لئے گھوڑا دوڑاتا۔ تو نعرہ حیدری لگاتا بس ایک آدمی نے اپنے گھوڑے کو دوڑاتے ہوئے نعرہ حیدری کی بجائے نعرہ حق یا ہو لگایا تو انگریز نے اشارے سے اُسے روکا اور مترجم سے دریافت کیا کہ یہ کیا کہتا ہے مترجم نے کہا کہ جناب اس کا پیرو مرشد حضرت باہو ہے یہ اس کا نام لے کر میدان میں اُترا ہے انگریز نے کہا کہ اس کو میدان سے باہر نکال دو کہ یہ ہمارے میدان کی زینت خراب کر رہا ہے سنو میدان میں کسی کے پیر کا نام نہیں چلے گا۔ میدان صرف حضرت علیؑ کا نام چلے گا کیونکہ علیؑ کا نام میدان کی زینت ہے میں کہتا ہوں کہ لوگو علیؑ صرف میدان ہی کی زینت نہیں بلکہ علیؑ قرآن کی زینت ہے۔ علیؑ انسان کی زینت ہے۔ علیؑ مسجد کی زینت ہے۔ علیؑ ایمان کی زینت ہے۔ علیؑ عرش کی زینت ہے۔ علیؑ فرش کی زینت ہے۔ علیؑ محمدؐ کی زینت ہے۔ علیؑ رحمان کی زینت ہے۔ بس علیؑ علیؑ ہے۔ علیؑ علیؑ ہے۔ علیؑ علیؑ ہے۔ علیؑ علیؑ ہے۔ اب میں آپ کی خدمت میں حضرت ثمر دہلوی ایم۔ اے کے چند اشعار پیش کرتا ہوں۔ بارگاہ علوی میں فرماتے ہیں۔

نائب ختم رُسل شاہ مدینہ تم ہو ــــ خاتم ختم نبوت کا نگینہ تم ہو

کہنہ خلقت کا ہر اک راز عیاں ہے تم پر ــــ یعنی اسرار الٰہی کا خزینہ تم ہو

ہے زچہ خانہ تمہارا کہ جہاں کا قبلہ ــــ بام تکمیل عبادات کا زینہ تم ہو

عالم نور میں پائی جو رسولؐ حق نے ــــ میرے مولا اس انگوٹھی کا نگینہ تم ہو

تم کو مولا میرے کیا حاجت درس تدریس ــــ علم پہنچا ہے جسے سینہ بسینہ تم ہو

محشر و برزخ و قبر ایک محیط غم ہے ــــ اس سمندر میں علیؑ میرا سفینہ تم ہو

اب آخر میں ایک واقعہ پیش کر کے دامن تقریر سمیٹتا ہوں۔ حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ ایک روز میں نے صبح کی نماز رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اقتدا

ہیں ادا کی جب رسول اللہ نماز اور تسبیح سے فارغ ہوئے تو ایک انصاری نے کھڑے ہو کر عرض کی یا رسول اللہ کیا ہم نماز گھر پڑھ لیا کریں حضورؐ نے فرمایا گھر میں نماز ادا کرنے کی کیا وجہ ہے۔ تو مسجد میں آنے سے کیوں گھبراتا ہے اس نے عرض کی کہ فلاں انصاری کے کتے نے میرے کپڑے پھاڑ ڈالے ہیں اور میری پنڈلی کو کاٹ لیا ہے اور آپ کے ساتھ نماز پڑھنے سے مجھے روک دیا ہے۔ حضرت نے حاضرین سے فرمایا کہ تم میرے ساتھ چلو۔ جب کتا کاٹتا ہے تو اس کا قتل کرنا واجب ہے تو ہم لوگ حضرت کے ساتھ اس کے گھر پر آئے۔ حضرت انسؓ نے بڑھ کر دق الباب کیا اور آواز دے کر فرمایا کہ رسول اللہ دروازے پر موجود ہیں مالک مکان نے بڑھ کر دروازہ کھولا اور رسول اللہ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگا میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں آپ کیسے تشریف لائے آپ نے میری عزت افزائی کی ہے۔ مجھے بلا لیتے میں خود حاضر ہو جاتا۔ رسول اللہ نے فرمایا تیرے کتے نے فلاں انصاری کو جب کہ وہ مسجد میں نماز ادا کرنے جا رہا تھا کاٹا ہے اس کو لاؤ کہ اس کو قتل کیا جائے اس کتے نے پہلے بھی فلاں آدمی کے کپڑے پھاڑنے اور پنڈلی سے خون نکال دیا ہے وہ شخص دوڑ کر کتے کے پاس گیا اور اس کے گلے میں رسی ڈال کر حضرت کے پاس لے آیا۔ کتا رسولؐ اللہ سے عرض کرنے لگا حضورؐ فرمائیے کیا حکم ہے حضرت نے فرمایا تو نے فلاں۔ فلاں شخص کو کیوں کاٹا ہے۔ کتے نے عرض کی یا رسول اللہ میں حضورؐ کے صحابہ کا تو غلام ہوں مگر یہ لوگ منافق اور ناصبی ہیں حضرت علیؑ سے دشمنی رکھتے ہیں اور علیؑ کا دشمن نجس ہے میں نے چاہا کہ انہیں مسجد جانے سے روک دیا جائے تاکہ یہ مسلمانوں سے ہاتھ ملا کر انہیں اور مسجد کو نجس نہ کر دیں۔ عیون المعجزات صـ ۲۲ ادھر حیوان تو آلِ محمدؐ کا حیا کرتے ہیں ادھر مسلمان ہیں کہ اپنے پیغمبر کی بیٹیوں کو دربدر پھرا رہے ہیں۔ منقول ہے کہ گیارہویں محرم کو اشقیا کے نجس لاشے مسلمانوں نے دفن کر دیئے اور فرزند رسولؐ

کو دفن کرنے والا کوئی نہ نکلا جب اشقیا کے لاشے دفن ہو گئے تو عمر بن سعد نے
حکم دیا کہ پیغمبر کی بیٹیوں کو قید کیا جائے اور شتران بے کجاوہ پہ سوار کر کے کوفہ
کی طرف روانہ کیا جائے۔ ہائے نبی زادیاں بے مقنعہ چادر قید ہوئیں اور کوفہ
کی طرف یہ قافلہ روانہ ہو گیا۔ روایت میں ہے کہ ابھی قافلہ تھوڑی ہی دور گیا تھا۔
کہ جس نیزے پر مولا حسینؑ کا سر تھا وہ نیزہ زمین میں گڑ گیا۔ شمرؔ ملعون بیمار کربلا
کے پاس آیا اور کہا کہ بتا تیرے بابا کا سر آگے کیوں نہیں بڑھتا۔ سجادؑ نے فرمایا
و شقی میری چھوٹی بہن سکینہؑ اونٹ سے گر گئی ہے۔ جب تک وہ نہ ہم سے
مل جائے میرے بابے کا سر آگے نہیں بڑھے گا۔ یہ سُن کر شمرؔ غصہ سے پلٹا
کیا دیکھا کہ بچی ایک لاش سے لپٹی ہوئی اور رو رو کر فریاد کر رہی ہے کہ
بابا مسلمانوں نے ہمارے خیام کو آگ لگا دی بابا مسلمانوں نے پیغمبر کی بیٹیوں
کی چادریں اُتار لیں۔ عزادارو سکینہؑ اپنے باپ سے فریاد کر رہی تھی کہ
شمرؔ ملعون آگیا اور بچی کو اس طرح باپ کی لاش سے جدا کیا کہ روح بتولؑ
تڑپ گئی اور سکینہؑ فریاد کرنے لگی کہ ہے کوئی جو اس ظالم سے مجھے بچائے۔
لکھا ہے کہ جب فوج یزیدؔ کربلا سے روانہ ہو گئی تو قبیلہ بنی اسد کی عورتوں
نے اپنے مردوں کو جمع کیا اور رو رو کر کہنے لگیں کہ کیا غضب ہے کہ اولاد
رسولؐ کے لاشے یوں بے گور کفن پڑے ہیں اور ہم اپنے گھروں میں چین سے
بیٹھے رہیں۔ ان کے مردوں نے کہا کہ ہم اولاد رسولؐ کو کس طرح دفن کر سکتے
ہیں۔ اگر ابن زیادؔ کو پتہ چل گیا۔ تو ہم سب کو قتل کرا دے گا۔ جب قبیلہ بنی اسد
کی عورتوں نے دیکھا کہ ہمارے مرد حکومت کے ڈر کی وجہ سے اولاد رسولؐ کو
دفن نہیں کرتے تو انہوں نے کہا کہ اگر تم پر ابن زیادؔ کا خوف غالب ہے تو
لو یہ ہماری چادریں تم اوڑھو اور اپنی تلواریں ہمیں دو۔ ہم خود جا کر فرزند

رسولؐ کی لاش کو دفن کریں گی۔ جب ان لوگوں نے اپنی عورتوں میں غیر معمولی جوش دیکھا تو شرمائے اور اپنی کمریں کس کر لاشہائے شہداء کو دفن کرنے کے لئے روانہ ہوئے اور کربلا میں پہنچ کر شہیدوں کو سپرد خاک کیا چونکہ امام معصوم کی تکفین تدفین امام معصوم ہی کرتا ہے اس لئے مین بیمار امام باعجاز امامت تشریف لائے اور اپنے باپ کو دفن کیا۔ مصباح المجالس جلد ۱ ص ۲۳۳ الا لعنت اللہ علی القوم الظالمین۔

قطعات

۱۔ آیات کے معنی میں ہیں کتنے اختلاف
یہ آج تک نہ کوئی مفسر بتا سکا
اب آگیا یقین کہ کافی نہیں کتاب
پھر بھی تو اہلبیت کے در پہ نہ آ سکا

۲۔ کچھ بھی سمجھا نہیں سکتی کوئی دنیا کی کتاب
حشر تک کوئی معلم نہ اگر سمجھائے
امتیں خود ہی اگر رکھتی ہیں فہم و ادراک
یہ تو سمجھاؤ سوا لاکھ نبی کیوں آئے

۳۔ بشر کے واسطے حق کا کلام آیا ہے
اصول دین سکھانے امام آیا ہے
کتاب کافی نہیں وہ بتائیں گے تفسیر
خدا کا جن پہ درود و سلام آیا ہے

سولہویں مجلس

قرآن مجید کی آخری آیتیں ۔ واقعہ غدیر کی تفصیل ۔ پلانوں کا منبر ۔ علامہ وحید الزمان اور علامہ جلال الدین سیوطی کا اقرار کہ قرآن مجید میں علیؑ مولی المومنین تھا ۔ رسولخداؐ نے حارث بن نعمان فہری کو جواب دیا اور اس پر عذاب ۔ الیوم اکملت لکم دینکم کا نزول ۔ حضرت عمر کا حضرت علیؑ کو مبارک دینا ۔ اور جبرائیلؑ کی تاکید ۔ فَعَلِیٌّ مولا سے خلافت بلا فصل ثابت ہے ۔ ولی کے معنی بخاری سے مسلمانوں نے امام مظلوم کا لباس لوٹ لیا ۔ جمال ملعون کی حرکت اور رسولخداؐ کا اس کو بددعا کرنا اور اس کے ہاتھ شل ہو گئے ۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ؕ

یٰاَیُّہَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَیْکَ مِنْ رَّبِّکَ ؕ وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَہٗ ؕ وَاللّٰہُ یَعْصِمُکَ مِنَ النَّاسِ ؕ اِنَّ اللّٰہَ لَا یَہْدِی الْقَوْمَ الْکٰفِرِیْنَ ۝ پارہ ۶ رکوع ۱۴ اے رسول پہنچا دے جو کچھ اُتارا گیا ہے طرف تیرے پروردگار تیرے سے اور اگر نہ کرے تو پس نہ پہنچایا تو نے پیغام اس کا اور اللہ بچاوے گا تجھ کو لوگوں سے تحقیق اللہ نہیں ہدایت کرتا کافروں کو عام طور پر یہ مشہور ہے کہ قرآن مجید کی کل آیات چھ ہزار چھ سو چھیاسٹھ ہیں اور اکثر یہی بیان ہوتا ہے مگر مولانا حافظ فرمان علی صاحب اعلی اللہ مقامہٗ نے جو فہرست درج کی ہے اس کے مطابق چھ ہزار دو سو پچاسی بنتی ہیں مقدمہ فرمان ص ۴۲ جو لوگ چھ ہزار چھ سو چھیاسٹھ شمار کرتے ہیں وہ بعض ایک لمبی آیت کو دو بیان فرماتے ہیں۔ تمام مسلمانوں کا ایمان و اتفاق ہے کہ قرآن مجید میں کسی قسم کا کوئی ردوبدل نہیں ہوا۔ قرآن پاک کے ایک حرف ایک نقطہ پر شک کرنے والا بلا شک کافر ہو جاتا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ اگر کوئی انسان قرآن صامت پر شک کرے تو وہ کافر ہو جاتا ہے۔ تو جو شخص قرآن ناطق پر شک کرے وہ مسلمان کس طرح رہ سکتا ہے۔ حضرت امیر علیہ السلام فرماتے ہیں اَنَا الصِّدِّیْقُ الْاَکْبَرُ وَلَا یَقُوْلُہَا بَعْدِیْ اِلَّا کَذَّابٌ وَاَنَا الْقُرْاٰنُ النَّاطِقُ منصب امامت ص ۴۲ حضرت علیؑ نے فرمایا کہ میں صدیق اکبر ہوں میرے بعد سوائے کذّاب کے کوئی نہ کہے گا اور میں ہی قرآن ناطق ہوں۔ ثابت ہوا کہ حضرت علیؑ پر اگر کسی نے شک کیا تو وہ بقول امیرؑ کافر ہے۔ ہاں میں عرض کر رہا تھا کہ کل آیات کلام پاک کی چھ ہزار چھ سو چھیاسٹھ ہیں یا چھ ہزار دو پچاسی ہیں۔ مگر اس بات پر مسلمانوں کا اتفاق ہے کہ سب سے پہلی آیت اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّکَ الخ ہے جو قرآن مجید کے آخری پارہ میں ہے اور سب سے آخری آیت سَاَلَ سَآئِلٌ بِعَذَابٍ وَّاقِعٍ ۝ ہے جو قرآن مجید کے پارہ ۲۹ رکوع ۷

میں ہے دیکھیں تذکرۃ الخواص ص۵۸ اور جس آیت کو میں نے عنوان بیان قرار دیا ہے
اس آیت کے بعد صرف دو ۲ آیتیں نازل ہوئی ہیں ایک آیت اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ الخ
پارہ ۶ رکوع ۵ اس آیت میں تکمیل دین کی خوشخبری ہے اور دوسری آیت جو آخری
آیت ہے وہ سَاَلَ سَائِلٌ بِعَذَابٍ وَّاقِعٍ ہے تو اس آیت میں مولائے کائنات
کی ولا کے منکر کے لئے عذاب الہٰی کا اعلان ہے۔ آیت بلغ کے بعد کی دونوں آیات
میں نہ تو نماز۔ روزہ۔ حج۔ زکوٰۃ یعنی اوامر کا حکم ہے اور نہ ہی نواہی کا تذکرہ ہے
کہ جھوٹ۔ قتل۔ چوری۔ شراب۔ زنا سے بچو۔ بلکہ ایک آیت میں تکمیل دین کے بارے
میں اعلان ہے کہ آج دین مکمل ہو گیا اور دوسری آیت میں منکر مولائے مرتضیٰ کے لئے
عذاب کا اعلان ہے تو جس آیت کو آج عنوان تقریر قرار دیا گیا ہے اس میں تنبیہ ہے
کہ اے میرے رسولؐ جو ہم نے تجھے حکم دیا ہے وہ پہنچا دے اگر تو نے یہ کام نہ کیا تو
پھر نتیجہ یہ ہے کہ تو نے رسالت کا کوئی کام ہی نہیں کیا فرماؤ مسلمانو یہ کام کونسا
ہے کہ اگر رسول خدا یہ اُمت تک پہنچا دیں تو گویا انہوں نے رسالت کا کوئی کام
ہی نہیں کیا غور تو کرو کہ وہ کونسا کام ہے کہ جس کے نہ کرنے سے توحید پیغمبر کی ساری محنت
کو بے کار فرما رہی ہے۔ فرماؤ کیا یہ توحید ہے کہ اگر توحید کا مقامِ عظمت مخلوق خدا
کو نہ سمجھائیں تو رسالت بے کار ہو کے رہ جائے گی ارے توحید کا ذکر قرآن مجید
میں پینتالیس ۴۵ مقامات پر ہے جو پہلے ہو چکا ہے۔ عدل کا ذکر قرآن مجید میں سولاں ۱۶ مقامات
پر ہے جو اس آیت سے پہلے ہو چکا حضور پُرنور کی رسالت کا ذکر قرآن پاک میں پچپن ۵۵
مقامات پر ہے جو قدرت کی طرف سے پہلے ہو چکا۔ قیامت کا تذکرہ قرآن مجید میں
ایک سو ستاون ۱۵۷ مقامات پر ہے جو پہلے ہو چکا۔ اسی طرح قرآن مجید میں نماز کا ذکر
چوالیس ۴۴ مقامات پر ہے جو پہلے ہو چکا روزے کا ذکر قرآن پاک میں چار ۴ مقامات پر
ہے جو پہلے ہو چکا۔ حج عمرے کا ذکر قرآن مجید میں بارہ ۱۲ مقامات پر ہے جو قرآن پاک
نے پہلے کر دیا۔ غرضیکہ اسلام کے تمام احکامات کا تفصیل سے ذکر خالق کائنات

نے پہلے کر دیا ہے۔ اب کونسا کام باقی رہ گیا ہے کہ قدرت کا اعلان ہو رہا ہے
کہ حبیب اگر تو نے یہ کام نہ کیا تو پھر آپ نے گویا رسالت کا کوئی کام ہی نہیں کیا قابلِ
غور یہ امر ہے کہ آج قدرت کے تیور بدلے ہوئے ہیں پہلے جب بھی اپنے حبیب سے
گفتگو کرتا تو اندازِ تخاطب بڑا پیارا ہوتا کہیں کہتا۔ یاایھا المزمل۔ اے کمبلی
پہننے والے حبیب۔ کبھی فرمایا یاایھا المدثر اے چادر اوڑھنے والے حبیب کبھی
فرمایا طٰہٰ ما انزلنا علیک القراٰن لتشقیٰ اے میرے طاہر محبوب میں
نے قرآن اس لئے تو نازل نہیں کیا کہ آپ کو تکلیف ہو۔ صحابہ کے مجمع میں دیکھا
تو محبت سے فرمایا یٰس والقراٰن الحکیم۔ اے میرے سید سردار حبیب
اگر گلیوں میں چلتے ہوئے دیکھا تو محبت سے فرمایا۔ لَآ اُقْسِمُ بِھٰذَا الْبَلَدِ
وَاَنْتَ حِلٌّۢ بِھٰذَا الْبَلَدِ وَوَالِدٍ وَّمَا وَلَدَ پارہ ۳۰ رکوع ۱۵
حبیب مجھے اس شہر کی قسم کہ جس میں تو رہتا ہے۔ مجھے باپ اور بیٹے کی قسم۔ مولانا
مقبول احمد صاحب اعلی اللہ مقامہٗ نے قرآن مجید کے ترجمہ حاشیہ کے صفحہ ۱۱۸۷
پر تحریر فرمایا ہے کہ۔ کافی میں ہے کہ وَوَالِدٍ وَّمَا وَلَدَ یعنی والد سے حضرت امیر
علیہ السلام اور ولد سے مراد باقی آئمہ طاہرین علیہم السلام ہیں۔ مگر آج تو توحید
جلال میں فرما رہی ہے کہ یٰاَیُّھَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ اے رسول پہنچا دے فرماؤ کونسا
کام باقی اسلام کا رہ گیا تھا کہ جس کے متعلق آج حکم ہو رہا ہے قرائن بتا رہے
ہیں کہ یہ کام کوئی اہم کام ہے کہ جس کے نہ ہونے سے دین مکمل نہیں ہو سکتا۔
اور کمال یہ ہے کہ قدرت کا اعلان ہے وَاللّٰہُ یَعْصِمُکَ مِنَ النَّاسِ میرے
حبیب آپ میرا حکم پہنچا دیں اللہ تعالےٰ تجھے لوگوں کے شر سے محفوظ رکھے گا۔ سلمانو
پورے عرب میں آج کافر تو کوئی ہے نہیں پورے ملک میں مسلمان ہی مسلمان ہیں رسول
اللہ جن لوگوں کے شر سے گھبرا رہے تھے اور اللہ حفاظت کا ذمہ لے رہا ہے وہ
کون لوگ ہیں فرماؤ کیا وہ ابوجہل لعین ہے ارے ابوجہل لعین تو جنگ بدر میں واصل جہنم

ہو گیا۔ ابو لہب مر چکا۔ علبہ۔ عتیبہ۔ مرحب۔ عنتر۔ حارث۔ عمرو بن عبدود اور
اس کے ساتھی تمام فی النار ہو چکے حتیٰ کہ عبداللہ ابن ابی بن سلول منافق بھی ٹھکانے
لگ گیا تو کن بزرگوں کے شر سے رسول اللہ گھبرا رہے تھے اور خدا ان کے شر سے
محفوظ رکھنے کا وعدہ کر رہا ہے کیا جن لوگوں سے حضورؐ گھبرا رہے تھے وہ صحابہ
کرام سے بھی طاقتور تھے۔ حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس وقت
نہ گھبرائے جب اکیلے تھے فرماؤ اعلان نبوت کے وقت کافروں کا غلبہ زیادہ تھا
یا کہ آج۔ اعلان نبوت پر تو کسی کی پرواہ تک نہ کی بلکہ صاف فرما دیا کہ اے میری
قوم اگر تم میرے دائیں ہاتھ پر سورج اور بائیں ہاتھ چاند لاکر رکھ دیں تو بھی میں
وہی کچھ کہتا رہوں گا کہ جس کا مجھے حکم ہوا ہے تاریخ اسلام اکبر نجیب آبادی
جلد ۱ ص ۱۱۰ تاریخ طبری جلد ۱ ص ۹۲ ارے جب مصطفیٰؐ اکیلا ہے اس وقت
کسی کافر کی پرواہ تک نہیں کرتا آج کیا وجہ ہے کہ۔ رسول اللہ گھبرا رہا ہے
اور خدا تعالیٰ حفاظت کا ذمہ لے رہا ہے غور کر کے فیصلہ دو کہ وہ لوگ کون
ہیں کہ جن کے شر کا خطرہ ہے آگے ہے اِنَّ اللّٰہَ لَا یَھْدِی الْقَوْمَ
الْکَافِرِیْنَ کہ کافرین قوم کو خدا ہدایت نہیں کرتا۔ یہاں لفظ کافرین ہے اس سے
لوگوں کو اشتباہ ہوتا ہے کہ کافرین سے مراد یہود و نصاریٰ یا قریش مکہ ہیں میں کہتا ہوں
کہ ایسا نہیں ہے۔ قرآن سنو اَعْجَبَ الْکُفَّارَ نَبَاتُہٗ ثُمَّ یَھِیْجُ پارہ ۲۷
رکوع ۱۹ خوش لگتا ہے کھیتی کرنے والوں کو اُگنا اس کا پھر زور سے اٹھتی ہیں۔
چونکہ کاشت کار بیج کو چھپاتا ہے اس لئے اسے کافر کہا گیا ہے معلوم ہوا کہ کافر چھپانے
والے کو کہتے ہیں چاہے مسلمان ہی کیوں نہ ہو۔ جس کے شر سے خدا محفوظ رکھنے کا وعدہ
کر رہا ہے کہیں وہ نہ ہوں کہ جن کے بارے میں پیغمبر کا حکم ہے اَلشِّرْکُ فِیْکُمْ اَخْفٰی
مِنْ دَبِیْبِ النَّمْلِ درمنثور جلد ۲ ص ۵۲ فرمایا شرک تم میں چیونٹی کی چال چلتا
ہے۔ بہرحال یہ ماننا پڑے گا کہ کچھ لوگ ایسے تھے کہ جن سے رسول خداؐ کو شر کا اندیشہ

تھا۔ تو اب آیا ۃ بلغ کی تفسیر سنو علامہ وحید الزمان حیدر آباد دکن جو اہلحدیث کے امام مانے جاتے ہیں۔ انہوں نے اپنی تفسیر وحیدی کے حاشیہ صد ۱۵۶ پر اور علامہ جلال الدین سیوطی نے تفسیر درمنثور کی جلد ۲ صد ۲۹۸ پر حضرت ابو سعید خدری سے روایت کی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ یہ آیت یاایھا الرسول بلغ الخ حضرت علیؑ کی شان میں غدیر خم پہ نازل ہوئی اور حضرت ابن مسعود کا فرمان ان دونوں تفسیروں میں موجود ہے کہ ہم اس آیت کو رسول اللہ کے زمانے میں یوں پڑھا کرتے تھے یَاَیُّھَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَیْکَ مِنْ رَّبِّکَ اَنَّ عَلِیًّا مَوْلَی الْمُؤْمِنِیْنَ وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسٰلَتَہٗ اے رسول تبلیغ کردہ کہ جو تیرے پروردگار نے تیری طرف نازل کیا تھا یقیناً علیؑ مومنین کے مولا ہیں اگر یہ تو نے نہ کیا تو پھر یوں ہے کہ آپ نے رسالت کا کوئی کام ہی نہیں کیا وَاللّٰہُ یَعْصِمُکَ مِنَ النَّاسِ میرے رسولؐ فکر نہ کریں اللہ آپ کو لوگوں کے شر سے محفوظ رکھے گا۔ علامہ سبط ابن جوزی نے تذکرۃ الخواص کے صد ۵۷ پر لکھا ہے کہ علماء سیر و تواریخ کا اتفاق ہے کہ واقعہ غدیر خم حجۃ الوداع سے رسول اکرمؐ کے لوٹنے کے بعد اٹھارہویں ذی الحجہ کو ہوا۔ آپ نے صحابہ کرام کو جمع فرمایا جن کی تعداد ایک لاکھ بیس ہزار تھی۔ اس جگہ میں جناب سید تصدق حسین شاہ شیرازی کے چار مسدس پیش کرتا ہوں یقیناً موالیان حیدر کرارؑ کے لئے باعث سرور ہوں گے مسدس۔

میرے محمدؐ رسول برحق ہو تجھ پہ سو سو سلام میرا
یہیں پہ رک جا بغور سن لے اشد ضروری پیام میرا
ہر ایک حاجی کو پوری تفصیل سے سنا دے کلام میرا
اسی میں پوشیدہ ہے رسالت اسی میں پنہاں مقام میرا
بلایا تھا جس غرض سے میں نے سواری بھیجا کے آسماں پہ

رضا ہے میری وہ راز کھل جائے آن واحد میں دو جہاں پر
نہ راستہ میں کوئی رکاوٹ ہو پہلے یہ انتظام کر لے
شجر حجر ہو نہ برگ بر ہو ابھی سے یہ اہتمام کر لے
جو بڑھ گئے ہیں وہ پیچھے آئیں اسی جگہ پر قیام کر لے
بلا کی گرمی دوپہر کو فلک کے نیچے مقام کر لے
یہاں جو موجود ہو وہ سن لے جہاں بھی جائے وہاں بتا دے
میں حکم دیتا ہوں جو بھی مل جائے اس کو یہ داستان سنا دے
میں جانتا ہوں کئی دلوں میں یہ سنتے ہی انتشار ہوگا
جگر میں شدت سے درد ہوگا نظر میں گرد و غبار ہوگا
مگر نہ کچھ ان کا بس چلے گا نہ مطلقاً اختیار ہوگا
جو شک کریں گے شقی بنیں گے انہیں پہ تو بے شمار ہوگا
نزالہ منبر بنا کے حیدرؑ کو آج اپنا وصی بنا دے
پکڑ کے بازو بلند کر کے علیؑ ہے مولا انہیں دکھا دے
عجب سماں تھا رسولؐ خوش تھے خوشی مسلط تھی دو جہاں پر
فرشتے دیتے رہے مبارک زمین پر اور آسمان پر
حقیر ذرے بھی اڑ کے جاتے دکھائی دیتے تھے کہکشاں پر
تمام مولائی کہہ رہے تھے گھروں میں تھے وہ جہاں جہاں پر

علیؑ اخی ہے علیؑ سخی ہے علیؑ رضی ہے علیؑ ولی ہے
علیؑ علیؑ ہے علیؑ علیؑ ہے علیؑ علیؑ ہے علیؑ علیؑ ہے صلواۃ بر محمدؐ و آلِ محمدؐ

منقول ہے کہ آخری حج سے جب آنحضرتؐ فارغ ہو کر واپس مدینہ کی طرف لوٹے تو ایک لاکھ بیس ہزار صحابہ کرام کا مجمع بھی حضورؐ کے ساتھ تھا۔ میدان غدیر میں

چار راستے ہوتے تھے۔ یہاں سے حضور پُر نور سے اجازت لے کر ہر ایک اپنے اپنے علاقہ کو جانے والا تھا کہ قدرت کی طرف سے حکم ہوا میرے رسولؐ پہنچا دے جو ہم نے آپ کی طرف نازل کیا تھا۔ پیغمبر اسلام نے یہ حکم سُنتے ہی حضرت بلال رضؓ کو آواز دی کہ آذان دو حضرت بلال رضؓ نے پیغمبر کا فرمان بلند آواز سے پہنچایا اور اس مقام پر حَیَّ عَلیٰ خَیْرِ الْعَمَلْ کی صدا بلند کی لوگ ہم سے پوچھتے ہیں کہ آذان میں علیؑ وَلِیُّ اللہ کہاں ہے۔ میں کہتا ہوں آذان میں تو مسلمانوں نے حَیَّ عَلیٰ خَیْرِ الْعَمَلْ تک کو نکال دیا کیونکہ غدیر خم پر رسول خداؐ کے حکم سے بلال رضؓ نے اس کلمے کو جاری کیا تھا۔ مسلم شریف ترجمہ علامہ وحید الزمان جلد ۲ صفحہ ۱ پر ہے کہ اہلبیت کی کتابوں میں حَیَّ عَلیٰ خَیْرِ الْعَمَلْ کہنا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے نقل کیا گیا ہے۔ احکام میں ہے کہ حَیَّ عَلیٰ خَیْرِ الْعَمَلْ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے زمانے میں آذان میں رائج تھا۔ پھر حضرت عمر کے زمانہ میں موقوف کیا گیا اور بیہقی نے سُنن کبریٰ میں باسناد صحیح عبداللہ بن عباس سے روایت کیا کہ وہ کبھی کبھی آذان میں حَیَّ عَلیٰ خَیْرِ الْعَمَلْ کہتے اور علیؑ بن حسینؑ سے روایت کیا کہ پہلے آذان یونہی تھی۔ مسلم شریف کی عبارت ختم۔ بھائیو حَیَّ عَلیٰ خَیْرِ الْعَمَلْ کو اس لئے موقوف کر دیا گیا کہ اس کلمہ سے واقعہ غدیر خم کی یاد تازہ ہوتی ہے۔ روایت میں ہے کہ حضرت بلال رضؓ کی آواز سُن کر جانے والے پلٹے اور آنے والے تیز چلے دن کے تقریباً گیارہ بج چکے تھے اور عرب کی گرمی تمام حاجی صاحبان کے سر منڈے ہوئے تھے پیغمبر اسلام نے حکم دیا کہ بس یہاں رُک جاؤ اور خدا تعالیٰ کا پیغام سُن کے اپنے اپنے علاقہ کو جانا صحابہ کرام نے حضورؐ کا حکم پاتے ہی میدان کو صاف کیا کہ وہاں چھوٹے چھوٹے پودے کنڈیاری کے تھے اور گرمی کی شدت کی وجہ سے صحاب کرام تالاب سے کپڑے بھگو کر لائے اور کچھ کپڑا سروں پر اور کچھ پاؤں کے نیچے رکھا کہ گرمی سے بچ سکیں۔ میں کہتا ہوں اتنا اور ایسا مجمع پھر قیامت تک جمع نہ ہو سکے گا۔ کیونکہ سوا لاکھ حاجی اکٹھے ہوئے۔

آپ کہہ سکتے ہیں کہ آج کل سوا لاکھ سے زیادہ حاجی منیٰ میں جمع ہوتے ہیں۔ میں
کہتا ہوں حاجی تو جمع ہوتے ہیں مگر سارے صحابہ تو نہیں میدان غدیر میں سوا لاکھ
حاجی ہی نہیں تھے بلکہ سوا لاکھ صحابی ہی تھے۔ اس حقیقت سے کون انکار کر سکتا
ہے کہ اتنا مجمع اور ایسا مقدس منظر قیامت تک جمع نہ ہو سکے گا صحابہ کرام محو حیرت تھے
کہ اس شدّت کی دھوپ میں کونسا حکم نازل ہونے والا ہے روایت میں ہے کہ جب تمام
صحابہ کرام جمع ہو چکے تو نبیؐ اکرم نے اُونٹوں کے پلانوں کا ایک نرالہ منبر بنوایا کہ نیچے
اوپر تو پلان رکھے اور اس نرالے منبر پر خطبہ دینے کے لئے تشریف لے گئے یہاں ایک
سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا وجہ کہ حضورؐ پُرنور نے آج انوکھا منبر کیوں بنایا گیا یا عجازِ
نبوت مدینہ طیبہ سے منبر نہیں منگوا سکتے تھے کلام مجید شاہد ہے کہ آنحضرتؐ صلی اللہ
علیہ و آلہٖ وسلم کے اُمتی نبی حضرت سلیمانؑ علیہ السلام اپنے غلام آصف بن برخیا
کو حکم کر کے تخت بلقیس ایک مہینہ کی راہ سے چشم زدن میں منگوا رہے ہیں فرمائے قرآن
مجید کا اعلان سُن کے فرمائے قَالَ الَّذِیْ عِنْدَهٗ عِلْمٌ مِّنَ الْکِتٰبِ
اَنَا اٰتِیْکَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ یَّرْتَدَّ اِلَیْكَ طَرْفُكَ ط پارہ ۱۹ رکوع ۱۸ اور
کہا اس نے کہ جس کے پاس کتاب میں سے کچھ علم تھا کہ میں لے آتا ہوں (تخت بلقیس کو)
آنکھ کی حرکت سے پہلے۔ جب حضرت سلیمانؑ کے پاس ایسے غلام ہیں تو مصطفےٰؐ
کے غلام کیسے ہوں گے۔ یقیناً حضورؐ کے حکم کی ہی دیر ہوتی مدینہ سے ممبر آتے میں
غلام دیر نہ کرتے میں کہتا ہوں اعجاز نہ بھی ہو مدینہ جو چار قدم پر ہے حضورؐ کے غلام
چند قدم دوڑ کر منبر لا سکتے تھے تخت بلقیس منگوایا جا سکتا تھا۔ غور تو کرو کہ پیغمبر اسلام
پلانوں کا منبر کیوں بنوا کر خطبہ دے رہے ہیں حقیقت یہ ہے کہ آج ایک انوکھا اعلان
کرنا مقصود ہے اور کچھ ایسے بھی دنیا میں ہیں کہ جو اس اعلان کی سر توڑ مخالفت
کریں گے اور اس واقعہ کو انسانوں کے ذہن سے محو کرنے کی بے جا سعی کریں گے۔
حضورؐ نے سوچا کہ نرالا اعلان ہے انوکھا منبر ہو تا کہ انوکھا ممبر تو کم از کم لوگوں کے

ذہن میں رہے۔ میں ایک مثال سے اپنے مقصد کو واضح کئے دیتا ہوں۔ مثال کے طور پر
آج مجلس شروع کرنے سے پہلے میں نے آپ لوگوں سے منبر کی جگہ گھڑونجی منگوا کے
رکھی اور آج کی تقریر منبر کی بجائے میں نے گھڑونجی پر بیٹھ کے کی۔ چونکہ منبر انوکھا ہے۔
میری تقریر چاہے کسی کو یاد رہے یا نہ رہے منبر کبھی ذہن سے نہیں نکلے گا کیونکہ منبر
نرالہ ہے دس سال کے بعد کسی نے کہا کہ ساہیوال کا واعظ غلام حسین نا کام واعظ
ہے تو جس نے گھڑونجی کے منبر والی میری تقریر سنی ہوگی فوراً کہہ دے گا ہاں صاحب کیا
آپ کو گھڑونجی کے منبر والی تقریر یاد ہے میں کہتا ہوں یہ انوکھا منبر کبھی ذہن سے
نہیں اترے گا کیونکہ نرالہ ہے۔ مسلما تو حضورؐ مدینہ سے منبر منگوا سکتے تھے تخت
بلقیس آسکتا تھا میں کہتا ہوں کہ جس کے بچے جنت سے کھانے منگوا لیا کرتے
تھے وہ عرش سے منبر نہیں منگوا سکتا یقیناً منگوا سکتا تھا مگر عمداً ایسا کیا کہ اگر
لوگ میری بات بھول جائیں کم از کم منبر تو ذہن میں رہے۔ روایت میں ہے کہ آنحضرتؐ
پلانوں کے منبر پر تشریف لے گئے اور حمد خدا میں خطبہ پڑھا اور فرمایا کہ میں تم میں
سے عنقریب جدا ہونے والا ہوں میری وفات کے ایام بہت قریب ہیں میں تم میں
دو چیزیں چھوڑے جاتا ہوں ایک قرآن مجید اور دوسرے میرے اہلبیت اگر
تم ان دونوں کی پیروی کروگے تو ہرگز گمراہ نہ ہوگے اور پھر حضرت نے فرمایا کہ کیا
میں اولیٰ نہیں ہوں تمہارے نفسوں سے اور مالک اور متصرف تمہارے امور کا
نہیں ہوں تو سب نے اقرار کیا اور عرض کی کہ ہاں یا رسول اللہ۔ قرآن پاک
میں ہے۔ اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِھِمْ پارہ ۲۱ رکوع ۱۷
کہ نبیؐ کا حق مومنوں پر ان کی جانوں سے زیادہ ہے۔ جب لوگوں نے اقرار کر لیا۔
تو آنحضرتؐ نے علیؑ کا بازو پکڑ کر بلند فرمایا اور ارشاد فرمایا مَنْ کُنْتُ مَوْلَاہُ
فَعَلِیٌّ مَوْلَاہُ کہ جس جس کا میں مولا ہوں پس اس اس کا علیؑ مولا ہے تفسیر عمدۃ البیان
ج ۱ صد ۳۱۶ لو میں اپنے بزرگوں کی حدیث کی کتابوں سے عبارت پیش کرتا ہوں۔

وَعَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ وَ زَيْدِ بْنِ اَرْقَمَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ۔ لَمَّا نَزَلَ بِغَدِيْرِ خُمٍّ اَخَذَ بِيَدِ عَلِيٍّ فَقَالَ اَلَسْتُمْ تَعْلَمُوْنَ اَنِّيْ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ قَالُوْا بَلٰى قَالَ اَلَسْتُمْ تَعْلَمُوْنَ اَنِّيْ اَوْلٰى بِكُلِّ مُؤْمِنٍ مِنْ نَفْسِهٖ قَالُوْا بَلٰى فَقَالَ اَللّٰهُمَّ مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ اَللّٰهُمَّ وَالِ مَنْ وَالَاهُ وَعَادِ مَنْ عَادَاهُ فَلَقِيَهٗ عُمَرُ بَعْدَ ذٰلِكَ فَقَالَ لَهٗ هَنِيْئًا يَا ابْنَ اَبِيْ طَالِبٍ اَصْبَحْتَ وَاَمْسَيْتَ مَوْلٰى كُلِّ مُؤْمِنٍ وَمُؤْمِنَةٍ رَوَاهُ احمد۔ مشکوٰۃ شریف جلد ۳ صہ ۲۶۱ ترجمہ حضرت براءؓ بن عازب اور زید بن ارقم کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب غدیر خم میں قیام پذیر ہوئے (غدیر ایک مقام کا نام ہے جو مکہ اور مدینہ کے درمیان واقع ہے) تو علیؑ کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر فرمایا کیا تم کو یہ معلوم ہے کہ مومنوں کے نزدیک میں اُن کی جانوں سے زیادہ عزیز بہتر ہوں لوگوں نے عرض کیا ہاں یا رسول اللہ پھر آپ نے فرمایا کیا تم کو یہ معلوم نہیں ہے کہ میں ہر مومن کے نزدیک اس کی جان سے زیادہ عزیز اور پیارا ہوں تو لوگوں نے عرض کی بے شک یا رسول اللہ پھر آپ نے فرمایا اے اللہ جس شخص کا میں مولا ہوں اس شخص کا علیؑ مولا ہے اے اللہ تو اس شخص کو دوست رکھ جو علیؑ کو دوست رکھے اور اس شخص کو اپنا دشمن رکھ جو علیؑ کو دشمن رکھے اس واقعہ کے بعد علیؑ نے عمر سے ملاقات کی تو عمر نے ان سے کہا کہ اے ابو طالب کے بیٹے خوش ہو تم صبح اور شام ہر وقت ہر مومن مرد اور ہر مومنہ عورت کے مولا بن گئے۔ ترجمہ ختم۔

غور طلب امر یہ ہے کہ نبی اکرمؐ نے فرمایا کہ جس جس کا میں مولا اُس اُس کا علیؑ مولا جس معنی میں مصطفٰےؐ مولا اس معنی میں مرتضٰےؑ مولا سنو اگر مصطفٰےؐ عرش والوں کا مولا تو مرتضٰےؑ عرش والوں کا مولا۔ مصطفٰےؐ فرش والوں کا مولا تو مرتضٰےؑ فرش والوں کا مولا مصطفٰےؐ آسمان والوں کا مولا تو مرتضٰےؑ آسمان والوں کا مولا۔ مصطفٰےؐ دریا والوں کا مولا تو مرتضٰےؑ دریا والوں کا مولا مصطفٰےؐ صحرا والوں کا مولا تو مرتضٰےؑ صحرا والوں کا مولا

مصطفٰے فرشتوں کا مولا تو مرتضٰے فرشتوں کے مولا۔ مصطفٰے حوران جنت کا مولا تو مرتضٰے حوران جنت کا مولا۔ مصطفٰے جنوں کے مولا تو مرتضٰے جنوں کے مولا۔ مصطفٰے پہاڑ والوں کے مولا تو مرتضٰے پہاڑ والوں کے مولا۔ مصطفٰے غار والوں کے مولا تو مرتضٰے غار والوں کے مولا۔ مصطفٰے انبیاء کے مولا تو مرتضٰے انبیاء کے مولا۔ مصطفٰے پوری کائنات کے مولا تو مرتضٰے پوری کائنات کے مولا۔ مصطفٰے آدمؑ کے مولا تو مرتضٰے آدمؑ کے مولا تو سنو کہ جس نے آدمؑ کو مولا نہ مانا وہ بنا ابلیس تو جو آدمؑ کے مولا کو مولا نہ مانے وہ کیا ہونا چاہیئے بس جس جس کا نبیؐ مولا تو اُس اُس کا علیؑ مولا۔ اِدھر میدان غدیر خم گرم اُدھر مصطفٰے ولایتِ اعلان مرتضٰے میں سرگرم کسی کے پاؤں تلے چھالے کسی کے دل پے چھالے مصطفٰے منبر سے اُترے جبرائیلؑ عرش سے اُترے کسی کے چہرے اُترے۔ منبر سے نبی کے ساتھ علیؑ اُترا جبرائیل کے ساتھ عرش سے قرآن اُترا قدرت کی ندا آئی اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَ رَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا۔ پارہ ۶ رکوع ۵ آج کے دن اکمل کر دیا تمہارے لئے دین تمہارا اور تمام کر دیں اوپر تمہارے نعمتیں اپنی اور پسند کیا ہم نے واسطے تمہارے دین اسلام کو۔ مسلمانو خدا کا حکم ہے کہ اَلْیَوْمَ آج کے دن دین کو ہم نے مکمل کر دیا فرماؤ کیا دین آج نازل ہوا ہے کیا پہلے دین دار لوگ نہ تھے کیا آج کے دن سے پہلے دین اسلام نہ تھا یقیناً تھا مگر خالق کا حکم ہے کہ آج کے دن دین مکمل ہوا تو معلوم ہوا کہ دین تو آج کے دن سے پہلے بھی تھا۔ مگر مکمل آج کے دن دین ہوا۔ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ لَمَّا کَانَ یَوْمُ غَدِیْرِ خُمٍّ وَھُوَ یَوْمُ ثَمَانِیْ عَشَرَ مِنْ ذِی الْحِجَّہ قَالَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم مَنْ کُنْتُ مَوْلَاہُ فَعَلِیٌّ مَوْلَاہُ فَاَنْزَلَ اللّٰہُ اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ الخ درمنشور ج ۲ ص ۲۵۹ حضرت ابو ہریرہ فرماتے ہیں کہ غدیر خم پر کہ اٹھارہ ذی الحجہ کا دن تھا۔ نبیؐ نے وہاں فرمایا کہ جس کا میں مولا ہوں اس کا علیؑ مولا ہے تو اس وقت اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ الخ کی آیت نازل ہوئی فرماؤ مسلمانو قدرت کا تو اعلان ہے کہ دین وہ مکمل ہے جس میں

علیؑ کی ولا ہو۔ اور اسی دین سے اللہ راضی ہے اور تم کہتے ہو کہ علیؑ چوتھے نمبر پر ہے۔ ارے جب پیغمبر کا لایا ہوا دین اسلام علیؑ کی ولا کے بغیر مکمل نہ ہوا تو تیرا دین علیؑ کی ولا کے بغیر کیسے مکمل ہو جائے گا۔ منقول ہے کہ اس اعلان کے بعد صحابہ کرام کے کثیر مجمع میں پیغمبر خدا نے جناب حیدر کرارؑ کے سر پر دستار بندھائی اور حضرت علیؑ کی دستار کی طرف اشارہ کرکے فرمایا اِنَّ هٰذِهِ الْعِمَامَةَ حَاجِزٌ بَیْنَ الْکُفْرِ وَالْاِیْمَانِ وَفِی اللَّفْظِ بَیْنَ الْمُسْلِمِیْنَ وَالْمُشْرِکِیْنَ کنزل العمال جلد ۸ ص ۶۰ فرمایا یقیناً اس عمامہ سے معلوم ہوگا کہ کفر میں کون ہے اور ایمان میں کون ہے اور یہ بھی فرمایا کہ مسلمین اور مشرکین میں فرق کرنے والا یہی عمامہ ہے۔ اس کے بعد صحابہ کرام نے حیدر کرارؑ کو مبارکباد دی حضرت عمر کا مبارکباد پیش کرنا اکثر کتابوں میں خصوصیت سے درج ہے کہ انہوں نے فرمایا هَنِیْئًا یَا ابْنَ اَبِیْ طَالِبٍ اَصْبَحْتَ وَاَمْسَیْتَ مَوْلٰی کُلِّ مُؤْمِنٍ وَّمُؤْمِنَةٍ مشکوٰۃ شریف جلد ۳ ص ۲۶۲ حضرت عمر نے فرمایا اے ابو طالبؑ کے بیٹے تمہیں مبارک ہو کہ تم صبح اور شام ہر وقت ہر مومن مرد اور ہر مومنہ عورت کے مولا بن گئے اس مبارکبادی سے مُنیرے مولا حیدر کرارؑ کی خلافت بلافصل ثابت ہے کیونکہ حضرت عمر مبارک پیش کر رہے ہیں اس مبارک بادی سے ثابت ہے کہ آج مولا علیؑ کو دربار رسالت سے کوئی تمغہ ملا ہے جس کے اعلان پر مبارک پیش کی گئی ہے صرف یہی نہیں بلکہ معاملہ کچھ اور بلند ہے وہ یہ کہ حضرت عمر مبارک بادی پیش کرتے ہوئے فرماتے ہیں هَنِیْئًا یَا ابْنَ اَبِیْ طَالِبٍ اے ابو طالبؑ کے بیٹے تمہیں مبارک ہو۔ ظاہر ہے کہ ایسے موقعہ پر باپ کا نام وہاں لیا جاتا ہے جہاں باپ بلند ہو۔ مثال کے طور پر اگر کسی چھوٹے گھرانے کا آدمی کمشنر یا گورنر بن جائے تو دوست احباب مبارک پیش کرتے ہوئے یہ نہیں کہیں گے کہ اے حجام کے بیٹے اے موچی کے بیٹے اے چمار کے بیٹے تمہیں مبارک ہو کہ تم گورنر بن گئے بلکہ باپ کا نام وہاں لیا جاتا ہے جہاں باپ کی عظمت و عزت باعث افتخار ہو یعنی یہ کہا جائے گا اے نواب

صاحب کے لختِ جگر آپ کو مبارک ہو کہ آپ گورنر بن گئے۔ تو حضرت عمر کا مولائے کائنات کو مبارک دیتے ہوئے حضرت ابوطالب کا نام لینا اس بات کی بین دلیل ہے کہ ابوطالبؑ بلند و بالا ارفع اعلیٰ تھے۔

رباعی۔ آدمؑ سے عیسٰیؑ تک یہی ہر ایک کا ایمان ہے
مشکل کشا ہیں مرتضیٰؑ مولا تیری کیا شان ہے
لاریب ہے شاہِ نجف مشکل کشائے دو جہاں
لیکن نبیؐ کے دین کا مشکل کشا عمران ہے

یہ دینِ خدا اور یہ حق کی عظمت
یہ سب کچھ ہے عمراں ہی کی کرامت
فرماتے ہیں اعلان کرتی رہے گی
رسالت نبوت۔ ولایت۔ امامت تصدق شیرازی

منقول ہے کہ خدا تعالیٰ کے حکم کے مطابق رحمتہ للعالمین مولا علیؑ کو نصب فرما رہے تھے اور صحابہ کرام تو خوش تھے کہ آج ہمیں مولا مل گیا مگر منافقین کہ جن کے بارے میں قدرت نے فرمایا تھا کہ میرے حبیب گھبراؤ نہیں کہ اللہ یَعْصِمُکَ مِنَ النَّاسِ کہ لوگوں کے شر سے آپ کو محفوظ رکھوں گا وہ حیران تھے کہ آج یہ کیا ہو رہا ہے۔ ان کی تصویر کشی ایک رباعی میں کی جاتی ہے۔

سنو۔ دشمنیٔ مرتضیٰؑ کا ایک فطری جوش تھا
کہہ دیا منہ سے بخٍ لیکن نہ پھر کچھ ہوش تھا
زرد چہرہ بدحواسی حرص دامن گیر تھی
اس کی دنیا لٹ رہی تھی وہ اور خاموش تھا

حضرت عمر سے روایت ہے کہ رسولخداؐ نے علیؑ کو بطور نشان ہدایت کے نصب کیا اور ارشاد فرمایا کہ جس کا میں مالک مختار ہوں علیؑ بھی اُس کا مالک مختار ہے۔ اے خدا جو کوئی اس کو دوست رکھے۔ تو بھی اس کو دوست رکھ اور جو کوئی اس سے دشمنی رکھے تو بھی اس سے دشمنی کر اور جو کوئی اس کو دوست رکھے۔ جو بھی اس کی نصرت نہ کرے تو بھی اس کی نصرت نہ کر۔ اور جو کوئی اس کی مدد کرے تو بھی اس کی مدد کر۔ اے خدا تو ان پر میرا گواہ ہے۔ حضرت عمر فرماتے ہیں کہ اس وقت میرے پہلو میں ایک جوان نہایت خوبرو اور پاکیزہ بو موجود تھا۔ اس نے مجھ سے کہا کہ اے عمر۔ البتہ رسولخداؐ نے اپنے چچا زاد بھائی کے لئے ایک گرہ باندھی ہے کہ منافق کے سوا اور کوئی اس گرہ کو نہ کھولے گا۔ اے عمر خبردار کہیں تم اس گرہ کو نہ کھولنا حضرت عمر فرماتے ہیں کہ میں نے رسولخداؐ سے عرض کی کہ جب آپ نے علیؑ کی بابت بیان کیا تو میرے پہلو میں ایک نوجوان خوبصورت اور پاکیزہ بو تھا اور اس نے ایسا اور ایسا مجھ سے کہا حضرت نے فرمایا۔ یَا عُمَرُ اِنَّہٗ لَیْسَ مِنْ وُلْدِ اٰدَمَ وَلٰکِنَّہٗ جِبْرِئِیْلُ۔ اے عمر ہاں وہ اولاد آدمؑ میں سے نہ تھا وہ جبریلؑ تھے اس نے ارادہ کیا کہ جو کچھ میں نے علیؑ کے باب میں کہا ہے۔ اس کی بابت تم کو تاکید کر دے۔ مودۃ القربیٰ سید علی ہمدانی ص۴۲ روایت میں ہے کہ واقعہ غدیر خم کو عرب کے مشہور شاعر حسان بن ثابت نے قصیدہ کی صورت میں ترتیب فرمایا۔ پورے قصیدے کو نقل کرنا مطلوب نہیں حسان بن ثابت کے قصیدے سے ایک شعر ملاحظہ فرمادیں۔

فَقَالَ لَہٗ قُمْ یَا عَلِیُّ فَاِنَّنِیْ ــــــ رَضِیْتُکَ مِنْ بَعْدِیْ اِمَامًا وَّھَادِیًا

تذکرۃ الخواص علامہ سبط ابن جوزی ص۸۹ ترجمہ پس رسولؐ نے علیؑ سے فرمایا کہ کھڑے ہو جاؤ۔ بے شک میں اپنے بعد تمہیں امام اور ہادی انتخاب کرتا ہوں۔ ابو اسحاق ثعلبی نے اپنی تفسیر میں اپنی سند کے ساتھ ذکر کیا ہے کہ جناب رسالت مآبؐ نے یہ اعلان فرمایا تو یہ خبر تمام اطراف میں پھیل گئی۔ اور بلادِ امصار میں مشہور ہو گئی اور حارث بن

نعمان فہری تک پہنچ گئی تو وہ اپنے ناقہ پر سوار ہو کر حضورؐ کی خدمت میں مدینہ آیا۔ اُس نے ناقہ کو مسجد کے دروازے پر بٹھایا اور اس کے پاؤں باندھنے کے بعد مسجد کے اندر داخل ہوا اور رسول اکرمؐ کے سامنے گھٹنے ٹیک کر بیٹھ گیا اور کہنے لگا اے محمدؐ آپ نے ہمیں حکم دیا کہ گواہی دو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور آپ اُس کے رسولؐ ہیں ہم نے یہ بات قبول کر لی۔ آپ نے ہمیں رات دن میں پانچ نمازیں پڑھنے کا اور رمضان کے روزے رکھنے بیت اللہ کی حج کرنے اور اپنے مالوں کی زکوٰۃ دینے کا حکم دیا تو ہم نے یہ بھی آپ سے قبول کیا۔ پھر بھی آپ اس پر راضی نہ ہوئے یہاں تک کہ آپ نے اپنے چچا کے بیٹے کے دونوں ہاتھوں کو بلند کیا اور اس کو تمام لوگوں پر فضیلت دے دی اور کہا کہ جس کا میں مولا ہوں اُس کا علیؑ مولا ہے یہ بات آپ کی اپنی طرف سے ہے۔ حارث کی اس گفتگو سے رسول اللہ کی آنکھیں سرخ ہو چکی تھیں آپ نے فرمایا قسم ہے اس اللہ کی جس کے علاوہ کوئی معبود نہیں بے شک یہ بات اللہ کی طرف سے ہے نہ کہ میری طرف سے یہ آپ نے تین مرتبہ فرمایا تو حارث کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا خدایا جو بات محمدؐ کہتا ہے اگر سچ ہے تو ہم پر آسمان سے پتھر بھیج یا دردناک عذاب نازل کر۔ راوی کہتا ہے خدا کی قسم وہ خبیث اپنے ناقہ تک بھی نہ پہنچا تھا کہ خدا نے آسمان کی طرف سے ایک ایسا پتھر پھینکا جو اس کی کھوپڑی پر پڑا اور نیچے سے نکل گیا۔ پس حارث وہیں واصل جہنم ہو گیا۔ اور خداوند عالم نے یہ آیت نازل کی۔ سَاَلَ سَائِلٌۢ بِعَذَابٍ وَّاقِعٍ پارہ ۲۹ رکوع ۷ یعنی ایک سوال کرنے والے نے عذاب کا سوال کیا جو واقع ہو گیا۔ تذکرۃ الخواص ص ۵۸ تفسیر عمدۃ البیان جلد ۳ ص ۴۲۸ انوار النجف جلد ۱۴ ص ۹۹ قابل غور یہ بات ہے کہ حارث بن نعمان فہری کو یقین تھا کہ عذاب نازل نہیں ہو گا کیونکہ پہلے کسی زمانے میں ابو جہل لعؑ نے بھی دعا مانگی تھی اَللّٰهُمَّ اِنْ كَانَ هٰذَا هُوَ الْحَقَّ مِنْ عِنْدِكَ فَاَمْطِرْ عَلَيْنَا حِجَارَةً مِّنَ السَّمَآءِ پارہ ۹ رکوع ۱۸ یا اللہ اگر ہے یہ دین حق نزدیک تیرے پس برسا

اور ہمارے پتھر آسمان سے تو ابوجہل کے اس کہنے پر قدرت نے اعلان کیا۔ وَمَا کَانَ اللّٰہُ لِیُعَذِّبَہُمْ وَاَنْتَ فِیْہِمْ پارہ ۹ رکوع ۱۸ میرے حبیب ان پر عذاب نہیں ہوگا کیوں کہ آپ ان میں ہیں یعنی تیری وجہ سے ان پر عذاب نہ ہوگا۔ حارث ملعون کو علم تھا کہ جب ابوجہل کے طلب کرنے پر عذاب اس لئے نازل نہ ہوا کہ رسول اللہ ان میں موجود ہے۔ میں تو پھر بھی صحابی مصطفٰے ہوں میرے مانگنے پر عذاب کیونکر نازل ہوگا۔ پس عذاب نازل نہ ہوگا تو میں مشہور کردوں گا کہ غدیر خم کا تمام سلسلہ پیغمبر کی اپنی طرف سے ہے۔ اگر خدا کی طرف سے ہوتا تو میں نے جو خدا سے عذاب مانگا تھا تو خالق بھیج دیتا۔ میرا عذاب طلب کرنا اور اللہ کا عذاب نازل نہ کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ علی کو مولائے کائنات پیغمبر نے اپنی مرضی سے بنایا ہے۔ مگر میرے اللہ نے باوجود فیصلہ کرنے کے کہ حبیب عذاب اس لئے نہیں بھیجتا کہ آپ ان میں ہیں۔ اس قانون کو توڑ کر حارث کے لئے عذاب مہیا کردیا کہ منکرِ ولائے مرتضٰی عذاب کا مستحق ہے۔ فرماؤ مسلمانو یہ حارث بن نعمان فہری کافر تھا۔ یا مشرک تھا ہرگز نہیں بلکہ یہ صحابی رسول تھا اس کا اپنا بیان شاہد ہے کہ صحابی رسول تھا۔ قرآن سے ثابت ہوا کہ علی کی ولا اتنی ضروری ہے کہ اگر صحابی رسول بھی علی کی ولا سے انکار کرے تو وہ بھی عذاب سے نہیں بچ سکتا تو آج کا خارجی عذاب الٰہی سے کیسے بچ جائے گا۔ آج کا خارجی ملاں ہم شیعہ سنی سے کہتا ہے کہ مولا کا معنی ہے دوست فرماؤ اگر ایسا ہے تو پیغمبر خدا کو خطرہ کیا اور خالق کائنات کی طرف سے ذمہ داری حفاظت کیسی۔ حضرت عمر کی بخ بخ کی صدا کیسی۔ جبرائیل کی حضرت عمر کو تاکید کیسی۔ حسان بن ثابت کا قصیدہ کیسا حارث بن نعمان فہری کا انکار کیسا۔ قدرت کی طرف سے صحابی رسول پر عذاب کیسا۔ اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ الخ کا خطاب کیسا۔ فرماؤ کیا حضرت علی آج سے پہلے مومنوں کے دوست نہ تھے۔ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَۃٌ پارہ ۲۶ رکوع ۱۳ سوائے اس کے نہیں کہ مومنین آپس میں بھائی ہیں۔ اور سنو

وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِیَآءُ بَعْضٍ م پارہ ۱۰ رکوع ۱۵ مومن
مرد اور مومن عورتیں ایک دوسرے کے اولیاء یعنی بھائی ہیں۔ خدا تعصب کا بیڑا غرق
کرے کہ ملاں اس کھلے اعلان سے بھی انکار کرتا ہے۔ حضرت امام احمد بن حنبل نے روایت کی
ہے کہ جس وقت آیت اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ الخ نازل ہوئی تو جناب رسولخدا
نے فرمایا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی اِکْمَالِ الدِّیْنِ وَاِتْمَامِ النِّعْمَتِہٖ وَرَضَائے
بِرِسَالَتِیْ وَوِلَایَۃِ عَلِیٍّ مِنْ بَعْدِیْ یعنی شکر ہے واسطے خدا کے اوپر کامل
کرنے دین کے اور تمام کرنے نعمت کے اور راضی ہوتے اُس کے ساتھ پیغمبری میرے
کے اور خلافت علیؑ کے بعد میرے تفسیر عمدۃ البیان جلد ۱ صفحہ ۲۸۔ جب ملاں لوگوں کو
واقعہ غدیر کے انکار سے مایوسی ہوئی تو انہوں نے دشمنی مرتضیٰ کو یوں اُجاگر کیا کہ مَنْ
کُنْتُ مَوْلَاہُ کی حدیث سے تو ہمیں انکار نہیں مگر اس حدیث میں مولا کا معنی دوست ہے
میں کہتا ہوں مسلمانو تم جس معنی میں مصطفےٰ کو مولا مانتے ہو اُسی معنی میں مرتضیٰؑ کو مولا مان لو۔
میں کہتا ہوں قرآن تو مانو ذٰلِکَ بِاَنَّ اللّٰہَ مَوْلَی الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَاَنَّ الْکٰفِرِیْنَ
لَا مَوْلٰی لَھُمْ پارہ ۲۶ رکوع ۵ یہ بسبب اُس کے ہے کہ اللہ کارساز ہے
ان لوگوں کا کہ جو ایمان لائے اور جو کہ کافر ہیں نہیں کارساز واسطے ان کے (ترجمہ رفیع الدین
فرمائی) کارساز مولا کا معنی ہے کہ نہیں تو بس علیؑ کو بھی کارساز ہی مان لو۔ چلو مولا کا معنی
بخاری شریف کی زبانی سنو اَلْوِلَایَۃُ مَفْتُوْحَۃٌ مَصْدَرُ الْوَلَآءِ وَھِیَ الرُّ
بُوْبِیَّۃُ وَاِذَا کُسِرَتِ الْوَاؤُ فَھِیَ الْاِمَارَۃُ اور اگر واؤ کو زبر سے پڑھیں تو
معنی ہیں ربوبیت کے اور اگر واؤ کو زیر سے پڑھیں تو معنی ہوں گے امیری کے بخاری شریف
جلد ۲ صفحہ ۱۱۷ میں کہتا ہوں کہ مسلمانو بخاری سے تو انکار نہ کرو یا علیؑ کو رب مان کر نصیری
ہو جاؤ اور یا علیؑ کو امیر المومنین مان کر شیعہ حیدر کرار بن جاؤ۔ مبغضین مرتضیٰ جب ہر طرح
سے مجبور ہو جاتے ہیں تو کہتے ہیں کہ اگر حضرت علیؑ کی خلافت ہی کا واقعہ ہے تو پیغمبر اسلام
نے صاف لفظوں میں خلافت کا اعلان کیوں نہ فرما دیا تاکہ جھگڑا ہی ختم ہو جاتا اور اُمت

میں نزع نہ ہوتی جواب سنو کیوں مسلمانو پیغمبر تمہیں تئیس ۲۳ برس ایک دن میں کم از کم پانچ مرتبہ نماز پڑھ کر دکھاتا رہا۔ مگر تم نے اتنے لمبے درس حکم میں اختلاف کیا تم نے وضو میں اختلاف کیا۔ تم نے آذان میں اختلاف کیا۔ تم نے التحیاۃ میں اختلاف کیا تم نے سبحانک اللھم الخ میں اختلاف کیا تم نے تفصیل روزے میں اختلاف کیا۔ تم نے ارکان حج میں اختلاف کیا تم نے تراویح میں اختلاف کیا فرماؤ کیا رسول اللہ نے تفصیل سے نہیں سمجھایا۔ یا کہ مسلمانوں کی نیتیوں کا نتیجہ ہے توحید سے لے کر قیامت تک کونسا مسئلہ ہے جس میں مسلمانوں نے اختلاف نہ کیا ہو۔ لو میں مَنْ کُنْتُ مَوْلَاہُ فَعَلِیٌّ مَوْلَاہُ سے خلافت بلا فصل ثابت کرتا ہوں۔ سنو نبیؐ نے فرمایا کہ جس کا میں مولا پس اس کا علیؑ مولا۔ تو یہاں نبیؐ نے فَعَلِیٌّ مَوْلَا کہا ہے۔ حرف عطف واؤ ثم۔ اور ف ہے ان کی مثالیں سنو واؤ کی مثال سنو جَاءَنِیْ زَیْدٌ وَبَکْرٌ یعنی کہ میرے پاس زید آیا اور بکر۔ واؤ کا معنی اور ہے اگر رسول اللہ فرماتے مَنْ کُنْتُ مَوْلَاہُ وَعَلِیٌّ مَوْلَاہُ تو معنی ہوتا ہے جس کا میں مولا اور اُس کا علیؑ مولا لفظ اور یعنی واؤ سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ علیؑ نبیؐ کے بعد کتنے عرصہ کے بعد مولا ہے نبیؐ اور علیؑ کے درمیان کتنے اور مولا گذرے ہیں اس لئے نبیؐ نے واؤ کا استعمال نہیں فرمایا دوسرا ہے لفظ ثم۔ اگر رسول اللہ فرماتے مَنْ کُنْتُ مَوْلَاہُ ثُمَّ عَلِیٌّ مَوْلَاہُ تو معنی ہوتا کہ جس کا میں مولا پھر اس کا علیؑ مولا۔ مثال جَاءَنِیْ زَیْدٌ ثُمَّ بَکْرٌ، میرے پاس زید آیا پھر بکر تو لفظ ثم کا معنی پھر ہے۔ اس سے یہ تعین نہیں ہو سکتا کہ نبیؐ کے بعد علیؑ کتنے عرصہ کے بعد مولا ہیں اس لئے نبیؐ نے مَنْ کُنْتُ مَوْلَاہُ ثُمَّ عَلِیٌّ مَوْلَاہُ نہیں فرمایا کہ اس سے وقت کا تعین نہیں ہوتا۔ نبیؐ نے فرمایا ہے مَنْ کُنْتُ مَوْلَاہُ فَعَلِیٌّ مَوْلَاہُ۔ ف کا معنی ہے پس فوراً مثال جَاءَنِیْ زَیْدٌ فَبَکْرٌ میرے پاس زید آیا پس بکر۔ معنی یہ ہوا کہ جس کا میں مولا پس فوراً اس کا علیؑ مولا لفظ ف میں نہ وقت کا فاصلہ ہے اور نہ ہی کسی فرد کا فاصلہ ہے بلکہ فوراً اُسی وقت بلا فصل علیؑ مولا ہے نبی اکرمؐ کا لفظ ف لگانا اس امر

کی دلیل ہے کہ علیؑ خلیفہ بلافصل ہے۔ اگر اس پر بھی نہ سمجھو تو پھر تم سے خدا سمجھے! عزادارو یہ مولا علیؑ سے دشمنی کا نتیجہ ہے کہ مسلمانوں نے اولاد مرتضیٰؑ کو ذبح کیا اور ان کے لباس تک لوٹ لئے۔ میرے مظلوم امام کی شہادت کے بعد چند حرامزادے میرے مولا کی لاش کو لوٹنے کو دوڑے۔ اسحاقؑ حضرمی نے میرے مولا کی قمیص اُتار لی جو مولا نے آخروقت پہنی تھی۔ جسے مولا نے جابجا چاک کیا تھا۔ میرے مظلوم امام کا تہ بند ابن کعب نے اُتارا۔ اخنسؑ بن مرثد حضرمی نے عمامہ اُتار لیا۔ بجدلؑ بن سلیم نے مولا کی انگوٹھی اُتارنے کے لئے آپ کی انگلی شہید کر ڈالی۔ اسود بن خالد ملعون نے آپ کی تلوار لے لی عزادارو امام مظلوم کو لوگ لوٹتے رہے اور توحید خاموش نگاہوں سے دیکھتی رہی روایت میں ہے کہ جمّال ملعون گیارہویں کی رات کو لاشوں میں آیا اور میرے مظلوم امام کا آزار بند اُتارنا چاہا تو میرے مولا نے ہاتھ گرہ پر رکھ لیا اس ملعون نے کوشش کی مگر امام کے ہاتھ کو آزار بند کی گرہ سے علیحدہ نہ کر سکا۔ منقول ہے کہ یہ ملعون اٹھا اور میدان سے ایک ٹکڑا تلوار کا تلاش کر کے لے آیا۔ اور امام کے ہاتھ کو قطع کیا میرے مولا نے دوسرا ہاتھ آزار بند پر رکھ لیا تو جمّال ملعون نے اس ہاتھ کو بھی قطع کر دیا۔ عزادارو جب اس ملعون نے امام کے دونوں ہاتھ قطع کر دیئے تو زمین کربلا میں زلزلہ آیا۔ اور آسمان سے ایک عماری اُتری جس میں ایک بی بی سیاہ لباس پہنے ہوئے فریاد کرتی ہوئی برآمد ہوئی اس کے بعد چار بزرگ اور برآمد ہوئے اور روتے ہوئے مولا حسینؑ کی لاش پر آئے رونے والو یہ بی بی فریاد کرنے والی نبیؐ کی بیٹی حسینؑ کی ماں زہراؑ تھی جس نے اپنے کو حسین کی لاش پر گرا دیا اور فریاد کی بابا تیری اُمت نے میرا گھر اُجاڑ دیا بابا ظالموں نے میرے بچے کی لاش بھی لوٹ لی۔ اس کے بعد زہراؑ نے حسینؑ سے پوچھا بیٹا تیرے ہاتھ کس نے کاٹ دیئے۔ حسینؑ نے کہا اماں جمّال ملعون نے آزار بند اُتارنے کے لئے قطع کئے۔ یہ سُن کر رسول اللہؐ اُٹھے اور لاشوں میں چھپے ہوئے جمّال ملعون کو پایا اور اُسے بددعا کی کہ ملعون خدا تیرے ہاتھوں کو شل کرے اور تیرا منہ سیاہ ہو جائے بس فوراً ملعون عذاب میں گرفتار ہو گیا۔ بحار الانوار جلد ۱۰ حصہ ۲ ص ۱۲۷

الا لعنت اللہ علی القوم الظالمین

سترھویں مجلس

ایک آدمی نے امام جعفر صادقؑ سے زہریلے جانوروں کے بارے عرض کی۔ حضرت سجادؑ نے ایک بیمار کو سمجھایا۔ عبادت اور عادت میں فرق۔ حضرت عیسیٰؑ نے خدا کا دوست دیکھا۔ نماز گناہوں سے روکتی ہے ضربت علی یوم الخندق افضل من عبادۃ الثقلین کی تشریح۔ کعبہ۔ قرآن اور علیؑ میں فرق۔ شیخ مفیدؒ اور علم الھدیٰ کا تعارف۔ حضرت علیؑ نے مردے کو زندہ کیا مصائب تاراجیٔ خیام اور مظلوم کی بچی کے گوشوارے چھینے گئے۔ مسلمانوں نے سیدانیوں کی چادریں اُتارلیں سجادؑ کا حکم کہ باہر نکل جاؤ۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَفَحَسِبۡتُمۡ اَنَّمَا خَلَقۡنٰکُمۡ عَبَثًا وَّاَنَّکُمۡ اِلَیۡنَا لَا تُرۡجَعُوۡنَ ۝ پارہ ۱۸
رکوع ۶ کیا تم نے گمان کیا ہے کہ ہم نے تمہیں بے فائدہ پیدا کیا ہے اور تم ہماری طرف پلٹ کر نہ آؤ گے۔ خالق نے کسی شئی کو بے فائدہ پیدا نہیں فرمایا ہر چیز کی پیدائش کی کوئی نہ کوئی غرض اور مقصد ہے۔ اگر وہ بے فائدہ کسی شئی کو پیدا کرے تو یہ اس کی شان کے خلاف ہے۔ قدرت کی پیدا کی ہوئی ہر شئی بامقصد ہے یہ اور بات ہے کہ ہم نہ سمجھ سکیں کہ اس چیز کا مقصد خلقت کیا ہے۔ مگر قدرت نے کسی چیز کو بے مقصد پیدا نہیں فرمایا۔ ایک آدمی نے میرے امام حضرت جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کی کہ آپ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ نے کسی چیز کو بے مقصد پیدا نہیں فرمایا تو فرماویں یہ سانپ۔ بچھو۔ بھڑ۔ ان زہریلے جانوروں کے پیدا ہونے کا کیا فائدہ اور مقصد ہے۔ یہ زہریلے جانور تو کاٹتے ہیں اور تکلیف ہی نہیں بلکہ بسا اوقات آدمی مر بھی جاتا ہے۔ امام نے فرمایا ان کے پیدا کرنے کا ایک بڑا مقصد یہ بھی ہے کہ گرمیوں میں زمین سے بخارات نکلتے ہیں اور ان میں زہریلا مادہ ہوتا ہے وہ زہریلا مادہ ہوا میں پھیل جاتا ہے۔ قدرت نے ایسے جانور پیدا فرمائے کہ وہ ہوا سے زہریلے اثرات کو اپنی طرف کھینچ لیتے ہیں چونکہ وہ زہر کو اپنے اندر جذب کر لیتے ہیں اور ہوا صاف ہو کر باقی مخلوق کے کام آتی ہے۔ اگر یہ زہریلے جانور نہ ہوں تو زمین کے بخارات وغیرھم کا زہریلا مادہ ہوا میں پھیلا رہے اور مخلوقِ خدا اس ہوا کو استعمال کر کے بیمار ہو جائے۔ اللہ تعالےٰ نے ان زہریلے جانوروں کو ہوا کے صاف کرنے کا آلہ بنایا ہے۔ فرمایا کیا تم نے سردی میں کبھی بھڑ کو پکڑا ہے۔ عرض کی فرزندِ رسولؐ سردی میں تو سانپ۔ بچھو نظر ہی نہیں آتے اور بھڑ میں زہر کا نام تک نہیں ہوتا فرمایا سردیوں میں زمین سے زہریلا مادہ جو نہیں نکلتا اور یہ اپنی خوراک سے محروم ہو جاتے ہیں۔ اس

لئے ان میں زہر نہیں ہوتا۔ سائل نے عرض کی بے شک قدرت نے کسی شئی کو بے کار پیدا نہیں کیا۔ اسی طرح کوفہ کے رہنے والے ایک آدمی نے حضرت امام علی زین العابدین علیہ السلام سے عرض کی کہ فرزند رسولؐ میں مدت سے بیمار ہوں یہ بیماری میرے لئے کیا فائدہ مند ہے۔ امام نے فرمایا کہ تُو نے غور ہی نہیں کیا تیری بیماری تو تیرے لئے بخشش کا سہارا ہے عرض کی مولا میں نہیں سمجھا شفقت فرما کر سمجھا دیں آپ نے فرمایا کہ جب ہم کربلا آئے تھے تو اس وقت تُو کہاں تھا۔ اس نے کہا کہ مولا میں کوفہ میں تھا چند روز ہی ہوئے تھے کہ بیمار ہوا تھا۔ امام نے فرمایا کہ اگر تو بیمار نہ ہوتا تو تیرا معاملہ دو حالتوں سے خالی نہ ہوتا وہ یہ کہ حاکم وقت ابن زیاد کا حکم تھا کہ کوفہ کا رہنے والا ہر انسان سوائے بچے۔ بیمار اور بوڑھے کے قتل حسینؑ میں حصہ لے تو بیمار ہونے کی وجہ سے معصوم کے قتل سے بچ گیا اگر تو بیمار نہ ہوتا تو تجھے کربلا آنا پڑتا اور معصوم کے قاتلوں میں تیرا شمار ہوتا اور اگر نہ آتا تو حاکم تجھے قتل کر دیتا۔ تو خالق نے تجھے بیمار کر کے معصوم کے قتل سے بچا لیا۔ تیرے لئے یہ تو بیماری بہت بڑی رحمت ہے اس پر سائل نے خدا کا شکر ادا کیا کہ اس کریم نے مجھے بیمار کر کے ابدی جہنمی ہونے سے بچا لیا۔ میں ایک اشتباہ کا ازالہ کئے دیتا ہوں کہ ہر بیماری مصیبت نعمت نہیں ہوا کرتی۔ بیماری مصیبت تین وجہ سے آتی ہے۔ ایک تو یہ کہ اپنی بے احتیاطی کی وجہ سے انسان مصیبت میں مبتلا ہوتا ہے مثال کے طور پر یہ کہ پیٹ میں کھانے کی گنجائش پاؤ بھر کی تھی اکھٹے مُلاں کی طرح دو سیر حلوہ کھا گیا بیمار ہو گیا یہ اپنا قصور ہے۔ دوسرا یہ کہ کسی غریب پر ظلم کیا مخلوق خدا کو ستایا مظلوم کی آہ نکلی عرش سے ٹکرائی تو قدرت نے گرفتار عذاب کر دیا۔ یہ بھی اپنا قصور ہے اور تیسرا یہ کہ اللہ تعالیٰ اپنے مقبول بندوں کی حفاظت و عظمت کو برقرار یا بلند کرنے کے لئے امتحان میں ڈال کر درجات

کو بلند فرماتا ہے۔ ہاں میں یہ عرض کر رہا تھا کہ خالق نے کسی شئی کو بے کار و بے مقصد پیدا نہیں فرمایا۔ چاہے قدرت کی چھوٹی سے چھوٹی ہی مخلوق کیوں نہ ہو۔ ہر شئی کے پیدا ہوتے کا کوئی نہ کوئی فائدہ اور مقصد ہے۔ ہو سکتا ہے کہ جس چیز کو میں اپنے لئے فائدہ مند سمجھتا ہوں وہ میرے لئے ضرر رساں ہو اور جسے میں بے کار سمجھتا ہوں وہ میرے لئے کار آمد نفع بخش ہو۔ اس مقصد کو ایک واقعہ سے یوں واضح کئے دیتا ہوں۔ روایات میں ہے کہ ایک دن حضرت عیسٰیؑ نے مناجات میں عرض کی پروردگار۔ مجھے اپنے دوستوں میں سے ایک دوست کی زیارت نصیب کر خطاب ہوا کہ فلاں مقام پر جاؤ۔ وہاں میرا ایک دوست ہے حضرت عیسٰیؑ وہاں پہنچے تو کیا دیکھا کہ ایک عورت نابینا ہاتھ پاؤں سے معذور ہے جس کے اوپر مکھیاں جمع ہیں۔ لیکن زبان پر ذکر خدا جاری ہے اور شکر گذاری میں مشغول ہے۔ آپ نے آگے بڑھ کر سلام کیا تو اس عورت نے جواب میں کہا وعلیک السلام یا روح اللہ آپ نے فرمایا اے بی بی تُو نے مجھے دیکھا تک نہیں۔ تم نے کیسے پہچانا کہ میں عیسٰیؑ ہوں اس عورت نے جواب دیا کہ جس دوست نے تجھے میرا پتہ دیا ہے اس نے مجھے یہ بھی بتایا ہے فرمایا اے کنیز خدا نہ تیری آنکھ نہ ہاتھ پاؤں پھر شکر کونسی نعمت کا کرتی ہے۔ اس عورت نے جواب دیا۔ بحمد اللہ۔ دل ذاکر زبان شاکر اور جسم صابر مجھے خدا نے عطا فرمائے اور شکر کرتی ہوں کہ گناہ میں پڑنے کے ذرائع اس نے مجھ سے لے لئے ہیں۔ اگر آنکھ ہوتی تو نامحرم پر نگاہ پڑتی۔ اگر ہاتھ ہوتے تو لقمہ حرام کی طرف بڑھتے اور اگر پاؤں ہوتے تو لذاتِ دُنیا کی طرف جاتے یہ نعمت جو خدا نے مجھے دی ہے کسی کو نہیں دی۔ حضرت عیسٰیؑ نے دریافت فرمایا کہ اس جگہ اس حالت میں تیری خبر گیری کون کرتا ہے۔ جواب دیا کہ وہ ذات جس نے ساتوں آسمانوں کو بلا ستون کھڑا کیا ہے المجالس المرضیہ صفحہ ۱۶۷ کسی نے کیا خوب کہا

ہے ۔ شعر

زاہد نگاہ کم سے کسی رند کو نہ دیکھ
کیا جانے اس کریم کو تو ہے کہ وہ پسند

ہاں میں عرض کر رہا تھا کہ اللہ تعالٰے نے کسی شئی کو عبث پیدا نہیں فرمایا ۔ اگر ایسا ہے ہاں یقیناً ایسا ہے تو فرماؤ مسلمانو خدا نے حضرت انسان کو کیوں پیدا کیا ہے انسان کا دعوٰے ہے کہ میں اشرف المخلوقات ہوں یہ آسمان پے کمند ڈال رہا ہے ۔ چاند میں سکونت کی فکر میں ہے سمندر کے سینے پر سوار نظر آتا ہے ۔ زمین کی تہ سے خزانے تلاش کرتا ہے ۔ ہوا پے حکمرانی کا مدعی ہے ۔ کہکشاں کی راہ تلاش کر رہا ہے ۔ فرماؤ قدرت نے انسان کو کس غرض و مقصد کے لئے پیدا فرمایا ۔

اور خالق نے بھی انسان کی حوصلہ افزائی ان الفاظ میں فرمائی ۔ وَالتِّیْنِ وَالزَّیْتُوْنِ ۙ وَطُوْرِ سِیْنِیْنَ ۙ وَهٰذَا الْبَلَدِ الْاَمِیْنِ ۙ لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْۤ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ ۫ پارہ نمبر ۳۰ رکوع نمبر ۲۰ قسم ہے التین کی اور زیتون کی اور طور سینین کی اور اس شہر امن والے کی ۔ یقیناً انسان کو ہم نے بہترین ترکیب پر پیدا کیا ۔ حضور جب انسان احسن تقویم کا مصداق ہے تو فرماؤ اس کی غرض خلقت کیا ہے ۔ ہم نے جب بھی علمائے کرام سے گذارش کی کہ فرماؤ انسان کو اللہ تعالٰے نے کس مقصد کے لئے پیدا کیا تو ہمیں علمائے کرام نے قرآن مجید کی ایک آیت سُنا کر خاموش کر دیا فرمایا وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ پارہ نمبر ۲۷ رکوع نمبر ۲ نہیں پیدا کیا میں نے جن اور انس کو مگر صرف یہ کہ وہ میری ہی عبادت کریں ۔ اس آیت کریمہ سے پتہ چلا کہ اللہ تعالٰے نے انسان کو صرف اور صرف عبادت کے لئے پیدا فرمایا ہے ۔ تو اب غور کر کے فیصلہ تو کرو کہ جب ثابت ہو گیا کہ انسان کی غرض خلقت ہے خدا کی عبادت تو جو انسان ۔ نماز پڑھے ۔ روزہ رکھے ۔ حج کرے ۔ زکوٰۃ دے ۔ قرآن مجید کی تلاوت

کرے تو اس نے اپنی غرض خلقت کو تو پورا کر دیا اب اللہ تعالیٰ کے لئے لطفاً واجب ہو گیا کہ اُسے جنت عطا کرے کیوں کہ وہ پیدا ہوا عبادت کے لئے اور عبادت اس نے کر دی تو اب جنت کا حقدار ہو گیا اور یہی تقاضائے عدل و انصاف ہے کہ اس کو جنت دے دی جائے۔ یہاں پہنچ کر پیغمبر اسلام کی حدیث سنو کہ حضور پُر نور نے فرمایا اِنَّ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ تَفَرَّقَتْ عَلٰی اِثْنَتَیْنِ وَسَبْعِیْنَ مِلَّۃً وَتَفْتَرِقُ اُمَّتِیْ عَلٰی ثَلٰثٍ وَّسَبْعِیْنَ مِلَّۃً کُلُّھُمْ فِی النَّارِ اِلَّا مِلَّۃً وَّاحِدَۃً شرح فقہ اکبر ص فرمایا کہ بنی اسرائیل کے (۷۲) بہتر فرقے تھے اور میری اُمت کے تہتر (۷۳) فرقے ہوں گے جن میں سے بہتر (۷۲) جہنم جائیں گے اور ایک فرقہ جنت جائے گا تفسیر انوار النجف جلد ۲ ص ۲۶ فرماؤ مسلمانو یہ جو بہتر (۷۲) فرقے بقول مصطفیٰ جہنم جا رہے ہیں کیا یہ نماز نہیں پڑھتے کیا یہ روزے نہیں رکھتے کیا یہ حج ادا نہیں کرتے کیا بہتر (۷۲) فرقے قرآن پاک کی تلاوت نہیں کرتے۔ بتاؤ کونسا اُمتِ مصطفیٰ کا فرقہ ہے جس میں نماز۔ روزہ۔ حج۔ زکوٰۃ۔ وغیرھم نہیں ہے تمام فرقے نماز۔ روزہ۔ حج۔ زکوٰۃ۔ تلاوتِ قرآن پاک کرتے ہیں تو پھر بہتر (۷۲) فرقوں کو کیوں جہنم بھیجا جا رہا ہے غرض خلقت تو عبادت تھی اور وہ اُنہوں نے کر دی پوری تو اب ان میں سے ہر نمازی۔ ہر روزہ دار۔ ہر حج کرنے والے ہر زکوٰۃ دینے والے ہر ایک قرآن مجید کی تلاوت کرنے والے کو جنت جانا چاہیئے اور یہ اُس کا حق بھی ہے۔ فیصلہ تو دو کہ یہ بہتر (۷۲) فرقے جو بقول مصطفیٰ جہنم جائیں گے ان کا قصور کیا ہے۔ مسلمانو میرا خدا عادل ہے کسی پر ظلم نہیں کرتا۔ اگر ان بہتر (۷۲) فرقوں کی نماز۔ روزہ۔ حج وغیرہ عبادت ہوتی تو یہ بہتر (۷۲) جہنم نہ جاتے حقیقت میں ان کی عبادت۔ عبادت نہ تھی کرتے عادت رہے اور کہتے عبادت رہے۔ پس بہتر (۷۲) فرقوں کی عبادت نہ تھی بلکہ عادت تھی یار لوگوں نے عادت کا نام عبادت رکھ لیا۔ اگر ان کے روزے۔ حج۔ زکوٰۃ۔

نماز وغیرہ عبادت ہوئے تو خالق کائنات کریم رحیم عادل ہے۔ ان کو ہرگز جہنم نہ بھیجتا ان بہتر ۷۲ فرقوں کا جہنم جانا اس بات کی دلیل ہے کہ ان کی عبادت نہ تھی بلکہ یہ عادت تھی اور عادت کا نام عبادت مشہور کر دیا۔ روایت میں ہے کہ رسول خدا ؐ نے دو عورتوں کو رمضان المبارک میں آپس میں جھگڑتے ہوئے دیکھا کہ وہ ایک دوسرے کو گالیاں دے رہی تھیں۔ آپ نے حکم دیا کہ ان کو پانی پلا دو کھانا کھلا دو انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ ہمیں روزہ ہے آپ نے فرمایا کہ اس طرح کی فحش کلامی کے بعد بھی تمہارا روزہ باقی ہے فرمایا روزہ صرف کھانے پینے سے پرہیز کا نام ہی تو نہیں ہے روزہ تو تمام اعضاء کا ہونا ضروری ہے پس یہ عادت ہے کہ جو کی جاتی ہے عادت اور شئی ہے عبادت اور شئی ہے۔ قرآن مجید میں خدا کا حکم ہے۔ فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ ۝ الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ ۝ پارہ ۳۰ رکوع ۳۲ ویل ہے واسطے ان نمازیوں کے جو اپنی نمازوں سے بے خبر ہیں۔ منقول ہے کہ ویل ایک جہنم کا نام ہے جہاں نمازیوں کا ٹھکانہ ہوگا وہ نمازی جو عادت کو عبادت سمجھتے رہتے تھے علمائے کرام فرماتے ہیں کہ اگر پوری زندگی کے سجدوں میں سے صرف ایک سجدہ ہی بارگاہ الٰہی میں قبول مقبول ہو جائے تو اس کی نجات کے لئے کافی ہے۔ ساری زندگی نمازیں پڑھتے رہے اور بہتر ۷۲ فرقے بقول مصطفیٰ ؐ گئے جہنم تو ثابت ہوا کہ ساری زندگی کے سجدوں میں سے ایک سجدہ بھی قبولیت حاصل نہ کر سکا۔ خالق کائنات کا ہی اعلان سن لو۔ اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ ط پارہ ۲۱ رکوع ۱ فرمایا کہ نماز یقیناً بے حیائی اور برے کاموں سے روکتی ہے۔ فرماؤ کیا نمازی گناہ نہیں کرتا ارے قرآن مجید کا تو اعلان ہے کہ نماز پڑھو نماز گناہوں سے روکتی ہے مگر مشاہدہ ہے کہ نمازی بھی گناہ کرتا ہے زمیندار تو اپنے کھیت میں گناہ کرتا ہوگا۔ تاجر اپنی تجارت میں فریب کرتا ہوگا۔ کلرک دفتر میں گناہ کرتا ہوگا دکاندار

اپنی دکان پر ہیرا پھیری کرتا ہوگا مگر ملاں مسجد میں بے خوف گناہ کرتا ہے۔ جو مسجدیں صرف عبادت کے لئے تھیں آج انہیں مسجدوں کو مولوی صاحبان نے سیاست کی مکاری کا مرکز بنا دیا ہے۔ بھائیو نماز بھی پڑھتے رہنا اور گناہ بھی کرتے رہنا یہ اس بات کی بیّن دلیل ہے کہ گناہوں سے روکنے والی نماز ہمیں نصیب نہ ہو سکی بس عادت اور شئی ہے اور عبادت اور شئی ہے۔ تو ضروری ہے کہ ہم عبادت کو تلاش کریں کہ عبادت کیا شئی ہے۔ یہ فقہی مسئلہ ہے کہ اگر آپ نماز پڑھ رہے ہوں اور آپ کے سامنے کنواں ہے اور ایک بچہ اس کنویں میں گرنے لگا اور آپ نماز کی حالت میں بچے کو دیکھ رہے ہیں کہ کنویں میں گرا چاہتا ہے اب عبادت یہ ہے کہ نماز چھوڑ دو اور اس بچے کو گرنے سے بچاؤ یہ ضروری نہیں کہ یہ بچہ مسلمان ہے یا کافر چاہے کافر ہی کا بچہ کیوں نہ ہو اس کو گرنے سے بچانا ضروری ہے اور نماز بعد میں پڑھنا ہوگی۔ میں کہتا ہوں کہ اگر آپ جنگل میں ایسے مقام پر ہیں کہ چاروں طرف تین چار میل تک پانی میسّر نہ ہو سکے گا اور آپ کے پاس صرف وضو کے لئے پانی ہے کہ آپ وضو کر کے اس سے نماز ادا کریں گے آپ کے سامنے کافر۔ کُتا یا خنزیر پیاس سے تڑپ رہا ہے اور آپ کے پاس صرف وضو کا پانی ہے تو ایسے اگر کُتے خنزیر اور کافر کو پیاس سے تڑپتے دیکھ کر اس پانی سے وضو کر کے پڑھی تو نماز باطل ہوگی۔ اب عبادت یہ ہے کہ پانی ان پیاسوں کو پلا دو اور تیمم کر کے نماز ادا کرو۔ بھائیو افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ جو اسلام کافر اور کُتے جیسے نجس العین جانور کی حفاظت کا مدعی تھا اس اسلام کے دعویدار آج اپنے بھائیوں کے خون کے پیاسے نظر آتے ہیں۔ کاش کہ مسلمان درندگی چھوڑ کر انسانیت کا لباس زیب تن کرتا۔ علامہ اقبال نے خوب کہا ہے۔

شعر۔ یوں تو سیّد بھی ہو مرزا بھی افغان بھی ہو

تم سب کچھ ہو بتاؤ تو مسلمان بھی ہو

ہماری روش تو بس یہ ہے کہ

شعر- خدا کے بندے تو ہیں ہزاروں بنوں میں پھرتے ہیں مارے مارے
میں اس کا بندہ بنوں گا جس کو خدا کے بندوں سے پیار ہوگا

ہاں میں عرض کر رہا تھا کہ عادت اور شئی ہے اور عبادت اور شئی ہے میری گذارش یہ ہے کہ آج پیغمبر اسلام کی اُمت میں آدائیگی نماز کے کئی طریقے ہیں کوئی ہاتھ باندھ کر پڑھتا ہے کوئی کھول کر پڑھتا ہے کوئی ہر سورہ کے اوّل میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم باواز بلند پڑھتا ہے اور کوئی بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کو ہر سورہ کے اوّل قرآن مجید کی آیت ہی نہیں سمجھتا کوئی سورہ الحمد کے بعد آمین کہتا ہے اور کوئی نہیں کہتا کوئی رفع الیدین کرتا ہے کہ اور کوئی نہیں کرتا کوئی تشہد میں التحیاۃ پڑھتا ہے اور کوئی صرف شہادت اور سلام پڑھتا ہے غرضیکہ وضو سے لیکر نماز کے آخری سلام تک اختلاف ہی اختلاف نماز جیسی مقدس عبادت میں نظر آتے ہیں اور حضور پر نور کا فرمان ہے۔

صَلُّوْا کَمَا رَاَیْتُمُوْنِیْ اُصَلِّیْ بخاری شریف جلد ۱ صفحہ ۱۱۳ نبی اکرمؐ نے فرمایا جس طرح مجھے نماز پڑھتے دیکھتے ہو اسی طرح نماز پڑھا کرو۔ فرمائیے مسلمانو جو آج اُمت مصطفےٰ نے نماز۔ روزہ۔ حج۔ زکوٰۃ۔ جمعہ۔ جماعت میں سینکڑوں اختلاف قائم کر رکھے ہیں کیا رسول اللہ کے یہ سارے طریقے وضع کئے ہوئے ہیں یا کہ بعد میں اُمت کی مہربانی کا نتیجہ ہیں۔ ماننا پڑے گا کہ ان تمام طریقوں میں صرف اور صرف ایک طریقہ مصطفےٰ کا ہے اور باقی تمام طریقے اُمت کی اختراع اور کاوش کا نتیجہ ہیں بس عبادت وہی ہے جو نبی اکرمؐ نے اُمت کو سمجھائی اور کر کے دکھلائی باقی عبادت نہیں عادت ہے۔ طریقۂ عبادت کو ہی تو سمجھانے کے لئے اللہ تعالیٰ نے ایک لاکھ چوبیس ہزار معلم بھیجے کہ میری مخلوق کو عبادت کے طریقے سمجھا دو۔ کیونکہ ہم گنہ گار انسان براہ راست خالق سے مفہوم عبادت نہیں سمجھ سکتے۔ کیونکہ ہم اس تک جا نہیں سکتے اور خالق ہم تک مولوی صاحب

بن کے آ نہیں سکتا کیونکہ اس کا اعلان ہے۔ لَا تُدْرِکُهُ الْاَبْصَارُ وَهُوَ یُدْرِکُ الْاَبْصَارَ پارہ ۷ رکوع ۱۹ فرمایا نہیں دیکھتیں اس کو نظریں اور دیکھتا ہے۔ وہ سب کو اور فرمایا لَیْسَ کَمِثْلِهٖ شَیْئٌ پارہ ۲۵ رکوع ۳ اللہ کی مثل کوئی شئی نہیں ہے۔ اگر وہ ہماری محفل میں آ جائے تو توحید خطرے میں ارے توحید کی یہ شان نہیں کہ وہ دکھائی دے اور ہم جیسے بندے کا یہ مقام نہیں کہ وہ براہِ راست خدا کے ہاں سے طریقۂ عبادت سیکھ لے۔ بس طریقۂ عبادت وہ سمجھائیں گے جنہیں اس نے ہادی بنا کے بھیجا ہے۔ سو ان تمام معلمین سے افضل ہے رحمۃ للعالمین حضرت ختمی المرتبت تو جیسے وہ عبادت فرما دیں گے بس وہی عبادت ہو گی باقی عبادت نہیں بلکہ عادت ہو گی۔ لو اب میں ایک عبادت کا تذکرہ بزبان مصطفےٰ آپ کو سناتا ہوں کہ ایک بشر کی تلوار اٹھی اس نے کافر کے سر پر ماری پھر اپنی طرف کھینچی ادھر کافر قتل ہوا۔ ادھر معلم الٰہی نے اس فعل کی عبادت کو ان الفاظ میں بیان فرمایا ضَرْبَةُ عَلِیٍّ یَوْمَ الْخَنْدَقِ اَفْضَلُ مِنْ عِبَادَةِ الثَّقَلَیْنِ۔ مستدرک حاکم جلد ۳ صہ ۳۲ سیرت امیر مفتی جعفر حسین صاحب جلد ۱ صہ ۲۲۱ خندق کے دن علیؑ کی ایک ضربت جن و انس کی عبادت سے افضل ہے صرف یہی نہیں بلکہ جناب عبدالحق محدث دہلوی یوں فرماتے ہیں کہ نبی اکرمؐ نے فرمایا۔ لَمُبَارَزَةُ عَلِیِّ ابْنِ اَبِیْ طَالِبٍ یَوْمَ الْخَنْدَقِ اَفْضَلُ مِنْ اَعْمَالِ اُمَّتِیْ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَةِ یعنی حضرت علی المرتضیٰؑ کا یوم خندق مقابلہ کرنا قیامت تک کی میری امت کے اعمال سے افضل ہے۔ مدارج النبوت جلد ۲ صہ ۲۹۷ ہمارے ہاں بھی پوری حدیث کے الفاظ یوں ہیں۔ ضَرْبَةُ عَلِیٍّ یَوْمَ الْخَنْدَقِ اَفْضَلُ مِنْ عِبَادَةِ الثَّقَلَیْنِ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَةِ۔ فرمایا علیؑ کی ایک ضربت خندق کے روز والی ثقلین کی عبادت سے افضل ہے جو دامن قیامت تک ہوتی رہے گی۔ کتاب نہر المصائب حصہ دوم صہ ۲۱۴ مسلمانو یہ فرمان اس بشر کا ہے جس کی زبان پر عصمت کے پہرے

بیٹھے ہوئے ہیں جن کے بارے میں توحید کا اعلان ہے وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰی ٥
اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی پارہ ۲۷ رکوع ۵ فرمایا قدرت نے کہ میرا حبیب
اپنی خواہش سے نہیں بولتا لیکن میری وحی سے گفتگو کرتا ہے فرماؤ مسلمان
حیدر کرار کی عبادت کتنی اور کیسی ہے۔ اب کوئی بتائے کہ الثقلین میں قیامت تک
کتنی عبادت ہو گی فرماؤ الثقلین میں کتنے عابد ہیں یعنی پوری کائنات کی قیامت
تک کی عبادت اگر جمع کی جائے تو ابو طالب کے لال کی ایک ضربت بقول
مصطفٰے ان سے افضل ہے۔ اندازہ تو کرو کہ کتنی مخلوق الثقلین میں عبادت گذار
ہے قدرت کا اعلان ہے۔ یُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ پارہ
۲۸ رکوع ۱۵ جو کچھ زمین و آسمان میں ہے۔ ہر شئی اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتی ہے۔
تو کائنات کا ہر ذرہ خالق کی حمد میں مشغول ہے۔ سنو زمین کے ذرات سمندروں
کے قطرات۔ درختوں کے پتے چمکتے ہوئے ستارے ہوا کی حرکت یعنی ارضی ہو
یا سماوی۔ جمادات ہو یا نباتات۔ حیوانات ہوں یا انسان۔ جن ہوں یا فرشتے
آبی ہوں یا خاکی نوری ہوں یا ناری غرضیکہ خالق کی ساری مخلوقات اس کی عبادت
میں مشغول ہے۔ نبی ولی۔ غوث قطب جن انس حوران جنت غلمان غرضیکہ ساری
کائنات کی قیامت تک کی عبادت ایک طرف اور حیدر کرار کی ضربت کی عبادت
ایک طرف بلکہ بقول مصطفٰے ان سے افضل ہے۔ مگر یہ کون بتائے کہ علیؑ کی ضربت
کتنی افضل ہے نبی اکرمؐ نے تو لفظ افضل ارشاد فرما کے علیؑ کی عبادت کو لامحدود کر
دیا ارے جس کی عبادت لامحدود ہے آج کا ملاں اس کی حدیں تلاش کرتا ہے۔ لو
میں صرف مختصر سا نقشہ فرشتوں کا پیش کرتا ہوں باقی مخلوق کا اندازہ خود لگا لینا
سنو اور فیصلہ دو۔ جابر بن یزید جعفی کے سوال پر حضرت امام محمد باقر علیہ السلام
نے فرمایا کہ اے جابر اللہ تعالیٰ نے دس لاکھ عالم اور دس لاکھ آدمؑ پیدا
فرمائے ہیں جن میں سے تم لوگ آخر عالم اور آخر آدمؑ کی اولاد سے ہو۔ لوامع الاحزان

جلد۲ صفحہ۳۶۷ ان تمام آدمؑ کی اولاد کو جمع کیا جائے تو صاحب تفسیر کبیر فرماتے ہیں کہ جتنے انسان ہیں ان سے دس گنا زیادہ چوپائے ہیں اور ان دونوں سے دس گنا زیادہ پرندے ہیں ان تینوں سے دس گنا کیڑے مکوڑے زیادہ ہیں اور ان چاروں سے دس گنا دریائی جانور زیادہ ہیں پھر ان پانچوں سے دس گنا جن زیادہ ہیں پھر ان چھٹوں سے دس گنا زمین کے فرشتے زیادہ ہیں ان ساتوں سے دس گنا پہلے آسمان کے فرشتے زیادہ پھر دوسرے آسمان کے ملائکہ ان سب سے دس گنا زیادہ ہیں اسی طرح تیسرے چوتھے پانچویں چھٹے اور ساتویں آسمان کے ایک دوسرے سے دس گنا زیادہ ہیں۔ ان تمام ملائکہ سے کرسی کے فرشتے دس گنا زیادہ ہیں ان سب سے عرش کے ایک سرادق کے ملائکہ دس گنا زیادہ ہیں حالانکہ عرش کے سرادقات کی تعداد چھ لاکھ ہے جو ایک دوسرے سے دس گنا زیادہ ہیں یہ سب مل کر عرش کے فرشتوں کا دسواں حصہ ہیں یہ تمام ملائکہ جب ذہن میں آجائیں تو جو ملائکہ عرش کا طواف کرتے ہوئے خدا کی حمد کرتے ہیں ان کی تعداد اتنی ہے کہ یہ تمام ملائکہ ان کے مقابلہ میں اتنے کم ہیں جیسے سمندر کے مقابلہ میں پانی کا ایک قطرہ جب یہ تمام فرشتے ذہن میں آجائیں تو اب پڑھو ضَرْبَۃُ عَلِیٍّ یَوْمَ الْخَنْدَقِ اَفْضَلُ مِنْ عِبَادَۃِ الثَّقَلَیْنِ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ جواہر القرآن۔ تفسیر لوامع التنزیل انوار النجف جلد۷ صفحہ۶۲ مصباح المجالس جلد۲ صفحہ۴ مسلمان حضرت علیؑ کو صحابہ کرام کی صف میں کھڑا دیکھنا چاہتے ہیں مگر تاجدار رسالت نے حضرت امیرؑ خیبر گیر والد شبرؑ شبیرؑ مولیوں کے مرشد و پیر کے وہ فضائل بیان فرمائے کہ صحابہ کرام تو کیا انبیاء علیہم السلام بھی محو حیرت ہیں۔ مسلمانو بقول مصطفےٰ یہ علیؑ کے ایک جنبہ و ضرب کی عبادت ہے تو فرماؤ تمام زندگی کے جنگوں کی عبادت کیسی ہو گی۔ حضرت علیؑ نے صرف عمرو بن عبدود کو ہی تو خندق کے روز قتل نہیں بلکہ خندق کے جنگ میں بھی

مولا علیؑ کی تلوار سے حسل بن عمرو اور نوفل ابن عبداللہ بھی تو قتل ہوئے ہیں
میں کہتا ہوں جنگ بدر میں ستر میں سے چھتیس ۳۶ علیؑ کی تلوار سے واصل جہنم
ہوئے کتاب روح القرآن صہ ۱۷۹ جنگ احد۔ جنگ خیبر۔ جنگ حنین۔
وادئی یابس۔ چلو جنگ جمل چھوڑ دیں گے جنگ صفین نہروان تو ہیں فرمائی
حضرت علیؑ کے تمام جنگوں کی ضربتوں کی عبادت کتنی ہو گی جب یہ حساب لگا
لیں تو عرض ہے کہ جہاد فروع دین کا چھٹا درجہ رکھتا ہے جب چھٹا درجہ ایسا
ہے تو فروع دین کا پانچواں درجہ رکھنے والے خمس کی کتنی عبادت ہو گی پھر
پلٹ کر دیکھیں کہ چوتھے درجہ زکوٰۃ کی کتنی عبادت ہو گی پھر سوچو علیؑ کے
فروع دین کے تیسرے درجہ حج کی کتنی عبادت ہو گی پھر غور کرو کہ دوسرے درجہ
مولا علیؑ کے روزوں کی کتنی عبادت ہو گی جب فروع دین کے پانچوں ارکان
کی عبادت ذہن آجائے تو اب فرمائیے میرے مولا علیؑ کی نماز کیسی ہو گی۔ اللہ
اکبر۔ صرف میرے مولا نے یہ کام ہی تو نہیں کئے بلکہ مولا کی پوری تریسٹھ
برس کی زندگی کی ساری عبادت کتنی ہو گی۔ کہاں ہیں وہ بے معرفت لوگ جو
میرے مولا کی حدیں مقرر کرتے ہیں آئیں اور علیؑ کی عبادت کو شمار کر کے دکھلائیں
کہ ساری زندگی کی مولا کی عبادت کتنی ہے۔ رباعی عرض ہے۔

اے اسم علیؑ تجھ میں اللہ کی عظمت ہے۔ اے ذکر علیؑ تو بھی خالق کی عبادت ہے
قرآن نے احمدؐ کی آمد کی وضاحت کی۔ تکمیل رسالت ہی اعلان ولایت ہے
تصدقؔ شیرازی

اور رباعی سنو۔

تیرے دماغ میں کیوں عظمتِ اصول نہیں۔ کسی نبی کی زوجہ کوئی بتول نہیں
علیؑ ولی کا تقابل کسی بشر سے نہ کر۔ یہ وہ شرف ہے کہ ثانی کوئی رسول نہیں

لو اب میں عبادت کے بارے میں عرض کرتا ہوں کہ عبادت کے تین درجے ہیں۔

میرے مولا حضرت امیر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ایک عبادت غلاموں والی ہے
کہ مجھے جہنم سے رہائی نصیب ہو خدا سے عرض کہ اللہ میرا جہنم سے بچالے مولا
فرماتے ہیں یہ غلاموں کی عبادت ہے دوسرا تاجروں کی سی عبادت کہ اللہ
تعالے جنت عطا کرے حوریں ملیں (خدا جانے حورے پڑیں گے یا حوریں ملیں گی)
بہرحال یہ تاجروں کی روش ہے کہ نفع کی خاطر عبادت کی جائے اور تیسرا درجہ
ہے قربۃً الی اللہ میرا مولا فرماتے ہیں مَا عَبَدْتُکَ طَمَعاً لِجَنَّتِکَ وَلَا
خَوْفاً مِّنْ نَّارِکَ بَلْ وَجَدْتُکَ اَھْلَ الْعِبَادَۃِ فَعَبَدْتُکَ مناظرہ ہیر
صلا فرمایا میرے اللہ میں تیری عبادت جنت کے طمع سے نہیں کرتا اور نہ جہنم
کے خوف سے تیری عبادت کرتا ہوں بلکہ میں تیری عبادت اس لئے کرتا ہوں
کہ تو عبادت کے لائق ہے۔ تیری شان ہے تیرا حق ہے۔ تیری عظمت ہے تیرا
مقام ہے کہ تیری عبادت کی جائے۔ اللہ اکبر۔ اسرار المعرفت ص۲۷ ایسی عبادت
آج تک کسی بشر نے نہیں کی اور نہ ہی ایسا کسی نے فرمایا ہے۔ ہمیں وہ بندے یاد ہیں کہ
جو نماز بھی پڑھا کرتے تھے اور ریوئیں بھی مارا کرتے تھے۔ المجالس المرضیہ ص۳۲۶ اور
مقابلہ اس بشر سے کہ جس کے پہلو میں تیر لگا تو نکالتے سے تکلیف ہوتی تھی آنحضرتؐ
نے فرمایا چھوڑ دو تیر نہ نکالو جب مولا نماز میں مشغول ہوئے تو فرمایا کہ اب زنبور
ڈال کر تیر کھینچ لو تیر کھینچا گیا مصلّٰے خون سے تر ہو گیا نماز کے بعد فرمایا خدا کی قسم مجھے
علم ہی نہیں کہ تم نے تیر کب نکالا ہے۔ مصباح المجالس جلد ۳ ص۵ بارہ تقاریر
ص۲۳۳ ایک اور طرح کی وضاحت سُنو وہ یہ کہ ساری دُنیا اللہ تعالےٰ کی عبادت
کرنے کی دعویدار ہے ہر بشر کہتا ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا ہوں مگر
علیؑ المرتضیٰ ایک ایسا انسان ہے کہ ایک وقت میں عابد بھی ہے اور اسی وقت
عبادت بھی ہے حدیث ہے اَلنَّظَرُ اِلیٰ وَجْھِہٖ عَلِیٍّ عِبَادَۃٌ تاریخ الخلفاء
ص۹۳ فرمایا نبی کریمؐ نے کہ علیؑ کے چہرے کی طرف دیکھنا عبادت ہے ہاں تین

چیزوں کی طرف دیکھنا عبادت ہے ۱ کعبہ یعنی بیت اللہ کی طرف دیکھنا عبادت ہے ۲ قرآن مجید کی سطروں یعنی حرفوں کو دیکھنا عبادت ہے تیسرا علیؑ کا چہرہ دیکھنا عبادت ہے۔ البوتراب جلد ۱ صفحہ ۲۶۶ المجالس المرضیہ صفحہ ۲۷۲ ریاض النضرہ جلد ۲ صفحہ ۲۹۱ صواعق المحرقہ صفحہ ۱۲ کوکب دری صفحہ ۱۶۱ فرماتے ہیں کہ ان تینوں پر اللہ کا نور برستا ہے کعبہ پر خدا کا نور برسا تو بیت اللہ ہو گیا قرآن مجید پر نور برسا تو کلام اللہ ہو گیا اور علیؑ کے چہرے پر خدا کا نور برسا تو وجہ اللہ ہو گیا۔ غور تو کرو کہ اس بندے کی عبادت کا کیا کہنا جس کے چہرے کی طرف دیکھنا خدا کی عبادت ہے۔ یہ نہیں کہا کہ علیؑ کے چہرے کی طرف دیکھنا ثواب ہے بلکہ فرمایا کہ علیؑ کے چہرے کی طرف دیکھنا عبادت ہے حضور عبادت اور شئی ہے اور ثواب اور شئی ہے۔ یتیموں کی پرورش کرنا ثواب ہے بیماروں کی عیادت کرنا ثواب ہے بیواؤں کی خبرگیری کرنا ثواب ہے راستہ میں کانٹا پڑا ہو تو اُسے کنارے پر پھینکنا ثواب ہے۔ پیاسے کو پانی پلانا ثواب ہے مگر علیؑ کے چہرے کو دیکھنا عبادت ہے۔ ارے اس کی عبادت کا کیا کہنا جس کے بچے زین العابدین ہوں اس کے سجدوں کا کیا کہنا کہ جس کے بچے سید الساجدین ہوں۔ ثواب میں کعبہ۔ قرآن اور حضرت علیؑ کا بھی فرق بیان کئے دیتا ہوں۔ روایت میں ہے کہ ایک مرتبہ حضرت عائشہ نے اپنے والد گرامی حضرت ابوبکر سے عرض کی کہ بابا جان میں نے کئی مرتبہ دیکھا ہے۔ کہ جب حضرت علیؑ موجود ہوں تو آپ ان کا چہرہ ہی دیکھتے رہتے ہیں چاہے باتیں ہم ہی سے کیوں نہ کر رہے ہوں۔ یعنی باتیں ہم سے اور چہرہ علیؑ کا تلاوت کرتے ہیں اس کی وجہ کیا ہے تو انہوں نے فرمایا بیٹی میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سُنا ہے کہ علیؑ کا چہرہ دیکھنا عبادت ہے۔ اَلنَّظَرُ اِلٰی وَجْهِ عَلِیٍّ عِبَادَةٌ۔ حضرت عائشہ نے جناب رسالتمآبؐ سے عرض کی کہ یا رسول اللہ کیا یہ آپ نے فرمایا ہے اَلنَّظَرُ اِلٰی وَجْهِ عَلِیٍّ عِبَادَةٌ فرمایا بے شک علیؑ کا چہرہ دیکھنا عبادت ہے اُم المومنین

نے عرض کی یا رسول اللہ قیامت تک تو علیؑ اس جہانِ فانی میں نہیں رہے گا۔ کُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَۃُ الْمَوْتِ کہ ایک دن حضرت علیؑ بھی چہرے پر نور کی چادر ڈال کر ہم سے جدا ہو جائیں گے پھر وہ لوگ تو محروم ہو گئے جن کو حضرت علیؑ کی زیارت نہ ہو سکی۔ تو آنحضرتؐ نے فرمایا۔ عائشہ اگر علیؑ مل جائے ان کا چہرہ دیکھ کر عبادت کریں اور اگر علیؑ نہ ملے تو ذِکْرُ عَلِیٍّ عِبَادَۃٌ علیؑ کا ذکر کرنا اللہ کی عبادت ہے۔ کیا کہنا میرے مولا حیدر کرارؑ کا کہ جن کا چہرہ دیکھنا اور ذکر کرنا خلیفۃ المسلمین اور اُم المومنین کی عبادت ہے کتاب ابو تراب جلد ۱ صہ ۲۶۴ و صہ ۲۶۶ کوکب دری صہ ۱۶۱ روایت میں ہے کہ جناب اُم المؤمنین نے عرض کی یا رسول اللہ اگر کوئی ایسا زمانہ بھی آجائے کہ ظالم لوگ علیؑ کا ذکر بھی نہ کرنے دیں تو وہ لوگ آپ کی اُمت کے اس عبادت سے محروم رہ گئے تو پیغمبر اسلام نے فرمایا عائشہ جن کو علیؑ مل جائے وہ چہرہ دیکھ کر عبادت کریں اور جن کو علیؑ نہ ملے وہ علیؑ کا ذکر کر کے عبادت کریں اور اگر کوئی علیؑ کا ذکر بھی نہ کرنے دے تو سُنو اور اُمت کو پہنچا دو کہ۔ حُبُّ عَلِیٍّ عِبَادَۃٌ ہدایۃ الشیعہ صہ ۱۳ یہ کتاب دیوبند میں شیعہ قوم کو ہدایت کے واسطے شائع کی گئی ہے۔ تو اب نتیجہ نکلا کہ کعبہ کو دیکھنا عبادت ہے کلام پاک کی سطروں کو دیکھنا عبادت ہے اور علیؑ کی محبت عبادت ہے۔ سنو جب تک قرآن کی سطروں پر نظر رہے گی عبادت ہوتی رہے گی۔ قرآن پاک سے نگاہ ہٹی تو عبادت ختم۔ اور جب تک کعبہ کے پردے پر نگاہ رہے گی عبادت ہوتی رہے گی نگاہ پردے سے ہٹی تو عبادت ختم مگر نبیؐ نے فرمایا کہ علیؑ کی محبت عبادت ہے۔ تم علیؑ کی محبت لے کر کھیت میں کام کرتے رہو عبادت ہوتی رہے گی۔ تم علیؑ کی محبت لے کر دکان پہ کام کرتے رہو عبادت ہوتی رہے گی تم علیؑ کی محبت لے کر دفتر میں کام کرتے رہو عبادت ہوتی رہے گی۔ تم علیؑ کی محبت لے کر رات کو سو جاؤ تو عبادت ہوتی رہے گی تم علیؑ کی محبت لے کر قبر میں چلے جاؤ تم قیامت تک قبر میں پڑے رہو گے عبادت ہوتی رہے گی۔ یہ کمال قرآن مجید میں کہاں اور یہ کمال

بیت اللہ میں کہاں ۔ صرف علیؑ المرتضیٰ کی ذات ہی ہے کہ جن کی محبت خدا کی عبادت ہے ۔ لو اور سنو ۔ اگر بیت اللہ کو دیکھ کر عبادت کرنا مطلوب ہو تو مفت میں نہیں آج تو چودہ ۱۴ ہزار روپیہ کی ضرورت ہے مفت میں یہ عبادت نہ ہو سکے گی دولت بھی خرچ ہو گی وقت بھی خرچ ہو گا اور اگر قرآن مجید کے حرفوں کو دیکھ کر عبادت کرنا مطلوب ہو تو وقت کی ضرورت ہے مفت میں یہ عبادت بھی نصیب نہ ہو گی۔
مگر میرے مولا حیدر کرارؑ کی محبت ایک ایسی عبادت ہے کہ نہ وقت کی ضرورت ہے اور دولت کی ضرورت ہے ہاں ہاں صرف اور صرف مال کی دیانت کی ضرورت ہے بس علیؑ علیؑ کرتے رہو خدا کی عبادت ہوتی رہے گی ۔ لو ایک اور رُخ نکالتا ہوں دُنیا کی ہر شئی کی چار شکلیں ہوا کرتی ہیں ۱۔ یہ کہ لفظی شکل مثال سے عرض کرتا ہوں یہ رومال میرے ہاتھ میں ہے میں نے زبان سے کہا رومال رومال تو یہ لفظی شکل ہے لفظی شکل سے پسینہ صاف نہیں ہو گا دوسری مکتوبی شکل کہ میں نے کاغذ پر لکھا رومال تو اس مکتوبی شکل سے بھی پسینہ صاف نہ ہو گا تیسری ذہنی شکل کہ میں نے ذہن میں تصور کیا رومال مگر اس تصور کی شکل سے بھی پسینہ صاف نہ ہو گا اور چوتھی اصلی شکل ہے رومال کی کہ جس سے پسینہ صاف ہو گا ۔
یعنی ہر شئی کی چار شکلیں ہوا کرتی ہیں ان میں سے تین بے کار اور چوتھی کارآمد ہوتی ہے اور مثال سُن لیں حلوہ شریف ۔ زبان سے حلوہ حلوہ کرنے سے تو پیٹ نہیں بھرے گا کیونکہ یہ حلوے کی لفظی شکل ہے ۔ کاغذ پر حلوہ لکھنے سے تو پیٹ نہیں بھرے گا کیونکہ یہ مکتوبی شکل ہے ذہن میں تصور کر لیں کہ حلوہ ہے اور پلیٹ میں سامنے پڑا ہے اس سے پیٹ نہیں بھرے گا کیونکہ یہ ذہنی شکل ہے پیٹ تو بھرے گا چوتھی اصلی حلوے سے تو کائنات کی ہر شئی کی چار شکلیں جن میں سے تین بے کار اور صرف چوتھی کارآمد ہے ۔ اسی طرح اور مثالیں بھی دی جا سکتی ہیں ۔ مگر علیؑ کی چاروں شکلیں خدا کی عبادت علیؑ علیؑ زبان سے کرو تو عبادت ۔ علیؑ علیؑ قلم سے لکھو

تو عبادت ۔ علیؑ کا تصور کرو تو عبادت اور اگر علیؑ کا چہرہ دیکھو تو خدا کی عبادت ہو گی۔
بس علیؑ علیؑ ہے علیؑ علیؑ ہے علیؑ علیؑ ہے علیؑ علیؑ ہے ۔صلواۃ بر محمدؐ و آلِ محمدؐ۔
مگر آج کا متعصب ملاں میرے مولا حیدر کرارؑ کے کمال کو کیا جانے ارے علیؑ تو
وہ انسان ہے کہ جس نے دُنیا کے بڑے بڑے بزرگوں سے منوا لیا کہ اگر علیؑ نہ ہوتے تو
میں ہلاک ہو جاتا ۔ میں جب کبھی مولا کے کمالات کو دیکھتا ہوں تو حیران ہوتا ہوں
کہ اے ابو طالبؑ کے لختِ جگر تجھے کہوں تو کیا کہوں لو آخر میں ایک واقعہ ہی سُن کر
لو اور تقریر ختم ۔شیعہ قوم میں علامہ الشیخ مفید علیہ رحمہ کا مقام یہ ہے کہ حضرت
قائم آلِ محمدؐ عجل اللہ فرجہٗ الشیخ مفیدؒ کو بھائی یعنی اخی المکرم کہہ کر خط لکھا
کرتے تھے اور حضرت مفیدؒ وہ انسان ہے کہ جناب سیدہ طاہرہ انہیں خواب
میں ملی اور ارشاد فرمایا کہ اے شیخ یہ دو میرے بچے ہیں انہیں دین پڑھا جناب
الشیخ مفیدؒ جب بیدار ہوئے تو حیران تھے کہ میں کہاں اور رسولؐ زادی
کہاں کہ انہوں نے حکم کیا کہ میں ان کے دونوں بچوں کو تعلیم دوں اسی طرح حیران ہی تھے
کہ دوسرے روز ایک سیدانی اپنے دو بچے لے کے آئی اور حضرت مفید علیہ رحمہ سے
فرمایا کہ میں بیوہ سیدانی ہوں آپ ان میرے دونوں بچوں کو دین کی تعلیم دیں ۔ تو
جناب مفیدؒ سمجھے کہ میرے خواب کی یہی تعبیر ہے وہ دونوں سید زادے حضرت
الشیخ سے پڑھے بڑے کا نام السید مرتضٰےؒ جسے دُنیا نے عَلم الھدٰی کے نام
سے یاد رکھا اور چھوٹے بھائی کا نام سید رضیؒ جنہوں نے نہج البلاغہ میں مولا کے
خطبات جمع فرمائے ہیں یہ دونوں بھائی شیعہ قوم کے بلند مرتبہ عالم تھے لکھا ہے
کہ ایک مرتبہ شیعہ علماء جمع تھے اور تقوٰی و پرہیز گاری پر گفتگو کر رہے تھے کہ کسی
نے فرمایا کہ اس علماء کے زمرہ میں کوئی ہے کہ جو دعوےٰ کرے کہ اس کی نماز واجب
ساری زندگی میں ایک بھی قضا نہیں ہوئی السید مرتضٰے اور السید رضیؒ دونوں
نے کھڑے ہو کر فرمایا کہ ہم نے آج تک واجب نماز قضا نہیں کی پھر کہا گیا کہ کوئی

ہے کہ جن کی نماز تہجد بھی قضا نہ ہوئی ہو تو دونوں نے فرمایا کہ ہم نے آج تک نماز تہجد بھی قضا نہ ہونے دی۔ پھر کسی نے دریافت کیا کہ ہے کوئی ایسا خدا کا بندہ کہ جس نے ساری زندگی غلط بیانی نہ کی ہو اس پر بھی دونوں نے کھڑے ہو کر فرمایا کہ ہم نے آج تک جھوٹ نہیں کہا۔ اس کے بعد دریافت کیا گیا کہ کوئی اس زمرۂ علماء میں ہے کہ جس نے ترک اولیٰ نہ کیا ہو۔ اس پر رضیؒ بیٹھے رہے اور مرتضیٰ کھڑے ہو کر کہنے لگے کہ میں نے ترک اولیٰ بھی نہیں کیا۔ اللہ اکبر۔ جب ان کی والدہ سے کسی عورت نے کہا کہ تیرے بیٹے تمام علماء میں بلند و بالا ارفع اعلیٰ ہیں تو ان کی ماں نے فرمایا یہ ان کا کمال نہیں خدا کی قسم میں نے ساری زندگی میں اپنے بچوں کو بے وضو کبھی دودھ پلایا ہے اور نہ ہی بے وضو کبھی کھانا تیار کر کے کھلایا ہے یہ ماں کی محنت کا اثر ہے منقول ہے کہ ایک مرتبہ جناب الشیخ مفیدؒ اور السید مرتضیٰ نجف میں مولائے کائنات کی زیارت کو تشریف لے گئے۔ سید مرتضیٰ حرم میں چلے گئے اور استاد صاحب جناب مفیدؒ باہر کھڑے تھے کہ ان کی سواری کی زین نجس ہو گئی۔ جب مرتضیٰ تشریف لائے تو جناب مفیدؒ نے فرمایا مرتضیٰ یہ زین نجس ہے مرتضیٰ نے عرض کی دلیل کیا ہے۔ فرمایا میں جو کہتا ہوں عرض کی کہ ایک بشر کی گواہی شریعت میں کہاں مقبول ہے آخر دونوں نے ایک کاغذ پر اپنا سوال لکھا اور مولا کی ضریح میں ڈال کر جواب کے بارے میں درخواست کی۔ تھوڑی دیر بعد نکالا تو کاغذ کے پرزے پر لکھا ہوا تھا۔ اَلْحَقُّ مَعَ وَلَدِیْ وَالشَّیْخُ مُعْتَمِدِیْ کہ حق میرے بیٹے کے ساتھ ہے اور شیخ ہمارا بھی معتمد ہے۔ اس مختصر تعارف کی غرض صرف یہ ہے کہ سیّد مرتضیٰ علم الھدیٰ کی بات کو آپ آسانی سے تسلیم کر لیں۔ سیّد مرتضیٰ علم الھدیٰ علیہ الرحمۃ نے اپنی کتاب عیون المعجزات میں تحریر فرمایا ہے۔ کہ کچھ اصحاب رسولؐ نے دربار نبویؐ میں حاضر ہو کر عرض کی کہ خداوند عالم نے حضرت خلیلؑ کو اپنا دوست مقرر فرمایا حضرت کلیمؑ کو شرف

کلام بخشا حضرت عیسیٰؑ مردے زندہ کرتے تھے خدا نے آپ کو کیا مرحمت فرمایا ہے آپ نے فرمایا اگر خدا نے ابراہیمؑ کو خلیلؑ بنایا تو مجھے حبیبؐ بنایا ہے اگر موسیٰؑ سے حجاب کے عقب سے کلام کیا تو میں نے اپنے رب کا جلال دیکھا اور مجھ سے خدا نے بغیر کسی واسطہ سے کلام کیا ہے۔ اگر عیسیٰؑ مردے زندہ کرتے تھے، اور تم چاہو تو میں بھی زندہ کر دکھلاؤں۔ انہوں نے عرض کیا کہ ہم یہی چاہتے ہیں۔ آپ نے اپنی ردا جس کا نام مستجاب تھا علیؑ المرتضٰی کے کاندھے پر ڈالی اور انہیں حکم دیا کہ ان کے ہمراہ قبرستان تک جائیں اور مردے زندہ کر کے انہیں میری نبوت کا یقین دلائیں حضرت علیؑ ان کے ساتھ قبرستان گئے اور فرمایا السلام علیک یا اھل القبور اور خدا سے دعا کر کے ایسا کلام کیا کہ جس کو کوئی نہ سمجھ سکا۔ کہ یکا یک قبروں میں جنبش ہوئی اور مردے قبروں سے باہر نکل آئے۔ اور سب نے کہا خدا کے رسولؐ اور امیر المومنین پر ہمارا سلام ہو۔ یہ منظر دیکھ کر سب پر رعب چھا گیا اور کہنے لگے اے ابو الحسن بس بس۔ پھر آنحضرتؐ کے پاس واپس آئے۔ عیون المعجزات ص۱۱ حضور یہ سید مرتضیٰ علم الھدیٰ کا بیان ہے فرمائیے نگاہ مصطفےٰؐ میں حیدر کرارؑ کا کیا مقام ہے کہ نبی کریمؐ کو یقین ہے کہ علیؑ میری نبوت کی دلیل ہے جیسے علیؑ کہے گا وہ مردہ ضرور زندہ ہو جائے گا۔ مدراکہ بن حنظلہ کا واقعۂ قتل جو علامہ موصوف نے نقل فرمایا ہے وہ اس سے بھی نرالہ اور انوکھا ہے جس سے حیدر کرارؑ کے علم کی گہرائی اور طاقت و توانائی کا علم ہوتا ہے۔ مسلمانو جس علیؑ کے فضائل کمالات لاتعداد ہیں مسلمانوں نے اس علیؑ کے بچوں کو کربلا میں لوٹ لیا مولا حسینؑ کی ایک بچی سے روایت ہے کہ میں بعد شہادت پدر بزرگوار کے پریشان و حیران خیمہ کے دروازے پر کھڑی تھی اور تمام شہداء کو خاک و خون میں غلطان دیکھ رہی تھی کہ ناگاہ میں نے دیکھا کہ ایک سوار نمودار ہوا۔ نیزہ ہاتھ میں لئے عورتوں کی پیٹھ پر مارتا تھا۔

عورتیں بھاگتیں اور چلاتی تھیں یہ ملعون ان کو لوٹ لیتا تھا اور عورتیں فریاد کرتیں تھیں واجداہ وابتاہ واعلیاہ میں اس حالت کو دیکھنے سے کانپتی اور اپنی پھوپھیوں کو ڈھونڈنے لگی ان کے پاس جا کے چھپ جاؤں ناگاہ ایک لعین کی نگاہ مجھ پر پڑی۔ میں بھاگی اس نے نیزہ کی نوک میرے دونوں شانوں کے بیچ میں چبھو دی کہ میں اس صدمہ سے منہ کے بل زمین پر گر پڑی اس شقی نے میرا کان چاک کر کے گوشوارے اتار لئے اور مقنع میرے سر سے چھین لیا۔ اور مجھے چھوڑ کے خیموں کی طرف چلا میں اس اذیت سے بے ہوش ہو گئی۔ جب ہوش آیا تو میں نے اپنی پھوپھی کو اپنے سرہانے دیکھا کہ بیٹھی رو رہی ہیں۔ مجھ سے کہا کہ بیٹی اٹھو کہ چل کر دیکھیں کہ تمہاری بہنوں اور بیمار عابد پر کیا گذری میں نے کہا پھوپھی اماں میرے پاس چادر نہیں کہ سر چھپا سکوں تو میری پھوپھی نے کہا بیٹی میں بھی تمہاری طرح سر برہنہ ہوں اس کے بعد میں اپنی پھوپھی کے ساتھ چلتے ہوئے خیام کی طرف آئی کیا دیکھا کہ اشقیا سب اسباب لوٹ کے لے گئے ہیں۔ اور میرے برادر علیؑ زین العابدین بیماری و تشنگی سے بے ہوش زمین پر پڑے ہیں کتاب جلاء العیون جلد ۲ صـ ۲۰۶ عزادار و جب حضرت سجادؑ نے آنکھ کھولی تو حیرت سے فرمایا۔ پھوپھی اماں میرے بابا کہاں گئے فرمایا امامؑ زمانہ کیا پوچھتے ہو اب تیرے سوا ہمارا کوئی نہ رہا۔ اب تم ہی امام زمانہ ہو۔ رونے والو سیدانیوں کے سروں پہ چادریں نہ تھیں اس حالت کو دیکھ کر سجادؑ کا جگر پھٹ گیا اور ساری زندگی خون روتا رہا کہ ہائے مسلمانوں نے ہمیں اجاڑ دیا۔ الا لعنۃ اللہ علی القوم الظالمین

اٹھارہویں مجلس

عورت مرد کا لباس اور مرد عورت کا لباس اس کی تشریح۔ آدمؑ کا لباس کونسا اُتارا گیا۔ جناب ہاجرہؑ کا استقلال و فرمانبرداری شوہر حضرت ہاجرہؑ کا صفا مروہ پر دوڑنا رکنِ حج بن گیا۔ بُرا لباس شمسون مومن کی عورت۔ مدینہ میں صحابئ رسولؐ کی بیوی مومنہ کا واقعہ اور رسول اللہ کا فرمان۔ حضرت خدیجۃ الکبریٰؑ کے بارے میں نبی اکرمؐ کا فرمان۔ مصائب سکینہؑ اور ربابؑ کے بارے میں مولا حسینؑ کا ارشاد شام میں حضرت سجادؑ کا منبر پر اپنا تعارف کرانا۔ اور مؤذن کی اذان پر امام کا فرمان اور دربار کی کیفیت۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَاَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ پارہ ۲ رکوع ۷ ترجمہ عورتیں تمہارا لباس ہیں اور تم ان کا لباس ہو۔

اللہ تعالیٰ کا خاص فیض کرم ہے اور علمائے کرام کی محنتوں کا نتیجہ ہے کہ جنہوں نے اپنی زندگیوں کو دین کی خاطر وقف فرما کر مشکل سے مشکل مسائل کو اس انداز سے حل فرمایا کہ ان کی کتابوں سے رہنمائی حاصل کرکے گلستان اسلام کے ہر مشکل سے مشکل موضوع پر میں آسانی سے گفتگو کر لیتا ہوں۔ یہ میری قابلیت اور محنت کا ثمر نہیں ہے بلکہ ان علمائے کرام کی سعی و کاوش ہے۔ میں تو بکھرے ہوئے پھولوں کو جمع کرکے گلدستہ بنا کر کے آپ کی محفلوں میں پیش کرتا ہوں۔ کمال تو چمن لگانے والوں کا ہے کہ جنہوں نے بلد اسلام میں ہر طرح کی نعمت کو مہیا فرما دیا۔ میرا تو معاملہ یوں ہے کہ بارش برس کر ختم ہو گئی ابر کرم چلا گیا گھنے درختوں نے اپنے پتوں میں چند قطرے بارش کے جمع کر لئے اور بعد میں ہوا کے جھونکوں سے برسنے لگے۔ درحقیقت یہ ابر کرم کا فیض ہے دامن میں چھپانے والوں کی تو ایک ترکیب ہے کہ جس کی وجہ سے اُسے بھی داد مل گئی بس میں علمائے کرام کی کتابوں سے موتی تلاش کرکے ہار بنا کر آپ لوگوں کے سامنے پیش کرتا ہوں۔ اور آپ شفقت فرما کر میرے ٹوٹے پھوٹے لفظوں کو شرف قبولیت سے سرفراز فرماتے ہیں۔ تو جس آیت کو میں نے آج عنوانِ کلام قرار دیا ہے اس میں ذکر ہے کہ عورت مرد کا لباس ہے اور مرد عورت کا لباس ہے یعنی میاں بیوی ایک دوسرے کا لباس ہیں بے شک مرد کو عورت پر قدرت نے حاکم قرار دیا ہے اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَی النِّسَآءِ پارہ ۵ رکوع ۳ فرمایا مرد طاقت ور ہیں اوپر عورتوں کے یعنی خالق نے عورت کے اوپر مرد کو حاکم قرار دیا ہے۔ مگر دین و اعمال میں دونوں برابر کا درجہ رکھتے ہیں خالق کائنات

نے دونوں کے بارے میں کھلے لفظوں میں فرمایا ہے اَنِّیْ لَآ اُضِیْعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنْکُمْ مِّنْ ذَکَرٍ اَوْ اُنْثٰی پارہ ۴ رکوع ۱۱ نہیں ضائع کیا جائے گا عمل مرد کا ہو یا عورت کا ہر ایک کو اس کے کیئے کا پورا بدلہ دیا جائے گا۔ ہاں اگر مرد نیک ہے تو اس کے اعمال اس لئے ہیں یہ نہیں کہ اس کی بیوی کو مرد کا کوئی فائدہ ہوگا یعنی ایسا نہیں ہے بلکہ مرد کے عمل مرد کے لئے ہیں اور عورت کے عمل عورت کے لئے ہیں فرعونؑ کی بیوی حضرت آسیہ ہے اب فرعونؑ یہ ناز نہ کرے کہ میں جنتی ہوں کہ میری بیوی جناب آسیہ ہے کہ جس کی تعریف قرآن مجید میں ہے۔ اسی طرح کنعان کی ماں رائعہ حضرت نوحؑ کی بیوی فخر نہ کرے کہ میں اُم المومنین ہوں اس لئے جنت میں جاؤں گی نجات کا دارو مدار رشتہ داری پر نہیں ہے۔ بلکہ عمل کردار پر ہے۔ علمائے کرام بڑے زور شور سے بیان فرمایا کرتے ہیں کہ رسول اللہ نے حضرت سیدہؑ کو فرمایا۔ کہ فاطمہؑ تو مجھ سے مال تو لے سکتی ہو مگر قیامت کے دن بخشش کے لئے صرف اعمال ہی کام آئیں گے بیٹی یہ ناز نہ کرنا کہ میرا باپ مصطفٰےؐ ہے اعمال وکردار ہی پر نجات کا دارو مدار ہوگا دیکھو تفسیر ابن کثیر جلد ۴ پارہ ۱۹ ص ۵۲ جس طرح جناب سیدہؑ کے بارے میں پیغمبرؐ کا حکم پیش کیا جا رہا ہے تو کیا دوسروں کے بارے میں یہ نہیں کہا جاسکتا کہ کسی کو رسولؐ اللہ کی رشتہ داری سے کوئی فائدہ نہیں ہوگا صرف اور صرف اعمال ہی کام آئیں گے۔ اس فرمان مصطفٰےؐ کے ہوتے ہوئے جواب کوئی رشتہ داری کی دھونس دکھائے وہ نامراد بے وقوف احمق ہے۔ ہم تو یہی کہتے ہیں کہ اگر حضرت لوطؑ کی بیوی بدکردار ہو کر جہنم جاسکتی ہے تو پھر کردار کا سہارا ضروری ہے رشتہ داری کا سہارا کام نہ آئے گا۔ پس مرد کے عمل مرد کے ساتھ اور عورت کے عمل عورت کو فائدہ دیں گے۔ تو میں عرض کر رہا تھا کہ عورت مرد کا لباس ہے اور

مرد عورت کا لباس ہے۔ اس لفظ لباس سے ڈینیل نے دھوکا کھایا اور حضرت آدمؑ کو برہنہ کر کے دُنیا میں بھیجنا فخر سے بیان کیا میں لفظ لباس قرآن مجید سے دوسرے مقامات سے بھی پیش کرتا ہوں سُنو۔ لِبَاسُ التَّقْوٰى ذٰلِكَ خَيْرٌ ۝ پارہ ۸ رکوع ۱۰ فرمایا بہترین لباس تقویٰ ہے۔ اور سُنو وَجَعَلْنَا الَّيْلَ لِبَاسًا پارہ ۳۰ رکوع ۱ اور بنایا ہم نے رات کو لباس۔ تو قدرت نے رات کو بھی لباس فرمایا ہے۔ اور سُنو۔ فَاَذَاقَهَا اللّٰهُ لِبَاسَ الْجُوْعِ وَالْخَوْفِ پارہ ۱۴ رکوع ۲۱ پس چکھایا اس کو اللہ نے لباس بھوک کا اور ڈر کا۔ تو اس مقام پر اللہ تعالےٰ نے بھوک اور ڈر کو بھی لباس فرمایا ہے۔ اور سنو يٰبَنِيْۤ اٰدَمَ قَدْ اَنْزَلْنَا عَلَيْكُمْ لِبَاسًا يُّوَارِيْ سَوْاٰتِكُمْ وَرِيْشًا پارہ ۸ رکوع ۱۰ اے اولادِ آدمؑ ہم نے تمہیں عطا کیا لباس تاکہ تم اپنے جسموں کو ڈھانکو۔ تو یہاں اللہ تعالیٰ نے کپڑوں کو لباس فرمایا ہے اور وہ بھی یاد ہے کہ خالق نے فرمایا هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَاَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ پارہ ۲ رکوع ۷ کہ عورت مرد کا لباس ہے اور مرد عورت کا لباس ہے۔ کلام پاک سے جو میں نے لباس کی آیات پیش کی ہیں یہ سات لباس ہیں ۱ تقویٰ لباس ہے ۲ بھوک لباس ہے ۳ ڈر لباس ہے ۴ رات لباس ہے۔ ۵ پہننے کا لباس ہے ۶ عورت لباس ہے ۷ مرد لباس ہے۔ اب آٹھواں لباس سُنو يَنْزِعُ عَنْهُمَا لِبَاسَهُمَا لِيُرِيَهُمَا سَوْاٰتِهِمَا ط پارہ ۸ رکوع ۱۰ اُتار لیا ان سے لباس ان کا تا کہ دکھا دے ان کو شرمگاہ ان کی۔ یہ ہے وہ آیت کہ جس کو پڑھ کر علماء فرماتے ہیں کہ آدمؑ اور حواؑ برہنہ کر کے جنت سے نکالے گئے مسلمانو غور تو کرو کہ خالق کائنات نے کیسے گوارا کر لیا کہ ابو البشر اور اُم البشر کو برہنہ کر کے دُنیا میں بھیج دیا ہاں یہ تو درست ہے کہ حضرت آدمؑ سے جنت کا لباس لے لیا گیا کیونکہ وہ

جنت میں بطور مہمان کے رہتے تھے اور مہمان میزبان کا سامان تو استعمال کر سکتا ہے۔ مگر جاتے ہوئے ساتھ نہیں لے جا سکتا مثال کے طور پر میں آپ کا مہمان ٹھہرا آپ نے میرے لئے کمرے میں پلنگ پر بستر لگا دیا سامنے میز رکھ دیا۔ لوٹا۔ تولیہ۔ صابن وغیرہم مہیا کر دیئے دو دن کے بعد جو میں جانے لگا تو کیا جو سامان میزبان کا میں استعمال کر رہا تھا ساتھ بھی لے جا سکتا ہوں۔ ہرگز نہیں! اگر ایسا کرنے کی جسارت کی تو مالک تو مالک ہے۔ مالک کا ملازم ہی ٹوک دے گا کہ مولانا اپنا سامان لے جائیے اور ہمارا سامان چھوڑ جائیے پس اسی طرح حضرت آدمؑ جنت میں مہمان تھے جنت کے کھاتے جنت کا لباس استعمال کرتے رہے اور جب آنے لگے جنتی لباس دے آئے اور دُنیا کا لباس پہن کر آگئے۔ ہاں اگر حضرت آدمؑ جنت کے مالک ہوتے تو شاید ساتھ ہی لے آتے آدمؑ مہمان تھے اس لئے جنتی لباس ساتھ نہ لا سکے اور حسنینؑ چونکہ جنت کے مالک ہیں اس لئے مدینہ میں بیٹھ کر جنت کا لباس منگوا رہے ہیں پس مالک ہونا اور بات ہے اور مہمان ہونا اور بات ہے۔ دوسرا کلام یہاں یہ جب ہے کہ عورت مرد کا لباس ہے اور مرد عورت کا لباس تو اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ کو سراندیپ لنکا میں اُتارا۔ تو آدمؑ لباس تھے حواؑ کے جو حواؑ سے جدا ہو گئے اور حضرت حوا لباس تھیں آدمؑ کا ان کو جدہ میں اُتارا تو آدمؑ کا لباس حواؑ۔ آدمؑ سے جدا ہو گیا۔ خلاصۃ الانبیاء صـ۲۴ - پس میاں بیوی کا ایک دوسرے سے جدا ہونا ایک دوسرے کا لباس جدا ہونا قرار پایا۔ اور قرآن مجید میں صاف الفاظ میں ہے کہ ھُنَّ لِبَاسٌ لَّکُمْ وَاَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّھُنَّ۔ موضح القرآن صـ۲۵ پر عبدالقادر محدث نے اس آیت کے تحت تحریر فرمایا ہے کہ خالق نے جنت کا لباس لے لیا اور دنیا کے لباس کی ترکیب بتا دی۔ پس یہ تھا لباس اُتارنے کا فلسفہ حقیقت ہمارے مولوی صاحبان نے صرف لفظ لباس کے معنی کپڑے ہی کیا۔

حالانکہ لباس کے قرآن مجید میں کئی معنی ہیں۔ لطیفہ ایک مولوی صاحب نے گائے
خرید کی رسید لکھوائی اور گائے کو لے کر گھر چلا اتفاق سے راستہ میں گائے ڈری
اور بھاگی چند قدم تو میاں جی ساتھ دوڑے جب تھک گئے تو گائے کو چھوڑ
دیا اور رسید نکال کر اسے دکھانے لگے کہ جہاں تیرا جی چاہے بھاگ جا آخر
رسید تو میرے پاس ہی ہے۔ بس یہی معاملہ ہے کہ قرآن مجید میں جو ہے کہ
یَنۡزِعُ عَنۡهُمَا لِبَاسَهُمَا ارے لباس تقویٰ بھی تو ہے کہ جس شئی کے
کھانے سے خدا نے منع کیا تھا ابلیسؑ کی قسم اٹھانے سے اس پر اعتبار کر لیا
کیونکہ دنیا میں یہ پہلی جھوٹی قسم ہے جو ابلیسؑ نے کھائی اور خالق نے کب فرمایا تھا
کہ اس درخت سے نہ کھانا بلکہ قدرت نے تو فرمایا تھا لَا تَقۡرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ
فرمایا کہ مت قریب جانا اس درخت کے پارہ ۸ رکوع ۱۰ اور حضرت آدمؑ
اس درخت کے قریب نہیں گئے تھے بلکہ اس قسم کے دوسرے درخت سے کھا
بیٹھے۔ مگر حق تو یہ ہے کہ خالق نے پہلے روز ہی فرمایا تھا۔ وَاِذۡ قَالَ رَبُّكَ
لِلۡمَلٰٓئِكَةِ اِنِّیۡ جَاعِلٌ فِی الۡاَرۡضِ خَلِيۡفَةً ط پارہ ۱ رکوع ۴ اور
جب کہا پروردگار تیرے نے واسطے فرشتوں کے تحقیق میں پیدا کرنے والا ہوں
بیچ زمین کے خلیفہ تو جب پیدا ہی زمین کی خلافت کے لئے ہوئے تو جنت میں
کیسے رہ سکتے تھے بس چند روز بطور مہمان کے حضرت آدمؑ کو جنت میں رکھا
اور بعد میں ادھر بھیج دیئے گئے جدھر ان کا مقصد خلقت تھا۔ فرمائیے اگر حضرت
آدمؑ اس درخت سے نہ کھاتے تو فِی الۡاَرۡضِ خَلِيۡفَةً ط کا کیا ہوتا تو پھر زمین
کی خلافت کیسی میں تو کہا کرتا ہوں کہ حلالی اولاد ماں باپ کے عیب تلاش
نہیں کرتی۔ مسلمانوں نے یہاں تک ہی نہیں فرمایا بلکہ ایک اور بھی چھلانگ
لگائی اور فخر سے فرمایا کہ نسل انسانی یوں بڑھی کہ جناب حواؑ سے دو بچے یعنی
جفت پیدا ہوتے تھے ایک لڑکا اور ایک لڑکی اور قابیلؑ اور حضرت ہابیلؑ کا

جھگڑا بھی یہی ہوا تھا کہ جو لڑکی قابیل کے ساتھ پیدا ہوئی تھی اس کا نام اقلیما جو نہایت خوبصورت تھی اور جو لڑکی ہابیلؑ کے ساتھ پیدا ہوئی اس کا نام غازہ تھا مگر یہ خوبصورت نہ تھی آدمؑ نے خدا کے حکم سے اقلیما جو قابیلؑ کے ساتھ پیدا ہوئی اور نہایت خوبصورت تھی اس کا عقد ہابیلؑ سے کر دیا اور جو لڑکی خوبصورت نہ تھی وہ ہابیلؑ کے ساتھ پیدا ہوئی تھی کہ جس کا نام غازہ تھا اس کا عقد قابیلؑ سے کر دیا اور اسی غصہ کی بنا پر ہابیلؑ کو قابیلؑ نے قتل کیا تھا۔ قصص الانبیاء ص۳۱ حضرت حواؑ کے بارے میں لکھا کہ جناب حواؑ ایک سو اسی ۱۸۰ بار جنیں اور ہر بار ایک لڑکا اور ایک لڑکی جنا کرتی تھیں قصص الانبیاء ص۳۱ جو بیٹے ماں باپ کے ساتھ یہ سلوک روا کئے ہوئے ہیں ان سے شفقت مہربانی کی امید باقی مخلوق کو کیا ہو سکتی ہے۔ ہاں تو میں عرض کر رہا تھا کہ آدمؑ حواؑ کا لباس ہے اور حواؑ آدمؑ کا لباس تھیں آگے چل کر دیکھو کہ خلیل اللہ حضرت ہاجرہؑ کا لباس تھے اور حضرت ہاجرہؑ حضرت خلیلؑ کا لباس تھیں هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَاَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ۔ خوش نصیب ہے خلیلؑ کہ جس کا لباس پاک طاہر تھا۔ بھائیو لباس اچھا بھی ہوتا ہے اور لباس برا بھی ہوتا ہے۔ حضرت ہاجرہؑ اتنا اچھا لباس تھیں کہ حضرت ہاجرہؑ کا کردار دین کا جز بن گیا۔ جناب ابراہیمؑ خلیل اللہ تو نبی ہے مگر حضرت ہاجرہؑ نے غیر نبی ہو کر وہ کام کیا کہ کردار ہاجرہؑ دین کا رکن بن گیا۔ یہ صرف حضرت ہاجرہؑ کا جگر گردہ تھا کہ حضرت خلیلؑ بحکم رب جلیل حضرت ہاجرہؑ کو لق و دق میدان میں جہاں سینکڑوں میل تک چاروں طرف کوئی آبادی نہیں وہاں چھوڑ کر چلے تو حضرت ہاجرہؑ نے عرض کی خلیلؑ کس کے سہارے پے چھوڑے جاتے ہو فرمایا خدا کے سہارے یہ سن کر ہاجرہؑ نے کہا بے شک اس سے بہتر کوئی مددگار نہیں۔ پھر عرض کی خلیلؑ اگر میرے بچے کو پیاس لگے تو پانی کے بارے میں مجھے کیا کرنا ہوگا حضرت ابراہیمؑ نے صفا مروہ کی طرف

اشارہ فرمایا کہ ان پہاڑوں کی طرف جاکر دیکھنا شاید پانی مل جائے۔ اس کے بعد حضرت خلیلؑ تو شام چلے گئے جناب ہاجرہؑ معصوم بچے کو گود میں لے کر بیٹھ گئیں پہاڑوں کے دامن میں اکیلی رضائے خلیلؑ پر وقت گذارنے لگی کہ ایک دو دن کے بعد پانی ختم ہو گیا۔ معصوم بچہ پیاس سے تڑپنے لگا کہ ہاجرہؑ نے بچے کو زمین پر لٹایا اور دوڑ کر صفا پر گئیں کہ کہیں پانی نظر آئے تو اپنے بچے کی جان بچاؤں۔ پہاڑ پر ادھر اُدھر دیکھا مگر پانی نظر نہ آیا دل میں خیال آیا کہ کوئی درندہ میرے بچے کو نہ اُٹھا لے جائے تو بچے کی محبت میں واپس آئیں اب بچے کو پیاس سے تڑپتے ہوا دیکھ کر مروہ کی طرف دوڑیں کہ کہیں پانی مل جائے مروہ پے پہنچ کر ادھر اُدھر دیکھا مگر پانی کہیں نظر نہ آیا اور ادھر بچے کی فکر ہوئی کہ کوئی درندہ میرے بچے کو گزند نہ پہنچائے معصوم کی محبت میں پھر دوڑیں منقول ہے کہ حضرت ہاجرہؑ سات مرتبہ صفا پر گئیں اور سات مرتبہ مروہ پر گئیں۔ میں سوچتا ہوں کہ ہر بار حضرت ہاجرہؑ ایک طرف دوڑ کر جاتی ہے۔ جب ایک مرتبہ صفا مروہ پر دیکھ لیا کہ ادھر پانی نہیں ہے تو دوسری مرتبہ کسی اور طرف نکل کر دیکھتیں شاید اُدھر سے پانی مل جاتا ایک ہی طرف بار بار صفا مروہ کی طرف جانے کا کیا فائدہ مثال سے عرض کرتا ہوں کہ میں نے بازار کی پچاس ۵۰ دکانوں میں سے ایک دکان سے دریافت کیا کہ مجھے دُودھ چاہیئے دکاندار نے کہا کہ دودھ ختم ہو گیا ہے تھوڑی دیر کے بعد میں نے پھر اُسی سے سوال کیا کہ صاحب مجھے دودھ کی اشد ضرورت ہے اس نے کہا صاحب میں نے جو کہہ دیا کہ دودھ ختم ہو چکا۔ مگر میں بار بار اسی ایک ہی دکان سے دودھ پُوچھتا ہوں۔ فرماؤ لوگ مجھے کیا کہیں گے۔ عقل یہ کہتی ہے کہ ایک دکان سے دودھ نہیں ملا تو اور جو پچاس ۵۰ دکانیں ہیں کسی اور سے معلوم کر لیا جائے شاید مل جائے۔ بار بار باوجود انکار کے ایک ہی دکان سے دودھ طلب کرنا دو حالتوں سے خالی

نہ ہوگا! یا تو یہ کہ دودھ خریدنے والے کا دماغ درست نہیں ہے یا پھر
یہ کہ کسی اور دکان سے دودھ خریدنا مطلوب نہیں ہے۔ اسی طرح عقل تو یہ کہتی ہے
کہ اگر ایک طرف یعنی صفا مروہ کی طرف سے پانی نہیں ملا تو حضرت ہاجرہؑ کو
چاہیئے تھا کہ دوسری مرتبہ کسی اور طرف نکل جاتیں کہ شاید اس طرف سے پانی
مل جاتا جناب ہاجرہؑ کی طرف سے جواب ملے گا تو نہیں جانتا معصوم کے حکم
کی عظمت کو سن جب میں نے جناب خلیلؑ سے عرض کی تھی کہ حضور اگر پانی ختم ہو
جائے تو مجھے کیا کرنا ہے تو انہوں نے فرمایا کہ ان پہاڑوں پہ جاکے دیکھنا
اگر اِدھر اُدھر کے پہاڑوں پر جانے کی اجازت ہوتی تو مجھے خلیلؑ کہہ جاتے کہ اگر
پانی ختم ہو جائے تو اِدھر اُدھر کے پہاڑوں پر جاکے دیکھنا۔ میرا اسماعیلؑ بچے
یا پیاس سے انتقال کر جائے بس جس طرف کا مجھے حکم ملا ہے۔ تو بس اسی طرف ہی
جاکر میں نے پانی دیکھنا ہے پگلے وہ عورتیں اچھی نہیں ہوتیں جو خاوند کے حکم کے
بغیر فضول میدانوں میں بھاگتی پھریں۔ کیوں مسلمانوں فرماؤ حضرت ہاجرہؑ نے فرمانبرداری
کا کتنا اچھا سبق کائنات کی عورتوں کو دیا بھائیو حضرت ہاجرہؑ نے حضرت
خلیلؑ کے فرمان کی اطاعت میں ایسا کمال پیدا کیا۔ توحید خوش ہو گئی اب جو
پلٹ کر جناب ہاجرہؑ حضرت اسماعیلؑ کے پاس پہنچی تو کیا دیکھا کہ بچے کی
ایڑیوں سے پانی کا چشمہ بہہ نکلا جناب ہاجرہؑ نے خدا کا شکر ادا کیا اور
پانی کے چاروں طرف منڈیر بنائی پانی کی فراوانی کو دیکھ کر پانی سے
ارشاد فرمایا زم زم یعنی رک جا تو خالق نے اس چشمۂ کا نام ہی زم زم
رکھ دیا اب آب زم زم مسلمان تبرک کے طور پر استعمال کرتے ہیں۔ میں کہتا
ہوں چشمۂ زمزم قیامت تک حضرت ہاجرہؑ کی عظمت و فرمانبرداری کا
اعلان کرتا رہے گا مسلمانو اس طرح جناب خلیل اللہ کا ساتھ ان کے پاس
ہاجرہؑ نے دیا کہ اگر حضرت ابراہیمؑ نے کعبہ بنایا تو جناب ہاجرہؑ نے کعبہ کو

بسایا اگر حضرت خلیلؑ کی محنت حج قرار پائی تو جناب ہاجرہؑ کا صفا مروہ کے درمیان دوڑنا رکن حج بن کے رہ گیا ہے۔ اب ہر حاجی پہ واجب ہے کہ حضرت ہاجرہؑ کے دوڑنے کی سنت پوری کرے ورنہ حج قبول نہ ہوگی۔ سُنی شیعہ۔ ولی غوث قطب۔ ابدال امام خلیفہ سید غیر سید نبی رسول میں کہتا ہوں رسول زادی ہی کیوں نہ ہو دوڑنا پڑے گا کیونکہ جناب ہاجرہؑ جو دوڑی تھیں اگر کوئی یہاں دوڑنا پسند نہیں کرتا تو یہاں سے دوڑے اس کی حج ہی قبول نہ ہوگی۔ مسلمانو تمہیں حضرت ہاجرہؑ کا چند قدم معصوم کی محبت میں دوڑنا تو یاد رہا مگر ہاجرہؑ کی بیٹی حضرت زینبؑ کا چودہ سو میل حفاظت دین و معصوم کی خاطر قید ہو کے جانا بھول گیا کاش کہ مسلمان دین و دیانت سے کام لیتے ہاں اگر حضرت ابراہیمؑ کی قربانی خدا کی راہ میں قیامت تک شعائر اللہ کہلائی تو حضرت ہاجرہؑ کا دوپٹہ قیامت تک غلاف کعبہ بن کے رہ گیا منقول ہے کہ حضرت خلیلؑ کعبہ بنا کے شام چلے گئے اور امت کو حکم دیا کہ کعبہ کا حج کریں حضرت خلیلؑ کے اُمتی آتے اور کعبہ کا طواف کرتے چونکہ آب زمزم کی وجہ سے عرب کا قبیلہ بنی جرہم بھی آکر یہاں آباد ہو گیا تھا۔ اور انہوں نے بیت اللہ کے ارد گرد مکان بنا لئے تھے جب کوئی قافلہ حج کو آتا تو انہیں دریافت کرنا پڑتا کہ کونسا مکان بیت اللہ ہے۔ لوگ بتاتے کہ یہ بیت اللہ ہے۔ حاجی اس کا طواف کرتے ایک مرتبہ ایک قافلہ کہیں سے حج کرنے کو آیا اور دریافت کیا کہ بیت اللہ کونسا مکان ہے تو کسی مسخرے نے بیت اللہ کی بجائے کسی جولاہے کا گھر بتا دیا کہ یہ گھر بیت اللہ ہے آنے والے کیا جانیں کہ دنیا والے سیدوں کو چھوڑ کر جولاہوں کو مرکز اسلام قرار دے رہے ہیں انہوں نے اسی گھر کو کعبہ سمجھ کر طواف کیا اور چلے گئے شام کو حضرت اسماعیلؑ بکریاں چرا کر جو تشریف لائے تو انہیں معلوم ہوا کہ آج ہمارے اُمتی کسی دھوکہ باز کے کہنے پر بیت اللہ کی بجائے

جولاہے کے گھر کا طواف کر کے چلے گئے اُس واقعہ کو سُن کر اسماعیلؑ کو دکھ ہوا کہ دنیا والے دین میں دھوکہ دینے لگے جب جناب ہاجرہؑ نے اسماعیلؑ کو پریشانی کے عالم میں دیکھا تو وجہ دریافت کی انہوں نے واقعہ عرض کیا کہ امی جان آج کسی مسخرے نے ہماری اُمت کے لوگوں کو دھوکا دے کر فلاں جولاہے کے دروازے پر لاکھڑا کیا۔ اور وہ دھوکے سے اس کے مکان کا طواف کر کے چلے گئے جب حضرت ہاجرہؑ نے اس سانحہ کو سُنا تو اپنے سر کی چادر اُتار کر حضرت اسماعیلؑ کے حوالے کی بیٹا یہ میری سیاہ چادر جا کر کعبہ پر چڑھا دو اور حکم کر دو کہ خبردار کوئی آدمی مکہ کا اپنے مکان پر سیاہ چادر نہ ڈالے اور اُمت میں اعلان کرادو کہ آئندہ مکہ میں آکر کسی سے نہ پوچھیں کہ بیت اللہ کونسا مکان ہے بلکہ جس مکان پر سیاہ چادر دیکھیں اُسے کعبہ سمجھ کر طواف کر لیا کریں مسلما تو ادھر حضرت ہاجرہؑ کی سیاہ چادر کعبہ کا غلاف بنی تو اُدھر قدرت نے فرمایا ہاجرہؑ تو نے اپنی چادر کعبہ کی عظمت کو بچانے کے لئے عنایت کی ہم تیری اس سیاہ چادر کو قیامت تک کعبہ کا غلاف قرار دیں گے تفسیر انوار النجف جلد ۲ صفحہ ۱ میں کہا کرتا ہوں کہ حضرت ہاجرہؑ نے اپنی چادر دین کی خاطر عطا کر کے قیامت تک سیدانیوں کو ہدایت فرما دی کہ اگر دین کو ضرورت پڑے تو سیدانیاں اپنی چادریں تک قربان کرنے سے گریز نہیں کریں جناب ہاجرہؑ نے کعبہ کی عزت بچانے کے لئے اپنی چادر دی اور حضرت ہاجرہؑ کی بیٹیوں نے دین کو بچانے کے لئے کربلا میں اپنی چادریں لٹوائیں۔ جناب ہاجرہؑ کی چادر کو یاد رکھنے والو تم حضرت زینبؑ کی چادر کیوں بھول گئے۔ بارگاہ زینبیہ میں عرض۔

رباعی۔ تو ہے ایمان کا شرف تو لاالہ کا راز ہے

دہر میں تیری خطابت کا نیا انداز ہے

تیرا اک خطبہ بقائے دین کا ضامن بنا

تو ہے وہ پردہ نشیں جس پر خدا کو ناز ہے

اس مقام پر اختر مرحوم چنیوٹی کا کلام پیش کرتا ہوں۔ اللہ تعالےٰ اختر کو جوار رحمت محمدؐ و آل محمدؐ میں جگہ عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

نوحہ۔ جب کبھی غیرت انسان کا سوال آتا ہے

بنت زہراؑ تیرے پردے کا خیال آتا ہے

موت کس سوچ میں ہے لاشہ اکبرؑ پہ کھڑی

کیا پیغمبر کی جوانی کا خیال آتا ہے

نہ نیام میں رہنے دے تلوار علیؑ ابن بتولؑ

موت کی بات کو اصغرؑ تیرا ٹال آتا ہے

یہ علمدار کا بیٹا ہے کہ پانی جو ملے

جا کے سجادؑ کے زنجیروں پہ ڈال آتا ہے

اے خلافت ہمیں حق چھننے کا افسوس نہیں

پر گواہوں کی شرافت کا خیال آتا ہے

دیگر نوحہ۔ بے پردہ حرم میں ساتھ تیرے پردیسی دلہن پرایا ہے

سجادؑ خدا معلوم تجھے اسلام کہاں لے آیا ہے

زینبؑ کو نہیں کچھ قید کا غم یہ بات مگر رلواتی ہے

شبیرؑ کا لاشہ دھوپ پہ ہے زندان میں گہرا سایہ ہے

تیروں تلواروں نیزوں کے شبیرؑ نے لاکھوں زخم سہے

یہ زخم مگر کچھ گہرا ہے سجادؑ جو تو نے کھایا ہے

چھ ماہ کا کم سن بچہ ہے عیدؑ ہے تو نہیں پہچان لیا

شبیرؑ تیری نصرت کے لئے یہ کون پیغمبر آیا ہے

یہ میت پیغمبر کی نہیں قیدن کا جنازہ ہے لوگو
بازار میں لاش سکینہؑ کی بیمار اُٹھا کر لایا ہے
اختر یہ تیری آواز نہیں آواز ہے دکھیا زینبؑ کی
یٰسٓ کے آنسو بہتے ہیں قرآں کا دل بھر آیا ہے

دیگر نوحہ

کعبہ اُداس خاک پہ سرِ جبرائیلؑ ہے
اے مجرائی یہ ماتم فخرِ خلیلؑ ہے
اصغرؑ مچل رہے ہیں شہ دیں کی گود میں
یا عرش کبریا پہ دعائے خلیلؑ ہے
بنتِ علیؑ شرافتِ آدمؑ کا ہے ثبوت
سبطِ نبیؑ خدا کی مکمل دلیل ہے
مت پوچھو ان میں خون کی سرخی ہے کس لئے
عابدؑ کے آنسوؤں کی کہانی طویل ہے
پیغام لے کے آتا ہے اصغرؑ کا نامہ بر
اے عرش کربلا یہ تیرا جبرائیل ہے
ہر دور میں سپاہِ حسینی ہے سرفراز
ہر دور میں یزیدؑ کا لشکر ذلیل ہے
اختر غمِ حسینؑ میں آنکھیں ہیں اشکبار
کوثر چھلک رہا ہے رواں سلسبیل ہے

ہاں میں عرض کر رہا تھا کہ ھُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَأَنتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ کہ عورتیں مردوں کا لباس ہیں اور مرد عورتوں کا لباس ہیں تو میں نے حضرت ہاجرہؑ کے

بارے میں عرض کیا کہ ہاجرہؑ خلیلؑ کا لباس ہے اور خلیلؑ ہاجرہؑ کا لباس ہے یہ ایک بہترین لباس جس کا میں نے ذکر کیا اب ایک بڑے لباس کی داستان بھی سُن لو تفسیر ثعلبی میں لکھا ہے کہ ایک مرتبہ جناب رسولخداؐ نے صحابہ کرام سے فرمایا کہ بنی اسرائیل میں ایک عابد تھا جس کا نام شمسون تھا اس نے ہزار مہینے تک اپنے بدن سے اپنے ہتھیار کو جدا نہ کیا اور ہمیشہ راہ خدا میں جہاد کرتا رہا جس کی ساری دُنیا میں شہرت تھی شمسون نہایت بہادر اور قوی انسان تھے۔ اصحاب کو تعجب ہوا اور عرض کی یارسول ہماری عمریں قلیل ہیں اور ہمارے اعمال تھوڑے ہیں۔ ہمیں یہ دولت کہاں نصیب ہوسکتی ہے۔ خلاصہ وہ غازی بنی اسرائیل نہایت قوی دہیکل اور شجاع و بہادر تھا۔ اس کے مقابلہ سے سب عاجز و ناچار تھے۔ آخرانھوں نے ایک تجویز ترتیب دی کہ اس کی عورت کی مدد سے اس پر قابو پایا جائے پس شمسون بہادر کی عورت سے راہ رسم شروع کی اور مال دُنیا اس کو بطور نذرانہ دیا جب شمسون عابد کی عورت کفار سے دولت کی وجہ سے مانوس ہوگئی تو اس سے کہا کہ جب تیرا شوہر سو جائے تو اس کو رسیوں سے باندھ دینا۔ تیرا ہم پر بہت بڑا احسان ہوگا اور دُنیا کے بہترین شہزادے سے تیرا عقد کریں گے اس کے ساتھ مال دولت جتنی تیرا جی چاہے تیری خدمت میں حاضر کرنے کو فخر سمجھتے ہیں اس نامراد عورت نے ویسا ہی کیا کہ جب اس کا شوہر سو گیا تو اس نے نہایت مضبوط رسی اس کے بدن میں لپیٹ کر اُسے باندھ دیا جب وہ بیدار ہوا تو سب رسیوں کو توڑ دیا اور عورت سے کہا کہ تو نے ایسا کیوں کیا تو اس مکار عورت نے کہا کہ اپنے شوہر کی قوت دیکھنے کے لئے کہ خالق نے مجھے ایسا بہادر شوہر عطا کیا ہے کہ شمون خاموش ہوگیا کہ میری طاقت کو آزمانے کے لئے ایسا کیا گیا ہے۔ اس کے بعد اس عورت نے اپنے مقدس شوہر سے دریافت کیا کہ

بھلا کوئی ایسی چیز بھی ہے کہ اگر اس سے تجھے باندھا جائے تو اس کو تو نہ توڑ سکے اس پر اس مومن پاک نے کہا کہ ہاں اگر میرے بالوں سے مجھے باندھا جائے تو البتہ میں اس سے نجات حاصل نہیں کر سکتا۔ لکھا ہے کہ اس مکارہ نے ایک بار جناب شمسون کو جبکہ وہ سو چکا تھا اس کے بالوں سے باندھ دیا جب وہ بیدار ہوا تو وہ بندھے ہوئے بالوں سے نجات حاصل نہ کر سکا یہ ملعونہ دوڑی ہوئی کفار کے پاس گئی اور انہیں لے آئی وہ اُسے اُٹھا کر لے گئے اور اس غازی کی آنکھوں کو نکال ڈالا ناک اور کان اس عابد کے کاٹ ڈالے۔ یہ بھی ایک لباس ہے جس سے ایک مومن نے اذیت پائی۔ ہر انسان کے لئے ضروری ہے کہ اپنے لئے لباس اچھا تلاش کرے تاکہ مصیبت میں مُبتلا نہ ہو جائے۔ لواعج الاحزان جلد ۲ صـ ۲۴۷ یہ عورت بھی تو ایک مومن مجاہد کی بیوی مگر تھی ملعونہ۔ ہاں معلون عورتیں بھی کبھی کبھی مومن کے عقد میں آ جاتی ہیں۔ مومن تو مومن رہے انبیاء علیہم السلام میں سے حضرت نوحؑ کی بیوی رالیعہ ۔ حضرت ہودؑ کی بیوی ۔ حضرت لوط کی بیوی حضرت امام حسنؑ کی جعدہؑ بنت اشعت اسی طرح اور بھی معصوم مل جائیں گے جن کی بیویاں خبیث اور ملعونہ تھیں ۔ هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَاَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ اس وقت مجھے ایک مومن کا بہترین لباس عرض کرتا ہے سنو اور سبق حاصل کرو منقول ہے کہ پیغمبر اسلام کے زمانہ میں مدینہ منورہ میں ایک صحابی سفر کو جانے لگا اس نے اپنے گھر میں ہر طرح کا انتظام فرما دیا اور جاتے ہوئے اپنی بیوی سے کہا کہ میں نے کھانے پینے کی اشیاء کا تمام انتظام کر دیا ہے اب میرا حکم وصیت یہ ہے کہ نہ تو نے گھر سے باہر جانا ہے اور نہ ہی کوئی آدمی میرے گھر میں آئے اس کی بیوی جو نہایت ہی نیک تھی اس نے کہا ایسا ہی ہو گا۔ نہ کوئی بشر آپ کے گھر میں آئے گا اور نہ ہی میں گھر سے باہر جاؤں گی۔ بس صحابی رسولؐ کے سفر میں جانے کے بعد اس کی بیوی کا باپ جو مدینہ ہی میں رہتا تھا بیمار ہو گیا۔ عورتوں

نے آکر اُسے اطلاع دی کہ تیرا باپ بیمار ہے تو اس نیک دل عورت نے کہا کہ میرے خاوند کا مجھے حکم ہے کہ گھر سے باہر نہ جانا اس لئے میں مجبور ہوں کہ گھر سے باہر نہیں جا سکتی۔ آخر کار اس عورت کا والد سخت بیمار ہوا مگر اس عورت نے اپنے باپ کی عیادت کرنے سے یہی مجبوری ظاہر کی کہ میرے خاوند نے مجھے منع فرمایا ہے اس لئے میں گھر سے باہر کہیں نہیں جا سکتی لکھا ہے کہ اس کا باپ مدینہ میں ہی انتقال کر گیا مگر وہ پاک دامن شوہر کی فرمانبردار بیوی گھر سے باہر نہ آئی اب اس کے باپ کی موت پر عورتوں نے کہا کہ کم از کم اپنے باپ کا مُنہ تو دیکھ لے اس نے روتے ہوئے کہا کہ جاؤ رسول اللہ سے میری طرف سے عرض کرو اگر حضورؐ مجھے اجازت دیں تو میں اپنے باپ کا مُنہ دیکھ لوں۔ لوگوں نے رسول اللہ سے جا کر عرض کی کہ یا رسول اللہ آپ اس عورت کو اجازت دیں کہ وہ اپنے باپ کا مُنہ ہی دیکھ لے۔ تو نبی اکرمؐ نے فرمایا کہ جب اس کے شوہر نے گھر سے باہر نکلنے سے منع کیا ہے تو میں کیسے اجازت دوں کہ وہ باہر جا کر اپنے باپ کا مُنہ دیکھ لے آخر لوگوں نے عرض کی یا رسول اللہ پھر کوئی تجویز فرما دیں کہ وہ اپنے باپ کا مُنہ دیکھ سکے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ تم لوگ ایسا کرو کہ اس عورت کے باپ کا جنازہ اس کے مکان کی باہر کی دیوار کے ساتھ لا کر رکھ دو اور میت کا مُنہ کھول دو۔ وہ عورت اپنے مکان کی چھت پر چڑھ کر سقف پر کھڑی ہو کر اُوپر سے اپنے باپ کا مُنہ دیکھ لے بس اس سے زیادہ میری شریعت میں گنجائش نہیں ہے۔ لوگوں نے پیغمبر کی ہدایت کے مطابق ایسا ہی کیا کہ اس کے باپ کی میت کو لا کر باہر کی طرف سے مکان کے نیچے رکھ دیا اور اس بی بی نے اپنے مکان کی چھت پر چڑھ کر اوپر سے اپنے باپ کا مُنہ دیکھ لیا۔ اس کے بعد نبی اکرمؐ نے فرمایا کہ بیشک یہ عورت جنتی ہے کہ جس نے اپنے خاوند کی یوں اطاعت کی یہ بھی ایک لباس ہے۔ تہذیب اسلام صد ۱۶۱ مصنفہ حافظ محمد فاضل ایم۔ اے پروفیسر گورنمنٹ

کالج ساہیوال۔ کیوں مسلمانو یہ عورت تو معصوم نہیں ایسے لوگوں کے کردار پر قرآن و اسلام کو ناز ہے۔ مگر ہمارا معاملہ بڑا عجیب ہے۔ لطیفہ۔ ایک عورت نے اپنے شوہر پر ناراض ہو کر اُسے لفٹی ماری تو اتفاق سے لفٹی شیشے کی الماری میں جا لگی کہ الماری کا شیشہ ٹوٹ گیا تو عورت نے مزید غصہ میں آ کر کہا کم بخت تو نے الماری کا شیشہ تڑوا دیا تو شوہر نے عرض کی بیگم صاحبہ میرا کیا قصور ہے اگر میرا کان پکڑ کر مارتی تو میں سر نہ ہلاتا آپ کی لفٹی کو دیکھ کر میں نے سر ادھر کیا کہ لفٹی الماری میں جا لگی۔ اور شیشہ ٹوٹ گیا۔ لو میں ابھی شیشہ ڈلوائے دیتا ہوں یہ بھی ایک اسلامی معاشرہ ہے۔ لو ایک مرد اور عورت کا لباس اور سن لو کہ تاجدار رسالت خدیجہؑ کا لباس ہے اور خدیجہؑ رسول اللہ کا لباس تھیں۔ مسلمانو نے اس خاتون کی سیرت کردار کو فراموش کرنے کی کوشش کی ہے جن لوگوں نے نبی اکرمؐ کو پانچ روپے دیئے اُن کے قصیدے منبروں پر فخر سے بیان ہوتے ہیں۔ مگر خدیجۃ الکبریٰ کے خزانے جو اسلام پر خرچ ہوئے مسلمان انہیں بھول گئے حالانکہ حضرت ابوبکر راوی ہیں کہ خدا نے رسولؐ کو خدیجہؑ کے مال سے غنی بنا دیا ایک دن رسولخداؐ خدیجہؑ کے پاس آئے تو بے حد غمگین و ملول اور افسردہ تھے۔ خدیجہؑ نے رسول علیہ السلام سے عرض کی کہ اس رنج کا سبب کیا ہے فرمایا یہ قحط کا زمانہ ہے۔ اگر میں تمہارا مال خرچ کر دیتا ہوں تو تم سے حیا آتی ہے اور اگر اس مال کو خرچ نہ کروں تو خدا سے ڈرتا ہوں۔ خدیجہؑ کے کہنے پر رسولؐ نے قریش کو بلایا۔ ان میں حضرت ابوبکر بھی تھے حضرت ابوبکر نے بیان کیا کہ خدیجہؑ نے دینار نکال نکال کر سامنے ڈھیر کر دیئے یہاں تک کہ وہ اس مقدار میں ہو گئے کہ میں ان لوگوں کو دیکھ نہیں سکتا تھا جو میرے آگے سونے کے ڈھیر کے پیچھے بیٹھے ہوئے تھے سونے کے ڈھیر لگا کر جناب خدیجہؑ نے قوم سے فرمایا کہ تم سب گواہ رہنا میرا یہ مال اب رسولخداؐ کا مال ہے انہیں پورا پورا اختیار ہے وہ چاہیں تو اس کو خرچ کریں اور چاہیں

تو اس کو روک لیں۔ کتاب ملیکۃ العرب ص ۲۴۹ بحوالہ تفسیر کبیر جلد ۸ ص ۸۰۲ مطبوعہ مصر۔ اور سنو حضرت خدیجہ الکبریٰ کے اسی ہزار اونٹ تھے جو تجارت میں لگے ہوئے تھے۔ احسن المقال جلد ۱ ص ۹۳ حیات القلوب جلد ۲ ص ۱۷۶ منقول ہے کہ رسولخداؐ کے اعلان نبوت پر جناب خدیجہ طاہرہ نے آنحضرتؐ سے عرض کی یا رسول اللہ عرب کا کوئی تاجر ایسا نہیں جو میرا مقروض نہ ہو۔ میں نے بڑے بڑے تاجروں سے قرضے لینے ہیں آپ میرے مقروضوں کو بلا کر جمع کر لیں میں کعبہ کے پردے کے اندر بیٹھ جاتی ہوں آپ کعبہ کے پردے کے باہر کرسئی نبوت پر تشریف فرما ہو جائیں میرا ہر مقروض آپ کے سامنے کھڑا ہو کر صرف آپ کا کلمہ مجھے سناتا چلا جائے اور اپنے قرضہ کی مجھ سے رسید لیتا جائے۔ کیوں مسلمانو یہ خاتون مسلمانو کو کیوں بھول گئی مسلمانو نے اسے صرف اس لئے فراموش کر دیا کہ یہ بتولؑ کی ماں ہے۔ جن لوگوں کو ناز ہے کہ ہم نے دین کی خاطر اپنا مال دولت تاجدار رسالتؐ کی خدمت میں پیش کیا وہ میدان انصاف میں فرما دیں کہ حضرت خدیجہ الکبریٰ کے مال کے مقابلہ میں ان کے مال کی کیا حقیقت ہے۔ آج کا مولوی فخر سے پڑھتا ہے۔ شعر

سلام اس پر کہ جس کے گھر میں چاندی تھی نہ سونا تھا
سلام اس پر کہ ٹوٹا بوریہ جس کا بچھونا تھا

فرمائے اگر رسولخداؐ کے پاس کوئی چیز ہی نہ تھی تو جناب خدیجۃ الکبریٰ کی کثیر دولت کہاں گئی اُسے کون کھا گیا۔ جناب خدیجہؑ کی دولت کے بارے میں تو یہاں تک لکھا گیا ہے کہ جب حضرت خدیجہؑ سفر فرماتیں

تو ان کے شامیانوں کے کیلے جو زمین میں گاڑے جاتے تھے
وہ بھی سونے کے ہوا کرتے تھے

ایسا کوئی امیر آدمی تاریخ کے دامن ہو تو ہمیں بھی اس کا تعارف کراؤ ہم متعصبا

مُلّاں کی طرح حقائق کا مُنہ نہیں چڑھاتے ارے ہم تو حقیقت کے پرستار ہیں۔
میں یہاں ایک اور واقعہ جناب خدیجۃ الکبریٰؑ کی معرفتِ رسولؐ کا نقل کئے
دیتا ہوں تاکہ حق و باطل میں تمیز ہو سکے۔ لکھا ہے کہ حضرت خدیجہؑ کا وقت انتقال
جب قریب آیا تو آپ بستر بیماری پر لاچار پڑی تھیں اور اقربا میں سے آکر کوئی
عیادت بھی نہیں کرتا تھا اُم الائمہ شدّت درد سے کراہتی ہیں کہ میرے بعد
میرے شوہر اور خورد سال بچی کا کون پُرسان حال ہوگا۔ اُس وقت ایک عورت
جناب خدیجہؑ کی خالہ زاد بہن اظم نامی دولت کدہ رسولؐ میں داخل ہوئی۔ خیر و
عافیت کچھ نہیں پوچھتی۔ تسکین و تسلّی کے الفاظ زبان پر نہیں لاتی۔ مرنے والے
کی ڈھارس نہیں بندھانے کی سعی کرتی اگر کچھ کہتی ہے تو صرف یہ کہ خدیجہؑ یہ
سب تمہارے اعمال کا ثمر ہے۔ تم نے بزرگوں کی نصیحت پر کان نہ دھرے۔ تم
نے برادری کے فیصلہ کو ٹھکرا دیا تم نے اہل قریش کی مرضی کے خلاف ایک غریب
آدمی محمدؐ نامی سے عقد کر کے اپنی اور قوم کی جاہ حشمت کو خاک میں ملا دیا۔
اب اس کی سزا یہی ہے کہ تم اپنے وطن میں غریب الوطن کی موت مرو کیوں خدیجہؑ
تو وہ شہزادی نہیں ہے کہ جس کے سر میں ذرہ درد ہوتی تھی تو پورے عرب میں
ہل چل مچ جاتی تھی۔ مگر اب تو کوئی حلق میں پانی ٹپکانے والا بھی موجود نہیں
ہے۔ خدیجہؑ تو نے اپنے خاندان کی عزّت عظمت کا خیال تک نہ کیا۔ سُن
خدیجہؑ تیرے خاندان کی دستار کا شملہ آسمان سے لگتا ہے تو نے ایک غریب
آدمی سے نکاح کر کے خاندانی عظمت کی مٹی خراب کی بس یہ سُنتے ہی جناب
خدیجہؑ اُٹھ بیٹھیں اور ولائے مصطفٰےؐ میں فرمایا بہن اظم یہ فقرہ ایک مرتبہ
پھر کہو اس نے کہا ہاں خدیجہؑ میں نے سچ کہا کہ تیرے خاندان کی دستار کا
شملہ آسمان سے لگتا ہے۔ خدیجہؑ نے کہا یہ بالکل درست ہے کہ میرے خاندان
کی دستار کا شملہ آسمان سے لگتا ہے۔ مگر جس محمدؐ سے میں نے عقد کیا ہے

اس کی نعلین اقدس کی مٹی عرش سے بھی بلند بالا ارفع اعلیٰ ہے۔ سن بہن اظم فاطمہؑ کا باپ رحمتہ للعالمین ہے اور اس کا خدا رب العالمین ہے ابھی یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ خاتم النبیینؐ تشریف فرما ہوئے اظم نے حضورؐ کو غور سے دیکھا اور خدیجہؑ سے پوچھا یہ کون ہے خدیجہ نے فرمایا یہی اس بچی کا باپ ہے کہ جس کے طعنے دے رہی تھی۔ پس اظم اٹھی اور دوڑ کر مصطفےؐ کے قدموں پہ گری اور عرض کی یارسول اللہ مجھے کلمہ پڑھائیے اور جو نعمت آپ نے میری بہن خدیجہؑ کو عطا کی ہے اس سے مجھے بھی سرفراز کیجئے غرض یہ ہے کہ آپ نے خدیجہؑ سے عقد کر کے فاطمہؑ کی ماں بننے کا اسے شرف بخشا ہے تو مجھے بھی ایسی نعمت بخشیں حضورؐ نے فرمایا اظم بہن یہ قسمت کی بات تھی۔ خدا نے تو وہ سانچہ ہی توڑ دیا جس میں ڈھال کے بتولؑ کو بنایا تھا۔ دنیا میں صرف اور صرف ایک خاتون خدیجہؑ ہی ہے کہ جسے بتولؑ کی ماں بننے اور سیدہؑ کو دودھ پلانے کا شرف نصیب ہوا ہے۔ کتاب ہماری شہزادیاں ص۱۲ جناب ام المومنین حضرت عائشہ فرمایا کرتی تھیں مَا غِرْتُ عَلٰی اَحَدٍ مِّنْ نِسَآءِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم مَا غِرْتُ عَلٰی خَدِیْجَۃَ وَمَا رَاَیْتُھَا مشکوٰۃ شریف جلد ۳ ص۲۸۱ حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ نبی صلعم کی بیویوں میں جتنا رشک مجھ کو خدیجہ سے ہوا ہے اتنا کسی بیوی پر نہیں ہوا حالانکہ میں نے اسے دیکھا تک نہ تھا لیکن رسول اللہ صلعم ان کو یاد فرمایا کرتے تھے اور جب آپ کوئی بکری ذبح کرتے تو اس کے گوشت کے ٹکڑے کر کے خدیجہؑ کی سہیلیوں کو بھیجا کرتے تھے میں بعض اوقات آپ سے کہہ دیا کرتی تھی کہ آپ کے خیال میں خدیجہؑ کے سوا دنیا میں کوئی عورت ہی نہ تھی آپ اس کے جواب میں فرماتے کہ خدیجہؑ ایسی تھیں اور خدیجہؑ ویسی تھیں اور اس کے بطن سے میری اولاد ہے مشکوٰۃ جلد ۳ ص۲۸۱ ایک حدیث اور ملاحظہ فرمائیں۔ عَنْ عَلِیٍّ قَالَ

سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ خَیْرُ نِسَائِهَا مَرْیَمُ بِنْتُ عِمْرَانَ وَخَیْرُ نِسَائِهَا خَدِیْجَةُ بِنْتُ خُوَیْلِدٍ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔ حضرت علیؑ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلعم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ اُس اُمت میں کہ جس میں مریمؑ پیدا ہوئیں۔ مریمؑ بنت عمران ساری اُمت کی عورتوں سے افضل تھیں اور اِس اُمت کی عورتوں سے خدیجۃ الکبریٰؑ سب سے بہتر ہیں۔ بخاری مسلم مشکوٰۃ جلد ۳ صہ ۱۸۱ ھُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَاَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ۔ خدیجہؑ رسول اللہؐ کا لباس اور رسول اللہؐ خدیجہؑ کا لباس۔ آگے چلو تو بتولؑ علیؑ کا لباس ہے اور علیؑ بتولؑ کا لباس ہے۔ آگے چلو تو ربابؑ حسینؑ کا لباس ہے اور حسینؑ ربابؑ کا لباس ہے مولا حسینؑ فرماتے ہیں قسم ہے مجھے خدا واحد لاشریک کی میں دوست رکھتا ہوں سکینہؑ اور ربابؑ کو اور دوست رکھتا ہوں میں اس گھر کو کہ جس میں سکینہؑ اور ربابؑ ہوں اور فدا کرتا ہوں اپنے مال کو ان پر بحار الانوار جلد ۱۰ حصہ ۱ صہ ۲۵۴ مگر مسلمانوں نے سکینہؑ کو طمانچے مارے کانوں سے دُر چھین لئے اور دربدر سیدانیوں کو پھرایا۔ روایت میں ہے کہ دربار شام میں یزیدؑ لعین نے اپنے خطیب سے کہا کہ بنی اُمیہ کے فضائل بیان کر جب خطیب بنی امیہ کے فضائل بیان کر چکا تو حضرت سجادؑ نے فرمایا یزید لعین مجھے بھی کچھ کہنے کی اجازت دے مگر یزید لعین نہ مانا تو درباریوں نے کہا کہ اس مظلوم کی داستان بھی سُننی چاہیئے جب یزید لعین مجبور ہوا تو اس نے امام کو منبر پر جانے کی اجازت دے دی۔ امام علیہ السلام منبر پر تشریف لے گئے، اور بعد حمد و نعت کے فرمایا اے اہل شام جو مجھے پہچانتا ہے وہ تو پہچانتا ہے اور جو نہیں پہچانتا وہ پہچان لے کہ میں علیؑ ابن الحسینؑ ابن علیؑ ہوں میرے بابا پیغمبر اسلام کے نواسے تھے۔ میرے باپ کو رسول اللہؐ نے زبان چُسا چُسا کر پالا تھا۔

میرا باپ رسول اللہ کے شانوں پر سوار ہوا کرتا تھا۔ رسول اللہ میرے باپ کو حسینؑ منی وانا من الحسینؑ فرمایا کرتے تھے۔ آہ فوج یزیدؒ نے ہمارے خاندان کو بے جرم بے قصور تہ تیغ کیا ہمارے اوپر پانی بند کیا گیا پیاس سے تڑپایا گیا۔ ہمارے خیموں میں گھس کر بی بیوں کو لوٹا گیا۔ ہمارے خیموں کو مسلمانوں نے جلایا بے وارث بی بیوں اور بچوں کو قید کیا گیا۔ ہمارے لاشے پامال کیے گئے اے اہل شام یہ سامنے جو سر و پا برہنہ بی بیاں رسیوں میں جکڑی ہوئی کھڑی ہیں یہ مسلمانوں کے نبیؐ کی نواسیاں اور بیٹیاں ہیں۔ عزادارو امام نے اتنا ہی فرمایا تھا کہ درباریوں کے دل دہل گئے اور چاروں طرف سے رونے کی آواز بلند ہوئی۔ جب یزیدؒ نے یہ حال دیکھا تو مؤذن سے کہا کہ آذان دے نماز مغرب کا وقت ہو گیا ہے مؤذن نے آذان شروع کی تو امام خاموش ہو گئے۔ جب مؤذن نے کہا اشہد ان محمد رسول اللہ تو امام نے کھڑے ہو کر فرمایا اے یزیدؒ بتا یہ محمدؐ تیرا جد ہے یا میرا۔ اگر تو کہے کہ میرے جد تو تو جھوٹا ہے اور اگر یہ میرے جد ہیں تو بتا ان کو قیامت کو کیا جواب دے گا آہ تیری عورتیں گھروں میں پردہ میں بیٹھی رہیں اور محمدؐ کی بیٹیاں سر ننگے بازاروں میں پھرائی جائیں۔ بس دربار میں کہرام مچ گیا کہ اے ظالم تو نے مصطفےٰ کا گھر اُجاڑ دیا۔ ہائے نبیؐ زادیاں اور یزید لعین کا دربار۔ الا لعنت اللہ علی القوم الظالمین۔

وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون۔

اُنیسویں مجلس

ہادی اور غیر ہادی میں فرق۔ ہادی کے افعال کو خدا قرآن کی آیتیں بناتا ہے۔ حضرت نبی کریمؐ کی نگاہ۔ مولا علیؑ وادی النمل سے گزرے۔ حضرت سلیمانؑ اور چیونٹیوں کے سردار کی باتیں۔ مشرکین مکہ سے نبیؐ نے فرمایا تمہارا قافلہ وادی تنعیم میں ملا ہے جو کل آجائیگا۔ حضرت یوسفؑ نے خواب کی تعبیر بتلائی۔ معصوم کون ہوتا ہے۔ حضرت اسماعیلؑ کے ذبح ہونے کا واقعہ کہ ہادی کی زبان خدا کی تقدیر ہے۔ ابلیسؑ کو حضرت ہاجرہؑ کا جواب۔ حضرت ہاجرہؑ کی موت۔ مصائب جناب مسلم بن عوسجہ کے بیٹے کا واقعۂ رخصت اور امام کا قربان ہونے کی ماں کی عرض کہ اکبرؑ کا فدیہ ہے۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ؕ

وَمَا تَشَآءُوۡنَ اِلَّاۤ اَنۡ یَّشَآءَ اللّٰہُ ؕ اِنَّ اللّٰہَ کَانَ عَلِیۡمًا حَکِیۡمًا پارہ ۲۹ رکوع ۔ اور نہیں چاہتے تم مگر جو چاہتا ہے اللہ تحقیق اللہ جاننے والا حکمت والا ہے ۔

ہدایت کے لحاظ سے اللہ تعالےٰ نے دو طرح کے انسان پیدا کئے ہیں ایک وہ انسان جو ہدایت کے محتاج ہیں ہدایت آگے آگے اور وہ ہدایت کے پیچھے پیچھے اور دوسرے وہ انسان کہ ہدایت ان کی محتاج ہے وہ آگے آگے اور ہدایت ان کے پیچھے پیچھے ۔ بھائیو ہم ہیں محتاج ہدایت جب تک ہدایت نہیں آئی ہم بے ہدایتے رہے بتوں کو پوجتے رہے شراب پیتے رہے زنا ہوتے رہے سود کھاتے رہے جھوٹ بولتے رہے بچیوں کو زندہ درگور کرتے رہے غرضیکہ دنیا کا ہر بُرا فعل کرتے رہے کیونکہ ہدایت کے محتاج تھے جب ہدایت آ گئی تو ہم نے ہدایت حاصل کر لی ۔ دوسرے لوگ وہ ہیں کہ ان کا ہر فعل ہدایت بنتا ہے ہم سو جائیں تو مولوی صاحب فرماتے ہیں اَلصَّلٰوۃُ خَیۡرٌ مِّنَ النَّوۡمِ کہ نماز نیند سے بہتر ہے اور اگر ہادی سو جائے تو خدا کی رضائیں لے کر بیدار ہوتا ہے ۔ ہم ہیں قرآن کے محتاج اور ہادی وہ ہیں کہ جن کے افعال کا نتیجہ قرآن بنتا ہے سنو ۔ ہم قرآن کے تابع مگر قرآن محمدؐ و آلِ محمدؐ کا تابع یہ فعل پہلے کرتے ہیں اور قرآن بعد میں بنتا ہے بھائیو حضرت علیؑ نے رکوع کی حالت میں انگوٹھی پہلے دی اِنَّمَا وَلِیُّکُمُ اللّٰہُ وَرَسُوۡلُہٗ وَالَّذِیۡنَ اٰمَنُوا الَّذِیۡنَ یُقِیۡمُوۡنَ الصَّلٰوۃَ وَیُؤۡتُوۡنَ الزَّکٰوۃَ وَھُمۡ رٰکِعُوۡنَ پارہ ۶ رکوع ۱۲ سوائے اس کے نہیں کہ ولی تمہارا اللہ ہے اور اس کا رسولؐ ہے اور وہ لوگ جو ایمان والے ہیں نماز اور زکوٰۃ ادا کرتے ہیں حالانکہ وہ رکوع میں ہوتے ہیں ۔ یہ آیت بعد میں نازل ہوئی ۔

ت علیؑ میدان جہاد میں جم کے پہلے لڑا کَاَنَّهُمْ بُنْيَانٌ مَّرْصُوْصٌ پارہ ۲۸
رکوع ۹ کی آیت بعد میں نازل ہوئی۔ پیغمبر نے بتولؑ اور علیؑ کا نکاح پہلے
کیا۔ مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيٰنِ پارہ ۲۷ رکوع ۱۱ کی آیت بعد میں
نازل ہوئی۔ حضرت علیؑ نے نصرت مصطفیٰ کا وعدہ پہلے فرمایا۔ وَمَنْ
عِنْدَهٗ عِلْمُ الْكِتٰبِ پارہ ۱۳ رکوع ۱۲ کی آیت بعد میں نازل ہوئی۔ نبی اکرمؐ
نے ان چار نفوس کو چادر کے نیچے پہلے لیا اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ
الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا ؕ پارہ ۲۲ رکوع ۱ کی
آیت بعد میں نازل ہوئی پیغمبر اکرمؐ نے حیدر کرار کا بازو غدیر خم پہ بلند کر کے پہلے
دکھلایا اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ
وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا ط پارہ ۶ رکوع ۵ کی آیت بعد
میں نازل ہوئی۔ سنو حضورؐ پُر نور نے کفار کی طرف کنکریاں پہلے پھینکیں۔ وَمَا
رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى پارہ ۹ رکوع ۱۶ کی آیت بعد
میں نازل ہوئی۔ اور سنو علیؑ بستر رسولؐ پر شب ہجرت پہلے سویا وَمِنَ النَّاسِ مَنْ
يَّشْرِيْ نَفْسَهُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ ط وَاللّٰهُ رَءُوْفٌ بِالْعِبَادِ ۝ پارہ
۲ رکوع ۹ کی آیت بعد میں نازل ہوئی۔ حضرت علیؑ کے گھر سے جو کی چھ روٹیاں
پہلے نکلیں سورۃ دہر هَلْ اَتٰى عَلَى الْاِنْسَانِ کی اکتیس ۳۱ آیتیں بعد میں نازل
ہوئیں روایت میں ہے کہ جنگ موتہ میں حضرت علیؑ کے بڑے بھائی حضرت جعفر طیار
شہید ہوئے تو جناب رسولخداؐ نے حضرت علیؑ کو جعفرؓ کی موت کی خبر سنائی تو حضرت
علیؑ نے بھائی کی موت کی خبر سن کر فرمایا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ پارہ ۲
رکوع ۳ ادھر مولا علیؑ کے منہ سے یہ کلمہ نکلا اُدھر قدرت کی آواز آئی میرے
حبیب ہم نے اس کلمے کو قرآن بنا دیا۔ دیکھو تفسیر عمدۃ البیان جلد ۱ صفحہ ۲۷ تو
میں عرض کر رہا تھا کہ ہم قرآن کے محتاج ہیں اور قرآن محمدؐ و آلِ محمدؐ کا محتاج ہے۔

ہاتھ پاؤں شکل صورت میں تو ہم بھی انہیں کی طرح ہیں مگر ہادی کی زبان ہے اور تیری میری زبان اور ہے۔ ہادی کے ہاتھ اور ہیں اور تیرے میرے ہاتھ اور ہیں ہادی کی سماعت اور ہے تیری میری سماعت اور ہے ہادی کی نگاہ اور ہے تیری میری بصارت اور ہے۔ ہادی کا علم اور ہے تیرا میرا علم اور ہے۔ اُمت مصطفےٰ کے تہتر۷۳ فرقے اس لئے ہیں کہ ہادی کو اپنے جیسا سمجھ بیٹھے۔ روایت میں ہے کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز پڑھاتے تو صحابہ کرام کے ساتھ چند منافقین بھی رسول اللہ کے پیچھے نماز پڑھتے۔ تو حضور ابھی قیام ہی میں ہوتے کہ وہ پہلے رکوع میں چلے جاتے نبیؐ رکوع میں پہنچتے تو وہ سجدے میں چلے جاتے۔ پیغمبر اسلام نے ان سے فرمایا کہ یہ کیا۔ کہ تم مجھ سے پہلے رکوع اور سجدے میں چلے جاتے ہو یہ طریقہ اچھا نہیں ہے کم از کم تنظیم کا خیال کرو اور میرے ساتھ رہو یہ کونسا اُحد کا میدان ہے کہ تم نے ہر مقام پر بھاگنا ہی سیکھ لیا ہے رسول اللہ کے اس فرمان پر انہوں نے سوچا کہ نبیؐ ہم سے آگے ہوتا ہے اور ہم اس کے پیچھے تو اس کو کس طرح معلوم ہو جاتا ہے کہ اب ہم رکوع اور سجدے میں چلے گئے اس کا مطلب یہ ہے کہ جب ہم سجدے میں جاتے ہیں تو یہ مڑ کے دیکھ لیتا ہوگا۔ پیغمبر نے جب سُنا تو فرمایا مجھے اپنے جیسا مت خیال کرو ارے میں کوئی تم جیسا ہوں۔ وَاللّٰہِ اِنِّیْ لَاَرٰی مِنْ خَلْفِیْ کَمَا اَرٰی مِنْ بَیْنَ یَدَیَّ مشکوٰۃ شریف جلد ۱ صفحہ ۱۶۶ فرمایا خدا کی قسم جس طرح میں آگے سے دیکھتا ہوں اسی طرح میں پیچھے سے بھی دیکھتا ہوں بھائیو ہادی کی نگاہ اور ہے اور تیری میری نگاہ اور ہے۔ اسی طرح روایت میں ہے کہ ایک شخص نے حضرت علیؑ سے عرض کی کہ آپ خچر پر زیادہ سوار ہوتے ہیں کم از کم گھوڑا تو دوڑنے والا رکھ لیں دیکھو ہمارے گھوڑے کتنے تیز رفتار ہیں ہم خطرے کے وقت آسانی سے پہاڑوں پر چڑھ جاتے ہیں فرمایا بھاگنے والا گھوڑا وہ رکھے جس نے کسی کے آگے بھاگنا

ہو یا پیچھے تعاقب کرتا ہو۔ علیؑ کی شجاعت محض قوت غضبی کے ماتحت نہیں بلکہ علیؑ کی شجاعت عقل کے تابع ہے۔ جسے شریفانہ شجاعت کہتے ہیں اس نے عرض کی یا علیؑ آپ اپنے اگلے حصہ میں تو زرہ رکھتے ہیں مگر پشت کا خیال تک نہیں کرتے فرمایا خدا مجھے اس دن کے لئے زندہ نہ رکھے کہ جس دن دشمن کو پیچھے سے حملہ کا موقع دوں تو اس نے کہا کہ یا علیؑ یہ تو درست ہے کہ آپ دشمن کو پشت نہیں دکھاتے مگر چھپ کر بھی تو حملہ کیا جا سکتا ہے۔ جیسے وحشی نے جناب حمزہؓ پر چھپ کر حملہ کیا تھا۔ فرمایا حمزہؓ اور تھا اور میں اور ہوں وَاللّٰہِ اِنِّیْ لَاَرٰی مِنْ خَلْفِیْ کَمَا اَرٰی مِنْ بَیْنِ یَدَیَّ مصباح المجالس جلد ۴ صفحہ ۱۳۸ خدا کی قسم جس طرح علیؑ آگے سے دیکھتا ہے اسی طرح علیؑ پیچھے سے بھی دیکھتا ہے۔ بس ہادی کی نگاہ اور ہے اور تیری میری نگاہ اور ہے۔ سید الاوصیا صفحہ ۲۶۰ آج کے دور کو دنیا والے ترقی کا دور کہتے ہیں اور آج سے ہزار سال پہلے کے زمانہ کو لوگ جہالت کا دور کہا کرتے ہیں مگر میں آج سے تین ہزار سال پہلے کا ایک واقعہ قرآن مجید سے پیش کرتا ہوں اس پر غور کر کے فیصلہ کریں کہ ہادی اور غیر ہادی میں کتنا فرق ہے۔ ادھر ہادی ہوا کے دامن میں تخت پر تشریف لا رہا ہے۔ زمین پر چیونٹیاں پھر رہی ہیں ان چیونٹیوں کا سردار ان سے کہتا ہے۔ قَالَتْ نَمْلَةٌ یّٰۤاَیُّهَا النَّمْلُ ادْخُلُوْا مَسٰكِنَكُمْۚ لَا یَحْطِمَنَّكُمْ سُلَیْمٰنُ وَ جُنُوْدُهٗ لا اے چیونٹیوں اپنے سوراخوں میں داخل ہو جاؤ کہ نہ کچل ڈالے تم کو سلیمانؑ اور اس کا لشکر فَتَبَسَّمَ ضَاحِكًا مِّنْ قَوْلِهَا پارہ ۱۹ رکوع ۱۷ حضرت سلیمانؑ اس چیونٹے کی بات سے مسکرایا تفسیر عمدۃ البیان جلد ۲ صفحہ ۵۰۳ پر ہے کہ حضرت سلیمانؑ ایک فرسخ دور تھے کہ ہوا نے چیونٹے کی بات کو سلیمانؑ تک پہنچا دیا۔ فرماؤ آج بھی کوئی ایسا آدمی ہے کہ جو چیونٹی کی بات ایک فرسخ سے سن لے میں کہتا ہوں

اس ترقی یافتہ دور میں چیونٹی ہاتھ پر رکھ کر چھ سپیکر لگا کر دیکھ لو مگر چیونٹی کی آواز سنائی نہ دے گی اور اگر کسی طریقے سے آواز کان میں آ بھی گئی تو سمجھ نہ آئے گی کہ چیونٹی نے کیا کہا ہے۔ تو ثابت ہو گیا کہ ہادی کی قوت سماعت ہے اور ہماری قوت سماعت اور ہے کہتے ہیں کہ حضرت سلیمانؑ نے چیونٹیوں کے سردار چیونٹے کو اپنے پاس بلایا اور دریافت کیا کہ تم نے یہ کیوں کہا کہ اپنے بلوں میں چلی جاؤ سلیمانؑ اور اس کا لشکر تمہیں کچل نہ دے کیا تمہیں علم نہیں کہ نبیؑ ظلم نہیں کیا کرتے کیا اس سے پہلے ہم نے کسی کو کچلا ہے کہ تمہیں کچل دیتے تو چیونٹیوں کے سردار نے عرض کی حضور ایسا نہ تھا بلکہ آپ کی وجاہت حشمت اور آپ کے لشکر کی کثرت کو دیکھ کر میری قوم حیران کھڑی رہتی اور خدا کی تسبیح سے غافل ہو جاتی میں نے تو اپنی قوم کو خدا کے ذکر سے غافل ہونے سے بچایا ہے۔ جناب سلیمانؑ نے چیونٹی کو اپنے دست حق پرست پر اٹھا کر دریافت کیا کہ اے چیونٹے تو بھی ایک قوم کا سردار ہے اور میں بھی ایک قوم کا سردار ہوں بتا تیری شان بلند ہے کہ میری شان چیونٹے نے عرض کی حضورؑ میں کیا کہوں کہ اگر میں کہتا ہوں کہ آپ کی شان بلند ہے تو لوگ یہی تو کہیں گے کہ حضرت سلیمانؑ نبی کی شان چیونٹی سے بلند تھی تو پھر بھی تو آپ کی عظمت ظاہر نہ ہو سکی فرمایا پھر کیا خیال ہے کہ حضور آج تو میری شان بلند ہے فرمایا کیسے کہا حضور نبی کے تمام ہوا کے دامن پر ہیں اور میرے قدم نبیؑ کے ہاتھوں پر ہیں فرمایا ہاں درست ہے مگر میں کہتا ہوں اگر کوئی اس بات پر ناز کر سکتا ہے کہ اس کے قدم نبیؑ کے ہاتھوں پر تو مجھے بھی ناز کرنے دو کہ میرے مولا حیدر کرارؑ کے قدم عین کعبہ میں دوش رسول پر نظر آتے ہیں۔ شعر

علیؑ بر دوشِ احمدؐ چشم بد ور عیاں شُد معنیٔ نورٌ علیٰ نور

ایک رباعی ملاحظہ فرما دیں

رباعی۔ فرمودہ یہ رسولؐ خیر الانام ہے — ہر دشمنِ علیؑ کا جہنم مقام ہے

اختر کرے ہزار عبادت کوئی مگر — بے حُب اہلبیت عبادت حرام ہے

میں نے حضرت سلیمانؑ اور چیونٹیوں کی کہانی قرآن کی زبانی آپ کو سُنائی ۔ اب ایک واقعہ میرے مولا جناب حیدر کرارؑ کا بھی سُن لیں۔ حضرت ابوذرؓ کا بیان ہے کہ میں حضرت امیرالمومنین علیہ السلام کے ساتھ سفر کر رہا تھا کہ ہم ایک ایسی وادی سے گذرے کہ وہاں چیونٹیوں کا ایک سیلاب آیا ہوا تھا۔ میں انہیں دیکھ کر حیران ہو گیا اور کہا ۔ سُبْحٰنَ مَنْ یَّعْلَمُ عَدَدَ هٰذَ النَّمْلِ پاک ہے وہ ذات جو ان چیونٹیوں کی تعداد کو جانتی ہے ۔ جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا اے ابوذرؓ تم یوں کہو سُبْحٰنَ مَنْ خَلَقَ هٰذَا النَّمْلَ پاک ہے وہ خدا جس نے ان چیونٹیوں کو پیدا کیا ہے تو ابوذرؓ نے عرض کی مولا کیا آپ ان کی تعداد و شمار کو جانتے ہیں فرمایا بلکہ یہ بھی جانتا ہوں کہ ان میں نر کتنے ہیں اور مادہ کتنے ہیں اے ابوذرؓ خدا کا حکم ہے وَ كُلَّ شَيْءٍ اَحْصَيْنٰهُ فِيْ اِمَامٍ مُّبِيْنٍ اور ہم نے ہر شئی کا احصا امام مُبین میں کر دیا ہے اور وہ امام مُبین میں ہوں ۔ لوائج الاحزان جلد ۱ صد ۲۴۳ حقائق الوسائط جلد ۱ صد ۱۷۳ ہاں میں عرض کر رہا تھا کہ ہادی کی سماعت اور ہے اور تیری میری سماعت اور ہے ۔ اسی طرح ہادی کی نگاہ اور ہے اور تیری میری نگاہ اور ہے منقول ہے کہ معراج کے دوسرے روز حضور نبی اکرمؐ نے اعلان فرمایا کہ میں معراج پر گیا اور خالق نے مجھے عرش کی سیر کرائی تو یہ واقعہ ابو جہل لعنہ پارٹی نے بھی سُنا تو اکٹھے ہو کر رسولؐ کے پاس آئے اور معراج کے بارے میں آپ سے گفتگو کی ابو جہل لعنہ نے کہا کہ آپ کا یہ دعوئے عجیب سے عجیب تر ہے کہ آپ نے رات کو عرش کی سیر کی ۔ حضورؐ نے فرمایا خالق کائنات مجھے لے گیا ۔ اور وہ عَلٰی كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ہے یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ جناب امیرالمومنین علی علیہ السلام آتے دکھائی دیئے تو ابو جہل لعنہ نے کہا کہ محمدؐ

ذرا خاموش رہنا۔ ہم علیؑ سے ایک بات دریافت کرنا چاہتے ہیں۔ بس حضرت امیرؑ تشریف لائے اور رسولخداؐ کو سلام کیا تو ابوجہل نے کہا یا علیؑ یہ بتائیں۔ کہ کیا کوئی بندہ آسمان پر جا سکتا ہے۔ ابوجہلؑ کا خیال تھا کہ علیؑ کہے گا نہیں تو ہم کہیں گے اپنے بھائی کو سمجھاؤ کہ وہ کہتا ہے کہ رات کو میں نے معراج کیا جب ابوجہل نے حضرت امیرؑ سے سوال کیا کہ کوئی انسان آسمان پر جا سکتا ہے تو آپ نے مسکرا کر فرمایا کہ ہادی یعنی معصوم تو عرش پہ بھی سکتا ہے۔ ابوجہلؑ اور اس کی پارٹی کے لوگ حیران ہوئے تو حضرت علیؑ نے عرض کی یا رسول اللہؐ آج رات کو آپ کے اور خالق کے درمیان جو عرش پہ باتیں ہوئی ہیں وہ آپ ان کو بتائیں گے یا میں ان کو سمجھا دوں اس پر آنحضرتؐ نے فرمایا علیؑ میرے اور خالق کے درمیان جب باتیں ہو رہی تھیں اس وقت تو کہاں تھا عرض کی یا رسول اللہؐ میں اپنے گھر میں بستر پہ لیٹے ہوئے تجلیاتِ الٰہی کو اپنی آنکھوں سے دیکھ بھی رہا تھا اور اپنے کانوں سے آپ کی باتوں کو سُن بھی رہا تھا اللہ اکبر۔ یہ ہے ہادی کی نگاہ بھائیو قرآن مجید میں ہے وَ قُلِ اعْمَلُوْا فَسَیَرَی اللّٰہُ عَمَلَکُمْ وَرَسُوْلُہٗ وَالْمُؤْمِنُوْنَ پارہ ۱۱ رکوع ۲ میرے حبیب کہہ دو کہ تم عمل کئے جاؤ خدا بھی تمہارے اعمال کو دیکھتا ہے اور اس کا رسولؐ بھی اور مومن بھی دیکھتے ہیں۔ اس آیت سے ثابت ہوا کہ چند مومن ایسے ہیں کہ جو ہمارے اعمال کو دیکھتے ہیں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا مومنون سے مراد آئمہؑ اہلبیت ہیں جو اُمت کے اعمال کو دیکھتے ہیں۔ تفسیر عمدۃ البیان جلد ۲ ص ۳ ہاں میں ہادی کی نگاہ کے بارے میں عرض کر رہا تھا۔ معراج کی رات مولا علیؑ کی نگاہ عرش عُلیٰ تک دیکھتی رہی۔ ابوجہلؑ نے بات کو اور آگے بڑھاتے ہوئے کہا کہ مسلمانوں کے رسولؐ آپ رات کو معراج پر کیسے گئے فرمایا میں گزشتہ رات اُم ہانیؓ کا مہمان تھا کہ خدا تعالےٰ کے حکم

سے جبرائیلؑ نے آکر مجھے آگاہ کیا میں اُٹھا اور بیت اللہ گیا وہاں دو رکعت نماز ادا کی پھر براق جو جبرائیلؑ لایا تھا اس پر سوار ہو کر بیت المقدس گیا وہاں نماز ادا کی۔ پھر وہاں سے براق پر سوار ہو کر آسمانوں سے گزرتا ہوا عرش عظیم تک پہنچا۔ ابو جہل لعؔ اور اس کی پارٹی کے لوگوں کو علم تھا کہ محمدؐ بیت المقدس کبھی نہیں گیا۔ تو انہوں نے سوال کئے کہ فرماویں بیت المقدس کا نقشہ کیا ہے جب انہوں نے بیت المقدس کی نشانیاں دریافت کیں تو خالق نے بیت المقدس کو لاکر حضورؐ کے سامنے کھڑا دیا تو پیغمبرؐ نے تمام نقشہ بالکل صحیح صحیح بیان کر دیا۔ لکھا ہے کہ نبی کریمؐ نے بیت المقدس کے ستون تک گن کے بتا دیئے اس کے بعد مشرکین مکہ نے پھر دریافت کیا کہ ہمارا ایک قافلہ تجارت کی غرض سے شام کو گیا ہوا ہے اور آپ بھی رات کو شام کی طرف گئے تھے۔ ہمارا قافلہ کہیں ملا ہے آنحضرتؐ نے فرمایا رات کو میں بیت المقدس جارہا تھا اور تمہارا قافلہ وادیٔ تنیعم میں واپس آرہا تھا۔ انہوں نے کہا کہ کوئی اور نشانی آنے کی بتائیں فرمایا تمہارا قافلہ وادیٔ تنیعم میں رُکا ہوا تھا اور اس قافلہ میں فلاں آدمی مسلمان ہے میں نے اس سے پانی لے کر پیا ہے آئے تو دریافت کر لینا انہوں نے کہا کوئی نشانی فرمایا تمہارے قافلہ کا پانی کا گھڑا پڑا تھا میرے براق کے پاؤں لگنے سے ٹوٹ گیا۔ کہا کہ کوئی اور نشانی فرمایا تمہارے قافلہ کے فلاں آدمی کا اونٹ گم ہو گیا تھا جسے وہ تلاش کر رہے تھے اور اونٹ انہیں مل گیا ہے قافلہ آئے تو دریافت کر لینا اس پر ابو جہل لعؔ نے کہا کہ مسلمانوں کے رسولؐ فرمادیں ہمارا قافلہ مکہ میں کب آئے گا فرمایا کل بدھ کا دن نکل رہا ہو گا کہ قافلہ مکہ میں داخل ہو جائے گا۔ کہا اچھا اگر وادیٔ تنیعم میں قافلہ رُکا ہوا ثابت ہو گیا اور آپ نے پانی بھی لے کر پیا ثابت ہو گیا اور گھڑا ٹوٹا بھی ثابت ہو گیا۔ اونٹ گم ہوا اور پھر ملا بھی ثابت ہو گیا اور قافلہ کل دن نکلنے پر مکہ میں داخل بھی ہو گیا تو ہم اتنا ضرور مان جائیں گے کہ آپ بیت المقدس گئے ہیں معراج ہم نے پھر بھی نہیں ماننا۔ اس کے بعد یہ لوگ رسول اللہ سے علیحدہ ہو گئے

اور آپس میں مشورہ کیا کہ یقیناً اُونٹ گم ہوا اور مل گیا ہوگا۔ گھڑا ٹوٹا ہوگا اس نے پانی بھی ضرور پیا ہوگا اور بے شک قافلہ بھی کل دن چڑھے ضرور آ جائے گا۔ کیوں کہ اس نے آج تک غلط بیانی نہیں کی ہمیں معراج ماننا پڑے گا قابل غور امر یہ ہے کہ ابوجہل لعین حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کو امین مانتا ہے۔ صدیق مانتا ہے۔ کریم مانتا ہے حسین مانتا ہے۔ خلیق مانتا ہے۔ شریف مانتا ہے۔ اور وعدے کا ایفا کرنے والا مانتا ہے۔ پھر یہ کم بخت کیوں لعنتی ہے پھر یہ کیوں جہنمی ہے۔ پھر یہ کیوں مشرک ہے جتنے کمال ایک کامل انسان میں ہونے ضروری ہیں ابوجہل وہ سارے رسول اللہ میں تسلیم کرتا ہے پھر دوزخی کیوں ہے جواب ملے گا ہاں ابوجہل لعین رسول اللہ میں تمام کمالات تو مانتا ہے مگر محمدؐ کا اصل عہدہ محمدؐ رسُولُ اللہ جو نہیں مانتا چونکہ وہ محمدؐ مصطفےٰ کا اصل عہدہ محمدؐ رسُولُ اللہ نہیں مانتا باقی ماننا نہ ماننے کے برابر ہے بس اسی طرح سمجھو کہ کوئی کہتا رہے کہ میں علیؑ کو مانتا ہوں ارے میں علیؑ کو ولی مانتا ہوں سخی مانتا ہوں۔ کریم مانتا ہوں۔ عابد مانتا ہوں۔ زاہد مانتا ہوں شجاع مانتا ہوں مشکل کشا مانتا ہوں۔ ناصر انبیاء مانتا ہوں۔ کعبہ کا گوہر مانتا ہوں۔ بتولؑ کا شوہر مانتا ہوں سب کچھ کہتا رہے مگر جب تک علیؑ المرتضیٰ کا اصلی عہدہ خلیفہ بلا فصل نہ مانے گا باقی ماننا نہ ماننے کے برابر ہے۔ بس جب تک علیؑ کو خلیفہ بلا فصل نہ مانو گے تو گویا تم نے علیؑ کو کچھ نہیں مانا۔ سنو ابوجہل لعین نے قریش مکہ کے سامنے یہ تجویز پیش کی کہ آج رات کے حصہ میں چند آدمیوں کو مکہ کے باہر بھیج دیا جائے کہ وہ قافلہ کو روک دیں کل صبح قافلہ مکہ میں نہ آنے پائے بلکہ قافلہ مکہ میں دوپہر کے بعد آئے۔ محمدؐ کہتا ہے کہ قافلہ دن چڑھے آئے گا تم قافلہ کو روک کر دوپہر کے بعد لانا اس پر ہم کہیں گے محمدؐ نے معراج نہیں کیا۔ کہتا تھا کہ قافلہ دن نکلنے پر آئے گا مگر قافلہ تو دوپہر کے بعد آیا اس طرح ہماری عزت رہ جائے گی اور مسلمانوں کے رسولؐ کا معراج بھی غلط ثابت ہوگا۔ یہ طے کر کے مشرکین

مکہ نے وادیٔ تنعیم کے راستہ پر ایک وفد روانہ کر دیا کہ رات کے وقت قافلہ روک دو۔ اور کل دوپہر کے بعد شہر مکہ میں داخل کرنا۔ ادھر یہ لوگ قافلہ کو جا ملے کہ جو قافلہ آرہا تھا انہوں نے اپنی سکیم تجویز سے قافلہ کو آگاہ کیا اور انہیں مکہ میں آنے سے روک دیا ادھر قافلہ رُکا اُدھر قدرت کی آواز آئی جبرائیلؑ سورج کو روک دے۔ کہتا جو ہے کہ قافلہ دن چڑھے آئے گا بس قافلے کا رُکنا تھا کہ خالق نے پوری کائنات کو روک دیا یوں سمجھو کہ کائنات کا دھارا رکا۔ گُل کی بو رُکی۔ سبزے کی لہک رُکی۔ پھولوں کی مہک رُکی۔ کلیوں کی چٹخ رُکی۔ خاروں کی خشک رُکی۔ بادل کا شور رُکا۔ ہوا کا زور رُکا۔ دریا کی روانی رُکی۔ سمندر کی وجدانی رُکی۔ رات کی خاموشی رُکی۔ دن کی گرم جوشی رُکی۔ تو پوری کائنات میں سناٹا چھا گیا۔ میرا حبیب کہتا جو ہے کہ قافلہ دن چڑھے آئے گا۔ جبرائیلؑ کی آواز آئی دُنیا والو قافلہ کو روکنا تمہارا کام ہے اور کائنات کو روکنا رب محمدؐ کا کام ہے۔ اے مشرکین مکہ اگر تم قیامت تک رُکے رہو گے۔ تو یہ ساری کائنات قیامت تک حرکت نہ کر سکے گی۔ کیونکہ ہادی کی زبان خدا کی تقدیر ہے کہتا جو ہے کہ قافلہ دن چڑھے آئے گا کہتے ہیں کہ قافلے والے بیٹھے ستاروں کو دیکھ رہے تھے کہ آگے بڑھیں اور دن نکلے مگر جہاں ستارے کھڑے تھے وہیں کے وہیں تعظیم مصطفٰےؐ کے لئے کھڑے رہے۔ ایک دو تین ساعتیں نہیں بلکہ تیرہ ساعتیں قافلہ رُکا رہا۔ آخر قافلہ تنگ ہو کر چلا کہ کیا قیامت آنے کو ہے لو ادھر قافلے نے مکہ میں قدم رکھا تو اُدھر سورج نے بھی جھک کر مصطفٰےؐ کو سلام کیا کہ یا رسول اللہ میں بھی آگیا ہوں کہتا جو ہے کہ قافلہ دن چڑھے آئے گا۔ مدارج النبوت جلد ۲ صفحہ ۴۲۷ لوامع الاحزان جلد ۲ صفحہ ۲۴ معراج النبی صفحہ ۵۱ خصائص الکبریٰ صفحہ ۳۴۶

بہت سے مسلمان بھی ایسے ہیں کہ جو فرماتے ہیں کہ پیغمبر نے معراج جسمانی نہیں کیا۔ ان میں اُم المومنین حضرت عائشہؓ معاویہ بن ابی سفیان اور حسن بصری پیش پیش ہیں۔ کہتے ہیں کہ معراج عقل میں نہیں آتا کہ ایک انسان کیسے آسمان پر چلا گیا۔

کیوں مسلمانو جو چیز تمہاری عقل میں نہ آئے اگر تم اُسے نہیں مانتے تو فرماؤ۔ کہ ہزاروں من لکڑیوں کو آگ لگی ہوئی تھی کہ ایک سید نے آگ کے شعلوں میں قدم رکھا تو فلک سوز شعلے جو نارِ نمرودؑ کہلا رہے تھے گلزار بن گئے۔ انگارے پھول بنے حرارت مہک بنی بس یوں سمجھو کہ حضرت خلیل اللہ کی برکت سے جہنم جنت کے روپ میں تبدیل ہو گئی۔ فرماؤ یہ بات کس طرح آپ کی عقل میں آگئی کرو انکار اور جاؤ جہنم ایک سید نے بہتے ہوئے دریا کے سینے پر عصا مارا پورے دریا کا پانی ارادۂ موسیٰ کو پاکر پیغمبر کی تعظیم کو کھڑا ہو گیا۔ بارہ دروازے اور راستے بن گئے کرو انکار فرماؤ یہ کیسے عقل میں آگیا۔ ایک معصوم بندے نے مچھلی کے پیٹ میں سکونت اختیار کی اور مدت تک سمندر کی تہ میں مچھلی کے پیٹ کے اندر لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَکَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ پارہ ۱۷ رکوع ۶ کہتا رہا اور پھر زندہ دنیا میں تشریف لے آیا فرماؤ یہ آپ کی عقل نے کیسے قبول کر لیا کرو انکار اور جاؤ جہنم۔ ایک بندے نے قبر پر کھڑے ہو کر پاؤں کی ٹھوکر مار کر مردے کو زندہ کر دیا اس سے کرو انکار عقل میں تو یہ بات نہیں آتی کہ مردہ یوں زندہ ہو جائے۔ مسلمانو۔ حضرت خلیلؑ ہوں یا حضرت کلیمؑ حضرت یونسؑ ہوں یا حضرت عیسیٰؑ یہ تمام انبیاء علیہم السلام آمنہؓ کے لال کے غلام ہیں سارے نبی حضورؐ پرنور کے اُمتی ہیں ارے جب رسول اللہ کے غلاموں کے معجزے آپ کے ذہن میں نہیں آسکتے اور اگر تو انکار کرے تو کافر ہو جائے۔ تو خاتم النبیین کا معجزۂ معراج کس طرح تیری عقل میں آجائے گا۔ کیا اس معجزے کے انکار سے آپ مسلمان رہ جائیں گے ارے معجزہ ہوتا ہی وہ ہے کہ جو انسانی عقول کو بے بس مجبور کر دے۔ ہاں میں یہ عرض کر رہا تھا کہ ہادی کی زبان اور ہے اور تیری میری زبان اور ہے۔ بھائیو ہادی کے منہ سے جو نکلے جب نکلے جہاں نکلے خدا کی تقدیر ہوتی ہے ہادی، ماں کی گود میں کہے تو اللہ کی تقدیر منبر پہ کہے تو اللہ کی تقدیر نوک نیزے پہ کہے تو اللہ کی تقدیر ایک واقعہ ایک ہادی کا اور سن لو۔ روایت میں ہے کہ جب حضرت یوسفؑ قید خانہ میں تھے

تو قیدیوں کو معلوم ہوا کہ یہ قیدی خواب کی تعبیر بالکل سچی دیتا ہے۔ تو ایک جوان نے جناب یوسفؑ سے عرض کی کہ مجھے یہ خواب آیا ہے کہ میں انگور نچوڑ کر شربت بنا کر بادشاہ کو پلا رہا ہوں فرما دیں میرے خواب کی تعبیر کیا ہے جناب یوسفؑ نے فرمایا تیرا خواب مبارک ہے کہ کل تو قید سے رہا ہو جائے گا اور بادشاہ کا ساقی بنے گا جوان خواب کی تعبیر سن کر خوش ہو گیا اس تعبیر کو سن کر ایک بابے جی نے کہا کہ یوسفؑ مجھے بھی خواب آیا ہے جناب یوسفؑ نے فرمایا کہ بابا جی فرما دیں آپ کو کونسا خواب آیا ہے اس نے کہا کہ میرا خواب یہ ہے کہ میرے سر پہ روٹیاں ہیں جو کوے اور چیلیں میرے سر سے روٹیاں کھینچ کھینچ کر کھا رہے ہیں۔ فرما دیں اس خواب کی تعبیر کیا ہے اس پر حضرت یوسفؑ نے فرمایا۔ بابا جی کل تو پھانسی چڑھے گا کوے اور چیلیں تیرا گوشت نوچ نوچ کر کھائیں گے۔ بابا جی خواب کی تعبیر سے گھبرا گیا اور کہا کہ نہیں یوسفؑ مجھے تو کوئی خواب نہیں آیا میں نے تو اپنی طرف سے بات بنائی ہے اس پر ہادی نے کہا بابا خواب نہیں آیا تو نہ سہی اب تو میری زبان سے نکل گیا ہے کائنات بدل سکتی ہے مگر ہادی کی زبان کا فقرہ نہیں بدل سکتا تفسیر انوار النجف جلد ۸ صفحہ ۳۶ پر معصومین علیہم السلام سے مروی ہے کہ بیرے کا خواب من گھڑت تھا مگر معصوم کی زبان کا نکلا ہوا فقرہ اس کی تقدیر بن گیا۔ اُمت مصطفٰے کے تہتر ۷۳ فرقے اس لئے ہوئے کہ ہادی کو اپنے جیسا سمجھا حالانکہ مولوی صاحب کی تعبیر صرف اور صرف اپنے مفاد کے لئے ہوا کرتی ہے۔ لطیفہ۔ موسم بہار میں کسی زمیندار نے کہیں کھیت کے کنارے پر جال لگایا کہ بیرے پکڑے جائیں تو کسی مولوی صاحب کی نگاہ پڑی تو اس نے وہیں جال لگا دیا۔ اتفاق سے زمیندار کے جال میں بیٹرا آ گیا اور مولوی صاحب کے جال میں چیل آ گئی۔ بیٹرا خاموش ہے اور چیل رونے لگی بیٹرے نے کہا خالہ آپ کیوں روتی ہیں آپ تو مسلمانوں کے مذہب میں حرام ہیں اور میں اسلام میں حلال ہوں مولوی صاحب پڑھا لکھا آدمی ہے۔ وہ آپ کو دیکھ کر چھوڑ دے گا کہ حرام ہے اور زمیندار مجھے پکڑے گا بعد میں اور

ذبح کرے گا پہلے کیوں کہ میں حلال ہوں اس پر چیل نے کہا کہ بیٹا یہ مولوی کا جال ہے۔
بھلا مولوی مجھے چھوڑنے لگا مولوی صاحب میرا پانچ سیر کا گوشت بھی دیکھے گا اور کوئی نہ کوئی حدیث بھی گھڑے گا۔ بھلا کدے کو کھانے والی قوم مجھے کب چھوڑے گی۔ بس حقیقت یہی ہے کہ یہ مولوی صاحب کا جال ہے ورنہ حق و باطل میں تمیز کرنا کوئی مشکل نہیں قرآن وَ اَلَنَّا لَهُ الْحَدِيْدَ پارہ ۲۲ رکوع ۲ نرم کیا ہم نے داؤد کے واسطے لوہا۔ تو پتہ چلا کہ لوہے کو بھی علم ہے کہ یہ ہادی کا ہاتھ ہے لوہا اگر حضرت داؤد کے ہاتھ میں ہو تو موم بن جاتا ہے اور اگر مولوی صاحب کے ہاتھ میں ہو تو لوہا لوہا ہی رہے گا۔ عصا اگر حضرت موسیٰؑ کے ہاتھ میں ہو تو معجزہ بنتا ہے اور اگر مولوی صاحب کے ہاتھ میں ہو تو سوٹے کا سوٹا۔ کنکر اگر مصطفےٰؐ کا اشارہ پائیں تو کلمہ شہادت پڑھنے لگیں۔ اور اگر مولوی صاحب کے ہاتھ میں ہوں تو کنکر کے کنکر ہی ہوں گے اسی لئے قدرت نے ان کی عزت تو قیر کو واضح ان الفاظ میں کیا کہ وَمَا تَشَاءُوْنَ اِلَّا اَنْ يَّشَاءَ اللهُ کہ یہ کچھ نہیں چاہتے مگر صرف یہ کہ جو چاہے اللہ۔ بس اللہ تعالےٰ کی چاہت ان کا مقصود ہے۔ میں یہاں یہ بات واضح کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ آج کا مُلاں مجھے غالی نہ کہنا شروع کر دے سنو یہ خدا کی منشا کے خلاف کچھ بھی نہیں چاہتے بھائیو چاہنا اور بات ہے اور کرنا اور بات ہے ارے معصوم وہ نہیں کہ جو گناہ نہ کرے بلکہ معصوم وہ ہے کہ جو خدا کی منشا کے بغیر کچھ نہ چاہے ہاں اگر گناہ نہ کرنے والا معصوم تو پھر آپ کے چودہ ۱۴ معصوم کیوں ہیں۔ فرماؤ حضرت عباسؑ نے کونسا گناہ کیا ہے حضرت علی اکبرؑ نے کونسا گناہ کیا ہے جناب قاسمؑ نے کونسی خطا کی ہے فرمادیں حضرت زینبؑ اور جناب اُم کلثومؑ میں کیا کمی ہے کہ آپ انہیں معصوم نہیں مانتے اگر مانتے ہیں تو چودہ ۱۴ کی گنتی کیسی۔ جناب من معصوم وہ ہے کہ جس کی چاہت اللہ کی چاہت ہو۔ میں اُسے مثال سے واضح کرتا ہوں مثلاً میں نے چاہا کہ ایک کوٹھی بنالوں مگر نہ بنا سکا اس کا مطلب یہ ہے کہ میں نے تو چاہا تھا مگر میرے خالق نے نہ چاہا میں نے چاہا

کہ امسال حج کرلوں مگر نہ کرسکا مطلب یہ ہے کہ میں نے چاہا مگر میری تقدیر نے نہ چاہا۔ میں نے چاہا کہ مجتہد خود بن جاؤں یا اپنے کسی بیٹے کو مجتہد بنا دوں مگر نہ خود مجتہد بن سکا اور نہ کسی اپنے بچے کو درجہ اجتہاد تک لے جا سکا تو اس کا مطلب یہ ہے کہ میری چاہت اور ہے اور میرے خالق کی منشا اور ہے تو اب سنو حضرت عباسؑ کی چاہت تھی کہ اگر فرزند رسولؐ حکم دیں تو اشقیا سے گھاٹ چھین لیا جائے تاکہ اولاد رسولؐ پیاس سے محفوظ رہ سکے مگر حسینؑ اور سجادؑ کی یہ چاہت نہ تھی بھائیو چاہت اچھی بھی تو ہو سکتی ہے۔ جناب ثانی زہراؑ کی چاہت تھی کہ کسی طرح فرزند رسولؐ بچ جائے مگر حسینؑ اور سجادؑ کی چاہت تھی کہ کسی طرح دین بچ جائے۔ حضرت عباسؑ آل محمدؐ کی حمایت میں جوہر شجاعت دکھانا چاہتے تھے مگر حسینؑ اور سجادؑ ایسا نہیں کرنا چاہتے تھے ان کی صرف وہی چاہت تھی جو خدا کی منشا تھی۔ اس میری تقریر سے کوئی یہ اندازہ نہ لگالے کہ یہ محض مجبور ہیں ایسا نہیں ہے۔ بلکہ خدا تعالےٰ کی فرمانبرداری کی وجہ سے یہ تابع منشاء الٰہی ہیں۔ اس کو مقصد کو میں یوں واضح کرتا ہوں۔ سنو انسان تین قسم کے ہیں ایک یہ کہ جو لوگ خواہشات کے تابع رہتے ہیں۔ مثلاً چوری کرنا۔ جھوٹ بولنا۔ زنا کرنا۔ غیبت کرنا۔ دوسروں کے مال پر ڈاکہ ڈالنا وغیرہ یہ حیوانی خواہشات ہیں ایسا فعل کرنے والے انسان۔ حیوان و درندے ہیں دوسرے وہ لوگ جو اپنے آپ کو عقل کے تابع رکھتے ہیں۔ مثلاً میرے دل میں خیال آیا کہ یہ گھڑی اُٹھالوں مگر عقل نے کہا شرم کر عمامہ سر پہ ہے اور ارادہ چوری کا دوستوں کو سینما جاتا ہوا دیکھ کر میرے دل میں بھی خیال آیا کہ سینما چلا جاؤں مگر عقل نے روکا کہ حیا کر لوگ کیا کہیں گے کہ مولوی ہو کر یہ فعل۔ لوگ تاش کھیل رہے تھے ان میں میرا ایک دوست بھی تھا میں نے چاہا کہ اسے ملتا چلوں مگر علم نے شرم دلائی کہ تاش شطرنج کھیلنے والوں پر تو سلام کرنا جائز ہی تو نہیں ہے۔ ان لوگوں پر سلام کیسا۔ اپنی مجلس کو زینت دینے کے لئے میں نے غلط بیانی سے کام لینا چاہا۔

مگر ضمیر نے روک دیا کہ خدا رسولؐ آئمہ طاہرین کے حکم کے خلاف نہ کرو ورنہ عذاب میں مبتلا ہوگا۔ تو ایسے بشر کو انسان کہتے ہیں۔ یعنی انس ان وہ ہے جو حلال و حرام۔ حق و باطل۔ گناہ۔ ثواب۔ دوست دشمن میں تمیز رکھے اور ہمیشہ ایسے افعال کرے کہ جس سے خوشنودئ خدا ہو۔ تیسرے وہ لوگ ہیں جو معصوم ہیں ان لوگوں کو کبھی بُرے کام کی طرف ارادہ کرنے کا خیال تک بھی نہیں آتا ذہنی طور سے یہ لوگ اتنے پاک اور مقدس ہوتے ہیں کہ یہ کبھی بُرائی کی طرف دھیان ہی نہیں دیتے۔ جس طرح ایک پیاسا آدمی مرنا تو گوارا کرے گا مگر گندی نالی کا پانی کبھی نہیں پیئے گا۔ کیونکہ گندی نالی کے پانی سے ہر انسان کو ایسی نفرت ہوتی ہے کہ کسی صورت میں کوئی انسان اس کا پانی پینا ہرگز گوارا نہیں کرے گا۔ بس یہی صورت معصوم انسان کی ہے کہ وہ مجبور نہیں بلکہ گناہ سے اُسے اس طرح کی نفرت ہوتی ہے کہ وہ کسی صورت میں بھی گناہ کرنا گوارا نہیں کرتا ایسے لوگوں کے بارے میں خدا تعالےٰ کا حکم ہے وَمَا تَشَاءُونَ إِلَّا أَنْ يَشَاءَ اللهُ کہ یہ کچھ نہیں چاہتے مگر وہ جو چاہے اللہ۔ بس معصوم کی زبان سے جو نکلے جب نکلے جہاں نکلے خدا کی تقدیر ہوا کرتی ہے پہلے تو میں یہ کہہ رہا تھا کہ معصوم کا فعل خدا کی تقدیر ہے مگر اب ایک منزل اور بلند کرنا چاہتا ہوں وہ یہ کہ اگر کسی وقت معصوم کی زبان سے کچھ اور نکل جائے اور خدا کی منشا کچھ اور ہو تو یہ معصوم مخلوق خدا کو اتنی پیاری ہے کہ خالق اپنا حکم التوا میں ڈال دیتا ہے اور ان کی زبان کے فقرے تقدیر بنا کر جاری کر دیتا ہے۔ بھائیو میرا اللہ ساری کائنات کا خالق ہے معصوم ہو یا غیر معصوم سب اللہ تعالےٰ کی مخلوق ہے بھلا خالق اور بندے کا مقابلہ کیسا میں تو یہ کہہ رہا ہوں کہ اللہ تعالےٰ کو یہ مخلوق اتنی پیاری ہے کہ اللہ تعالےٰ ان کی زبان کے فقرے قانون و حکم بنا تا ہے اور اپنا حکم روک لیتا ہے میں اس مقصد کو واضح کرنے کے لئے حضرت ابراہیمؑ خلیل اللہ کی سیرت کا سہارا لیتا ہوں۔ قدرت کا حکم ہوا اے میرے خلیلؑ قربانی

دو تو خالق کے حکم کے مطابق جناب ابراہیمؑ نے اُونٹ ذبح کردیئے پھر حکم ہوا خلیلؑ قربانی دے تو حضرت ابراہیمؑ نے گائیں ذبح کردیں پھر حکم ہوا خلیلؑ قربانی دو جناب ابراہیمؑ نے بکرے دُنبے ذبح کردیئے۔ پھر حکم ہوا خلیل۔ امامت نہیں لینی عرض کی پالنے والے امامت کی خاطر ہی تو یہ سب کچھ قربان کررہا ہوں فرمایا ابراہیمؑ ہماری امامت اتنی سستی نہیں کہ اُونٹ گائے بکرے دُنبے سے مل جائے گی۔ اے خلیلؑ ہم تو بیٹا لیں گے اور بیٹا بھی اسماعیلؑ نامی۔ تو خالق کے حکم کے مطابق جناب ابراہیمؑ بچے کو ذبح کرنے کے لئے آمادہ ہوئے۔ تفسیر عمدۃ البیان جلد ۲ صفحہ ۳۶۵ پر مرقوم ہے کہ حضرت اسماعیلؑ کی عمر تیرہ ۱۳ برس کی تھی کہ حضرت ابراہیمؑ نے حضرت اسماعیلؑ سے فرمایا۔ قَالَ یٰبُنَیَّ اِنِّیْ اَرٰی فِی الْمَنَامِ اَنِّیْ اَذْبَحُكَ کہا اے میرے بیٹے میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میں تجھے خدا کے راستہ میں ذبح کررہا ہوں حضرت اسماعیلؑ نے جواب میں عرض کی یٰاَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ سَتَجِدُنِیْ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰبِرِیْنَ ۝ پارہ ۲۳ رکوع ۷ اے بابا کر گزر جو کچھ آپ کو حکم ہوا ہے انشاء اللہ میں صبر کرنے والوں سے ہوں گا۔ بس بیٹے کی مرضی منشا پا کر حضرت خلیلؑ حضرت اسماعیلؑ کو لے کر جناب ہاجرہؑ کے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ بچے کو نہلاؤ دھلاؤ اور اُجلے کپڑے پہناؤ حضرت ہاجرہؑ نے عرض کیا کہ کہیں جانے کا ارادہ ہے فرمایا ہاں ایک دوست کے ہاں دعوت پر جانا ہے۔ شوہر کا حکم پاتے ہی جناب ہاجرہؑ بسم اللہ کرکے اُٹھی اور حضرت اسماعیلؑ کو نہلایا نئے کپڑے پہنائے کھانا کھلایا اور تیار کرکے حضرت ابراہیمؑ کے حوالے کیا۔ لوگ کہتے ہیں کہ حضرت یوسفؑ بہت حسین تھے۔ لاکھ یوسفؑ حسین سہی مگر اسماعیلؑ کا مقابلہ کب کہ جناب اسماعیلؑ کی پیشانی میں محمد مصطفٰےؐ سے لے کر مہدی ہادی تک چودہ ۱۴ نور چمک رہے تھے۔ اس کے بعد جب باپ بیٹا دونوں چلنے لگے تو حضرت خلیلؑ نے گھر سے ایک چھری

اور رسی اُٹھالی۔ چھری اور رسی کو دیکھ کر حضرت ہاجرہؑ نے عرض کی خلیلؑ اس چھری اور رسی کی کیا ضرورت ہے۔ حضرت ہاجرہؑ کے سوال کو سُن کر حضرت ابراہیمؑ نے سوچا کہ اگر کہتا ہوں کہ میں نے جنگل میں جاکر اسماعیلؑ کو ذبح کرنا ہے تو بن موت آئے ماں مر جائے گی کیونکہ یہ ہاجرہؑ ہے رباب نہیں ہے۔ دیکھو خدا کا حکم بھی ہے کہ اسماعیلؑ کو ذبح کیا جائے ابراہیمؑ کی منشا بھی ہے کہ اسماعیلؑ کو ذبح کرنا ہے۔ حضرت اسماعیلؑ کی تمنّا بھی ہے کہ میں ذبح ہو جاؤں کلام مجید ان باتوں کی تصدیق کر رہا ہے۔ مگر ہاجرہؑ کے دریافت کرنے پر حضرت ابراہیمؑ نے فرمایا کہ ہاجرہؑ چھری رسی اس لئے لی ہے کہ وہاں کوئی دُنبہ نہ ذبح کرنا پڑ جائے۔ ہاں صرف زبان پر دُنبہ ہے دل میں اسماعیلؑ ہے ادھر حضرت خلیلؑ کی زبان سے دُنبہ نکلا تو قدرت کی آواز آئی جبرائیلؑ میرے معصوم بندے کی زبان سے دُنبہ ذبح کرنا نکل گیا لو ہم نے اپنا حکم التواء میں ڈال دیا اور معصوم کی زبان کا فقرہ جاری کر دیا اے جبرائیلؑ دُنبہ لے جاکر اسماعیلؑ کی جگہ ڈال دو کیونکہ معصوم نے ہاجرہؑ سے فرمایا ہے کہ وہاں کوئی دُنبہ نہ ذبح کرنا پڑ جائے تو بس اب دُنبہ ہی ذبح ہونا چاہیئے دنیا نے دیکھا کہ اسماعیلؑ بچ گئے اور دُنبہ ذبح کیا گیا۔ یہ ہے قدرت کی نگاہ میں عزت معصوم۔ مگر لکیر کے فقیر مولوی صاحبان شور مچائے جا رہے ہیں کہ معصوم ہم جیسا۔ لطیفہ میرے گاؤں میں ایک مرتبہ وعظ ہوا۔ ایک بہترین نعت خوان جو بابا طوطیا کے نام سے مشہور تھا وہ بھی تشریف لایا چونکہ کسی زمانہ میں ان کی پارٹی کا میں بھی ایک فرد تھا پرانی محبت نے جوش مارا اور میں بھی بابا طوطیا کی نعت سُننے کو چلا گیا اور مسجد کے باہر چارپائی ڈلوا کے بیٹھ گیا۔ وعظ شروع ہوا اور بابا طوطیا نے اپنے وقت پر نعت شروع کی نعت کا پہلا مصرع یہ تھا۔

محمدؐ کھیڈ دا مدینے دیاں گلیاں دے وچہ۔ میں یہ مصرع سُن کے حیران رہ گیا

کہ یہ کیا ہمارے گاؤں کے لوگ پڑھے لکھے ہیں تاریخ سے اکثر لوگ واقف ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیدا ہوئے مکہ میں اور ترپن ۵۳ برس زندگی گزاری مکہ میں ترپن ۵۳ سال کے بعد مدینہ منورہ تشریف لائے اور بابا طوطیا نعت میں کہہ رہا ہے کہ محمدؐ کھیڈ دا مدینے دیاں گلیاں دے وچہ۔ کیا ترپن ۵۳ برس کے بعد بھی حضورؐ کھیلا کرتے تھے اس صورت پر مجھے گمان پیدا ہوا کہ مجمع میں کوئی آدمی ضرور بابا طوطیا کو ٹوک دے گا۔ میں چارپائی سے اُٹھ کر مسجد کے دروازے پر آیا کہ دیکھیں بابا طوطیا کا کیا حشر ہوتا ہے۔ مگر مجمع کی حالت دیکھ کر میری حیرانگی کی انتہا نہ رہی کہ پورا مجمع سر مار رہا ہے اور مستی میں کہہ رہے ہیں قربان جاتی آ۔ قربان جانا بھی نہیں بلکہ قربان جاتی آ۔ سارا مجمع ہی اپنے آپ کو مؤنث ظاہر کر رہا ہے یہ منظر دیکھ مجھے مولانا فیض محمد مرحوم کا مقولہ یاد آ گیا کہ جہاں وہ ہے وہاں عقل نہیں اور جہاں عقل ہے وہاں وہ نہیں۔ کمال یہ ہے کہ جنہیں اتنی تمیز بھی نہیں کہ مذکر اپنے کو کہلاتا ہے یا مؤنث وہ شور مچا رہے ہیں کہ مصطفٰے ہم جیسا بشر ہی تو تھا۔ ہاں میں حضرت اسماعیلؑ کی قربانی کا واقعہ عرض کر رہا تھا کہ جناب خلیل اللہؑ اپنے لخت جگر کو لے کر منیٰ کی طرف چلے کہ ابلیس لعین ملعون نے چاہا کہ خلیلؑ کے استقلال میں نقص پیدا کر دی پیر مرد کی شکل میں حضرت ہاجرہؑ کے پاس آیا اور عرض کیا۔ بی بی معلوم ہے کہ حضرت ابراہیمؑ کہاں گئے ہیں جناب ہاجرہؑ نے فرمایا کہ وہ اپنے بچے کو ساتھ لے کر ایک دوست کے ہاں دعوت پہ گئے ہیں ابلیس لعین نے کہا نہیں بی بی دعوت کا بہانہ تھا تو اُجڑ گئی کہا کیا ہوا ابلیس لعین نے کہا کہ میں آنکھوں سے دیکھ کر آیا ہوں کہ وہ تیرے بچے کو ذبح کرنے کی تیاری کر رہے تھے اسی لئے تو وہ چھری رسی لے گئے تھے کہ رسی سے ان کے ہاتھ پاؤں باندھ کر انہیں ذبح کریں ابلیس لعین کو خیال تھا کہ نبی کی بیوی ہے بہکاؤں گا اور وہ میدان کو دوڑے گی اور ابراہیمؑ

کا پروگرام معطل ہو کے رہ جائے گا اس لئے بنی کی بیوی سمجھ کر بہکانے کو آیا کیونکہ یہ کم بخت نبیوں کی بیویوں کو بہکانے کا عادی ہے مگر ملعون یہ نہیں جانتا تھا کہ یہ صرف بنی کی بیوی ہی نہیں ہے بلکہ ایک بنی کی ماں بھی ہے صرف بنی کی بیوی ہوتی تو شاید بہک جاتی مگر یہ تو ایک بنی کی ماں بھی ہے۔ جناب ہاجرہؑ نے ابلیسؔ کی گفتگو سُن کر فرمایا کہ آپ حضرت خلیلؑ کو منع کرتے کہ اسماعیلؑ کو ذبح نہ کر اس کی ماں مر جائے گی شیطان نے کہا بی بی میں نے تو بڑا سمجھایا مگر ان کے دماغ پر ہذیان کا دورہ ہو گیا ہے جب حضرت ہاجرہؑ نے سُنا کہ یہ پیر مرد تو خلیلؑ کو ہذیان کی تہمت لگا رہا ہے فوراً کہا لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم تو شیطان بھاگا اور کہا ہاجرہؑ تمہیں کس نے کہا کہ میں ابلیسؔ ہوں فرمایا کہ جو انبیاء کو ہذیان کی تہمت لگائے وہ شیطان ہی تو ہوتا ہے یعنی شیطان کا کام ہے انبیاء کو ہذیان کی تہمت لگانا۔ حضرت ہاجرہ سے خفت اُٹھا کے شیطان حضرت اسماعیلؑ کے پاس آیا اور حضرت اسماعیلؑ کی بہکانے لگا تو تنگ آکر اسماعیلؑ نے حضرت ابراہیمؑ سے عرض کی بابا شیطان پیچھے پیچھے آرہا ہے فرمایا بیٹا اسے کنکریاں مارو شیطان ہمیشہ انبیاء کے پیچھے ہی لگے رہتے ہیں۔ صاحب تفسیر مجمع البیان لکھتے ہیں کہ جب حضرت خلیلؑ جناب اسماعیل کو ذبح کرنے لگے تو ایک بڈھا ان کے پاس آیا اور کہا کہ یہ کیا کرتا ہے کبھی کسی نے اپنے میوہ دل کو بھی ذبح کیا ہے آپ کو ذبح کرنے کا وسوسہ شیطان نے ڈالا ہے حضرت خلیلؑ نے فرمایا دُور ہو مردود کبھی انبیاء پر بھی شیطان کا جادو چلا۔ اِدھر خلیلؑ نے چھری چلائی اُدھر دُنبہ آگیا اور قدرت نے ابراہیمؑ کو امتحان میں کامیاب پا کر امامت کا تاج عطا کر دیا دونوں باپ بیٹا خدا کا شکر ادا کر کے واپس گھر پلٹے جب حضرت ہاجرہؑ نے حضرت اسماعیلؑ کو دیکھا تو گلے پر چھری کی رگڑ سے سرخ دھاری پڑی تھی نظر آئی ماں نے بچے سے دریافت کیا کہ یہ کیا ہے جناب اسماعیلؑ نے عرض

کی کہ ابا جان سے دریافت کریں حضرت ہاجرہؑ نے جناب ابراہیمؑ سے دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا کہ میں خدا تعالےٰ کے حکم سے اسماعیلؑ کو ذبح کرنے لگا تو خالق نے دُنبہ بھیج دیا یہ چھری کی رگڑ کا داغ ہے بس اتنا سُننا تھا کہ ہاجرہؑ کی چیخ نکل گئی اور غش کھا کے گری جب ہوش آیا تو اسماعیل کو گلے لگا کر فرمایا خلیلؑ اگر چھری چل جاتی تو ماں کیا کرتی اور پھر بے ہوش ہو گئی۔ منقول ہے کہ اسی صدمہ سے جناب ہاجرہؑ کا انتقال ہو گیا تھا لواعج الاحزان جلد ۱ صہ ۱۶۱ مومنین آپ نے ماں کی محبت کو دیکھا کہ چھری کی رگڑ نہ برداشت کر سکیں میں کہتا ہوں بی بی آپ ذرا کربلا تشریف لا دیں اور حسینیؑ قافلہ کی ماؤں کو دیکھیں کہ وہ کس طرح اپنے بچوں کو فرزند رسولؐ پر قربان کر رہی ہیں۔ روایت میں ہے کہ جناب مسلمؓ ابن عوسجہ کی شہادت کے بعد اس کا کم سن بچہ مولا حسینؑ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی مولا مجھے میدان جہاد میں جانے کی اجازت دیں مولا نے فرمایا تو کس کا لڑکا ہے کہا اسی مسلم بن عوسجہؓ کا کہ جس کی لاش آپ میدان سے اب لائے ہیں امام اس بچے کی کم سنی کو دیکھ کر رو پڑے فرمایا بیٹا پلٹ جا تیری ماں کو تیرے باپ کا غم ہی کافی ہو گیا ہے اس بچے نے عرض کی فرزند رسولؐ میری ماں ہی نے تو مجھے گھوڑے پر بٹھایا ہے میں کوئی گھوڑے پر سوار ہونے کے قابل ہوں مولا جب میری ماں نے میرے باپ کی لاش دیکھی تو مجھے اٹھا کر گھوڑے پر سوار کر کے فرمایا۔ بیٹا جا علی اکبرؑ کا فدیہ بن عزادار ادھر یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ خیام حسینیؑ سے آواز آئی میرے مظلوم امام خدا کے لئے میری قربانی کو قبول کیجئے میں نے اسے آپ کے اکبرؑ کا صدقہ کیا ہے۔ لکھا ہے کہ مومنہ کی آواز کو سُن کر مولا حسین کا منہ مدینے کو پھر گیا عرض کی نانا اپنا چناؤ بھی دیکھو اور میرا چناؤ بھی دیکھو۔ مصباح المجالس جلد ۲ صہ ۱۹۱ الا لعنت اللہ علی القوم الظالمین۔

بیسویں مجلس

نجف کا سانپ کسی کو نہیں کاٹتا۔ ایک آدمی نے خواب میں رسولخداؐ علیؑ المرتضیٰ اور سیّدہ طاہرہؑ کو دیکھا۔ اور سیّدہ کا اس پر غضبناک ہونا اور اس کی توبہ۔ عزادار عورت کے بیٹے کی قبر پر سیّدہؑ کا رونا من کنت مولاہ کی تشریح ۔ علیؑ کیوں کعبہ میں پیدا ہوئے۔ حضرت علیؑ نے مقدادؓ بن اسود کو دینار عطا کیا۔ اور خدا کی طرف سے رزق۔ قبر میں مولا علیؑ تشریف لاتے ہیں ایک مومن کا واقعہ۔ حضرت زہیرؓ ابن قین کی شہادت۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ؕ

هَلۡ جَزَآءُ الۡاِحۡسَانِ اِلَّا الۡاِحۡسَانُ پارہ ۲۷ رکوع ۱۳ ترجمہ نہیں بدلا احسان کا مگر احسان دنیا کا ہر انسان عالم ہو یا جاہل۔ اپنا ہو یا بیگانہ۔ دیہاتی ہو یا شہری۔ گورا ہو یا کالا۔ دوست ہو یا دشمن۔ جنتی ہو یا جہنمی۔ غرضیکہ ہر انسان اس بات کو جانتا اور فخر سے مانتا ہے کہ احسان کا بدلہ احسان ہے۔ انسان تو عقل و شعور رکھتا ہے۔ حیوانوں کو بھی تمیز ہے کہ احسان کا بدلہ احسان ہے۔ میں کہتا ہوں نجس العین جانور کتے کو بھی تمیز ہے کہ احسان کا بدلہ احسان ہے۔ آپ دو دن کسی کتے کو روٹی ڈال کے دیکھ لیں۔ یقیناً کتے مومنوں سے کھاتے ہی ہیں اگر کوئی کتا کسی مومن کی روٹی اٹھا کے بھاگ جائے تو کیا اس مومن پر واجب ہے کہ ضرور کتے کو قتل ہی کرے۔ بلکہ درگزر کرنا بہتر افضل ہے۔ کہ دفعہ ہو کتا تھا۔ کتیا ئی کم گیا۔ اگر یوں کتوں کو مومن قتل کرتے تو آج دنیا میں ایک بھی کتا نہ ہوتا۔ ہاں میں عرض کر رہا تھا کہ آپ آزما کے دیکھ لیں کتا جس دروازے سے کھائے گا اسی پر بیٹھ کر پہرہ دے گا۔ تو اس نجس العین جانور کو بھی تمیز ہے کہ احسان کا بدلہ احسان ہے۔ حضور شرافت اسی میں ہے کہ جس کا کھائے اسی کا گائے۔ کسی عارف نے کیا خوب کہا ہے شعر

نت نعمت کھاویں سائیاں دی۔ تے کیوں بنتی ہیں رن قصائیاں دی

مسلمان جانتے ہیں قسیم النار والجنۃ علیؑ ہے۔ ساقی کوثر علیؑ۔ پل صراط پر علیؑ۔ میزان پر علیؑ۔ میدان میں علیؑ۔ قرآن میں علیؑ۔ قبر میں علیؑ حشر میں علیؑ۔ اور پھر امامت غیروں کی ہاں میں عرض کر رہا تھا کہ احسان کا بدلہ احسان ہے۔ میں کچھ عرصہ نجف اشرف میں رہا۔ میں نے نجف اشرف میں یعنی مولا کے خاص شہر میں مولا علیؑ کا ایک معجزہ سنا ہے جو آج بھی ہے اور قیامت تک رہے گا وہ معجزہ یہ ہے کہ نجف کے رہنے والے سانپ کسی بشر کو کاٹتے نہیں اور لوگ انہیں مارتے نہیں جیسے ہمارے گھروں میں

بلّیاں رہتی ہیں وہاں سانپ رہتے ہیں جو کسی کو نہیں کاٹتے حالانکہ سانپ بڑا موذی جانور ہے۔ چاہے کوئی چھیڑتا رہے یہ کاٹتے ہوئے ذرا بھر حیا نہیں کرتا خدا جانے مولا علیؑ نے سانپ کی نسل کو کیا سمجھا دیا ہے کہ نجف کا سانپ کسی کو نہیں کاٹتا۔ ویسے آپ دنیا کی تمام کتابیں پڑھ جائیں آپ کو کہیں نہیں ملے گا کہ کبھی کسی جانور نے معصوم کو اذیت دی ہو۔ سانپ۔ بچھو۔ بھڑ۔ مکھی۔ کُتا۔ شیر۔ بھیڑیا غرضیکہ کائنات کا ہر جانور معصوم کا فرمانبردار ہوتا ہے۔ اگر کسی کو سانپ۔ بچھو۔ بھڑ وغیرہ کاٹ کھائے تو سمجھو کہ یہ انسان ہادی نہیں ہے بلکہ محتاج ہدایت ہے۔ ہادی کا تو ہر جانور غلام ہوتا ہے۔ ہاں میں عرض کر رہا تھا کہ نجف کے رہنے والے سانپ کسی کو کاٹتے نہیں۔ میں نے نجف میں ایک واقعہ سُنا کہ گھر سے سانپ نکلا صحن میں خالی پیالہ پڑا تھا۔ سانپ نے اس میں مُنہ ڈالا اور خالی پیالے میں اپنا زہر ڈال دیا۔ گھر کی مالکہ دیکھ رہی تھی کہ سانپ نے خالی پیالے میں مُنہ ڈالا ہے اُس نے سمجھا کہ سانپ پیاسا ہے اُس عورت نے دوسرے پیالے میں سانپ کی خاطر دودھ ڈال دیا سانپ نے دودھ پی کر جس پیالے میں زہر ڈالا تھا اس کو دم سے لپیٹا اور کروٹ بدل کے زہر والا پیالہ توڑ دیا۔ گھر والوں نے جب تشخیص کی تو معلوم ہوا کہ سانپ نے پہلے زہر ڈالا تھا مگر گھر والوں نے جب احسان کر کے دودھ پیش کیا تو سانپ جیسے موذی جانور کی غیرت نے بھی گوارا نہ کیا کہ محسن کو بُرا بدلہ دیا جائے بھائیو احسان کا بدلہ احسان ہے۔ احسان کا ایک واقعہ بحار سے ہی سُن لیں کُتب علمائے شیعہ میں سیّد علی حسینی سے روایت ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں اپنے مولا اور پیشوا علیؑ بن موسیٰ الرضا علیہ السلام کے مشہد مقدس میں مجاور تھا اور ایک جماعت مومنین میرے ساتھ تھی۔ جب روز عاشور ہوا تو ایک شخص نے میرے اصحاب سے احوال شہادت حضرت امام حسین علیہ السلام پڑھنا شروع کیا جب وہ اس روایت پر پہنچا کہ حضرت امام محمد باقر

علیہ السلام نے فرمایا کہ جس شخص کی آنکھوں سے حضرت امام حسین علیہ السلام کی مصیبت میں مچھر کے پر کے برابر آنسو نکلے تو حق تعالےٰ اس کے گناہوں کو بخشے گا اگرچہ مانند کف دریا ہوں۔ مجلس میں ایک مرد جاہل بھی حاضر تھا۔ جو اپنی عقل ناقص پر نہایت اعتماد رکھتا تھا۔ کہنے لگا کہ یہ حدیث صحیح نہیں ہے کیسے ہو سکتا ہے کہ رونا امام حسینؑ کا اس قدر ثواب رکھتا ہو۔ جب اس نے ایسا کلمہ کہا تو ہم سب نے اُس سے بحث کی لیکن وہ شخص اپنی جہالت سے نہ پھرا اور اُٹھ کر اپنے گھر چلا گیا۔ جب دوسرا دن ہوا تو وہ شخص ہمارے پاس آیا اور عذر خواہی کرنے لگا اور جو باتیں شب کو کہیں تھیں اس سے نادم اور پشیمان ہوا اس نے بیان کیا کہ جب میں یہاں سے اپنے گھر گیا تو فرش خواب پر جا کر سو رہا۔ خواب میں دیکھا کہ گویا قیامت برپا ہے اور ساری خلقت ایک صحرا میں جمع ہے زمین اس صحرا کی ہموار ہے مطلق اس میں نشیب و فراز نہیں ترازوئے اعمال نصب ہے اور پل صراط جہنم پر قائم ہے حساب کتاب شروع ہو گیا ہے دیوان ہائے اعمال کو کھولا گیا ہے قصر ہائے بہشت کو آراستہ کیا گیا ہے اور آتش جہنم کو روشن کیا گیا ہے آگ بھڑک رہی ہے۔ تو اس وقت پیاس مجھ پر غالب ہوئی۔ میں پانی کی تلاش کو نکلا مگر کہیں نہ پایا۔ حالت تشنگی میں دائیں بائیں دیکھتا تھا کہ شاید کہیں پانی نظر پڑے گا ناگاہ داہنی جانب ایک حوض بہت طویل و عریض دیکھا میں نے اپنے دل میں کہا یہی حوض کوثر ہے۔ اس کا پانی بہت سرد اور شیریں ہے حوض کے پاس میں نے دو مرد اور ایک خاتون کو کھڑے دیکھا کہ ان کے نور جمال نے عرصہ محشر کو روشن کر دیا ہے وہ جامہ ہائے سیاہ پہنے ہیں اور زار زار روتے ہیں میں نے پوچھا یہ بزرگوار کون ہیں۔ لوگوں نے کہا یہ محمدؐ مصطفےٰ اور علیؑ المرتضےٰ اور وہ معظمہ فاطمہؑ زہرا ہیں۔ میں نے پوچھا یہ بزرگ لباس سیاہ کیوں پہنے ہیں اور کیوں محزون

گریاں ہیں۔ کہا کہ اے شخص تجھے معلوم نہیں کہ آج روز عاشورا ہے اس لئے یہ بزرگوار محزون ہیں۔ پس یہ بات سُن کر میں جناب سیدہؑ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی اے دختر رسولِ خداؐ میں پیاسا ہوں۔ انہوں نے بچشم غضب مجھ کو دیکھا اور فرمایا تو میرے نور دیدہ حسینؑ مظلوم کی مصیبت پر رونے کی فضیلت کا منکر ہے خدا لعنت کرے اس کے قاتل پر اور ان پر جنہوں نے حسینؑ پر ظلم کیا اور پانی سے اُسے محروم رکھا پس میں اس خواب کی دہشت سے چونک پڑا۔ بحار الانوار جلد ۱۰ حصہ ۱ صفحہ ۱۱۲ اس واقعہ سے صرف یہ ہی ثابت نہیں ہوا کہ فرزند رسولؐ کے غم میں رونے کا بے حد ثواب بلکہ یہ بھی معلوم ہو گیا کہ سیدہؑ طاہرہ صلواۃ اللہ علیہا اپنے فرزند کے غم میں رونے والوں کو خود کوثر پلائیں گی۔ اور غم حسینؑ میں رونے والوں کا خاص خیال رکھیں گی کہ احسان کا بدلہ احسان ہے روایت میں ہے کہ نجف اشرف کی ایک عزادار عورت محرم کے دس دن میں تو فرزند رسولؐ کا اپنے گھر میں ماتم کرتی رہی روز عاشور کے بعد وہ عورت اپنے بیٹے کی قبر پر گئی تو کیا دیکھا کہ ایک مستور اس کے بیٹے کی قبر کے سرہانے اس طرح رو رہی ہے کہ جس طرح ماں اپنے بچے کو رویا کرتی ہے۔ اس عزادار عورت نے کہا بی بی یہ تو میرے بچے کی قبر ہے آپ اپنے وارث کی قبر پر تشریف لے جاویں تو اس مستور نے فرمایا کہ تو نے دس روز میرے بچے کا ماتم کیا آج میں فاطمہ زہراؑ تیرے بچے کو رونے آئی ہوں کہ احسان کا بدلہ احسان ہے۔ المجالس الفاخرہ صفحہ ۶ اب میں آپ کو چند فقرے فضائل کے سُناتا ہوں ذرا آنکھیں صاف کر کے صلواۃ پڑھ لیں۔ سنو غدیر خم پر تاجدار رسالت نے ایک لاکھ بیس ہزار کے مجمع میں فرمایا مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ کہ جس کا میں مولا ہوں پس اُس کا علیؑ مولا ہے یہ فرمانا حضورؐ کا احسان نہیں ہے۔ نبی ہونے کی حیثیت سے آقا ہونے کی حیثیت سے رحمۃ للعالمین ہونے کی حیثیت سے

تو پیغمبر اسلام کے کائنات کے ہر فرد پر کروڑوں احسان ہیں مگر اس واقعہ میں کوئی احسان نہیں بلکہ احسان کا بدلہ ہے جو کسی دن ابو طالبؑ کے لال نے ادھار چڑھایا تھا۔ جسے رسولِ خداؐ غدیرِ خم پر اُتار رہے ہیں وہ احسان کب چڑھایا وہ ہے احد کے میدان کا دن کہ جنگ احد میں تین سو مسلمان تو رسول اللہ کو لڑائی سے پہلے ہی چھوڑ کر گھر تشریف لے آئے اور سات سو صحابہ کرام میدان احد میں لڑے۔ مدارج النبوت جلد ۲ صفحہ ۲۰ تاریخ اسلام جلد ۱ صفحہ ۱۶۹ اکبر نجیب آبادی پہلے تو مسلمانوں کو فتح نصیب ہوئی مگر بعد میں جنگ کا پانسہ پلٹ گیا کہ جن پچاس تیر اندازوں کو رسول اللہ نے گھاٹی پر تعینات کیا تھا انہوں نے یہ کہہ کر درّہ چھوڑ دیا کہ اب تو فتح ہو چکی چلو مال غنیمت جمع کریں اس پر ان کے سردار حضرت عبداللہ ابن جبیر نے ہر چند ان کو روکا کہ جب تک آنحضرت صلعم کا حکم نہ ہو ہم کو اپنی جگہ سے نہ ہلنا چاہیئے۔ مگر فتح کی خوشی اور کفار کے تعاقب کے شوق میں وہ چل دیئے۔ گھاٹی کو خالی دیکھ کر خالد بن ولید نے پیچھے سے آ کر حملہ کر دیا گھاٹی پر چند صحابی تھے جو عبداللہ ابن جبیر کے ساتھ ہی شہید ہو گئے۔ معاملہ ایں جا رسید کہ چاروں طرف سے مشرکین مکہ نے رسول اللہ کی فوج کو گھیر لیا۔ اس افرا تفری میں مسلمان بھاگے جو گھوڑوں پر سوار تھے انہیں گھوڑے لے کر بھاگے اور جن کے ہاتھ میں گھوڑوں کی لگامیں تھیں انہیں چڑھنا نصیب نہ ہوا وہ گھوڑوں کو لے کے بھاگے۔ پیغمبر کے جانثار صحابہ دادِ شجاعت دیتے ہوئے احد میں ستّر شہید ہوئے۔ مدارج النبوت جلد ۲ صفحہ ۲۳۱۔ مولانا عبدالحق محدث دہلوی لکھتے ہیں کہ صرف چودہ ۱۴ صحابی جن میں سات انصار اور سات مہاجر تھے نبی اکرمؐ کے پاس رہے۔ مہاجرین کے یہ نام ہیں ۱ حضرت ابوبکر ۲ حضرت علیؑ المرتضےٰ ۳ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف ۴ حضرت سعد بن ابی وقاص ۵ حضرت زبیر ابن العوام ۶ حضرت طلحہ بن عبداللہ ۷ اور ابو عبیدہ بن

الجراح - اس سے ثابت ہوا کہ حضرت عثمان اور حضرت عمر بھی ثابت قدم نہ رہ سکے مدارج النبوت جلد ۲ صفحہ ۲۰۵ قابل غور امر یہ ہے - کہ ایک سال قبل جنگ بدر ہوا تھا - اس میں بھی لڑنے والے یہی مشرکین مکہ ہی تھے - خالق نے جنگ بدر میں پانچ ہزار فرشتے بھیجے کہ وہ مسلمانوں کی مدد کریں قرآن يُمْدِدْكُمْ رَبُّكُمْ بِخَمْسَةِ آلَافٍ مِّنَ الْمَلَائِكَةِ مُسَوِّمِينَ ۝ پارہ ۴ رکوع ۴ مدد کرے گا تم کو پروردگار تمہارا ساتھ پانچ ہزار فرشتوں کے نشانی کرنے والے بدر میں تو اللہ تعالیٰ نے پانچ ہزار فرشتے حضور کی مدد کو بھیج دیئے مگر احد کے جنگ میں ایک فرشتہ بھی اللہ تعالیٰ نے نہیں بھیجا - اس کی وجہ کیا ہے حالانکہ بدر میں ایک فرشتہ بھیج دینا تو وہی کافی تھا ارے بدر کے میدان میں وافر بھیج دیئے اور احد میں ستر صحابی شہید ہو گئے پیغمبر اسلام زخمی ہوئے دانت مبارک شہید ہو گئے چہرہ انور پر شدید زخم لگے مگر اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتہ تک نہ بھیجا فرمائیں اس کی وجہ کیا ہے - کیا اللہ تعالیٰ اپنے حبیب سے ناراض ہو گیا تھا - اس سوال کا جواب ذرا غور طلب ہے - کہ بدر میں خالق نے فرشتے بھیجے بات یہ ہے کہ میدان جنگ بدر میں لڑنے والے اور تھے اور اپنی شجاعت کو شہرت دینے والے اور تھے - روح القرآن کے صفحہ ۱۷۹ پر ہے کہ بدر میں حضرت علیؑ نے چھتیس ۳۶ مشرک قتل کئے یہ مسلمہ بات ہے کہ بدر میں کل مشرکین ستر قتل ہوئے جن میں سے چھتیس ۳۶ تو علیؑ نے قتل کئے اور چھ حضرت حمزہؓ نے قتل کئے بقایا ہوئے اٹھائیس ۲۸ مشرک جو تین سو گیارہ صحابہ کرام اور پانچ ہزار فرشتوں نے مل کر قتل کئے حساب لگا کر فرمادیں کہ ایک ایک صحابی کو کتنے کتنے آئے - دوسرا یہ کہتے ہیں کہ ابو جہل کے قاتل دو انصاری بچے تھے - معاذ بن عمرو اور معوذ بن عفرہ ان دونوں بچوں نے ابو جہل کو قتل کر دیا یہ بخاری میں لکھا ہوا ہے بخاری جلد ۲ صفحہ ۴ تاریخ اسلام اکبر نجیب آبادی جلد ۱ صفحہ ۱۵۹

میری گذارش یہ ہے آج تو ان بچوں نے ابوجہل لعین جیسے مشرک کو قتل کر دیا پھر ان بچوں کا نام کسی میدان جنگ میں کیوں نہیں آتا احد میں ایک سال اور بڑے ہو گئے تھے۔ خندق میں جوانی۔ خیبر میں پختہ جوانی تھی ان کا نام صرف بدر میں ہے اور پھر ان کی شجاعت کیوں بیان نہیں کی جاتی غور کرو کہ ان کا بچپنا اتنا زریں ہے تو ان کی جوانی کیسی ہو گی جبکہ معاذؓ کے بارے میں ہے کہ بدر میں ہاتھ کٹ گیا تھا اور رسولخداؐ نے ہاتھ کو جوڑ کر اپنا لعاب دہن لگا دیا تو ان کا ہاتھ اسی وقت درست ہو گیا اور وہ حضرت عثمان کے عہد خلافت تک زندہ رہا۔ مدارج النبوت جلد ۲ ص ۱۵۰ ان بزرگوں کا ذکر بدر میں تو ہے مگر پھر تاریخ خاموش ہے حقیقت یہ ہے کہ بہت سے لوگ ایسے تھے جنہوں نے بدر کے بعد مشہور کر دیا کہ میں نے یہ کارنامہ کیا حالانکہ اس بچارے نے کچھ بھی نہیں کیا تھا۔ خالق نے قرآن پاک میں واضح کیا ہے کہ میں نے میدان احد میں اپنے حبیب کی کیوں نہ مدد کی سنو۔ وَمَآ اَصَابَکُمْ یَوْمَ الْتَقَی الْجَمْعٰنِ فَبِاِذْنِ اللّٰهِ وَلِیَعْلَمَ الْمُؤْمِنِیْنَ ۝ وَلِیَعْلَمَ الَّذِیْنَ نَافَقُوْا ج پارہ ۴ رکوع ۸ اور جو کچھ پہنچا تم کو اس دن کہ ملیں دو جماعتیں کہ پس ساتھ حکم اللہ کے تھا تو کہ ظاہر کرے ایمان والوں کو اور ظاہر کرے ان لوگوں کو کہ منافق ہوئے۔ میری گذارش ہے کہ اس آیت سے کیا نتیجہ نکالو گے کہ احد کے میدان میں کس طرح معلوم ہوا کہ مومن کون ہے اور منافق کون ہے۔ اس کا جواب سوائے اس کے اور کیا ہے کہ جو میدان قتال میں جم کے لڑتے رہے وہ مومن ہیں اور جو بزرگ بھاگ گئے وہ منافق تھے یہی وجہ ہے کہ خالق نے احد میں فرشتوں سے اپنے حبیب کی بھی مدد نہیں کی کہ مومن اور منافق میں تمیز ہو جائے۔

رباعی عرض ہے۔

قرآن کو مانے گا یا اپنی منا لے گا۔ تاریخ کی تحریریں تو کیسے مٹائے گا

پیغمبر کو میدان میں چھوڑے منافق ہے۔ فراروں کو کرار تو کس طرح بنا لے گا

تو میں عرض کر رہا تھا کہ میدان احد میں جب لوگ تتر بتر ہو گئے تو اس وقت موقعہ پا کر عبد اللہ ابن قمہ ملعون نے حضرت مصعبؓ ابن عمیر صحابی رسولؐ کو شہید کیا۔ چونکہ حضرت مصعبؓ کی شکل صورت کچھ رسول اللہ سے ملتی جلتی تھی۔ اس لئے اس نے سمجھا کہ مسلمانوں کا نبی شہید ہو گیا عبد اللہ ابن قمہ نے خوشی میں نعرہ لگایا کہ محمدؐ قتل کر دیئے گئے اس کی اس آواز کو سن کر کفار نے آوازیں اور بلند کیں کہ مسلمانوں کا رسولؐ قتل ہو گیا۔ پیغمبر کی وفات کی خبر سن کر مسلمانوں کے حوصلے تو پست ہو گئے اور راہ فرار اختیار کی۔ تاریخ اسلام اکبر نجیب آبادی جلد ۱ صفحہ ۱۷۶ منقول ہے کہ ہے پیغمبر اسلام زخمی ہو کر ایک گڑھے میں تشریف فرما ہوئے جب رسول اللہ نظر نہ آئے اور چاروں طرف سے آوازیں آنے لگیں کہ محمدؐ قتل ہو گئے تو اس پر حضرت علیؑ کو جلال آیا اور اس گڑھے پر کہ جس میں رسول اللہ گرے تھے تشریف لائے پس علیؑ نے پیغمبر اسلام کو اٹھایا اور دست ید اللہ پر رسالت کو لے کر بلند کیا ایک ہاتھ میں تلوار اور دوسرے ہاتھ پر رسالت تلوار سے جنگ کیا دوسرے ہاتھ پر رسالت کو بلند کیا اور زبان سے فرمایا یَا اَیُّهَا النَّاسُ هٰذَا مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔ اے لوگو تم غلط کہتے ہو کہ رسولؐ شہید ہوئے دیکھو میرے ہاتھ پر رسولؐ اللہ زندہ ہے۔ پیغمبر اسلام نے فرمایا علیؑ احسان کا بدلہ احسان ہے۔ علیؑ تو نے آج احد کے میدان میں مجھے بلند کر کے کہا هٰذَا مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ خدا کی قسم دنیا نہیں چھوڑوں گا۔ جب تک میں نہ کہہ لوں مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ مشکوٰۃ شریف جلد ۲ صفحہ ۲۶۲۔ تاریخ اسلام جلد ۱ صفحہ ۱۷۳ صاحب مدارج النبوت جلد ۲ صفحہ ۲۱۱ پر تحریر فرماتے ہیں کہ حضور پر نور نے جناب امیر علیہ السلام سے فرمایا کہ اے علیؑ جدھر دوسرے لوگ گئے ہیں تم ادھر نہیں گئے تو جناب امیر نے عرض کی لَا اَكْفُرُ بَعْدَ الْاِيْمَانِ ایمان کے بعد کفر نہیں ہے اِنَّ لِيْ بِكَ اُسْوَةٌ بے شک

میرے لئے آپ ہی کی اقتدا ہے۔ تاجدار رسالت نے فرمایا یہی وقت نصرت ہے نصرت وخدمت کا حق بجالاتا مرتضٰی آگے بڑھے اور کفار کی جماعت کو قتل کیا اور بھگا دیا۔ ارباب سیر بیان کرتے ہیں کہ جب علیؑ مرتضٰی نے کمال بہادری دکھائی اور حضورؐ کی نصرت کی تو جبرائیلؑ علیہ السلام نے حضورؐ سے عرض کیا کہ علیؑ المرتضٰی نے آپ کے ساتھ کمال بہادری اور جوانمردی دکھائی ہے حضورؐ نے فرمایا اِنَّهٗ مِنِّیْ وَاَنَا مِنْهُ بلاشبہ یہ میرے ہیں اور میں ان کا ہوں حضورؐ کے فرمان پر جبرائیلؑ نے کہا وَاَنَا مِنْكُمَا اور میں دونوں کا ہوں۔ اِدھر آسمان سے آواز آرہی تھی لَا فَتٰی اِلَّا عَلِیٌّ لَا سَیْفَ اِلَّا ذُوالْفِقَارِ۔ کوئی بہادر نہیں سوا علیؑ کے اور کوئی تلوار نہیں سوائے ذوالفقار کے اس کے ساتھ نَادِ عَلِیًّا مَظْهَرَ الْعَجَائِبِ تَجِدْهُ عَوْنًا لَّكَ فِی النَّوَائِبِ علیؑ کو پکارنے سے عجائبات ظاہر ہوتے ہیں اور تو اسے اپنا مددگار حاجتوں میں پا۔ گا۔ مدارج النبوت جلد ۲ صہ ۲۱۲ میں کہا کرتا ہوں کہ مولا علیؑ کا مقابلہ صحابہ کرام سے کیسا علیؑ تو اتنا بلند ہے کہ آپ ایک طرف تمام انبیاء کے کمالات (سوائے تاجدار رسالت کے) پلڑے میں ڈالیں اور دوسری طرف حیدر کرارؑ کے کمالات دوسرے پلڑے میں ڈالیں اور دونوں پلڑوں کو بلند کریں تو خدا کی قسم علیؑ کا پلڑا جھکتا ہوا نظر آئے گا میں ہی نہیں کہتا بلکہ پیغمبر اکرمؐ کا فرمان ہے مَنْ اَرَادَ اَنْ یَّنْظُرَ اِلٰی اٰدَمَ فِیْ عِلْمِهٖ وَاِلٰی نُوْحٍ فِیْ عَزْمِهٖ وَاِلٰی اِبْرَاهِیْمَ فِیْ حِلْمِهٖ وَاِلٰی مُوْسٰی فِیْ هَیْبَتِهٖ وَاِلٰی عِیْسٰی فِیْ زُهْدِهٖ فَلْیَنْظُرْ اِلٰی عَلِیِّ ابْنِ اَبِیْ طَالِبٍ ریاض النضرہ جلد ۲ صہ ۲۱۸ ینابیع المودۃ صہ ۱۳۱ المجالس المرضیہ صہ ۲۲۱ کوکب دری صہ ۱۵۹ قرآن ناطق صہ ۹۸ مودۃ القربیٰ صہ ۶۹ تفسیر انوار النجف جلد ۱ صہ ۱۱۸ فرمایا اکرمؐ آدمؑ کو علم میں دیکھنا چاہتے ہو اور نوحؑ کو عزم میں ابراہیمؑ کو حلم میں موسٰےؑ کو ہیبت میں عیسٰےؑ کو زہد میں

تو علیؑ کی طرف دیکھو تمام کمالات اسی میں مل جائیں گے۔ شیعہ حضرات ناز سے فرماتے ہیں کہ ہمارا مولا حیدر کرارؑ کبھی میدان سے نہیں بھاگا۔ میں کہتا ہوں علیؑ کیوں بھاگے۔ ارے علیؑ کی شان میں تو نبیؐ فرماتے ہیں۔ یَا عَلِیُّ عِزْرَائِیْلُ اَمَامَکَ۔ جِبْرَئِیْلُ یَمِیْنِکَ وَمِیْکَائِیْلُ شِمَالِکَ وَنُصْرَتُ اللّٰہِ تَحْتَ قَدَمَیْکَ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ فَوْقَ رَاسِکَ وَدُعَائِیْ ظَھْرِ خَلْفِکَ لوائح الاحزان جلد ۲ صفحہ ۱۲۶ مجمع الفضائل جلد ۲ صفحہ ۱۵۳ اے علیؑ جب تم میدان میں نکلتے ہو تو عزرائیلؑ تمہارے آگے آگے ہوتا ہے۔ جبرائیلؑ دائیں طرف ہوتا ہے۔ میکائیلؑ بائیں طرف ہوتا ہے خدا کی نصرت تیرے قدم چومتی ہے اور خدا کی رحمت تیرے سر پہ سایہ فگن ہوتی ہے اور میری دعا تیرے پیچھے پیچھے ہوا کرتی ہے فرماؤ یہ بندہ میدان سے بھاگے کیوں اور دوسرا ٹھہرے کیوں کسی نے کیا خوب کہا ہے۔ رباعی

تو نے دیکھا ہے جب تجھ سے عدو لڑتا ہے
پسر لڑتا ہے بھائی لڑتا ہے تو لڑتا ہے
اپنے بیگانے کی ہوتی ہے لڑائی میں تمیز
غیر لڑتے نہیں میدان میں لہو لڑتا ہے

میں یہ کہہ رہا تھا کہ احد میں حضرت علیؑ نے رسول اللہؐ کو بلند کر کے فرمایا ھٰذَا مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰہِ تو غدیر خم پہ رسول اللہؐ نے مولا علیؑ کو بلند کر کے فرمایا۔ مَنْ کُنْتُ مَوْلَاہُ فَعَلِیٌّ مَوْلَاہُ یہ تو احسان کا بدلہ احسان ہے۔ ایک اور رُخ احسان کا پیش کرتا ہوں۔ شیعہ حضرات خوش ہوتے ہیں کہ ہمارے مولا حیدر کرارؑ نے کعبہ میں جنم لیا میں کہتا ہوں کہ اگر علیؑ کعبہ میں پیدا نہ ہوتے تو کیا مصیبت آ جاتی علیؑ محتاج کعبہ نہیں کہ کعبہ میں علیؑ کی ولادت ہو تو علیؑ علیؑ بنے گا بھائیو علیؑ محتاج کعبہ نہیں

بلکہ کعبہ محتاج علیؑ ہے سُنو علیؑ جہاں پیدا ہوتے خدا وہیں کعبہ بنا دیتا۔
ارے میرے چودہ^۱۴ علیؑ ہیں۔ چودہ^۱۴ محمدؐ ہیں۔ چودہ^۱۴ حسنؑ ہیں میرے چودہ^۱۴ حسینؑ
کیا تمام کعبہ میں ظاہر ہوئے فرماؤ ان میں کم کون ہے۔ ہمارے پیر کسی آسرے
سے نہیں پہنچائے جاتے بلکہ ساری دنیا ہمارے پیروں کے وسیلہ سے پہچانی
جاتی ہے۔ فرمادیں کہ کعبہ کس نے بنایا جواب ملے گا حضرت خلیلؑ نے تو
حضرت آدمؑ سے لے کر حضرت خلیلؑ تک ۲۶۰۷ برس اور حضرت خلیلؑ
سے لے کر تاجدار رسالتؐ تک ۲۸۳۴ سال لواعج الاحزان جلد ۲ صہ ۳۶
و صہ ۶۸ جناب خلیلؑ کے مقدس ہاتھوں سے بنے ہوئے کعبہ میں بتوں نے آکر
قبضہ کر لیا جو تاجدار رسالت کے زمانہ تک کعبہ میں رہے
کسی نے کیا خوب کہا ہے کہ مُسدّس ۔

حالت عجیب تھی خانۂ کعبہ جلیل کی — یعنی کہ پھل نہ لائی تھی محنت خلیلؑ کی
حاجت نہیں یہاں کسی لمبی دلیل کی — آمد ہوئی خدا و نبیؐ کے وکیل کی

آئے علیؑ تو کعبہ کی قسمت پلٹ گئی
ایسا خوشی سے پھولا کہ دیوار پھٹ گئی

بھائیو علیؑ محتاج کعبہ نہیں بلکہ کعبہ محتاج علیؑ ہے ہاں نقشہ دیا رب جلیل نے معماری کی حضرت خلیل نے مزدوری کی جبرائیل
اور اسماعیلؑ نے پوری کائنات میں سب سے زیادہ پاک جگہ پر کسی کا زچہ خانہ یعنی کعبہ بنا تو
اس پر بتوں نے قبضہ کر لیا۔ اور پورے تین ہزار سال کعبہ پے قابض رہے
کہتے ہیں کہ کعبہ میں تین سو ساٹھ بت تھے مگر میں کہتا ہوں کہ کعبہ میں بے شمار
تھے۔ اس لئے ہم کہتے ہیں بے شمار اور جو نہ کہے اس پر بھی بے شمار اور جو یہاں
کہے اور گھر جا کر نہ کہے اس پر بھی بے شمار بس کعبہ میں بے شمار تھے کچھ کھڑے
تھے کچھ اڑے ہوتے کچھ پڑے تھے اور کچھ گرے تھے سُنو لا الہ الا اللہ

تھا کعبہ میں بت تھے ارے کب نہیں تھا لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ۔ ہمیشہ سے ہے
اور ہمیشہ رہے گا لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ تھا کعبہ میں بُت تھے لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ
سے نہیں نکلے جاؤ پوچھو علی کل شئی قدیر سے کعبہ سے بُت کیوں نہیں نکالے۔
لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ تھا کعبہ میں بت تھے۔ ابراہیم خلیل اللہ تھا کعبے میں بُت تھے
اسمٰعیلؑ ذبیح اللہ تھا کعبہ میں بت تھے۔ موسیٰؑ کلیم اللہ تھا کعبہ میں بت تھے عیسیٰؑ
روح اللہ تھا کعبہ میں بُت تھے۔ حقیقت ہے کہ اسی بستی میں محمدؐ رسول اللہ تھا
اور کعبہ میں بُت تھے۔ کعبہ سے بُت نہ لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ سے نکلے نہ ابراہیمؑ
خلیلؑ اللہ سے نکلے نہ اسمٰعیلؑ ذبیح اللہ سے نکلے نہ موسیٰؑ کلیم اللہ سے نکلے نہ
عیسیٰؑ روح اللہ سے نکلے اور حق تو یہ بھی ہے کہ نہ محمدؐ رسول اللہ سے نکلے ارے
کعبہ سے بُت کب نکلے جب آیا عَلِیٌّ وَلِیُّ اللہ۔ تو مسلما تو جب علیؑ کے بغیر
خدا کا گھر پاک نہ ہوا تو علیؑ کے بغیر تمہارا گھر کیسے پاک ہو جائے گا۔ حضور علیؑ
تو کعبہ کا بھی مشکل کشا ہے۔ رسول اللہ کی ایک اور حدیث سُنو قُلُوْبُ
الْمُؤْمِنِیْنَ عَرْشُ اللّٰہِ تعالیٰ فرمایا مومنین کے دل اللہ کا گھر
مومنو تمہیں مبارک ہو کہ اللہ کا گھر تمہارے دل ہیں ہاں مومنین کے دل اللہ
کے گھر اور مومنین کے گھر جنت تو ثابت ہوا کہ اللہ کا گھر مومن کا دل وہ ہے
مومن کے پاس اور مومن کا گھر ہے جنت وہ ہے اللہ تعالیٰ کے پاس تو جناب
من آپ کا گھر اللہ کے پاس اور اللہ کا گھر آپ کے پاس اگر آپ نے خدا کے گھر
کی حفاظت نہ کی تو وہ آپ کے گھر کی حفاظت نہ کرے گا اگر آپ نے خدا کے
گھر میں کسی غیر کو بٹھا دیا تو وہ تیرے گھر میں کسی غیر کو بسا دے گا اگر اللہ سے
اپنا گھر لینا ہے تو اس کے گھر کی حفاظت کرو ورنہ ادلے کا بدلہ ہوگا۔ میں عرض
کر رہا تھا کہ مومن کا دل اللہ کا گھر۔ تو اللہ کے گھر میں رہتے ہیں بُت ارے
بڑے گھر کعبہ میں جو بُت پڑے ہیں یہ تو چھوٹے چھوٹے گھر ہوئے مومن کا دل

اللہ کا گھر اور اللہ کے گھر میں ہوتے ہیں بت تو وہ لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ کی ضرب سے نہیں نکلیں گے۔ اگر نکلتے تو کعبہ سے نکل جاتے وہ ابراہیمؑ خلیل اللہ کی ضرب سے نہیں نکلیں گے اگر نکلتے تو کعبہ سے نکل جاتے وہ اسماعیلؑ ذبیح اللہ کی ضرب سے نہیں نکلیں گے وہ موسیٰؑ کلیم اللہ کی ضرب سے نہیں نکلیں گے۔ وہ عیسیٰؑ روح اللہ کی ضرب سے نہیں نکلیں گے حقیقت ہے بت محمد رسول اللہ کی ضرب سے نہیں نکلیں گے اگر نکلتے تو کعبہ سے نکل جاتے ارے وہ کب نکلیں گے کہ جب آئے گا عَلِیٌّ وَلِیُّ اللّٰہِ تو ثابت ہوا کہ جن کے دل میں عَلِیٌّ وَلِیُّ اللّٰہِ ہے وہ خدا کا گھر ہے باقی ابھی بتوں کا گھر ہے علیؑ کو بلاؤ کہ تمہارے دلوں کو خدا کا گھر بنا دے میں کہتا ہوں لاکھ پڑھتے رہو لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ بت پڑے رہیں گے مسلمان بن جاؤ گے مگر بت پڑے رہیں گے قرآن سنو۔ قَالَتِ الْاَعْرَابُ اٰمَنَّا ط قُلْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا وَلٰکِنْ قُوْلُوْٓا اَسْلَمْنَا وَلَمَّا یَدْخُلِ الْاِیْمَانُ فِیْ قُلُوْبِکُمْ ط پارہ ۲۶ رکوع ۱۲ اور کہتے ہیں اعرابی کہ ہم مومن ہیں میرے حبیب ان سے کہہ دو کہ وہ مومن نہ کہلایا کریں بلکہ مسلمان کہلایا کریں ابھی تک تو ایمان ان کے دلوں میں داخل ہی نہیں ہوا۔ ایمان تو تب آئے گا جب کل ایمان سے رشتہ دلا ہو گا۔ پس مومن کہلاتا اور بات ہے اور مسلمان ہونا اور بات ہے۔ ایک عجیب بات ذہن میں آتی ہے۔ کہ جناب رسولِ خداؐ جب بتوں کو توڑنے لگے تو فرمایا علیؑ میرے دوش پر بلند ہو کر بتوں کو توڑ دو۔ میں حیران ہوں کہ رسول اللہ نے ایسا کیوں فرمایا۔ میرے پاس دلیل ہے کہ رسول اللہ نے چاند کو دو ٹکڑے کیا۔ سورج کو پلٹایا ستارے کو بلایا اس وقت تو علیؑ سے مدد طلب نہ کی فرماؤ چاند دور ہے کہ کعبہ سمجھاؤ سورج دور ہے کہ کعبہ کیا رسول اللہ اشارہ کرتے تو بت نہ گرتے ارے جو کن کرو ل سے کلمہ پڑھوا دے۔

نہ بتوں کو اشارے سے گرا نہیں سکتا میرے آقا کی زبان کا اشارہ تو کائنات بدل دے پھر کیا وجہ ہے کہ علیؑ کو دوش پر بلند کر کے بتوں کو تڑوا رہا ہے حقیقت ہے کہ رسول اللہؐ بتوں کو توڑنے لگے تھے دو تین ملعون توڑے بھی تھے۔ مگر بتوں نے فریاد کی کہ یا رسول اللہؐ آپ ہمیں نہ توڑیں بھائیو رسول اللہؐ سے تو ہر شئی باتیں کرتی ہے۔ بتوں نے عرض کی یا رسول اللہؐ ہم جھوٹے سہی بُت بری شئی جہنم کا ایندھن سہی مگر ہیں تو مشرکین مکہ کے خدا یا رسول اللہؐ آپ رحمتہ للعالمین سہی۔ خاتم النبیین سہی۔ مالکِ کون مکان سہی پر ہیں تو نبیؐ آپ کا اور ہمارا کوئی مقابلہ نہیں ہے اے ساری کائنات کے کریم داتا ہمیں آپ نہ توڑیں ہمیں تو وہ توڑے جسے دنیا نے خدا کہا ہو۔ تو رسول اللہؐ نے فرمایا تو تمہاری بھی مشکل حل کئے دیتا ہوں فرمایا اے علیؑ میرے دوش پر بلند ہو کے ان بتوں کو توڑ دے کہ انہیں مشرکین مکہ خدا کہتے ہیں اور تمہیں نصیری خدا کہے گا بس علیؑ نے مار مار کے خداؤں کے پرخچے اڑا دیئے مگر بھاگا ایک بھی نہیں میں نے کہا کم بختو بھاگ جاؤ علیؑ کی تلوار سے کیسے بچو گے کہا بھاگنا بھی کوئی شرافت ہے میدان سے رذیل لوگ پشت دکھا کر بھاگتے ہیں۔ ہم تو بھاگ کر جان بچالیں گے مگر ہمارے مریدوں کو دنیا قیامت تک طعنے دیتی رہے گی کہ ان کو مولا مانتے ہو کہ جو بچارے میدان سے بھاگنے کو فخر سمجھا کرتے تھے خدا ایسا موقعہ نہ لائے کہ مرید اپنے پیر دل کی نقد بزدلی ملاحظہ کریں۔ بس عزت کی زندگی ایک لمحہ کی اس سو سال کی زندگی سے افضل ہے جو ذلت الٰہی خواری میں بسر ہو میں ایک شعر سے اس قصد کو واضح کرتا ہوں۔

جب کبھی ضمیر کا سودا ہو دوستو۔ زندہ رہو حسینؑ کے انکار کی طرح

لوگ کہتے ہیں کہ ایک بزرگ نے رسول اللہؐ کو کسی موقعہ پر اُٹھایا۔ میں کہتا

ہوں میرے مولا کو رسول اللہ نے عین کعبہ میں اُٹھایا تو جس کو رسول اللہ نے بلند کیا اسے بلند رکھو اور جسے رسول اللہ نے نیچا کیا اسے نیچا رکھو اپنے رسولؐ کے حکم کے خلاف تو نہ کرو۔ فرماؤ مسلمانو اگر یہ بُت قیامت تک بیت اللہ میں پڑے رہتے تو کیا یہ پاک ہو جاتے ہرگز نہیں کیوں مسلمانو کیا مکہ معظمہ میں مشرکین کی قبریں نہیں ہیں۔ کیا مدینۃ الرسول میں منافقین کی قبریں نہیں ہیں۔ بتاؤ عبداللہ ابن ابی بن سلول کی قبر کہاں ہے۔ کیا کربلا میں ان اشقیا کو دفن نہیں کیا گیا جو انصار حسینؑ کے ہاتھوں سے قتل ہوئے تھے میں کہتا ہوں۔ کیا قرآن مجید جیسی پاک کتاب میں فرعونؑ۔ ابلیسؑ۔ ابولہبؑ۔ قارونؑ۔ ھامانؑ کا نام نہیں ہے۔ فرماؤ قرآن پاک میں ان کے نام رہنے سے انہیں کوئی فائدہ ہوگا کیا ان ملعونوں کے نام قرآن مجید میں ہونے کی وجہ سے کلام پاک کی طہارت میں کوئی نقص واقع ہو جائے گا ہرگز نہیں قرآن قرآن ہے اور فرعونؑ فرعونؑ ہے۔ ہاں میں عرض کر رہا تھا کہ علیؑ کعبہ میں پیدا کیوں ہوئے حضور یہ احسان کا بدلہ ہے جو خالق نے اُتارا۔ وہ یہ کہ جب خدا کا حبیب دُنیا میں آیا تو سر پہ باپ کا سایہ نہ تھا جناب نبی کریمؐ کے دُنیا میں آنے سے پہلے ان کے باپ کا انتقال ہو گیا تھا۔ چند سال کے بعد ماں کا سایہ اُٹھ گیا۔ پھر کچھ عرصہ کے بعد دادے کا سایہ نہ رہا۔ مصطفٰےؐ کے سر پہ نہ باپ کا سایہ نہ ماں کا سایہ۔ نہ دادے کا سایہ نہ بھائی کا سایہ۔ نہ بہن کا سایہ اور مصطفٰےؐ اتنا بے سایہ کہ نہ اپنا سایہ اس بے سائے والے انسان کو حضرت ابو طالبؑ نے اپنی گود میں لے کر اس انداز سے اس کی حفاظت کی کہ سارا گھر مصطفٰےؐ کے قدموں پے ڈال دیا جب حضرت ابو طالبؑ نے اپنا تمام مصطفٰےؐ کے حوالے کیا تو قدرت کی آواز آئی ابو طالبؑ احسان کا بدلہ احسان ہے کہ تو نے اپنا گھر

میرے حبیب کے حوالے کیا میں نے اپنا گھر کعبہ تیرے بیٹے علیؑ کے حوالے کر دیا۔ بس یہ احسان کا بدلہ احسان ہے جو کہ علیؑ نے کعبہ میں ظہور فرمایا۔ میں یہاں مولائے کائنات کی بارگاہ میں ولائے بوتراب کے عنوان سے چند اشعار پیش کرتا ہوں۔

تیری خاطر نذر لایا ہوں ولائے بوتراب
اے خدائے عشق برحق اے خدائے بوتراب

اے اسیر آب و گِل نا آشنائے بوتراب
خاک ہے اس زندگی پہ بے ولائے بوتراب

سجدہ گاہ حسن روئے حق نمائے بوتراب
بوسہ گاہ عشق دامانِ قبائے بوتراب

ذرۂ ناچیز ہوں ذرّوں میں گھل مل جاؤں گا
ہے کہیں میری جگہ اے خاکپائے بوتراب

صف شکن مشکل کشا۔ اہل قلم معمار قوم
اللہ اللہ بازوئے زور آزمائے بوتراب

ان کا جلوہ کبریائی میری نظریں مضمحل
دیکھتا کیا نزع کی مشکل میں آئے بوتراب

راہ میں آہی گیا ورنہ حقیقت کچھ نہیں
کیا در خیبر پہ قوت آزمائے بوتراب

میں محبت میں نہ کیوں یہ منزلت حاصل کروں
کیوں کسی دشمن کا سر ہو زیر پائے بوتراب

یہ شباب و شعر و نغمہ یہ صدائے لافتیٰ
مرحبا اے عندلیب خوش نوائے بوتراب

اسکے دروازے کی چوکھٹ تک رسائی ہے تیری
آقدم لے لوں میں تیرے اے گدائے بوتراب

عام عنبر سے جدا ہے میثمی عنبر کی شان
دار پر ہوتی ہے تفسیر ولائے بوتراب

وہ زباں دانِ مودّت ہے خدا کے فضل سے
نجم کا در شہ ہے انداز ثنائے بوتراب

علامہ نجم آفندی

میں کہتا ہوں کہ خالق نے جو کچھ انہیں عطا کیا وہ ان کے کردار اور احسان کا بدلہ ہے کون ہے جو اپنے بچوں سے زیادہ مخلوقِ خدا کا خیال رکھے وہ صرف اور صرف آلِ محمدؐ کا ہی گھرانہ ہے منقول ہے کہ ایک روز جناب امیرالمومنین علیہ السلام گھر تشریف لائے تو دریافت فرمایا۔ اے فاطمہؑ کوئی چیز کھانے کے لئے ہے۔ تو خاتونِ جنت نے عرض کی کہ آج تیسرا روز ہے کہ گھر میں فاقہ سے گزر رہی

ہے۔ آپ نے فرمایا کہ مجھے پہلے اطلاع کیوں نہ دی کہ گھر میں بچے فاقہ سے ہیں۔ تو مخدومہ نے عرض کی کہ بابا جان نے منع فرمایا ہے کہ اپنے ابن عم (شوہر) سے کسی چیز کی فرمائش نہ کیا کرو۔ اگر وہ خود کچھ لائیں تو احسان سمجھو ورنہ کسی شئی کے لانے کی فرمائش نہ کرو جناب امیر علیہ السلام باہر تشریف لائے اور کہیں سے ایک دینار قرض لیا۔ بوقت شام واپس آرہے تھے کہ راستہ میں مقدادؓ بن اسود سے ملاقات ہوئی۔ آپ نے اس سے بے وقت گھر سے نکلنے کا سبب پوچھا تو اس نے عرض کی یا امیرالمومنین بھوک کے مارے گھر سے نکلا ہوں آپ نے فرمایا کہ میری گھر سے نکلنے کی وجہ بھی یہی ہے۔ اور ایک دینار قرض لایا ہوں لیکن تیری ضرورت کو اپنی ضرورت پر مقدم سمجھتا ہوں۔ لہذا یہ دینار تو لے لے۔ پس دینار مقدادؓ کو دے کر خالی ہاتھ واپس گھر کی طرف متوجہ ہوئے دیکھا کہ جناب رسالتمآب تشریف فرما ہیں اور خاتون معظمہ مصروف عبادت ہیں۔ اور درمیان میں ایک سرپوش سے ڈھکی ہوئی کوئی چیز موجود ہے۔ بی بی پاک جب نماز سے فارغ ہوئیں تو سرپوش اُتارا تو دیکھا کہ ایک بڑا برتن ہے جو گوشت و روٹی سے پُر ہے تو جناب امیرالمومنین نے جناب سیدہؑ سے دریافت فرمایا۔ یَا فَاطِمَۃُ اَنّٰی لَکِ ھٰذَا۔ اے فاطمہؑ آپ کو یہ چیز کہاں سے پہنچی تو جناب سیدہ نے عرض کی ھُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰہِ اِنَّ اللّٰہَ یَرْزُقُ مَنْ یَّشَآءُ بِغَیْرِ حِسَابٍ کہ یہ اللہ کی جانب سے ہے اور خدا جسے چاہے بے حساب رزق عنایت فرماتا ہے تفسیر انوار النجف جلد ۳ صفحہ ۲۲۲ کتابوں کے مطالعہ اور قرآن حدیث کے بیانات سے اچھی طرح واضح ہو جاتا ہے کہ جس بشر نے بھی آلِ محمدؐ سے واسطہ رکھا تو اللہ تعالیٰ نے اُسے اتنا عطا کیا کہ عقولِ انسانیہ محو حیرت نظر آتی ہیں روایت میں ہے کہ مسمع بن عبدالملک سے امام جعفر صادق علیہ السلام نے دریافت فرمایا کہ اے مسمع کبھی ہمارے جد

حضرت امام حسینؑ کی زیارت کو بھی گیا ہے۔ مسمع کہتا ہے کہ میں نے عرض کی کہ فرزند رسولؐ میں اہل بصرہ سے ہوں۔ میرا رفیق ایک گروہ ہے جو حاکم وقت کا تابع ہے مولا ہمارے دشمن نا صبی بہت ہیں اس سبب سے مولا حسینؑ کی زیارت کو نہ جا سکا۔ تو اس پر حضرت نے فرمایا۔ مسمع کیا کبھی تو مولا حسینؑ کو یاد کر کے رویا بھی ہے میں نے کہا ہاں یا حضرت قسم بخدا میں روتا ہوں مولا میں یہاں تک روتا ہوں کہ میرے اہل عیال بھی رویا کرتے ہیں۔ حضرت نے فرمایا اللہ تمہارے رونے پر رحم کرے۔ بتحقیق کہ تم رونے والوں میں شمار کئے جاؤ۔ جو لوگ ہمارے رنج سے رنج کرتے اور ہماری خوشی سے خوش رہتے ہیں اور ہمارے اندوہ سے اندوہناک ہوتے ہیں اور ہمارے خوف سے خائف اور ہمارے اطمینان پر مطمئن ہوتے ہیں مسمع جلد تم دیکھو گے کہ مرتے وقت تمہارے پاس ہمارے پدران بزرگان تشریف لا دیں گے اور ملک الموت سے تمہاری سفارش کریں گے اور بشارتیں تم کو دیں گے کہ تمہاری آنکھیں روشن ہو جائیں اور تم خوش ہو جاؤ گے اور ملک الموت تم پر اس ماں سے جو اپنے فرزند پر مہربان ہو زیادہ تر مہربان ہو گا مسمع غم حسین میں جب آنسو رونے والے کے چہرے پر جاری ہوتا ہے اگر اس آنسو کا ایک قطرہ جہنم میں ڈال دیں تو حرارت آتش جہنم کو دھیما کر دے اور جس کا دل ہمارے لئے دردمند ہو گا۔ وہ وقت مرگ جب ہم کو دیکھے گا تو خوش ہو گا اور وہ خوشی فرحت اس کے دل سے کبھی زائل نہ ہو گی جب تک حوض کوثر پر ہمارے پاس نہ آئے گا۔ اے مسمع تم ان میں سے ہو جو لوگ اس حوض سے سیراب ہوں گے۔ جو مصیبت ہماری پر آنکھ گریاں ہو گی البتہ وہ آنکھ حوض کوثر کو دیکھ کر خوش ہو گی اور سب ہمارے دوست اس کا پانی پئیں گے اور ہر شخص جس کو ہم سے جس قدر محبت ہے اسی قدر اس حوض سے لذت پائے گا۔ جلاء العیون جلد ۲ صفحہ ۸۲ اسی ایک روایت پر ہی بس نہیں بلکہ ایک

اور واقعہ پیش کر کے میں مجلس کو ختم کرتا ہوں۔ چنانچہ صاحب خلاصۃ المصائب لکھتے ہیں کہ ایک مرد ابرار نے ایک مومن دیندار کو جو دوستدار اہلبیت اطہار تھا۔ بعد اس کے مرنے کے خواب میں دیکھا کہ جب لوگ اس کو دفن کر کے قبر میں تنہا چھوڑ کے واپس آئے تو دو شخص بشکل مہیب جن کی آنکھیں مثل برق کے چمکتی تھیں سر کے بال زمین تک لٹکتے تھے اس کی قبر میں آئے اور اس کے اعتقادات کے متعلق سوال کرنے لگے اور پوچھا مَنْ رَبُّكَ کہ بتا تیرا پروردگار کون ہے۔ وہ ان کی ہیبت سے ایسا گھبرایا اور ایسا مضطر ہوا کہ زبان کی طاقت زائل ہو گئی کچھ جواب نہ بن پڑا اتنے میں ایک بزرگوار نورانی صورت والے اس کے پاس آئے اور قریب بیٹھ گئے۔ مومنین آپ سمجھے کہ وہ کون بزرگوار تھے وہ آپ کے مولا مشکل کشا دستگیر بیکساں امیر مومناں جناب علیؑ ابن ابی طالب علیہ السلام تھے۔ فرمانے لگے اے شخص کیوں گھبراتا ہے ان کے جواب میں کہہ اللہ جلّ جلالہٗ ربّی اس نے فوراً کہا اللہ جلّہ جلالہٗ ربّی۔ اللہ جس کی عظمت بہت بڑی ہے میرا پروردگار ہے پھر فرشتوں نے پوچھا مَنْ نَبِيُّكَ بتا کہ تیرا نبیؐ کون ہے۔ وہ چپ تھا کہ اتنے میں فرمایا کہہ مُحَمَّدٌ نبی کہ محمدؐ مصطفٰے میرے نبی ہیں پھر فرشتوں نے پوچھا مَنْ اِمَامُكَ بتا تیرا امام کون ہے پھر حضرت نے اس سے فرمایا کہ کہہ دو کہ علیؑ ابن ابی طالب میرے امام ہیں جب دوسرے امام کا سوال کیا۔ تب بھی حضرت نے فرمایا الحسنؑ بن علیؑ امامی۔ حسنؑ بن علیؑ میرے امام ہیں وہ بموجب تعلیم حضرت کے جواب دینے لگا جب فرشتوں نے تیسرے امام کا سوال کیا تو حضرت رونے لگے اور اس سے فرمایا کہہ الحسینؑ شہید کربلا امامی اس شخص نے جو جناب امام حسینؑ کا نام سُنا تو جواب دینا بھول گیا بے ساختہ ہائے مولا ہائے حسینؑ کہہ کے رونے لگا، حضرت کو بھی تاب نہ رہی روتے روتے بے ہوش ہو گئے وہ فرشتے پکارے اے عاشق حسینؑ خاموش ہو جا کہ تیرے

روتے سے حیدر کرار بے ہوش ہوگئے ہیں جب حضرت کو غش سے افاقہ ہوا تو فرشتوں سے فرمایا کہ میرے حسینؑ کے عاشق سے کچھ نہ پوچھو تم دیکھتے نہیں کہ میرے فرزند مظلوم سے یہ کس قدر محبت رکھتا ہے ۔ یہ حکم سُن کر فرشتے چلے گئے ۔ لوا عج الاحزان جلد ۱ ص۳۱۵ مومنین آپ نے ایک عزادار کا واقعہ سُنا اب کربلا کے ایک ناصر حسین کا واقعہ بھی سُنیں کہ زہیر ابن قین سنہ ۶۰ھ میں اپنے اہل و عیال کے ساتھ مناسک حج بجالانے کے بعد کوفہ کی سمت جا رہے تھے کہ امام حسینؑ کا ساتھ ہوگیا اگرچہ زہیر بظاہر امام حسینؑ کے ساتھ کوئی خاص عقیدت نہ رکھتے تھے تاہم ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ آپ کی خاندانی وجاہت سے مرعوب ضرور تھے ۔ یعنی انہیں یہ احتمال تھا کہ اگر امام حسینؑ مجھ کو نصرت کی دعوت دیں گے تو میرے لئے رد کرنا ممکن نہ ہوگا اسی کا نتیجہ تھا کہ وہ حسینیؑ قافلہ سے دُور رہتے تھے مگر حسینؑ ان کی فطری صلاحیتوں سے واقف تھے اس لئے منزل زرود پر امام نے زہیرؓ کو بلا بھیجا جس کے بعد سے زہیر بالکل حسینؑ کے ساتھ تھے اور اس قدر مولا حسینؑ سے زہیرؓ کی عقیدت ہوگئی کہ شب عاشور جب امام حسینؑ نے اصحاب کو جمع کیا تھا اور انہیں اپنی بیعت کی ذمہ داریوں سے سبکدوش کرنے کا اعلان کیا تھا تو اصحاب میں سے مسلمؓ بن عوسجہ اور سعیدؓ بن عبداللہ کے بعد زہیرؓ نے بھی تقریر کی تھی اور کہا تھا بخدا میں پسند کرتا ہوں کہ ایک دفعہ قتل ہوں پھر زندہ ہوں پھر قتل ہوں یوں ہی ہزار دفعہ ہو ۔ لیکن آپ کا ساتھ ہرگز نہ چھوڑوں گا مولا آپ اور آپ کے خاندان کی نصرت میں سر کٹانا دنیا کے ہر عمل سے بہتر عمل سمجھتا ہوں ۔ منقول ہے کہ جب ظہر کی نماز کا وقت ہوا تو امام حسینؑ علیہ السلام نے سعیدؓ بن عبداللہ اور زہیرؓ ابن قین سے فرمایا کہ تم میری حفاظت کرو تا کہ میں جماعت سے نماز پڑھا دوں چنانچہ سعیدؓ بن عبداللہ نماز تمام ہوتے ہوتے اتنے زخمی ہوگئے تھے کہ وہ جانبر نہ ہو

سکے اور زہیرؓ کے بھی دست بازو جواب دے چکے تھے پھر بھی نماز ظہر کے بعد جب دشمن بہت قریب آ گئے تھے تو زہیرؓ بن قین نے اپنی آخری جنگ کی اس وقت وہ بڑے جوش کے ساتھ کہہ رہے تھے کہ میں زہیرؓ ہوں۔ قین کا فرزند ہوں حسینؑ کا پابند ہوں میں اپنی تلوار سے دشمنوں کو حسینؑ کے پاس سے دفعہ کر دوں گا۔ بروایت بحار الانوار۔ محمد بن ابی طالب زہیرؓ نے ایک سو بیس ۱۲۰ اشقیا کو قتل کیا یہاں تک کہ کثیر بن عبداللہ شعبی اور مہاجر بن اوس دونوں نے ایک ساتھ زہیرؓ پر حملہ کیا اور انہیں کے ہاتھ سے زہیرؓ شہید ہوئے۔ عزادارو۔ زہیرؓ کی لاش پر امام پہنچے اور رو کر فرمایا۔ زہیرؓ تو تنے تھوڑے ہی وقت میں طویل منزل طے کی اور خدا کی رحمت سے فیضیاب ہو گیا۔ خدا تیرے قاتلوں کو آتش جہنم میں پہنچائے۔ بحار الانوار جلد ۱۰ حصہ ۱ صفحہ ۲۳ شہید انسانیت صفحہ ۳۹۱ الا لعنت اللہ علی القوم الظالمین۔

ایک انمول حدیث قدسی

اللہ تعالٰی نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فرمایا کہ میں نے پانچ چیزوں کو پانچ چیزوں میں رکھ دیا ہے۔ لوگ انہیں دوسری چیزوں میں تلاش کرتے ہیں (بھلا وہ کیسے پائیں گے)۔

۱۔ میں نے اپنی رضا کو مخالفتِ نفس میں رکھ دیا ہے لوگ اسے موافقتِ نفس میں تلاش کرتے ہیں۔ بھلا وہ کیسے پائیں گے۔

۲۔ میں نے راحت و آرام کو جنت میں رکھ دیا ہے لوگ اسے دنیا میں تلاش کرتے ہیں۔ بھلا وہ کیسے پائیں گے۔

۳۔ میں نے علم و حکمت کو بھوک میں رکھ دیا ہے لوگ اسے سیری میں تلاش کرتے ہیں بھلا وہ کیسے پائیں گے

۴۔ میں نے اطمینان سکون کو قناعت میں رکھ دیا ہے لوگ اسے دولت میں تلاش کرتے ہیں بھلا وہ کیسے پائیں گے

۵۔ میں نے عزت کو اپنی اطاعت میں رکھ دیا ہے لوگ اسے بڑے رتبوں اور جھوٹے جاہ و جلال میں تلاش کرتے ہیں۔ بھلا وہ کیسے پائیں گے۔

اکیسویں مجلس

اُمت نے اپنے نبیؐ کی صحیح معرفت حاصل نہ کی۔ ابوجہل کا اپنی قوم سے خطاب اور اس کے بیٹے عکرمہ کا جواب۔ پیغمبرؐ کے پاس کی امانتیں علیؑ نے واپس کیں۔ نبیؐ کو خطبہ میں لوگ چھوڑ کے چلے گئے۔ صحابہ کی درخواست بارگاہ رسالت میں اور جواب۔ خدا نے اجر رسالت طلب کیا۔ اجر رسالت اصول میں ہے۔ مثال مستری کی مزدوری مُتقی کا لوٹا اُٹھانا۔ حضرت امام جعفر صادقؑ اور ایک واعظ کا واقعہ۔ حضرت عمارؓ یاسر کے قاتل کی تشریح۔ لطیفہ۔ زمیندار نے زمین بیچ کر دکان بنالی اور پاسنگ۔ مومنہ شطیطہ اور امام کے جنازے میں شرکت کرنا۔ سلمانؓ محمدی اور دشت ارژنہ کا واقعہ۔ حضرت علیؑ نے گلدستہ واپس کیا۔ مصائب حُجر بن عدی کی شہادت اور حضرت عائشہ کا افسوس کرنا۔ رشید ہجری کی شہادت زیاد ملعون کے ہاتھ سے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ؕ

قُلْ لَّآ اَسْئَلُکُمْ عَلَیْہِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّۃَ فِی الْقُرْبٰی ط پارہ ۲۵ رکوع ۴

ترجمہ۔ میرے حبیب ان سے کہہ دو کہ میں اس تبلیغ پر تم سے کچھ مزدوری نہیں مانگتا۔ مگر یہ کہ میرے قرابتداروں سے مودّت کرو۔ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر جناب ختمی المرتبت تک ہر نبی ہر رسول ایک ہی دین لے کر آیا دین کے کبھی اصول نہیں بدلے یعنی اصول ہمیشہ ایک ہی رہے۔ ہاں کبھی کبھی موقعہ کے مطابق فروعات میں تبدیلیاں ہوئی رہیں وہ یہ کہ کسی اُمت سے کہہ دیا کہ تم چھ مہینہ کے روزے رکھو اور کسی اُمت سے کہہ دیا کہ تم ایک ماہ کے روزے رکھ لینا ہم تمہیں چھ ماہ کے روزوں کا ثواب دے دیں گے۔ کسی اُمت سے کہہ دیا کہ تم ایک دن میں پچاس نمازیں پڑھو اور کسی اُمت سے فرمایا کہ تم پانچ نمازیں ہی پڑھ لینا ہم تمہیں پچاس کا ثواب دے دیں گے۔ کسی اُمت کو فرمایا کہ تمہارے لئے ہفتہ کا دن مبارک ہے کسی سے کہہ دیا کہ تمہارے لئے اتوار کو عید ہے اور کسی اُمت کو جمعہ کا دن عطا فرمایا کسی اُمت کو حکم دیا کہ تم مخصوص مقامات پر نماز ادا کر سکتے ہو اور کسی اُمت پر کرم فرمایا کہ ساری زمین ہی تمہارے لئے سجدہ گاہ ہے کہ اگر ظاہری نجاست نہ ہو۔ کسی اُمت کا قبلہ بیت المقدس کو مقرر کیا اور کسی اُمت کو کعبہ علیؑ کا زچہ خانہ عطا کیا تو ضرورت کے تحت کبھی کبھی فروعات میں تبدیلیاں ہوتی رہیں مگر دین کے اصول ہمیشہ ہی ایک رہے اور ایک ہی رہیں گے۔ مسلمانو جب دین کے اصول ایک ہی ہیں تو پھر نبی اکرمؐ کیوں فرماتے ہیں کہ بنی اسرائیل کی اُمت کے بہتر (۷۲) فرقے اور میری اُمت کے تہتر (۷۳) فرقے ہوں گے اِنَّ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ تَفَرَّقَتْ عَلٰی ثِنْتَیْنِ وَ سَبْعِیْنَ مِلَّۃً وَتَفَرَّقَ اُمَّتِیْ عَلٰی ثَلٰثَۃٍ وَّسَبْعِیْنَ مِلَّۃً کُلُّھُمْ

فِی النَّارِ اِلَّا مِلَّۃً وَّاحِدَۃً شرح فقہ اکبر صہ تفسیر انوار النجف جلد صہ ۲۶
غور کرو کہ اس اختلاف کی وجہ کیا ہے پس فکر غور کے بعد یہی نتیجہ نکلتا ہے کہ ہر
اُمت نے اپنے نبی کی صحیح معرفت حاصل نہ کی۔ میں کہتا ہوں کہ صرف اُمت مصطفےٰ
ہی نے غلطی نہیں کھائی بلکہ ہر اُمت نے اپنے مولا کو نہ پہچانا۔ سنو عیسائیوں
نے بھی حضرت عیسےٰؑ کو نہ پہچانا گمراہ ہو گئے۔ مسلمانوں نے بھی اپنے رسول کو نہ
پہچانا گمراہ ہوئے ان دونوں میں گمراہ ہونے میں کچھ فرق ہے وہ یہ کہ عیسائی گمراہ
تو ہوئے کہ انہوں نے حضرت عیسےٰؑ کو خدا مانا مگر اس اُمت نے یہ کیا کہ مصطفےٰؐ
کو اپنے جیسا کہنے لگے حقیقت ہے کہ گمراہ دونوں فرقے ہوئے دھوکہ دونوں کو
لگا حق سے دونوں ہٹ گئے مگر عیسائیوں کو ایک فائدہ ہوا کہ انہوں نے معیار
نبوت کو اتنا بلند کیا کہ بندے کو خدا ماننے لگے۔ کہ پھر آج تک کسی عیسائی کو
جرأت نہ ہو سکی کہ نبوت کا دعوےٰ کرے کیوں کہ ان کا معیار نبوت بلند ہے۔
ادھر مسلمانوں کو یہ نقصان ہوا کہ انہوں نے معیار نبوت کو اتنا پست کیا کہ ہر نیم
پاگل نبی ہونے کا دعوےٰ کر بیٹھا۔ اور کمال یہ کہ مسلمانوں میں ایسے بندے
کافی مل جاتے ہیں کہ جو نیم پاگل کو نبی بھی مان لیں کیوں کہ ان کے اذہان میں
معیار نبوت ہی ایسا ہوتا ہے کہ پاگل کو نبی تسلیم کیا جا سکے۔ مرزا قادیانی کی نبوت
بھی اس سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔ میں کہا کرتا ہوں کہ مسلمانوں کو خلافت میں
دھوکا نہیں ہوا۔ خلافت کے تسلیم کرنے میں دونوں بھائی حق پر ہیں۔ دھوکا
ایک قدم پیچھے نبوت کے سمجھنے میں ہو گیا ہے۔ جن لوگوں نے حضرت ابوبکر کو
خلیفہ بنایا ٹھیک کیا اور جنہوں نے حضرت علیؑ کا دامن پکڑا واللہ ٹھیک
کیا۔ بھائیو خلافت میں دھوکا نہیں ہوا بلکہ نبوت کی معرفت میں غلطی کھا
گئے۔ سنو جن لوگوں نے رسولؐ کو اپنے جیسا سمجھا وہ پیغمبر کے بعد اپنے جیسے
کے دامن سے جا لگے اور جنہوں نے حضورؐ کو معصوم سمجھا وہ حضورؐ کے بعد

معصوم کے دامن جا لگے۔ جنہوں نے چالیس سالا حضورؐ کو بے علم سمجھا وہ چالیس سالہ کے دامن سے جا لگے اور جنہوں نے کَانَ وَ مَا یَکُوْنُ کا عالم سمجھا۔ وہ ایسے کے دامن سے جا لگے۔ جنہوں نے نبیؐ کو خاکی سمجھا وہ نبیؐ کے بعد خاکی کے دامن سے جا لگے اور جنہوں نے نبیؐ کو نوری سمجھا وہ نوری کے دامن سے جا لگے۔ بڑی جسارت سے کام لیا کلمہ پڑھنے والوں نے کہ اپنے جیسا بشر کہہ دیا حالانکہ مشرکین مکہ بھی حضورؐ کو اپنے جیسا نہیں سمجھتے تھے۔ منقول ہے کہ جب نبی کریمؐ نے ہجرت فرمائی تو دوسرے روز ابو جہل لعنہ نے سات سو آدمی جمع کیئے اور ان میں تقریر کی کہ اے بے عقل میری قوم کہ تم نے کتنی غلطی کی کہ تمہاری لاکھوں روپے کی دولت محمدؐ بن عبداللہ کے پاس امانت تھی۔ تم نے اپنے دشمن کے ہاں اپنی امانتیں رکھ چھوڑی تھیں۔ کیا تمہیں علم ہے کہ وہ آج رات کو مکہ سے بھاگ گیا اور تمہاری لاکھوں روپے کی دولت اپنے ساتھ لے گیا ہے۔ اب وہ تمہاری ہی دولت سے ایک عظیم لشکر پیدا کرے گا اور تمہارے مکہ کی اینٹ سے اینٹ بجا دے گا۔ ابو جہل لعنہ یہ تقریر کر ہی رہا تھا۔ کہ اس کا لڑکا عکرمہ کھڑا ہو گیا اور اپنے باپ کو ٹوک کر کہا کہ بابا ایسا نہ کہو وہ تو امین و کریم ہے۔ ہم اُسے اپنی ذاتی عداوت و اغراض کے تحت نبی نہیں مانتے یہ ایک سیاسی معاملہ ہے۔ مگر یہ نہیں ہو سکتا کہ وہ کسی کی ایک کوڑی بھی لے کر جائے وہ کوئی ہم جیسا ہے وہ امین و کریم ہے وہ خلیق و جمیل ہے اور یہ باتیں ہو ہی رہی تھیں کہ اُدھر مشرکین کے کان میں آواز آئی کہ لوگو جس کسی نے رسول اللہ کے پاس امانتیں رکھی ہوئی تھیں وہ آکر اپنا مال مجھ سے لے جائے میں تمام امانتیں واپس کرنے کے لیئے رہ گیا ہوں بس لوگ دوڑے اور اپنا مال واپس لینے لگے روایت میں ہے کہ ایک آدمی نے کہا کہ اے علیؑ میرا بھی اتنا مال

مصطفےؐ کے پاس امانت تھا۔ مولا علیؑ نے فرمایا یہ مال پڑا ہے اپنا اُٹھا لے جب وہ اُٹھانے لگا تو اُس کا ہاتھ مال کے ساتھ چپک گیا۔ لگا دہائی دینے کہ یا علیؑ معاف کر میرا کوئی مال مصطفےؐ کے پاس نہیں تھا میں نے غلط کہا اس پر حضرت علیؑ نے اشارہ کیا تو اس کا ہاتھ چھوٹ گیا۔ مصباح المجالس جلد ۴ صہ ۲۲۳ میں کہتا ہوں کہ بے شک رسول اللہؐ تو امین تھے مگر جن کا مال حضورؐ کے پاس تھا وہ تو امین نہ تھے فرماؤ حضرت علیؑ نے کس طرح مال صحیح واپس کیا ہاں اس اعجاز مرتضوی کو دیکھ کر پھر کسی مشرک کو غلط بیانی کی جرأت نہ ہوئی۔ میں یہ عرض کر رہا تھا کہ افتراق اُمت میں اس لئے ہوا کہ کلمہ پڑھنے والوں نے اپنے رسولؐ کی صحیح معرفت حاصل نہ کی۔ بھائیو منافقین کی حرکات سے تو قرآن بھرا پڑا ہے۔ ممکن ہے کہ ازواج نے بھی ازدواجی تعلقات کی بنا پر کہہ دیا ہو کہ آپ کے منہ سے مغافیر کی بو آتی ہے۔ مگر حیرانگی تو اس بات کی ہے کہ رسول اللہ جمعہ کا خطبہ دے رہے ہیں قرآن کی آواز سنو وَاِذَا رَاَوۡا تِجَارَةً اَوۡ لَهۡوَا نِ انۡفَضُّوۡۤا اِلَيۡهَا وَتَرَكُوۡكَ قَآئِمًا پارہ ۲۸ رکوع ۱۲ اور جس وقت دیکھتے ہیں سوداگری یا تماشہ دوڑے جاتے ہیں طرف اس کے اور چھوڑے جاتے ہیں تجھ کو کھڑا۔ اس آیت کریمہ کے معنی پر غور کرنے سے خیال آتا ہے کہ آج کا معمولی واعظ بھی خطبہ دے رہا ہو۔ تو ڈھول ڈھمکا کی طرف کوئی نمازی جانا پسند نہیں کرے گا جناب مولانا عبدالقادر موضح القرآن کے صہ ۵۲۷ ترجمہ قرآن رفیع الدین حاشیہ پر تحریر فرماتے کہ صرف بارہ آدمی نبیؐ کے پاس رہ گئے تھے اور باقی تمام آدمی نبیؐ کو چھوڑ کر چلے گئے تھے مسلمانو اندازہ ہی لگا کر فیصلہ دے دو کہ جمعہ کی نماز تاجدار رسالتؐ کے پیچھے مدینہ میں کتنے لوگ پڑھا کرتے ہوں گے ماننا پڑے گا کہ حضورؐ پر نور کے پیچھے ہزاروں لوگ نماز جمعہ پڑھا کرتے تھے تو اگر ہزاروں سے صرف

بارہ آدمی رہ جائیں اور متقرر رسول اللہ جیسا تقریر کر رہا ہو تو اس کے دل پر کیا گزری ہوگی کہ ان جانے والوں نے میری اچھی معرفت حاصل کی ہے۔ تفسیر ابن کثیر جلد ۵ پارہ ۲۸ صـ ۶۸ اور حاشیہ ترجمہ قرآن مجید احمد رضا خاں بریلوی صـ ۸۸۵ نوٹ ۱۶ پر بھی بارہ ہی نمازی رہ گئے تھے تحریر کیا گیا ہے۔ فرماؤ تاجدار رسالت کی معرفت کس قدر لوگوں کو تھی۔ اور سنو کہ رسول خدا مسلسل تئیس ۲۳ برس مسلمانوں کو نماز پڑھا کر اور وضو ایک دن میں پانچ مرتبہ فرما کر درس دیتے رہے اتنے لمبے درس کا حشر یہ ہوا کہ ادھر نبی اکرمؐ نے چہرے انور پر نور کی چادر ڈالی تو اُدھر مسلمانوں میں نزاع پیدا ہو گئی کہ رسول اللہ کس طرح وضو کرتے تھے پاؤں دھویا کرتے تھے یا مسح ہی فرمالیا کرتے تھے سر کا مسح کرتے تھے یا کہ گردن کا بھی مسح فرمایا کرتے تھے حضورؐ ہاتھ باندھ کر نماز پڑھا کرتے تھے یا ہاتھ کھول کر آمین بلند آواز سے کہتے تھے یا آہستہ یا سرے سے کہتے ہی نہ تھے رسول اللہ کے دیئے گئے اتنے لمبے درس کو جب لوگ ایک دن میں بھول گئے تو باقی احادیث کا کیا مقام رہا۔ اور آج کل مولوی صاحبان کے مسائل کیونکر دینی ہو سکتے ہیں۔ روایت میں ہے کہ حضرت ابوہریرہ سے دریافت کیا گیا کہ تم حضرت عمر کے زمانہ میں اس قدر احادیث بیان نہیں کرتے تھے اس کی کیا وجہ ہے تو حضرت ابوہریرہ نے ارشاد فرمایا کہ عمر دُرّے مارتے تھے۔ اسی خوف سے احادیث بیان نہیں کرتا تھا۔ کیوں مسلمانو کیا حضرت عمر صحیح احادیث کی ترویج کے دشمن تھے ایسا ہرگز نہیں ہے تو لامحالہ ماننا پڑے گا کہ حضرت ابوہریرہ بے احتیاطی سے کام لیتے ہوں گے کہ جس پر حضرت عمر ان کی پٹائی کرتے ہوں گے۔ ان واقعات کو پڑھ کر ایک انصاف پسند انسان بخوبی اندازہ لگا سکتا ہے کہ اسلام میں کس قدر دھاندلی ہوئی ہوگی۔ ہاں اس بے معرفتی کے دور میں نیک صحابہ کرام نے ایک روز جمع ہو کر آپس میں مشورہ

کیا کہ محمد مصطفٰیؐ کے ہم پر لاکھوں احسان ہیں دیکھو ہم حیوان تھے اس نے ہمیں انسان بنایا۔ ہم جاہل تھے اس نے ہمیں عالم بنایا۔ ہم بے عقل تھے اس نے ہمیں شعور عطا کیا ہم بے دین تھے اس نے ہمیں دیندار بنایا ہم بے عزت تھے اس نے ہمیں عزت بخشی۔ ہم غریب تھے اس نے ہمیں غنی بنایا۔ ہم کاذب تھے اس نے ہمیں صدیق بنایا ہم ظالم تھے اس نے ہمیں رحیم بنایا ہم بتوں کو پوجتے تھے اس نے ہمیں توحید سکھائی ہم جہنمی تھے اُس نے ہمیں جنتی بنایا۔ ہم لعنت اللہ تھے اُس نے ہمیں رضی اللہ بنایا تو یہ سب احسان اس کریم ابن کریم کا ہے کہ اب ہماری نسلیں صحیح ہوگئیں شرافت اسی میں ہے کہ مصطفٰیؐ کو اس کے اس احسان کا کچھ نہ کچھ بدلہ دینا چاہیئے تفسیر کبیر جلد ۷ صہ ۳۸۹ ماخوذ و خزینۃ المجالس ص ۲۴۷ مودۃ القربٰی صہ ۳ پر لکھا ہے کہ انصار حاضر خدمت ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہ آپ ہم سے اپنی محنت کا کچھ نہ کچھ بدلہ لے لیں۔ پیغمبر اسلام ان کی اس پیش کش پر خاموش ہوئے تو قدرت کی آواز آئی حبیبؐ ان سے کچھ مانگ۔ تو عرض کی یا لینے والے مانگتے ہوئے شرم آتی ہے۔ میرے اللہ مجھے تو تیری ذات سے بھی بن مانگے ملتا ہے۔ میں ان سے کیوں مانگوں حقیقت ہے کہ اللہ تعالٰی نے بھی سب کچھ بن مانگے دیا۔ تاج رسالت بن مانگے ملا قرآن جیسی کتاب بن مانگے ملی۔ علیؑ جیسا بھائی بن مانگے ملا۔ بتولؑ جیسی بیٹی بن مانگے ملی۔ حسنینؑ جیسے بیٹے بن مانگے ملے۔ عرش کی سیر بن مانگے کرائی۔ تو جسے خدا سے بن مانگے ملے وہ بندوں سے کیوں مانگے۔ ہاں خالق کی بھی تمنّا تھی کہ میرا حبیبؐ مجھ سے کبھی تو مانگے۔ شاید قدرت نے خیال کیا ہو کہ بندوں میں بیٹھ کر مانگتے سے شرم محسوس کرتا ہے۔ ایک رات کو عرش پر بلا لیا کہ اب تو مانگے گا مگر وہاں بھی نہ مانگا تو قدرت نے سمجھا ہو گا کہ خالق مخلوق کا حجاب ہے

اس لئے مانگتے ہوئے گھبرا رہا ہے اس لئے قدرت نے مصطفٰےؐ کے چھوٹے بھائی
علیؑ کا لہجہ اختیار فرمایا عرض کی پالنے والے لاکھ علیؑ بن کے دکھا مجھے تو
مانگنے کی عادت ہی نہیں پڑی۔ تیری ذات نے اتنا وافر عطا کیا ہے کہ مانگنے
کی حاجت ہی نہ رہی میں تو صرف تیرے بندوں کے لئے مانگتا ہوں اپنی ذات
کے لئے مانگنا مناسب نہیں سمجھتا۔ پس پیغمبرؐ اسلام کی اس خاموشی پر قدرت
کی آواز آئی اچھا محمدؐ اگر تم نہیں مانگتے تو میں مانگ لیتا ہوں قرآن قُلْ لَّآ
اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى پارہ ۲۵ رکوع ۴
اے رسولؐ کہہ دو کہ میں تم سے تبلیغ احکام پر کوئی اُجرت سوائے اس کے نہیں
چاہتا کہ میرے خاص قرابتداروں سے مودۃ کرو یہ یاد رہے کہ اجر رسالت
اگر رسولؐ مانگتے تو حدیث ہوتی رسولؐ اللہ کی کلام حدیث کہلاتی ہے اور
یہ قرآن مجید ہے اور کلام مجید خدا کا کلام ہے نہ کہ مصطفٰےؐ کا کلام ہے رسول اللہ
نے تو خدا کا حکم پہنچایا ہے جیسے نماز۔ روزہ ۔ حج۔ زکوٰۃ وغیرھم یہ اللہ تعالٰی
کا حکم ہے مگر مخلوق تک بوساطت مصطفٰےؐ پہنچائے گئے ہیں۔ اب نہ کہنا کہ اجر رسالت
نبیؐ نے مانگا نہیں بلکہ اللہ نے مانگا ہے تو اس صورت میں اللہ بنا سائل۔ مودت
سوال۔ اور مخلوق مسئولون ہے مثال کے طور پر جو نوکر رکھے اُسے کہتے ہیں حاکم جس
کو رکھے اُسے کہتے ہیں محکوم اور جو کام وہ کہے اُسے کہتے ہیں حکم۔ اسی طرح مانگنے
والا سائل جو شئی مانگی جائے وہ سوال۔ جس سے مانگے وہ ہے۔ مسئول ایک
ہے تو مسئول زیادہ ہوں تو مسئولون۔ یعنی ایک ہو تو مومن زیادہ ہوں تو
مومنوں۔ ایک ہو تو مسلم زیادہ ہوں تو مسلمون۔ اس کے ساتھ اور مثالیں
بھی دی جاسکتی ہیں ضارب۔ ضرب مضروب وغیرھم۔ تو اس آیت میں اللہ ہے
سائل۔ مودّت ہے سوال اور اُمت ہے مسئولون۔ سنو قیامت کا دن ہوگا۔
ایک گروہ متقیان دین کا دربار الٰہی میں پیش ہوگا ان کے نامہ اعمال میں نمازیں

ہی نمازیں۔ روزے ہی روزے۔ نیکیاں ہی نیکیاں نامہ اعمال دیکھنے والے فرشتے بھی خوش ہوں گے کہ مولانا صاحبان نے نہایت پاکیزہ زندگی گزاری ہے پھر ملائکہ میرے حبیبوں کے اعمال دیکھنا شروع کریں گے کہ کچھ نیکیاں اور کچھ گناہ ہوں گے۔ تو مفتیان دین آپس میں مشورہ کریں گے کہ اگر کوئی ہمارے نامہ اعمال میں گناہ ہوتا تو قدرت کی طرف سے سزا کا اعلان ہوتا۔ تو گناہ تو ہمارے نامہ اعمال میں ہے ہی نہیں تو پھر ہم نے جنت ہی جانا ہے اور کہاں جانا ہے۔ پس مشورہ کر کے جنت کی طرف چل پڑیں گے چند قدم پر پہنچیں گے کہ قدرت کی طرف سے آواز آئے گی قرآن وَقِفُوْهُمْ اِنَّهُمْ مَّسْئُوْلُوْنَ لا پارہ ۲۳ رکوع ۶ کہ روکو ان کو ٹھہراؤ ان کو ابھی تو یہ مسئولون ہیں یعنی ابھی ان سے سوال کرنا ہے سنو جو ان سے سوال ہو گا وَقِفُوْهُمْ اِنَّهُمْ مَّسْئُوْلُوْنَ عَنْ وِلَایَةِ عَلِیِّ ابْنِ اَبِیْ طَالِبٍ منصب امامت ص۴۷ صواعق المحرقہ ص۱۲۷ تذکرۃ الخواص ۲۲ تفسیر انوار النجف جلد ۲ ص۱۶۸ یہ ہے رسالت کا اجر اگر ادا نہ کیا تو تمام اعمال بے کار ہوں گے مولوی صاحبان سے عرض ہے کہ ایک آیت ایسی تو قرآن سے پیش کریں کہ جس میں تین بزرگوں کا خدا نے ذکر فرمایا ہو کہ ان کی ولا کا قیامت کو سوال ہو گا۔ لطیفہ۔ کسی زمیندار کا مرغ مولوی صاحب کے بچوں نے پکڑ کر گھر ٹوکرے میں بند کر دیا زمیندار تلاش کرتا کرتا مولوی صاحب کے دروازے پر آیا اور عرض کی کہ مولانا ادھر میرا مرغ تو نہیں آیا مولوی صاحب نے فرمایا کہ ہم کوئی چور تو نہیں بلکہ ہم تو امام ہیں ہم نے تو آپ کا مرغ دیکھا تک نہیں کہیں اور جا کے تلاش کر وہ یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ ٹوکرے کے نیچے سے مرغ نے اذان دے دی۔ زمیندار نے ادب سے عرض کی کہ مولانا مرغ تو گھر سے بول رہا ہے۔ مولانا نے غصہ سے فرمایا کم عقل نہ میری امامت کا خیال اور نہ میری زبان پر اعتبار مرغ کی آواز پر زیادہ اعتبار ہو گیا تمہیں علم

نہیں کہ جو ہماری بات نہ مانے اس کا نکاح ٹوٹ جاتا ہے۔ زمیندار نے کہا کہ حضور گھر سے آواز آرہی ہے۔ تو علیؑ پر بزرگوں کو فوقیت دینے والو تمہارے گھر سے آوازیں آرہی ہیں کہ قیامت کو علیؑ کی ولا کا سوال ہوگا۔ عام طور سے واعظ بیان فرماتے ہیں۔ کہ اجر رسالت واجب ہے اس کا ادا کرنا واجبات میں ہے مگر حقائق اس امر کا ساتھ نہ دیں گے۔ میں دلیل سے عرض کرتا ہوں کہ اجر رسالت واجب نہیں۔ واجب تو نماز ہے واجب روزہ ہے۔ واجب زکوٰۃ اور حج ہے بھائیو واجب وہ ہوتا ہے جو حالات کے بدلنے سے بدل جائے مثلاً نماز واجب ہے مگر سفر میں نماز قصر ہوگی بیماری میں نماز بیٹھ یا لیٹ کر پڑھی جا سکتی ہے۔ اگر حالات اجازت دیں تو حج واجب ہے اور اگر سفر خرچ نہ ہو تو حج معاف ہے۔ روزہ واجب ہے مگر بیماری اور سفر کے عالم میں التوا کا حکم ہے اور جو حالات کے بدلنے سے بدل جائے اُسے واجب کہتے ہیں مگر اصول حالات کے بدلنے سے نہیں بدلتے اس کی مثال یہ ہے کہ ہمارے امام بارہ ۱۲ ہیں کیا سفر میں چھ ۶ کٹ جا سکتے کیا بیماری کے عالم میں تین ۳ ہو سکتے ہیں۔ کیا غربت کے عالم میں ڈیڑھ (۱½) ہو سکتے ہیں۔ بھائیو امام تو ہر حالت میں بارہ ۱۲ ہی ماننے پڑیں گے۔ گھر میں بارہ ۱۲ سفر میں بارہ ۱۲ تخت پہ بارہ ۱۲ اور تختے پر بارہ ۱۲ ہی ماننے ہوں گے۔ بارہ ۱۲ سے اگر ایک کا انکار کیا تو گویا سب کا انکار کیا۔ بھائیو یہی حق ہے کہ جو حالات کے بدلنے سے بدل جائے اُسے کہتے ہیں فروع اور جو حالات کے بدلنے سے نہ بدلے اُسے کہتے ہیں اصول۔ تو مودّت آلِ محمدؐ فروع میں داخل نہیں بلکہ اصول میں داخل ہے۔ یہی وجہ ہے کہ میرے مولا حسینؑ۔ رسولِ خداؐ کے دوش پر نماز کی حالت میں سوار ہوئے اور رسول اللہؐ نے اپنی نماز روک کر اُمت کو سبق دیا کہ اجر رسالت کو فروع نہ سمجھنا حسینؑ کا یہ مقام ہے کہ وہ مصطفٰےؐ کے فروع کو روک رہا ہے۔ ایک رباعی عرض ہے

اعزازِ مصطفےٰ میں شریعت کھڑی رہی۔ دروازۂ بتولؑ پہ رحمت کھڑی رہی
دوشِ نبیؐ پہ سجدے میں آکر چڑھے حسینؑ۔ بیٹھے رہے حسینؑ عبادت کھڑی رہی
آگے چلو کیا اگر اجر رسالت ادا نہ کیا تو نقصان کیا ہو گا کیا اجر رسالت ادا
نہ کرنے سے دین میں کوئی کمی واقعہ ہو جائے گی۔ میں کہتا ہوں اگر اُجرت عام
آدمی کی ادا نہ کی جائے تو دین برباد ہے اور اگر رسولؐ اللہ کی اُجرت ادا نہ
کی تو کیا دین رہ جائے گا۔ مثال سے عرض کرتا ہوں۔ ہم مسلمانوں نے ایک
بہترین مسجد بنوائی دو لاکھ روپے مسجد پر لگا دیئے۔ مسجد کے تیار ہونے پر پانی
کا انتظام بھی ہو گیا لوٹے بھی آ گئے صفیں بھی بچھ گئیں۔ مولوی صاحب بھی
مقرر ہو گئے۔ اس پر طرہ یہ کہ مستری صاحب جس نے مسجد بنائی تھی اس کے حساب
سے دس روپے مزدوری کے باقی رہ گئے مستری نے دس روپے مزدوری کے مانگے
میں نے خلوص سے وضو کیا اور مسجد میں دو رکعت نماز پڑھ دی فرماؤ اُجرت ادا
ہو گئی۔ مستری نے دس روپے اُجرت کے مانگے میں نے داڑھی بڑھا لی فرماؤ
اُجرت ادا ہو گئی۔ مستری نے اُجرت مانگی میں نے مسجد میں اعتکاف کر لیا۔
مستری نے مزدوری مانگی میں حج کو چلا گیا مستری نے مزدوری طلب کی میں نے
شبینہ اُسی مسجد میں کرا دیا فرماؤ مسلمانو اُجرت ادا ہو گئی ہرگز نہیں ہر مسلمان
کہے گا کہ اُجرت اور شئی ہے عبادت اور شئی ہے اور اگر کوئی انسان مسجد کی مزدوری
دبا کے بیٹھ جائے تو مسجد میں پڑھی ہوئی نمازیں بھی باطل ہوں گی۔ تو جو رسول اللہؐ کی
اُجرت رسالت دبا کے بیٹھ جائے اس کی عبادت کیسے قبول ہو گی۔ چلو میں آپ
کی چاہت کی حلوہ شریف کی مثال دیتا ہوں وہ یہ کہ میں نے دکان سے حلوہ شریف
خرید کیا اس کی رقم پانچ روپے میں نے ادا نہ کی آنکھ بچا کے نکل آیا گھر آکر حلوے
پر ختم پڑھا۔ درود تاج پڑھا سورہ ملک پڑھی بسم اللہ کر کے حلوہ کھایا فرماؤ اس کا
کھانا حلال ہے یا حرام ہے۔ ہاں حرام اس لئے ہے کہ اس حلوہ کی اُجرت ادا

نہ کی تو ثابت ہوا کہ جس شئی کی اُجرت ادا نہ کی جائے اس کا استعمال کرنا حرام ہے ۔ چلو میں ایک مثال اور دیتا ہوں وہ یہ کہ ایک متقی پرہیزگار جو ہر مذہب میں نیک اور پارسا تھا اس متقی کا لوٹا وضو کرنے والا ٹوٹ گیا اس کے پاس پیسے نہ تھے اس نے وضو کر کے نماز تو پڑھنا ضرور تھی اگر پیسے ہوتے تو ضرور رقم ادا کر کے لوٹا خرید کر لیتا ۔ مجبوراً رات کو ایمانداری سے سیدھا نورے کمہار کے گھر پہنچا نورے کمہار کا تالا توڑا ۔ اور ایک ہی لوٹا مٹی کا اُٹھایا کہ جس کی ضرورت تھی دروازہ بند کیا اور نورے کمہار کے حق میں دعا کی لوٹے کی اشد ضرورت تھی اور اس کی قیمت اُجرت اگر اس کے پاس ہوتی تو ضرور ادا کرتا مگر مجبور ہے کیا کرے نماز تو ادا کرنی ہے پس لوٹے کو پاک وصاف کیا اس پر چھ کلمے پڑھے درود تاج پڑھا درود لکھی کا ورد کیا اور اس لوٹے سے کہ جس کی قیمت ادا نہ کر سکا وضو کر کے پورے چالیس برس خلوص سے بمعہ تہجد کے نماز ادا کرتا رہا ۔ فرماؤ مسلمانو یہ نماز جائز ہے یا باطل دُنیا کا کوئی باضمیر مفتی یہ فتویٰ نہیں دے سکتا کہ نماز جائز ہے یقیناً نماز اور وضو باطل کیوں کہ لوٹے کی اُجرت ادا نہ کی ۔ ثابت ہوا کہ اگر لوٹے کی اُجرت ادا نہ کی جائے تو اس لوٹے سے وضو باطل ہے تو جس دین کی اُجرت ادا نہ کی جائے وہ دین کیوں کر قبول مقبول ہوگا بس مصطفےٰ کی اُجرت ادا کئے بغیر ہرگز دین قبول نہ ہوگا ۔ پیغمبرؐ کی اُجرت رسالت ادا کرو ۔ ورنہ بے دین ہو کر مرو گے ۔ ہاں اگر اُجرت ادا نہ کی تو نیکی برباد گناہ لازم والا معاملہ ہوگا ۔ چلو نیکی برباد گناہ لازم کو ایک واقعہ سے سمجھانے کی سعادت حاصل کرتا ہوں ۔ حضرت امام جعفر صادقؑ علیہ السلام نے فرمایا کہ میں نے سُنا کہ فلاں مقام پر ایک عالم دین ہے جو مخلوق خدا کو پند نصیحت کرتا رہتا ہے اور لوگ اس کی تعظیم و تکریم کرتے ہیں اور اس کی تعریف و توصیف کرتے ہیں یہ سُن کر مجھے بھی شوق پیدا ہوا کہ میں بھی اُسے دیکھوں ۔ مگر ایسے ڈھنگ

سے کہ وہ مجھے نہ پہچان سکے۔ چنانچہ ایک روز میں نے دیکھا کہ عام لوگوں نے اس کے گرد ہجوم کر رکھا ہے۔ میں بھی اپنا سر اور منہ کپڑے سے ڈھانپ کر الگ ایک کونے میں جا کھڑا ہوا اور اس کو اور ان کے سب کو دیکھتا رہا۔ جب وہ بہت دیر تک اِدھر اُدھر کی داستانیں سُنا چکا تو ان لوگوں سے الگ ہو کر ایک طرف کو چلا اور سب نے اپنا اپنا راستہ لیا۔ مگر میں اس کے پیچھے روانہ ہوا۔ آخر کار وہ چلتے چلتے ایک نان بائی کی دکان پر پہنچا اور اس کو غافل پا کر دو روٹیاں اس کی دکان سے چرائیں میں اُس کے اس فعل کو دیکھ کر نہایت متعجب ہوا مگر میں نے اپنے دل میں خیال کیا کہ شاید اس نان بائی سے اس کا لین دین ہوگا پھر وہ ایک انار فروش کی دکان پر پہنچا اور موقعہ کی تاک میں کھڑا رہا۔ آخر کار اس کو غافل پا کر دو انار چُرا لئے۔ اس پر مجھے اور بھی زیادہ تعجب ہوا مگر میں نے دل میں سوچا کہ شاید اس سے بھی اس کا لین دین ہوگا۔ لیکن ساتھ ہی یہ بھی خیال آیا کہ اگر لین دین ہوتا تو چوری کرنے کی کیا حاجت تھی۔ مگر تاہم میں نے اس کا ساتھ نہ چھوڑا۔ اور پیچھے لگا رہا۔ یہاں تک کہ وہ ایک بیمار کے پاس پہنچا اور جاتے ہی دونوں روٹیاں اور دو انار اُس کے آگے ڈال دیئے اور آپ وہاں سے چل دیا۔ میں بھی اس کے پیچھے چلا۔ آخر کار وہ چلتے چلتے جنگل میں ایک جگہ جا کے ٹھہرا تب میں نے اُس سے کہا کہ اے بندۂ خدا تیرے اوصاف سُن کر مجھ کو تیری ملاقات کا شوق ہوا تھا۔ مگر تیری حرکتیں دیکھ کر میرا دل کمال متردّد ہوا اس لئے رفع تردّد کی غرض سے میں کچھ دریافت کرنا چاہتا ہوں وہ بولا پوچھ کیا پوچھنا چاہتا ہے میں نے کہا تُو نے نان بائی کی دکان سے دو روٹیاں چرائیں اور انار والے کے دو انار اڑا ئے۔ جب میں اتنا بیان کر چکا تو بجائے اس کے کہ وہ ان باتوں کا جواب دے مجھ سے پوچھنے لگا کہ تو کون ہے میں نے کہا کہ میں اولاد

آدمؑ اور اُمت محمدؐ مصطفیٰ سے ہوں بولا کس خاندان سے میں نے جواب دیا رسول اللہؐ کے خاندان سے ہوں اس نے کہا کہ کس شہر کا رہنے والا ہے میں نے کہا کہ مدینہ کا بولا کہ تو جعفرؑ بن محمدؑ بن علیؑ بن حسینؑ بن علیؑ بن ابی طالب ہے۔ میں نے جواب دیا کہ ہاں بولا تو پھر تجھ کو تیرا جد اور اصل اور خاندان کی شرافت سے کیا فائدہ ہو گا جب کہ تو اس چیز سے جو تیری شرافت کا باعث ہے ناواقف ہے اور اپنے جد و پدر کے علم کو چھوڑے ہوئے ہے اگر اس سے واقف ہوتا تو اس امر کا انکار نہ کرتا جو تعریف اور مدح کے قابل ہے میں نے پوچھا کہ وہ کونسی چیز ہے جس کو میں نے ترک کر رکھا ہے اس نے جواب دیا کہ قرآن جو کتاب خدا ہے میں نے کہا میں اس کی کس بات سے نا واقف ہوں وہ بولا کہ مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرُ اَمْثَالِهَا وَمَنْ جَاءَ بِالسَّيِّئَةِ فَلَا يُجْزٰى اِلَّا مِثْلَهَا پارہ ۸ رکوع ۷ یعنی جو کوئی ایک نیکی کرے اس کو ویسی ہی دس نیکیاں ملیں گی اور جو ایک بدی کرے اس کو ایک بدی کا عوض ملے گا پس میں نے جو دو روٹیاں چرائیں اس کے دو گناہ ہوئے اور دو انار چرانے کے دو گناہ یعنی کل چار گناہ ہوئے۔ اور جب میں نے ان کو خدا کی راہ میں تصدق کیا تو چالیس نیکیاں شمار کی گئیں۔ اور ان میں سے چار نیکیاں ان بدیاں کے عوض میں منہا ہو گئیں اور باقی چھتیس ۳۶ نیکیاں میرے واسطے رہ گئیں یہ تو صرف میرے ہاتھ کی صفائی ہے۔ یہ سن کر میں نے کہا تیری ماں تجھے روئے درحقیقت تو خود ہی کتاب خدا سے جاہل اور نا واقف ہے نہ کہ میں۔ کیا تو نے یہ آیت نہیں سنی کہ خدا فرماتا ہے اِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ ۝ پارہ ۶ رکوع ۹ یعنی اللہ تعالےٰ صرف متقی اور پرہیزگار لوگوں کے اعمال کو قبول کرتا ہے۔ سن جب تو نے دو روٹیاں چرائیں تو دو بدیاں ہو گئیں اور دو انار چرائے تو دو بدیاں اور ہو گئیں اور

جب ان کو ان کے مالکوں کی بغیر اجازت کسی اور کو دے ڈالا تو حقیقت میں چار بدیاں اور ہوگئیں یعنی کل آٹھ بدیاں ہوگئیں۔ چھتیس نیکیاں پوری کرنے کی لیتے ہوئے خدا سے شرم کرو اور قرآن مجید کو اپنی رائے سے نہ بدل ڈالو یہ ہے نیکی برباد اور گناہ لازم کی درست مثال۔ آثار حیدری صد ۳۹ مسلمانو دین اسلام کے تہتر (۷۳) فرقے اس لئے ہوئے کہ مسلمانو نے قرآن کی تفسیر اپنی مرضی سے کی ہیں۔ روایت میں ہے کہ جب عمار رض یاسر شہید ہوئے اور اس خوفناک واقعہ کے سننے سے بہت سے لوگ گھبرا گئے اور کہنے لگے کہ رسولخدا ص نے فرمایا ہے کہ عمار رض یاسر کو ایک باغی گروہ قتل کرے گا جب عمرو عاص نے اپنے لشکریوں کی یہ گھبراہٹ اور ہل چل دیکھی تو معاویہ کے پاس آکر کہنے لگا کہ اے امیر ہمارے لشکر والے کمال برانگیختہ اور مضطرب الحال ہو رہے ہیں معاویہ نے پوچھا کہ کیوں اس نے جواب دیا کہ عمار رض کے مارے جانے سے کیونکہ حضرت رسولخدا ص نے فرمایا ہے کہ عمار رض کو ایک باغی گروہ قتل کرے گا معاویہ نے اس سے کہا تو غلطی پر ہے جو یہ خیال کرتا ہے کہ ہم نے عمار رض کو قتل کیا ہے بلکہ اس کو تو علی ع ابن ابی طالب نے قتل کیا ہے۔ کیونکہ اُسی نے اس کو ہمارے نیزوں کے سامنے بھیجا۔ جب امیر علیہ السلام نے اس نااہل کا یہ قول سُنا تو فرمایا کہ اگر یہی بات ہے تو حضرت حمزہ رض کو بھی جناب رسولخدا ص ہی نے قتل کیا ہے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی نے ان کو مشرکوں سے لڑنے کے لئے بھیجا تھا۔ آثار حیدری صد ۱۴۱ ہاں میں عرض کر رہا تھا کہ اگر اجر رسالت ادا نہ کیا تو کوئی عمل بھی قبول نہ ہوگا۔ ایک لطیفہ سُنو۔ کہ ایک زمیندار کی زمین آدھ مربعہ اور ایک ہندو کی دکان آدھ مرلے میں ہندو لکھ پتی اور زمیندار آدھ مربعے والا مُفلس کنگال اُس نے سوچا کہ میں بھی کیوں نہ دکان بنالوں اس نے زمین بیچ کر دکان کھول لی اور سیٹھ بننے کے شوق میں لالہ جی کی دکان پر جا

بیٹھا کر دیکھوں کہ لالہ جی کس ڈھب سے دولت کماتا ہے۔ دکان پر بیٹھے بیٹھے اس کی نگاہ ترازو کے ایک پلڑے پر پڑی کہ لالہ جی نے ایک پلڑے کے ساتھ پاسنگ باندھ رکھا ہے۔ نئے دکاندار زمیندار نے سوچا اور فیصلہ کیا کہ تمام کمال اسی پاسنگ میں ہے اس نے تو معمولی سا باندھ رکھا ہے میں ذرہ بڑا باندھ لوں گا اور جلدی سیٹھ بن جاؤں گا واپس دکان پر آکر اُس نے آدھ سیر کا وٹا ایک طرف باندھ دیا۔ اب ایک آدمی مسلمان کی دکان سمجھ کر گندم لے کر آیا کہ مسلمان کی دکان سے ہی لین دین رکھنا چاہیئے۔ اب جو گندم ایک پلڑے میں ڈالی اور دوسرے پلڑے کے ساتھ پاسنگ آدھ سیر کا اور گندم تھی چھ چھٹانک پاسنگ آدھ سیر فیصلہ دو کہ گندم کتنی ہوئی جب دریافت کیا گیا تو فرمایا کہ دو چھٹانک اور لے آ پھر بھی کچھ نہیں بچے گا۔ مسلما تو خدا کی قسم یہی معاملہ حشر کو ہوگا۔ نبی اکرمؐ نے فرمایا کہ اگر کسی انسان کی عمر نوحؑ نبی کی ہو۔ ہزار حج بھی اُس نے پا پیادہ کئے ہوں۔ ہزار عمرے بھی اس نے کئے ہوں ہزار غلام بھی راہ خدا میں اس نے آزاد کئے ہوں اُحد پہاڑ کی مانند سونا بھی راہ خدا میں لٹایا ہو۔ صفا مروہ کے درمیان مظلومیت کی موت بھی مارا گیا ہو۔ اگر اس کے دل میں علیؑ کی ولا نہیں تو قیامت کو خدا فرمائے گا۔ نامراد لاکھ نوافل اور لے آ پھر بھی کچھ نہیں بچے گا۔ کَنْ یَّتَقَبَّلَ اللّٰہُ تعالٰے لِفَرْضٍ وَلَا بِحُبِّ عَلِیِّ ابْنِ اَبِیْ طَالِب یعنی خدا تعالٰے کسی عمل کو قبول نہیں کرے گا جب تک کہ اس کے ساتھ علیؑ کی ولا نہ ہوگی۔ مسند احمد بن حنبل تفسیر ثعلبی میں ابن عباس سے مروی ہے۔ کہ صحابہ نے عرض کی مَنْ قَرَابَتُکَ الَّذِیْنَ وَجَبَتْ عَلَیْنَا مَوَدَّتُھُم قَالَ عَلِیٌّ وَفَاطِمَۃُ وَابْنٰھُمَا مودۃ القربیٰ صہ۱۳ جلاء العیون جلد ۲ صہ۴۷ کہ حضورؐ کے قریبی کون ہیں کہ جن کی مودت ہم پر واجب کی گئی فرمایا کہ

ایک علیؑ اور فاطمہؑ اور اس کے دونوں بیٹے۔ پس ان کی مودت فرض کی گئی ہے۔ بھائیو اگر کوئی ان سے مودت کرے گا تو یہ بھی تو اس کا اپنا فائدہ ہی ہے آلِ محمدؐ کسی کا احسان سر پر نہیں رکھتے بلکہ وافر بدلہ دیتے ہیں میں ایک واقعہ پیش کئے دیتا ہوں۔ روایت میں ہے کہ نیشاپور کے مومنین نے مال خمس جمع کیا جو تیس ہزار اشرفیاں اور دو ہزار کپڑوں کا سامان تھا اس مال کو مدینہ امام زمانہ کی خدمت میں پہنچانے کے لئے ابوجعفر محمد بن ابراہیم نیشاپوری کو معین کیا۔ جب ابوجعفر چلنے لگا تو ایک عورت جس کا نام شطیطہ بیان ہوتا ہے تشریف لائی اور دریافت کیا کہ کون شخص مدینے جا رہا ہے اس ضعیفہ کو بتایا گیا کہ ابوجعفر محمد بن ابراہیم مال اور سامان لے کر مدینے جا رہا ہے۔ اس پر ضعیفہ نے ابوجعفر سے کہا کہ یہ میرا مال خمس ہے اسے بھی لیتے جاؤ اور امام زمانہ کے حوالے کر دینا ابوجعفر نے کہا کہ آپ کا مال کتنا ہے کہا کہ ایک درہم اور چند گز سوتی کپڑا سفید جس کی قیمت کل چار درہم تھی ابوجعفر کو دینا چاہا ابوجعفر نے کہا کہ اس قلیل مال کو حضرت کی خدمت میں پیش کرتے ہوئے مجھے شرم آتی ہے مومنہ نے کہا کہ جب اللہ تعالےٰ نے مجھے تھوڑا مال عطا کیا ہے تو اس تھوڑے مال سے خمس ادا کرتے ہوئے میں کیوں شرم محسوس کروں میں اس حالت میں مرنا چاہتی ہوں کہ میری گردن پر کسی کا کوئی حق نہ ہو۔ بالآخر وہ تمام مال و سامان لے کر ابوجعفر مدینہ پہنچا اور امام زمانہ حضرت موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت میں مال پیش کیا حضور نے مومنہ شطیطہ والا درہم بھی مال سے اٹھا لیا اور اس کا بھیجا ہوا کپڑا بھی لے لیا اور اپنی طرف سے چالیس درہم اور ایک کفن امام نے ابوجعفر کے حوالے کر کے فرمایا کہ یہ میری طرف سے شطیطہ کو دینا اور اسے میرا پیغام پہنچانا کہ شطیطہ تیرے سر پر چالیس درہم قرضہ ہے اسے ادا کرے۔ ابوجعفر جس دن تو نیشاپور پہنچے گا اس کے اُنیس 19 دن بعد شطیطہ کا انتقال ہو

جائے گا اُسے کہنا کہ تیرے بھیجے ہوئے کپڑے کا میں اپنا کفن بنالوں گا اگر نانے کی اُمت نے پہننے دیا تو اور یہ میرا کفن ہے یہ میں تجھے دیتا ہوں تو اسے اپنا کفن بنا لینا۔ شطیطہ گھبرانا نہیں تیری نماز جنازہ میں شرکت کے لئے میں آؤں گا اے ابوجعفر اس وقت اگر تو مجھے دیکھے تو کسی کو میرا راز نہ بتانا۔ غرضیکہ وہ صاحب یہاں سے فارغ ہو کر نیشاپور واپس آئے اور حضرت کا عطیہ مومنہ کے حوالے کیا تو مارے خوشی کے اس کی یہ حالت ہوئی کہ کلیجہ پھٹ جائے انہیں صاحب کا بیان ہے کہ جس وقت کے لئے حضرت نے فرمایا تھا۔ اسی روز شطیطہ کا انتقال ہوا۔ جنازے پر مومنین کا ہجوم تھا میں نے دیکھا کہ حضرت بھی اُونٹ پر تشریف لا رہے ہیں اور اُتر کر سب کے ساتھ نماز پڑھی۔ قبر میں میت کو رکھتے وقت اس پر خاک شفا چھڑکی اور فراغت کے بعد اُونٹ پر سوار ہو گئے اور جاتے ہوئے فرمایا کہ اپنے لوگوں کو میری طرف سے سلام پہنچانا اور کہہ دینا کہ جہاں کہیں بھی تم ہو ہم اہلبیت میں سے ہر امام کے لئے ضروری ہے کہ وہ تمہارے جنازوں میں شریک ہو۔ پس خدا سے ڈرتے رہو اور پرہیزگاری اختیار کرو ضرورت امام ص ۱۵۵ کنوز المعجزات ص ۱۱۳ رباعی عرض ہے ۔

دل ڈگمگا رہا ہے الٰہی ثبات دے ۔۔۔ محشر کی ہول سختی سے مجھ کو نجات دے
ہر چند اصل کچھ نہیں میری پر اے خدا ۔۔۔ جنت میں مرتضیٰؑ کے محبوں کا ساتھ دے

اب میں صرف ایک کمال مرتضیٰؑ اور شفقت حیدر کرارؑ عرض کر کے مجلس کو ختم کرتا ہوں۔ روایت میں ہے کہ حضرت علی ستائیس ۲۷ برس کے تھے کہ بالا خانہ پر بیٹھے خرما تناول فرما رہے تھے اور سلمانؓ اس بالا خانہ کے نیچے خرقہ سینے اور فقر و فنا کی تعلیم پانے میں مصروف تھے حضرت امیرؑ نے خرما کی گٹھلی سلمانؓ کو ماری سلمانؓ نے عرض کی یا علیؑ آپ تو عمر کا بھی خیال نہیں کرتے میں بڈھا آدمی اور آپ جوان ہو کر مجھ سے اس طرح پیش آتے ہیں اس پر حضرت امیرؑ نے فرمایا تو اپنے

کو مجھ سے بڑا سمجھتا ہے عرض کی کہ مولا ظاہر میں تو ایسا ہی ہے فرمایا سلمانؓ دشت ارژنہ والا واقعہ بھول گیا۔ عرض کی یا علیؑ وہ تو ایک پرانی کہانی ہے فرمایا ذرا بیان تو کرو عرض کی مولا میں جنگل میں سفر کر رہا تھا کہ مجھ پر ایک شیر نے حملہ کیا میں خوف کے مارے ایک تالاب میں کود گیا اور شیر تالاب کے کنارے آکر کھڑا ہو گیا میں نے جان کے خوف سے بارگاہ الہیٰ میں آہ وزاری کی تو خالق نے میری یوں مدد فرمائی کہ ایک جوان گھوڑے پر سوار آیا اور اس کے ہاتھ میں تلوار تھی اس نے آکر شیر کو دو ٹکڑے کر کے میری جان بچائی مولا میں تالاب سے باہر نکلا اور اس جوان کا شکر ادا کیا پھر میں نے درختوں سے پھول توڑ کر ایک گلدستہ تیار کر کے اس جوان کی خدمت میں بطور تحفہ کے پیش کیا اور وہ جوان میری نظروں سے غائب ہو گیا۔ مولا علیؑ نے فرمایا۔ سلمانؓ شیر کو قتل کرنے والا جوان میں ہی ہوں۔ سلمانؓ نے عرض کی مولا اس واقعہ کو تو دو سو (۲۰۰) سال سے بھی زیادہ عرصہ گزر چکا ہے اور آپ تو اب نوجوان ہیں۔ اس پر حضرت امیرؑ نے اپنی آستین سے گلدستہ نکال کر سلمانؓ کے حوالے کر کے فرمایا سلمانؓ اگر گلدستہ وہی ہے تو مان جا کہ میں نے ہی تیری مدد کی تھی کوکب دری صـ۲۳۶ جناب ڈاکٹر خاور نگرامی کے چند اشعار ملاحظہ ہوں ؎

حوصلہ جینے کا ہم کو آپ نے بخشا علیؑ — اے شہید راہ حق بیدار دل زندہ علیؑ
باب شہر علم ہے تیرا لقب اے بوتراب — تو شجاعت اور سخاوت کا ہے اک دریا علیؑ
تیرے ہی قدموں نے بت خانے کو کعبہ کر دیا — اے سوار دوش احمدؐ عالم بالا علیؑ
تو ہوا کعبہ میں پیدا اے ولی کبریا — آج تک دیر و حرم میں ہے تیرا جلوہ علیؑ
تو وصی ہے تو ولی ہے تو ہے داماد نبیؐ — کیا بتاؤں میں کہ اس عالم میں ہے کیا کیا علیؑ
آدمؑ۔ نوحؑ۔ سلمانؓ و محمدؐ کا ہے قول — مشکلوں میں کون ہے مشکلکشا الا علیؑ

تم علیؑ کے غیظ سے کیونکر بچو گے دشمنو ۔۔۔ مالک دنیا علیؑ ہے مالک عقبیٰ علیؑ
شاہ مرداں شیر یزداں قوت پروردگار ۔۔۔ حیدر کرار ہے جرار ہے تنہا علیؑ
مشکلوں میں کام آتا ہے فقط مشکل کشا ۔۔۔ ہر قلندر ہر ملنگ ہر غوث کا نعرہ علیؑ
ہے یہی میرا وظیفہ ہے یہی میری دعا ۔۔۔ مہرباں ہو جائے خاور ۔ لے خدا وندا علیؑ

مگر مسلمانوں نے حضرت علیؑ کو شہید کیا اور ان کے اصحاب کو طرح طرح کی مصیبتوں میں مبتلا رکھا ۔ جناب امیرؑ کے صحابہ میں سے جناب حجر بن عدی صرف امیرالمومنینؑ کے اصحاب ہی نہ تھے بلکہ یہ بزرگوار رسول خداؐ کے بھی اصحاب تھے ۔ جنگ جمل، صفین و نہرواں میں ہر جگہ حضرت امیرؑ کے ساتھ رہے اور ہر جہاد میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا ۔ حضرت ابو ذر غفاریؒ کو ان ہی بزرگوں نے مالک اشترؓ کے ساتھ مل کر دفن کیا تھا ۔ جس زمانہ میں زیاد کوفہ کا حاکم تھا ایک روز اس نے خطبہ کہنا شروع کیا خطبہ میں اُس نے اس قدر دیر کی کہ نماز کا وقت تنگ ہو گیا اس پر حجرؓ نے کہا ۔ کہ خطبہ کو موقوف کرو اس نے نہ مانا پڑھتا ہی رہا ۔ یہاں تک کہ نماز عصر کا وقت نکل گیا اس پر کچھ لوگوں نے حجرؓ کے ساتھ مل کر اس پر سنگریزے پھینکے زیاد نے معاویہ کو شکایت لکھ بھیجی معاویہ نے واپسی جواب دیا کہ حجرؓ اور اس کے ساتھیوں کو قید کر کے بھیج دے زیاد نے حجرؓ کو اور اس کے گیارہ ساتھیوں کو قید کر کے دمشق روانہ کیا جب یہ قیدی قریہ عذرا میں پہنچے تو ایک آدمی نے جا کر معاویہ کو خبر دی کہ حجرؓ بن عدی اور اس کے ساتھی قید کر کے لائے گئے ہیں اور قریہ عذرا میں ان کو ٹھہرایا گیا ہے ۔ معاویہ نے کچھ لوگوں کو مسلح بھیجا اور کہہ دیا کہ سب کو جا کر قتل کر دو معاویہ کے فوجی آئے اور انہوں نے ان چھ آدمیوں کو چھوڑ دیا جنہوں نے حضرت علیؑ سے جان کے خوف سے برات ظاہر کی اور حضرت حجرؓ بن عدی اور ان کے باقی پانچ ساتھی بے دردی سے قتل کر دیئے گئے ۔ جب یہ خبر تمام بلاد و امصار میں مشتہر ہوئی تو مسلمانوں نے احتجاج کیا حتیٰ کہ حضرت عائشہ

ساری زندگی حجر بن عدی کی شہادت پر افسوس کرتی رہی۔ اسی طرح رشید ہجری حضرت امیرؑ کے بڑے مرتبہ کے صحابی تھے ان کو بھی زیاد ملعون نے جو معاویہ کی طرف سے کوفے کا حاکم تھا۔ گرفتار کرایا اور حضرت علیؑ سے برائت کے بارے میں کہا اس نے انکار کیا تو زیاد نے کہا کہ تیرے بارے میں علیؑ نے کیا کہا تھا۔ کہا کہ میرے مولا نے بتایا تھا کہ دشمنان دین تیرے دونوں ہاتھوں اور پاؤں اور زبان کو قطع کریں گے اس کے بعد تم کو سولی پر چڑھائیں گے یہ سن کر ملعون غصہ میں آیا اور اسی طرح ہی رشیدؓ ہجری کو شہید کرایا۔ لوائج الاحزان ج جلد ۲ صفحہ ۲۸۷ الا لعنت اللہ علی القوم الظالمین

نعیم الملت کے ان شاگردوں کی فہرست جنہوں نے فنِ بیان میں شاگردی کی :-

۱۔ جناب ماسٹر طالب حسین صاحب مظلوب۔ گوجرانوالہ۔ ۱۳ مترو بلے مبل جناب مولانا السید اقرار حسین شاہ ساہیوال۔

۲۔ جناب مولانا نذیر احمد عباس فاضل عربی۔ دہاڑی۔

۳۔ جناب بشیر احمد عابد بی اے۔ ایم اے بی ایڈ۔ ہیڈ ماسٹر ہائی سکول چک نمبر ۶۲/ڈبلیو بی

۴۔ جناب خان غلام عباس خان صاحب بی اے بی ایڈ ہیڈ ماسٹر ہائی سکول جھنگ۔

۵۔ جناب مولوی فدا حسین صاحب لوہا تھانہ شاہ کوٹ براستہ اقبال نگر۔

۶۔ جناب محمد حسین صاحب بھٹی۔ خاص وہاڑی۔ ۱۴ جناب ذاکر آلِ محمد مصنف اعجاز آئمہ"

۷۔ جناب شفیق احمد حیدر صاحب۔ ساہیوال۔ محمود حسین برگہ۔ لاہور

۸۔ جناب مومن علی حسن صاحب فانی ایم اے۔ چیچہ وطنی۔

۹۔ جناب مولوی السید نذیر حسین صاحب خطیب شیعہ داں کھارا۔

۱۰۔ جناب عبدالحمید صاحب جعفری چک نمبر ۹/۹۰۔ ایل۔ ساہیوال۔

۱۱۔ جناب مولوی غلام باقر صاحب ثقلینی۔ موندہ ضلع جھنگ۔

۱۲۔ جناب مولوی سید شبیر حسین شاہ۔ علاقہ سمندری۔

راقم شبیر احمد شبیر

حق کا متلاشی اسے بھی پڑھے

ہمارے ملک میں کچھ ایسے بزرگ بھی پائے جاتے ہیں کہ جن کی غرض صرف سستی شہرت اور حلبِ منفعت ہے۔ ان بزرگوں نے اپنے اغراض کو پورا کرنے کے لیے حفاظتِ توحید کی آڑ لے کر شیعانِ حیدرِ کرار کو کافر مشرک کہنا اپنا شعار بنا رکھا ہے۔ اور اسے وہ خدمتِ دین سمجھتے ہیں۔ آئے دن کوئی نہ کوئی نیا مسئلہ کھڑا کر کے اپنی قابلیت کا ڈھول پیٹتے رہتے ہیں۔ اور محمدؐ و آلِ محمد علیہم السلام کے فضائل و کمالات کو منہ چڑھاتے ہوئے فخر سے علمائے حقہ ہونے کے دعویدار ہیں۔ اگر کسی غریب نے ان کی خدمت میں ادب سے عرض کی کہ حضورِ والا! پیغمبرِ اسلام کا تو آلِ محمدؐ کے بارے یہ فرمان ذیشان موجود ہے تو جھٹ سیخ پا ہو کے فرماتے ہیں کہ یہ ہمارا گستاخ ہے لہٰذا مشرک و بے دین ہے۔ سادہ لوح انسان تو ان بزرگوں کی ظاہری وجاہت سے مرعوب ہو کر ان کے ہر فرمان کو فرمانِ محمدؐ و آلِ محمد علیہم السلام سمجھتے ہیں یہ اس لئے کہ مبادا کہیں محمدؐ و آلِ محمد علیہم السلام ہم سے ناراض نہ ہو جائیں۔ یہ حربہ ان لوگوں کا نہایت کامیاب ہے۔ کاش کہ یہ بزرگ اپنے عمل و کردار سے ہمارے دلوں پر حکومت کرتے۔ اور ہمیں اپنے علم ظاہری اور باطنی سے فیضیاب فرماتے۔ مدت سے میرے دل میں بھی خیال تھا کہ ان بزرگوں کی خدمتِ اقدس میں چند سوالات پیش کر کے محمدؐ و آلِ محمد علیہم السلام کے بارے میں ان سے مزید معرفت حاصل کروں۔ مگر ساتھ ہی خوف دامن گیر ہو جاتا کہ ان کی نوکِ قلم کی جنبش کی تاب لانا میرے بس کا روگ نہیں ہے۔ بھلا ان بزرگوں کی جولانیاں اور چمنِ اسلام میں ان کی قلابازیاں کسی سادے مسلمان کو کب مسلمان رہنے دیتی ہیں۔ اب چونکہ میری کتاب لنعیم الابرار کی چوتھی جلد آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ ان چار جلدوں اور تذکرۃ النعیم کے مطالعہ سے بخوبی

اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ میں تخریبی ذہن کا آدمی ہوں یا کہ اصلاحی پہلو میرے انداز تحریر میں نمایاں طور پر نظر آتا ہے۔ اس کے علاوہ میں زندگی کی ستاون منزلیں بھی طے کر چکا ہوں اور ہر وقت پیام اجل کا خیال رہتا ہے کہ میرا اس دنیا سے رخصتی کا وقت بالکل قریب آچکا ہے۔ جب میں نے اپنی پہلی زندگی میں اپنی شہرت کے اسباب مہیا کرنے کی طرف میلان نہیں رکھا تو اب کیا غرض ہے کہ خلافِ دیانت و شرافت ایسی ہیرا پھیری کروں کہ جو معصومین علیہم السلام کی ناراضگی کا باعث ہو۔ میرے احباب اور بزرگ بخوبی واقف ہیں کہ میں نے نہ کبھی مروجہ سیاست میں حصہ لیا ہے اور نہ ہی کبھی علما کے اس اکھاڑے میں قدم رکھا ہے کہ جہاں ہمچوں دیگرے نیست کی بانسریاں بجائی جاتی ہیں۔ میرا دستورِ زندگی صرف اور صرف محمدؐ و آلِ محمد علیہم السلام کے دین کی ترویج اور ان کے فرامین پر عمل کرنا ہے۔ میں محمدؐ و آلِ محمد علیہم السلام کے فضائل اور مصائب بیان کرنا اپنے لئے ذریعۂ نجات سمجھتا ہوں۔ اللہ تعالےٰ بحق محمدؐ و آلِ محمد علیہم السلام میری اس عادت کو عبادت میں شمار فرمائے آمین ثم آمین۔ مختصر الفاظ میں یہ عرض کرنا بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ میں غالی نہیں ہوں۔ اللہ تعالےٰ مجھے غلو سے محفوظ رکھے۔ میں خدا تعالیٰ کو واحدہٗ لاشریک مانتا ہوں۔ اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ عَلِیًّا وَلِیُّ اللّٰہِ وَصِیُّ رَسُوْلِ اللّٰہِ وَخَلِیْفَتُہٗ بِلَا فَصْلٍ پر میرا کامل ایمان ہے۔ خدا تعالےٰ کی صفات میں کوئی شریک نہیں۔ شرک فی الذات، شرک فی الصفات، شرک فی الافعال، شرک فی العبادات کو میں اچھی طرح سمجھتا ہوں۔ اللہ تعالےٰ بحق محمدؐ و آلِ محمد علیہم السلام مجھے شرک کرنے سے محفوظ رکھے۔ صفات ثبوتیہ اور صفات سلبیہ پر میرا ایمان ہے۔ میں محمدؐ و آلِ محمد علیہم السلام کو اللہ تعالےٰ کی معصوم و مطاہر دن مخلوق سمجھتا ہوں۔ میرا ایمان ہے کہ خلق کرنا۔ رزق عطا کرنا۔ موت و حیات صرف اور صرف اسی کے اختیار میں ہے۔ جسے قرآن میں بارہا عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ کے خطاب سے پکارا گیا ہے اور وہ صرف اللہ تعالیٰ کی ہی ذات ہے۔ اور بس۔ میں توحید عدل نبوت۔ امامت اور قیامت پر مکمل ایمان رکھتا ہوں۔ میں مولا علیؑ کو امام منصوص من اللہ مانتا ہوں۔ میں تو مولا امیر المومنین علیہ السلام کو نبی بھی نہیں مانتا چہ جائیکہ حضورؑ کو خدا

صفات کا حامل مانا جائے۔ ہمیشہ ورد زبان ہے اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ پارہ ۵ رکوع ۱۵۔ اور رکوع ۴۔ اس گزارش کے بعد علمائے کرام سے مندرجہ ذیل احادیث کا جواب سمجھنا چاہتا ہوں۔ خدا کرے کوئی سمجھانے کی کوشش کرے۔ کفر شرک کے دھبے کو استعمال میں نہ لائے۔ بلکہ ہمیں حق کا راستہ بتائے۔ دکھلائے اور پہنچائے۔ یا پھر ان فضائل سے انکار فرمائے۔ فقط غلام حسین عفی عنہ۔ ۲ر فروری ۱۹۸۲ء۔

سوال نمبر ۱ | روایات صحیحہ سے یہ بات ثابت ہے کہ حضرت علیؓ سواری کرتے وقت گھوڑے کی رکاب میں پاؤں رکھتے تو تلاوتِ قرآن شروع کرتے اور دوسری رکاب میں پاؤں رکھتے تو کلام مجید ختم کر لیتے۔ دوسری روایت کے مطابق آپ گھوڑے پر پوری طرح بیٹھنے سے پہلے قرآن کریم ختم کر لیتے۔ عبدالرحمٰن جامی شواہد النبوت صہ ۲۸۰۔ المجالس المرضیہ صہ ۱۵۳ اور صہ ۱۹۵۔

گزارش | فرمادیں گھوڑے پر سوار ہوتے ہوئے کتنا وقت لگتا ہے۔ آدھ منٹ بھی نہیں لگتا تفصیل سے سمجھادیں کہ اتنے تھوڑے وقت میں کس طرح قرآن مجید ختم کر لیتے تھے۔ زبان سے تو انسان اتنے وقت میں بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم ہی سوار ہوتے ہوئے مشکل سے پڑھ سکتا ہے۔ پورا قرآن اتنے تھوڑے وقت میں پڑھنا ناممکن ہے۔ ہاں ہاں۔ میرا مولا جس زبان سے قرآن ختم کر لیا کرتے تھے ہم اسی زبان کو لسان اللّٰہ کہتے ہیں۔ علمائے کرام ذرا تفصیل سے سمجھا دیں۔

سوال نمبر ۲ | جناب امیر المومنین علیہ السلام کی ولادت کے سلسلہ میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ دیوار کعبہ میں پشت کی جانب ایک در پیدا ہوا اور فاطمہؓ اس کے ذریعہ سے داخل ہوئیں۔ اس کے بعد دیوار برابر ہو گئی۔ اور وہ تین روز تک کعبہ کے اندر رہیں۔ اور جنت کے پھل کھائے۔ جب باہر نکلیں تو حضرت علیؓ نے اپنے والد کو سلام کیا۔ پھر پڑھا بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ پارہ ۱۸ رکوع ۱۔ مجمع الفضائل جلد ۲ صہ ۱۲۳۔ المجالس المرضیہ حضرت علیؓ نے پیدا ہوتے ہی قرآن سنایا۔

گزارش | جناب امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے پیدا ہوتے ہی قرآن مجید کی تلا حالانکہ امیر المومنین علیہ السلام دس برس کے تھے کہ جناب ختمی المرتبت حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللّٰہ

وسلم نے اعلان نبوت کیا ۔ اور کلام مجید کی سب سے پہلی آیت اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الخ نازل ہوئی ۔ تفصیل سے سمجھا دیں کہ قرآن مجید کے شروع نزول سے دس سال قبل حضرت علیؑ نے قرآن کس طرح پڑھ کے حضورؐ پُرنور کو سنایا ۔ فرمادیں کہاں سے اور کیسے پڑھا ۔ ابھی تو قرآن عرش کے زینے سے بھی نہیں اترا تھا ۔ ہاں ہاں ۔ جس نگاہ سے حضرت علیؑ عرش کے زینے سے دیکھ کر رسول اللہ کو قرآن مجید سنا رہے ہیں ۔ ہم اسی نگاہ کو عین اللہ کہتے ہیں ۔ ذرا تفصیل سے سمجھا دیں کہ یہ نگاہ کیا ہے ۔

سوال نمبر ۳ | وَعَنْ عُمَرَ ابْنِ الْخَطَّابِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ لِعَلِيٍّ لَوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا وَّالرِّيَاضُ اَقْلَامًا وَّالْاِنْسُ كُتَّابًا وَّالْجِنُّ حُسَّابًا مَا اَحْصَوْا فَضَائِلَكَ يَا اَبَا الْحَسَنِ

ترجمہ : اور حضرت عمر بن خطاب سے مروی ہے کہ آنحضرتؐ نے علیؑ سے فرمایا کہ اگر تمام سمندر سیاہی بن جائیں اور تمام درخت قلمیں بن جائیں اور تمام انسان کاتب بن جائیں اور تمام جن حساب کریں تو بھی اے ابوالحسن تمہارے فضائل کو شمار نہ کر سکیں گے ۔ مودۃ القربیٰ صـ ۴ ۔ المجالس المرفیہ صـ ۲۲۴ تذکرۃ الخواص صـ ۳۶ ۔ اثبات امامت صـ ۸۹ ۔

گزارش | پیغمبرؐ کا فرمان کہ اگر تمام سمندر سیاہی بن جائیں اور تمام درخت قلمیں تو ان کے ختم ہونے پر بھی میرے بھائی علیؑ کے فضائل ضبط تحریر نہ ہو سکیں گے ۔ غور کر کے سمجھا دو کہ تمام سمندر کی سیاہی سے کتنی کتابیں اور فضائل لکھے جا سکتے ہیں ۔ میری عرض یہ ہے کہ حضرت علیؑ کی ظاہری زندگی تریسٹھ ۶۳ برس کی ہے اگر ان تریسٹھ برس کے سیکنڈ بنائے جائیں تو کل سیکنڈ بنیں گے ۱٫۹۳٫۲۲٫۳۶٫۰۰۰ ایک ارب ترانوے کروڑ تیئیس لاکھ اور چھتیس ہزار (اگر ایک سال ۳۶۵ دن کا ہو -) اگر جناب امیر علیہ السلام نے اپنی پوری زندگی کے ہر سیکنڈ میں ایک کمال دکھایا ہو اور وہ کمال اتنا بڑا ہو کہ اس کمال کی ایک ہزار صفحہ کی کتاب تحریر ہو سکتی ہو تو پھر مولا علیؑ کے فضائل کی ہزار ہزار صفحہ کی ایک ارب ترانوے کروڑ تیئیس لاکھ اور چھتیس ہزار کتابیں تحریر ہوں گی ۔ اور اس وقت معلومہ دنیا میں چار ارب سے زیادہ انسان ہیں تو پھر اس وقت کے انسانوں میں سے ہر انسان کو لکھنے کے لئے پانچ صد صفحہ سے بھی کم صفحے لکھنے ہوں گے ۔ جو دس پندرہ یوم میں آسانی سے لکھے جا سکتے ہیں اور ان کے لئے مختصر سی قلمیں اور سیاہی کی ضرورت ہے ۔ ایسے دو ارب کتابیں لکھنے کے

لیئے ایک دو بڑے شہروں کی قلمیں اور دواتیں کافی ہو جائیں گی۔ فرماؤ کیا رسول اللہ نے سچ فرمایا ہے کہ تمام سمندروں کی سیاہی اور تمام درختوں کی قلمیں علیؑ کے تمام فضائل کو احاطۂ تحریر میں نہیں لاسکتیں ہاں یقیناً سچ ہے۔ تو وہ فضائل ہمیں سمجھائیں کہ مولا علیؑ کے وہ فضائل کیا ہیں۔ جن کو تحریر میں نہیں لایا جاسکتا۔ ذرا التفصیل سے کوئی بزرگ ہمیں سمجھائے۔ ادھر یہاں تک پہنچ کر تو توحید و رسالت کا پتہ چلتا ہے۔ کہ جس وصی کا یہ مقام ہے تو اس کے نبیؐ کا کیا مقام ہوگا۔ اور جب نبیؐ کا مقام ذہن میں آجائے پھر دیکھیں کہ اس نبی کے خدا کا کیا مقام ہوگا عَظَمَتُ اللہِ۔ اگر مکمل درختوں سیاہی جن اور انسانوں کی تشریح کی جائے تو اپنے مقام پر یہ ایک علیحدہ کتاب بن جائے۔ میں صرف اشارہ ہی کر رہا ہوں۔ اور تشریح کا طالب ہوں۔ خدا نہ کرے کہ کسی بزرگ کو میرے اوپر غلو کا فتویٰ لگانے کا اپنا منصب یاد آجائے۔

سوال نمبر ۴ روایت میں ہے کہ حضرت علیؑ نے ارشاد نبویؐ کی تعمیل کی اور حضور علیہ السلام کے کندھوں پر چڑھ کر بتوں کو نیچے گرا دیا۔ دریں اثنا حضور علیہ السلام نے امیر المومنین حضرت علیؑ سے پوچھا کہ اے علیؑ تم اپنے آپ کو کیسا محسوس کرتے ہو۔ حضرت علیؑ نے عرض کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم تمام حجابات دور ہو گئے ہیں۔ اور یوں معلوم ہوتا ہے کہ میرا پاؤں عرشِ معلی پر ہے اور چاہوں تو ستاروں کو پکڑ لوں۔ شواہد النبوت صہ ۱۶۴ عبدالرحمٰن جامی۔ المجالس المرقیہ صہ ۱۸۰ قرآن مجید ترجمہ فرمان حاشیہ صہ ۲۶۲۔ شعر: علیؑ بر دوشِ احمد چشم بد دور
عیاں شد معنی نورٌ علیٰ نور

گزارش غور کر کے ارشاد فرمادیں کہ زیادہ سے زیادہ حضورؐ پر نور کا قد مبارک چھ سات فٹ ہوگا اور حضرت علیؑ بھی سات آٹھ فٹ کے کرلیں اور مولا علیؑ کا ہاتھ دو فٹ کا تسلیم کرلیں تو زیادہ سے زیادہ ظاہری بلندی بیس فٹ دونوں بھائیوں کی ہوگی تو فرمادیں کیا آسمان یا عرش بیس فٹ پر تھا کہ جس کے بارے میں حضرت علیؑ کہہ رہے تھے کہ اگر چاہوں تو عرش کے نیچے کو ہاتھ لگا لوں یا ستاروں کو چھو لوں۔ ادھر یہ ظاہری ہاتھ تو بیس فٹ سے زیادہ بلند نہیں ہوسکتا۔ بزرگو! وہ ہاتھ تو سمجھا دو جو عرش یا ستاروں کو لگ سکتا ہے۔ سنو۔ جو ہاتھ

ستاروں کو چھوڑ رہا ہے۔ ہم اسی ہاتھ کو ید اللہ کہتے ہیں۔ ذرا تفصیل سے اس ہاتھ کا تعارف کرا دیں۔ تاکہ آلِ محمد علیہم السلام کی معرفت میں مزید اضافہ ہو۔

سوال نمبر ۵ باب خیبر کو اکھاڑنے کے بعد حضرت علیؑ نے فرمایا مَا قَلَعْتُ بَابَ خَيْبَرَ بِقُوَّةٍ اِنْسَانِيَّةٍ بَلْ بِقُوَّةٍ رَبَّانِيَّةٍ۔ فرمایا میں نے دروازہ قلعہ خیبر کو انسانی طاقت سے نہیں اکھاڑا بلکہ ربانی قوت سے اکھاڑا ہے۔ لواعج الاحزان جلد ۲ صہ ۲۷۱۔ المجالس المرثیہ صہ ۲۹۸۔ اثبات امامت صہ ۱۰۱

گذارش اس فرمان معصوم سے ثابت ہے کہ مولا علیؑ کے پاس دو قوتیں تھیں۔ ایک انسانی، دوسری ربانی۔ تفصیل سے فرمادیں کیا ربانی طاقت و قوت کو اپنی مرضی سے کام میں لا سکتے تھے یا کبھی وہ قوت ہوتی تھی اور کبھی غائب ہو جاتی تھی۔ اگر غائب ہو جاتی تھی تو اس قوت رحمانیہ کو حاصل کرنے کے لیے حضرت علیؑ کو کیا کچھ کرنا پڑتا تھا۔ یا سرے سے یہ حدیث ہی صحیح نہیں ہے۔ امید ہے کہ کوئی بزرگ ضرور صفحہ قرطاس پر رہوار قلم کو جولان دے گا۔ اور ہم بے علم انسانوں کو علم سے فیضیاب کرے گا۔

سوال نمبر ۶ وادی الرمل کے مشرکین کو حضرت علیؑ فتح کر کے واپس پلٹے تو پیغمبر اسلامؐ نے فرمایا اے علیؑ اگر مجھے یہ اندیشہ نہ ہوتا کہ میری اُمت کے کچھ لوگ تمہارے بارے میں وہ کہیں گے جو عیسائی حضرت عیسیٰؑ ابن مریم کے بارے میں کہتے ہیں تو میں تمہارے بارے میں وہ بات کہتا کہ تم جدھر سے ہو کر گزرتے لوگ تمہارے قدموں کے نیچے کی مٹی تک اٹھاتے۔ ارشاد شیخ مفید صہ ۷۶ سیرت امیرالمومنین جلد ا صہ ۲۸۰ مفتی جعفر حسین صاحب۔ مجمع الفضائل جلد ۲ صہ ۲۷۸ ترجمہ قرآن مجید حاشیہ فرمان ؒ صہ ۹۵۴۔

گزارش اس فرمانِ مصطفےٰؐ سے ثابت ہوا کہ حضور پُر نور نے اُمت کے گمراہ ہونے کے خطرہ کے پیش نظر حضرت امیر علیہ السلام کے کمالات کو پردہ اخفیٰ میں رکھا ہے۔ کیونکہ ظرف انسانیہ میں مولا علیؑ کے کمالات کے برداشت کی گنجائش نہ پاکر خاموشی اختیار فرمائی۔ ورنہ کچھ اور کہہ دیتے۔ میری عرض مبلغئے کرام سے ہے کہ حضرت نبی کریمؐ نے یہ تو فرمایا کہ علیؑ میرے بعد تمام کائنات سے افضل ہے جس کا میں مولا اس کا علیؑ مولا۔ علیؑ قسیم النار والجنتہ ہے۔ علیؑ ساقی کوثر ہے۔ علیؑ کی ولا کے بغیر کوئی عمل قابل قبول نہ ہوگا۔ علیؑ پل صراط سے گزرنے کی راہداری دے گا۔ حدیث میں ہے یَا اَحْمَدُ اَرْسَلْتُ عَلِيًّا مَعَ كُلِّ نَبِيٍّ سِرًّا وَمَعَكَ سِرًّا وَعَلَانِيَةً۔

میرے حبیب میں نے علیؑ کو ہر نبی کے ساتھ بھیجا کہ ان کی چھپ چھپ کر مدد کرے۔ اور تیرے ساتھ بھیجا کہ تیری چھپ کر بھی مدد کرے اور ظاہر میں بھی مدد کرے۔ کتاب انوار النعمانیہ۔ حقائق الوسائل صفحہ ۲۲۴۔ مناقب مرتضوی صفحہ ۲۳۸۔ اس کے علاوہ لسان اللہ عین اللہ ید اللہ، وجہ اللہ وغیرہم بھی کہا گیا۔ پھر کونسی ایسی بات ہے جس کو اگر کہہ دیتے تو لوگ مولا علیؑ کو خدا کہنا شروع کر دیتے۔ ذرا تفصیل سے سمجھاویں کہ پیغمبر اسلامؐ نے کونسا خطاب ہے جو مولا کو نہیں دیا کہ جس کے بیان کرنے سے حضور کو امت کی گمراہی کا خطرہ تھا۔

سوال نمبر ۷ روایت میں ہے کہ حضرت امیر المومنین نے ایک آدمی کو بھیج کر ایک مرد اور اس کی عورت کو بلوایا۔ اور ان کے آپس میں لڑنے کے بارے میں دریافت کیا عورت کے شوہر سے مولا علیؑ نے فرمایا کہ یہ عورت تیرے لئے حرام ہے اور اس عورت سے فرمایا کہ کیا تو فلاں ابن فلاں کی بیٹی نہیں ہے۔ کہا کہ ہاں۔ فرمایا تو فلاں گاؤں کی رہنے والی ہے۔ تمہارے گھر کے ساتھ تیرے چچا کا گھر تھا اور تیرے اپنے چچا زاد کے ساتھ ناجائز تعلقات تھے۔ اس کے نتیجہ میں تجھے حمل ہوا۔ تو نے صرف اپنی ماں کو ان حالات سے آگاہ کیا۔ اور پھر اس حمل سے لڑکا پیدا ہوا۔ گھر میں سوائے تیرے اور تیری ماں کے کسی کو خبر نہ تھی۔ رات کے وقت تم دونوں نے بچے کو جنگل میں ڈال دیا۔ تم وہاں کھڑی تھیں کہ تھوڑی دیر کے بعد ایک کتے نے بچے کو سونگھا۔ تو نے کتے کو ایک پتھر مارا۔ وہ پتھر بچے کے سر پر لگا۔ تیری ماں نے اپنے دوپٹہ سے کپڑا پھاڑ کر اس بچے کے سر پر جہاں زخم ہوا تھا باندھ دیا۔ اور تم دونوں گھر چلی آئیں۔ عورت نے کہا حضور درست ہے۔ مولا نے فرمایا اے جوان ذرا سر سے کپڑا ہٹا۔ اس نے کپڑا ہٹایا تو آپ نے کہا کہ اے عورت دیکھ کہ یہ وہی زخم کا نشان ہے جو تو نے پتھر مارا تھا۔ حضرت علیؑ نے فرمایا یہ تیرا وہی بیٹا ہے۔ جا اسے گھر لے جا کہ خالق نے تم دونوں کی حفاظت کی۔ مجمع الفضائل جلد ۲ صفحہ ۱۸۱۔ شواہد النبوت جامی صفحہ ۲۸۱۔

گزارش یہ واقعہ بظاہر تو ایک قصہ ہی ہے۔ مگر چونکہ شیعہ سنی کتابوں میں موجود ہے اس لئے میں نے اسے نقل کر کے گذارش کرنے کی جسارت کی ہے کہ حضرت علیؑ

مدینہ میں رہتے تھے۔ اور یہ واقعہ سیکڑوں میل دور کا ہے اور جس روز مولا علیؑ عورت مرد کو بلا کر فیصلہ سنا رہے تھے۔ اس دن سے کم از کم پندرہ بیس سال پہلے کا یہ واقعہ ہے۔ میں سوچتا ہوں کہ جس واقعہ کا علم گھر والوں کو نہ ہو سکا سینکڑوں میل دور رہنے والے علیؑ کو کس طرح ہو گیا۔ خدا کا حکم ہے کہ جہاں تم ایک ہو دوسرا میں ہوتا ہوں۔ جہاں تم دو ہو تیسرا میں ہوتا ہوں۔ جہاں تم تین ہو تو چوتھا میں ہوتا ہوں۔ فرماؤ مولا علیؑ کو کیا کہا جائے کہ وہ پوری کہانی کو پندرہ بیس برس کے بعد دوہرا رہے ہیں اور ان کے عقد نکاح کی بھی خبر پا چکے ہیں۔ اور ان کے جھگڑے کو گھر میں بیٹھے سن رہے ہیں۔ ایسے سینکڑوں واقعات شیعہ سنی کتب میں موجود ہیں کہ حضرت علیؑ نے لوگوں کو ان کی گزشتہ زندگی کے حالات سے آگاہ فرمایا۔ میں تو کہتا ہوں کہ جس علم سے جناب حیدر کرارؑ مدینہ منورہ میں بیٹھ کر سارے حالات دیکھ رہے تھے ہم اسی عالم کو وصی رسول اللہ کہتے ہیں۔ بزرگوں سے عرض ہے کہ یہ میرا امام ہے۔

سوال نمبر ۸ | جب آپ نے خوارج کی طرف توجہ کی تو فرمایا کہ جب تک وہ اس جگہ سے نہ گزریں گے۔ کبھی بھی قتل نہ ہوں گے۔ اور وہ سب کے سب قتل ہو جائیں گے۔ اور صرف نو آدمی بچیں گے۔ اور میرے ساتھیوں میں سے صرف نو شہید ہوں گے۔ پھر آپ خوارج سے جنگ میں مشغول ہو گئے اور اس طریقہ سے جنگ کی کہ ان میں صرف نو افراد باقی بچے اور آپ کے صرف نو افراد شہید ہوئے۔ شواہد النبوت صہ ۲۸ عبد الرحمان جامی۔ اثبات امامت صہ ۱۰۲۔ فضائل مرتضوی صہ ۲۹۱۔

گزارش | میرا ایمان ہے کہ موت و حیات کا مالک صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے مولا علیؑ کس طرح کہہ رہے ہیں کہ خوارج صرف نو بچیں گے اور میری فوج کے صرف نو شہید ہوں گے فرمائیں یہ غائب کی خبر ہے یا اقتدار امامت ہے یا پھر یہ ہے کہ حضرت علیؑ کی نگاہ دونوں فوجوں کے تارِ زندگی پر تھی کہ انہیں دیکھ کر آپ فیصلہ دے رہے تھے۔ ہاں یہ بھی ہو سکتا ہے جو کچھ حیدر کرارؑ کی زبان سے نکلا۔ آپ کے غلام ملک الموت نے وہی نتیجہ پیش کر دیا۔ کوئی بزرگ شفقت فرما کر تشریح کر کے سمجھا دے تاکہ حق سے نہ ہٹنے پاؤں۔

سوال نمبر ۹ پیغمبر اسلام نے ارشاد فرمایا۔ قُسِّمَ الْعِلْمُ عَشَرَةَ اَجْزَاءٍ فَاُعْطِیَ عَلِیٌّ مِنْهَا تِسْعَةً وَهُوَ بِالْجُزْءِ الْعَاشِرَةِ اَعْلَمُ مِنَ النَّاسِ۔ مودۃ القربیٰ صہ ۹۳ اثبات امامت صہ ۷۷۔ مناقب مرتضوی صہ ۱۵۷۔ فرمایا خالق کائنات نے۔ تمام علوم کے ۱۰ حصے کئے۔ ان میں سے نو حصے اکیلے علیؑ کو ملے۔ اور دسواں حصہ باقی مخلوقات پر تقسیم کیا گیا۔ مگر علیؑ دسویں حصہ میں بھی سب سے زیادہ لے گیا۔ (یہ مولا علیؑ کے علم کے بارے میں فرمان مصطفیٰ)

گزارش اس وقت معلومہ دنیا میں ستائیس ہزار زبانیں تو صرف انسانوں کی ہیں۔ اب اگر دنیا کے علوم کی فہرست تیار کرنے لگیں تو یہ ناممکن ہے کہ علوم کائنات کی فہرست تیار ہو سکے۔ علوم کائنات کے تعارف کرانے کے لئے ایک عظیم دفتر درکار ہے۔ اس سے قطع نظر قرآن مجید میں ہے قَالَ الَّذِیْ عِنْدَهٗ عِلْمٌ مِّنَ الْكِتٰبِ اَنَا اٰتِیْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ یَّرْتَدَّ اِلَیْكَ طَرْفُكَ پارہ ۱۹۔ رکوع ۱۸۔ اور جس کے پاس علم من الکتاب ہے وہ چشم زدن میں چینہ کی راہ سے تخت بلقیس لا رہا ہے۔ جس یعنی جز والا ایسا ہے تو کتاب کا کل علم رکھنے والا کیسا ہوگا۔ حضرت امام علی نقی علیہ السلام نے فرمایا کہ اسم اعظم کے تہتر حروف ہیں۔ ان میں سے صرف ایک حرف کی تعلیم آصف بن برخیا کو تھی۔ اور محمد و آل محمد علیہم السلام کو خداتعالیٰ نے بہتر حروف کی تعلیم فرمائی ہے۔ اور پورے تہتر حروف کا علم خداتعالیٰ کے پاس ہے۔ تاکہ خالق و مخلوق میں امتیاز رہے۔ کتاب لوائح الاحزان جلد ا صہ ۲۸۷۔ حضرت امام جعفر صادق علیہم السلام نے فرمایا کہ آصف بن برخیا کا علم وَمَنْ عِنْدَهٗ عِلْمُ الْكِتٰبِ کے مقابلہ ایسا ہے جیسا کہ سمندر سے مچھر پر بھگوئے۔ تفسیر قمی بحوالہ ترجمہ قرآن حاشیہ مقبول احمد صہ ۵۰۰۔ حضرت امیرالمومنین کے علم کی تفصیل بیان کرتے ہوئے آپ کا فرمان سلونی سلونی قبل ان تفقدونی۔ اثبات امامت صہ ۸۷ شواہد النبوت صہ ۲۷۹ تاریخ الخلفاء صہ ۱۸۰ ابھی پیش نظر ہے اور زبانوں کی تعداد کو مزید دیکھنا ہو تو اصول کافی الکتاب الحجت سے ملاحظہ فرما دیں۔ امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ امام حسنؑ نے فرمایا خدا کے دو شہر ہیں۔ ایک مشرق میں ہے اور دوسرا مغرب میں۔ ان دونوں کے گرد لوہے کی شہر پناہ ہے ان دونوں میں ہزار ہزار در ہیں۔ اور ان میں ستر ہزار زبانیں بولنے والے ہیں۔ اور میں جانتا

ہوں سب زبانوں کو ۔ اصول کافی صفحہ ۵۰۷ ۔ میں امید کرتا ہوں کہ میری رہنمائی کے لیئے کوئی بزرگ شفقت فرما کر تسلی کرائے گا ۔

سوال نمبر ۱۰ مولا علیؑ کا فرمان خَمَّرْتُ طِينَةَ آدَمَ بِيَدِيَ أَرْبَعِينَ صَبَاحًا مولفۂ حسنہ صفحہ ۲۵۶ حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا کہ میں نے چالیس دن تک حضرت آدمؑ کی مٹی کو خمیر فرمایا ۔ فضائل مرتضوی صفحہ ۲۵ ۔

گذارش حضرت امیر علیہ السلام کا یہ فرمان ۔ ہم عام انسانوں کی سمجھ سے بالا تر ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کی مٹی کو کس طرح حضرت نے خمیر فرمایا ۔ جبکہ ہاتھوں کا سلسلہ تعلق تو پیدا ہونے کے بعد جاری ہوتا ہے ۔ کیا یہ فرمان حدیث ضعیف ہے یا واقعی آدمؑ کے خمیر کا سلسلہ حضرت امیر علیہ السلام کے دست امامت سے ہوا تو کیسے ۔ ساتھ ہی لسان اللہ ۔ وجہہ اللہ ۔ عین اللہ ۔ ید اللہ کا مطلب بھی کوئی بزرگ تفصیل سے سمجھا دے ۔ تاکہ غلو سے محفوظ رہ سکوں ۔ ان دس سوالوں کا جواب عنایت فرماتے ہوئے یہ بھی واضح کر دیں کہ نبی کے اختیارات کیا ہیں ۔ اور امام کے اختیارات کیا ہیں ۔ مگر کتاب اصول کافی کتاب الحجت صفحہ ۵۶۶ زیب نظر رہے کہ جناب امیر علیہ السلام سے ایک آدمی نے کہا کہ میرا بھائی مر گیا ہے اس کی موت نے مجھے سخت صدمہ پہنچایا ہے ۔ جناب امیرؑ نے فرمایا کیا تم اسے دیکھنا چاہتے ہو ۔ عرض کی ۔ ہاں ۔ تو مولا علیؑ نے اس کی قبر پہ پہنچ کر کچھ پڑھا اور قبر کو ٹھوکر ماری کہ صاحب قبر زندہ ہو گیا ۔ اور فارسی میں گفتگو کرنے لگا ۔ فرمایا فلاں فلاں کی محبت پر مرا ہے ۔ امام حسنؑ نے خشک درخت کو ہرا کیا اور تازے خرمے کھائے ۔ اصول کافی صفحہ ۵۷۴ ۔ امام جعفر صادقؑ کا واقعہ زمین کے خزانے نکال کر دکھانا اور ایک آدمی سے فرمایا کہ میں تیری جنت کا ضامن ہوں ۔ اصول کافی صفحہ ۵۸۸ ۔ امام موسیٰ کاظم نے ایک عورت کی درخواست پر گائے کو زندہ کیا ۔ اصول کافی صفحہ ۶۰۳ حضرت امام علیؑ رضا کے ہاتھوں کے قطرے سونے کے ذرے ہو گئے ۔ اصول کافی صفحہ ۶۱۴ ۔ ایسے سینکڑوں واقعات ضبط تحریر میں لائے جا سکتے ہیں اور یہ جو کچھ کیا گیا ہے صرف اور صرف ترویج معرفت امام کے لئے بس ہمارا تو یہی وظیفہ ہے ۔ لِي خَمْسَةٌ أُطْفِي بِهَا حَرَّ الْوَبَاءِ الْحَاطِمَةِ الْمُصْطَفَى وَالْمُرْتَضَى وَابْنَاهُمَا وَالْفَاطِمَةُ ۔ عليهم السلام ۔

راقم : غلام حسین عفی عنہ

جمعرات ۴.۲.۸۲

تاثّرات

فاضل اجل عالم باعمل جناب مولانا السیّد غلام شبیّر شاہ صاحب
جنرل سیکرٹری شیعہ وفاق علماء ضلع (اوکاڑہ) وساہیوال)
خطیب جامعہ شیعہ رینالہ خورد۔

باسمہٖ سبحانہ وتعالیٰ

آج کے اس مادی دَور میں ضرورت اس امر کی ہے کہ ہمارے علماءِ دین عوام الناس کو زیادہ سے زیادہ علوم آلِ محمدؐ علیہم السّلام سے روشناس کرائیں۔ نہ صرف تقاریر میں بلکہ تصانیف و تالیفات میں بھی فضائل و مصائب اہلبیتؑ کے ساتھ فرامینِ معصومینؑ پر خصوصی زور دیا جائے۔ تاکہ ملّت میں وہ جذبہ دین پیدا ہو جو جذبہ ارضِ کربلا میں قتیل نینوا شہیدِ کربلا نواسہ رسولؐ حضرت امام حسینؑ نے یار و انصار میں پیدا کیا تھا۔ تاکہ وقت پڑنے پر قوم ہر قربانی کے لئے تیار رہے۔ اس کی زندہ مثال ہمارے سامنے انقلاب اسلامی ایران کی ہے۔ یہ انقلاب صرف چند روز میں ہی نہیں آیا بلکہ علماء اعلام کی متواتر پچاس سال کی انتھک محنت کا نتیجہ ہے۔

آج دُنیا نے دیکھ لیا ہے کہ روس و امریکہ جیسی بڑی طاقتیں ایران کے سامنے گھٹنے ٹیکنے پر مجبور ہو گئی ہیں۔ یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ مجاہد کبیر حضرت آیۃ اللہ العظمیٰ آقای رُوح اللہ الخمینی مدظلہ العالی روس المؤمنین کی رُوح پھونک کر اسلامی سانچے میں ڈھال دیا ہے۔ ذٰلِکَ فضل اللہ یوتیہ من یشاء۔

اگر پاکستانی علماء بھی محراب و منبر پر اسی عمل کو دہرائیں تو انشاء اللہ وہ دن دُور نہیں جبکہ ملت کا ہر فرد کردار و گفتار میں حسینی نظر آئے گا۔ اس سلسلے میں لائقِ تحسین و داد ہیں۔ جناب مستطاب رئیس المقربین نعیم الواعظین سرکار نعیم الملت مولانا الحاج غلام حسین صاحب دام عزہ آف ساہیوال کہ جنہوں نے اگر ایک طرف منبر پر اپنی تقاریر کی مؤمنین سے داد لی ہے تو دوسری طرف اپنے قلم کو جولانی دے کر دینی خدمات انجام دینے میں کسی سے پیچھے نہیں رہے۔

میں نے مولانا موصوف کو نہایت قریب سے دیکھا ہے۔ مجھے یہ کہنے میں کوئی باک نہیں کہ میں نے نعیم ملت کو مخلصِ قوم، دین کا دردمند اسلامی اصولوں کا کاربند اور عالم باعمل پایا۔ ان پر علماء کے اعتماد کا یہ عالم ہے کہ موصوف اگر ایک طرف وفاق علماء شیعہ ضلع ساہیوال کے صدر ہونے کی حیثیت سے علما کی سرپرستی کر رہے ہیں۔ تو دوسری طرف تحریک نفاذ فقہ جعفریہ پاکستان کی مجلسِ عاملہ کے رُکن ہو کر ملت کی رہنمائی فرما رہے ہیں۔

مجھے حیرت ہوتی ہے کہ مولانا موصوف اتنی مصروفیات کے باوجود اتنے امور کیونکر انجام دیتے ہیں۔ مگر حقیقت ہے کہ جس کے دل میں دین کا درد ہو۔ اس کے لئے کوئی مشکل سدِّ راہ نہیں بنتی۔ میں نے سرکار نعیم الملت کی تالیف انیف نعیم الابرار فی اذکار النبیؐ المختار و آلہ الاطہار جلد ۴ کو ابتداء تا آخر پڑھا۔

روضہ خوانی میں جتنی بھی کُتب میری نظر سے گزریں۔ کتاب مذکور کو کثیر المواد وسیع المضامین پایا۔ اس پر لُطف یہ کہ موصوف نے کسی آیت حدیث، تاریخی واقعہ کو بغیر حوالہ نہیں چھوڑا۔ اس پر کتنی محنت و جانفشانی کرنی پڑتی ہے۔ صاحب کتاب ہی جان سکتے ہیں۔ مگر اس کا فائدہ یہ ہے کہ قاری کے مطالعہ میں نہ صرف علم کا اضافہ ہوتا ہے۔ بلکہ اسے اعتماد اور یقین بھی پیدا ہوتا ہے۔ گویا کہ یہ کتاب علوم آل محمدؐ کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا

ممکن ہے ۔ اور مبتدی کیلئے کامل اُستاد میں نے حتی المقدور کوشش کی ہے
س میں کوئی غلطی نہ رہنے پائے ۔ مگر پھر بھی انسان سہو و نسیان سے مبرّہ نہیں

اہل علم سے اپیل ہے ۔ کہ جہاں غلطی پائیں عفو فرمانے کے
ساتھ ساتھ مطلع کریں تاکہ آئندہ اشاعت میں اس غلطی کو
دُور کیا جا سکے ۔

آخر میں دُعا کرتا ہوں کہ خداوند کریم مولانا موصوف کو بحق المعصومینؑ
تادیر زندہ و سلامت رکھے ۔ تاکہ اُن کا یہ تبلیغی سلسلہ جاری و
ساری رہے ۔ والسلام

علیٰ من اتبع الھدیٰ
حررہ احقر سید غلام شبّیر بقلمہ
جامعہ امامیہ رینالہ خورد
ضلع ساہیوال

یہ کتاب درج ذیل کتب فروش حضرات سے مل سکتی ہے

(1) مکتبہ النذیر، بالمقابل مسجد حیدریہ، جی ٹی روڈ، ساہیوال

(2) افتخار بک ڈپو، کرشن نگر، لاہور

(3) مکتبہ ذیشان، حسینہ ہال، ہوپ روڈ لاہور۔ 54000

(4) امامیہ کتب خانہ اندرون موچی گیٹ، لاہور

(5) مکتبہ ولی العصرؑ۔ جامعۃ المنتظر، ماڈل ٹاؤن، لاہور

(6) مکتبہ اصغریہ، امام بارگاہ، بلاک نمبر 7، سرگودھا

(7) محفوظ بک ڈپو، مارٹن روڈ، کراچی

(8) علی بک سینٹر نزد امام بارگاہ حیدری چوک، وہاڑی

(9) حق برادرز، انارکلی، لاہور

(10) مکتبہ الرضا میاں مارکیٹ، اُردو بازار، لاہور

(11) کریم پبلیکیشنز، سمیع سنٹر، 38 اُردو بازار، لاہور